رسائل انجمن خدام الدین

لاہور

مؤلفہ

الحاج مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن

شائع کردہ

انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

RS: 3.50

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر

نمبر ۱

تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ

مرتبہ

امیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

مقامی حضرات ... سے مفت لے سکتے ہیں۔ بیرونی حضرات ... کا ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

برادرانِ اسلام۔ خدا تعالےٰ کے لئے کلمۂ طیبۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی عزت کا لحاظ رکھو۔ اِس کلمۂ پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ (ہم فقط اُسی کے غلام ہیں) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے ہیں (یعنی جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں ملے گا۔ ہم اس کو خدا تعالےٰ کا

فرمان سمجھ کر اس کی تعمیل کریں گے۔ لہٰذا ہمارا
فرض ہے کہ ہر کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
طریقے کو پسند کریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ
كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝
ترجمہ۔ جو شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ اور قیامت
کے دن کو مانتا ہے۔ اس کے لئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل بہترین دستور العمل ہے
اور جو شخص آپ کے طرزِ عمل کو اپنا دستور العمل
نہ بنائے اس کے لئے قرآن مجید میں یہ وعید
موجود ہے۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا
تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ ترجمہ
جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت
کرے گا۔ بعد اس کے کہ ہدایت اس کے ہاں واضح
ہو چکی ہے اور وہ صحابہ کرام کے طریقے کے
خلاف کوئی اور راہ اختیار کرے گا ہم اس کو
وہی سونپ دیں گے۔ جس طرف وہ خود متوجہ ہوا
اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور

دوزخ بُرا ٹھکانا ہے"۔

برادرانِ عزیز۔ آپ کو اِس عتاب مذکور الصدر سے بچاکر عنداللہ و عندالرسول سرخرو کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سچے تابعداروں کی رسوم صالحہ کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ سے مستدعی ہوں کہ مجھے اور آپ کو اِن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے تاکہ قیامت کے دن دربارِ الٰہی میں سُرخرو ہوکر پیش ہوں آمین یارب العالمین

بچہ پیدا ہونے کا دِن

(۱) بچہ پیدا ہونے کے بعد سب سے پہلے نہلا دھلاکر دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہنی چاہیئے۔ چنانچہ مفتاح النجاۃ میں آیا ہے۔ کہ جب حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ایک صاحب پیدا ہوئے۔ توآنحضرت نے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں میں اقامت کہی۔

(۷) اذان دینے کے بعد تحنیک مستحب ہے۔ یعنی کھجور وغیرہ چبا کر بچے کے تالو میں لگانا۔ تحنیک کسی نیک اور پرہیز گار سے کرانی چاہیے چنانچہ مروی ہے۔ عَنْ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُؤتیٰ بِالصِّبیَانِ فَیُبَرِّکُ عَلَیْہِمْ وَیُحَنِّکُھُمْ ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بچے لائے جاتے تھے آپ ان کے حق میں برکت کی دعا فرمایا کرتے اور تحنیک کیا کرتے تھے۔

عقیقہ کے احکام

(۱) جن کا ذکر کرنا ضروریات میں سے ہے قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْغُلَامُ مُرْتَھِنٌ بِعَقِیْقَۃٍ یُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ السَّابِعِ وَیُسَمّٰی وَیُحْلَقُ۔ ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ اپنے عقیقہ میں رہن رکھا گیا ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے

(۲) اگر طاقت ہو تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کے لئے ایک بکری ذبح کرنی چاہیے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ (عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَةِ شَاةٌ) ترجمہ:۔ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک ہے۔

(۳) اگر طاقت نہ ہو تو لڑکے کی طرف سے ایک بکری کافی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ مروی ہے (عَقَّ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ و سلم عَنِ الْحَسَنِ بِشَاۃٍ وَقَالَ یَافَاطِمَةُ احْلِقِیْ رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَةِ شَعْرِہٖ فِضَّةً) ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا اور آپ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اس کا سر مونڈ دو۔ اور سر کے بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ دو۔

(۴) بچہ کے سر کے منڈے ہوئے بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کرنی چاہیے۔ چنانچہ ع۳ کی حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں (وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَةِ شَعْرِہٖ فِضَّةً ترجمہ اے فاطمہ اُسکے بالوں کے برابر چاندی خیرات کردے

(۵) علماء احناف عقیقہ کو مستحب سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودھویں دن بھی کافی ہے اور اگر اُس دن بھی رہ جاوے تو پھر اکسویں دن ہو سکتا ہے۔ اگر اُس دن بھی نہ ہو سکے تو پھر لازم نہیں کہ خواہ مخواہ قرض اُٹھا کر بھی ادا کرے۔

(۶) عقیقہ میں بھیڑ بکری دُنبہ خواہ نر ہو یا مادہ سب جائز ہیں۔

(۷) گوشت کی تقسیم کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ اس کے تین حصے کیے جائیں تول کر یا تخمینہ سے کر لئے جاویں ایک حصہ فقراء و مساکین پر صرف کیا جاوے اور دو حصے اپنے اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں پر خرچ ہوں اور عقیقہ کا گوشت ماں۔ باپ۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ سب کو کھانا جائز ہے اور ذبیحہ کا چمڑا خیرات کر دینا چاہیئے عقیقہ کا گوشت ہر مسکین (خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم) کو دینا جائز ہے اگر اس گوشت میں سے حجام یا دائی کو کو بھی کچھ دیا جائے۔ تو کوئی ممانعت نہیں ہے۔

ختنہ کے احکام

(۱) ختنہ کرنا مسلمانوں کا شعارِ مذہبی ہے۔ چنانچہ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ (قال رسول اللہ علیہ وسلم خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ اَلْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ)
ترجمہ۔ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ استرا لینا۔ ختنہ کرانا۔ مونچھیں کترانا بغل کے بال اکھاڑنا اور ناخنوں کا لینا۔لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا۔کہ ختنہ ضروریاتِ دین سے ہے۔(۲) علماءِ کرام کا قول ہے۔کہ سات سال کی عمر تک ختنہ ہوجانا چاہیئے اور اس سے زیادہ دیر کرنی مناسب نہیں (۳) تقریبِ ختنہ پر دعوت کرنا اور کھانا تقسیم کرنا کوئی ضروری نہیں ہے اور اگر بغیر التزام کرے بشرطیکہ غیر مشروع کام (مثلاً گانا بجانا۔سودی قرضہ اٹھانا۔ نام و نمود کے لئے دعوت کرنا وغیرہ) سے پرہیز کی جائے۔ تو کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔

منگنی کے احکام

(۱) اپنے کنبے سے جتنے لوگ لڑکی کی نسبت کی

خواہش کریں۔ اُن میں سے ایسے لڑکے کی نسبت منظور
کرنی چاہیئے ۔ جو سب سے زیادہ دیندار اور خوش
خُلق ہو۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے۔کہ جس وقت ایسا شخص لڑکی کی نسبت کی
خواہش کرے جس کے دین اور خُلق کو پسند کرتے ہو
تو اس سے نکاح کردو۔ ورنہ فتنہ اور فساد اُس میں
برپا ہوگا۔ (۲) منگنی کرنے کے وقت کسی رسم و رواج
کی ضرورت نہیں۔کسی آدمی کا رو برو جاکر کہدینا۔یا بذریعہ
خط و کتابت معاملہ کو طے کرلینا بھی کافی ہوسکتا ہے
بلکہ شرعاً تو یہانتک بے تکلفی ہے۔کہ اگر دولہا جاکر خود
درخواست کرے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔چنانچہ حضرت
فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتہ کے متعلق حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے خود خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر
درخواست کی اور آپ نے قبول فرمالی پس حضرت فاطمہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہی منگنی تھی۔موجودہ زمانے کے
رسم و رواج لغو اور خلاف سنت ہیں (۳) منگنی کرنے
کے وقت لڑکے اور لڑکی کی عمر کا تناسب بھی ملحوظ رہنا
چاہیئے۔چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پندرہ

سال اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر اکیس سال کی تھی۔

سنت طریقہ کا نکاح

(۱) نکاح کرنے کے وقت بلا کسی قسم کی شدید جدو جہد کے دوست احباب کو بُلا لینا مسنون ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کو ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ (۲) نکاح کے وقت لڑکی کے باپ کا چھپے چھپے پھرنا خلافِ سنت ہے بلکہ پورا اتباعِ سنت یہی ہے کہ لڑکی کا باپ خود ہی خطبہ پڑھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا خطبہ خود ہی پڑھا تھا۔ (۳) یہ ضروری نہیں کہ برات کو لڑکی والا ضرور ہی کھانا کھلائے چنانچہ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے بعد فقط ایک طبق میں خرمے لیکر حاضرین کو تقسیم کر دیئے گئے تھے لیکن حسب ارشاد مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ (ترجمہ:- جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پہ ایمان رکھتا ہے تو اسکے ذمہ لازم ہے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے۔ اس لئے اگر برات کو کھانا کھلاوے تو کوئی حرج بھی نہیں (۴) مہر اوسط درجہ کا

مقرر ہونا چاہیئے بلکہ مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا چاہیئے۔ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی یا صاحبزادی کا ساڑھے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر کیا ہو۔ جو کہ ہمارے حساب میں تقریباً ایک سو ۱۳۱ سینتیس روپیہ ہوتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خبردار مہر مت بڑھایا کرو۔ کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت کا باعث ہوتا یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقوٰے کی بات ہوتی تو تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے زیادہ مستحق تھے۔
(۵) جہیز دینا مسنون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز دیا تھا اس میں تین باتیں ملحوظ رہیں اوّل۔ اپنی طاقت سے زیادہ تردد نہ کیا جائے مثلاً قرضہ لیکر یا مکان گروی رکھ کر جہیز بناکر دینا خلافِ شرع ہے دوم۔ ضرورت کا لحاظ رہے۔ کہ جن چیزوں کی سردست ضرورت ہے وُہ دینی چاہئیں سوم۔ اعلان و اظہار نہ ہونا چاہیئے اس میں محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنا مطلوب ہو۔ اور اگر دُنیا کو دکھلانا اور نام و نمود کرنا مقصود ہے۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا۔ چنانچہ رسول اللہ

59596

صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جہیز میں کنبہ تُھر یا محلہ والوں کو بُلاکر دکھلوا نہیں کیا تھا (۶) نکاح کے بعد مرد کے ذمہ ولیمہ مسنون ہے وُہ بھی خلوصِ نیت اور اختصار کیساتھ نہ کہ فخر و اشتہار کیلئے۔ ورنہ ایسا ولیمہ ریاکاری کا بھی جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ایسے ولیمے کو (شَرُّ الطَّعَامِ) فرمایا گیا ہے۔ یعنی یہ بڑا ہی بُرا کھانا ہے اس لئے نہ ایسا ولیمہ جائز ہے نہ اسکا قبول کرنا جائز۔ (۷) لڑکی کی رخصتی کے وقت کسی قسم کا تکلف نہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت اُم ایمن کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر بھیج دیا تھا (دیکھو یہ دونوں جہاں کی شہزادی کی رخصتی ہے جس میں نہ دھوم نہ دھام نہ میانہ نہ پالکی نہ بکھیر وغیرہ) ہم لوگوں کو بھی لازم ہے۔ کہ اپنے پیغمبر' دونوں جہان کے سردار' کی پیروی کریں اور اپنی عزت کو حضور کی عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں نعوذ باللہ منہ۔

۸۔ رسم تنبول خلافِ شرع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا خیرالقرون کے زمانہ میں اسکی کوئی اصلیت نہیں ہے لہذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس قبیح رسم

سے بچیں بالخصوص جبکہ مسلمان اس ڈہارس پر عموماً قرضہ سودی اُٹھا لیتے ہیں کہ اتنا تنبول آجائے گا۔ اور قرضہ ادا ہو جائے گا۔ گویا تنبول دینے والے سودی قرضہ اُٹھانے کے موجب ہوتے ہیں۔ لہٰذا اِن کا فرض ہے کہ خود بھی اس مصیبت سے بچیں اور شادی کرنے والے کو بھی عذاب الٰہی سے بچائیں۔ اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ اس ناپاک رسم کو سرے سے موقوف کر دیا جائے:۔

مالِ میراث کے احکام

(۱) ائمۂ اہل السنت والجماعۃ کے ہاں میت کے مال کو چار حصوں پر ترتیب وار صرف کرنا ضروری ہے (اوّل) مطابق سنت کے کفن دفن کے مصارف (دوم) اس کے بعد قرضہ ادا کرنا۔ (سوم) پہلے دو قسم کے حقوق ادا کرنے کے بعد اگر وصیّت کر گیا ہو تو اس کو تیسرے حصہ مال سے ادا کرنا۔ (چہارم) بقیہ مال وارثوں کو قرآن شریف کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق تقسیم کرنا (۲) مذکور الصدر ترتیب کے سوا صرف کرنا ناجائز ہے۔ اگرچہ قبل التقیسم کسی قسم

کی خیرات ہی کیوں نہ کی جائے خصوصاً جبکہ وارثوں میں کوئی نابالغ ہو تو خیرات کا کرنا بھی ناجائز ہے اور کھانا بھی حرام۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ نَارًا وَّسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا) **ترجمہ:**۔ وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں سوائے اِس کے نہیں کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جہنّم میں داخل ہوں گے ۔

تنبیہ:۔ ہر مسلم کا فرض ہے کہ اِن رسومِ اسلامیہ کی خود پابندی کرے اور اپنے رشتہ داروں اور دوست احباب کو اُن کی پابندی کی ترغیب دے ۔ اور جو لوگ تبلیغِ تام کے بعد بھی ان رسوم کا لحاظ نہ رکھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستور العمل کو اپنے لئے مشعلِ راہ نہ بنائیں۔ تو ایسے لوگوں کی خلافِ شرع رسوم میں ہرگز شرکت نہ کرنی چاہیئے خواہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں

اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین ۔

تصدیقات علمائے کرام:۔ (۱) الجواب صحیح اصغر علی ندوی عفا اللہ عنہ مدرس عربیہ اسلامیہ کالج لا (۲) الجواب صحیح والمجیب نجیح ابو نجم الدین عفی عنہ (۳) ابو محمد احمد عفی عنہ امام مسجد صوفی لاہور (۴) اصاب من اجاب (شمس الحق عفی عنہ)

انجمن خدام الدین لاہور کے نسخہ

قرآن عزیز

بہ تحشیہ جدید
عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ:-

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
	کرنافلی سفید کاغذ	میکنیکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

سلسلہ نمبر ۲

كُنتُم خَيرَ اُمَّةٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنكَرِ

سلسلہ وَتُؤمِنُونَ بِاللهِ نمبر ۲

شهادة النحارير على حرمة المزامير

باجوں کی حرمت

از روئے شریعت

مرتبہ مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شعبۂ التالیف والاشاعۃ انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

مفت محصول ڈاک ۷ پیسے

(فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اَمّا بعد

برادرانِ اسلام! انسان دُنیا میں خُدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے آیا ہے۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہر وقت ہر حال میں ہر ایک موقع پر اِس بات کا لحاظ رکھیں کہ کوئی کام ایسا نہ کریں جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو اور اگر کسی بھائی سے ایسی غلطی ہو تو دوسرے کا فرض ہے کہ حقِ اخوت ادا کرے اور اپنے غلط کار بھائی کی دلالت علی الخیر سے دست گیری کرے تاکہ دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست

در پریشاں حالی و در ماندگی!

پیارے بھائیو! اس مذکور الصدر ولولے اور بے چینی نے مجبور کیا کہ باجے کے متعلق اپنے مسلمان بھائیوں کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پہنچا دوں اور بارگاہِ صمدی عزّ شانہٗ سے التدعا کروں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے میرے بھائیوں کو اس قبیح رسم سے نجات دے۔ جس سے کہ ان کا دین و دُنیا برباد ہو رہے ہیں۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ اور اُس کا رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم ناراض ہو جائیں تو پھر دین داری کا مزہ

کیا اور ایسی دنیا سے کیا حاصل ؟ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم! نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

قرآن مجید و فرقان حمید کے ارشادات متعلقہ باجہ

عزیز بھائیو! غالباً کسی شخص کو بھی اس میں شک نہیں ہوگا کہ باجہ بجوانا دین نہیں ہے بلکہ کھیل اور تماشا ہے اور اس امر پر فخر کرنا ہے کہ ہم دُوسروں سے کم نہیں ہیں اور اس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بفضلِ خدا ہمارے پاس روپیہ کافی سے زائد ہے۔ علاوہ اس کے باجہ بجوانے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ باجے کے بغیر برات بے زینت ہے۔ برات کی دھوم دھام باجے کے ساتھ ہونے ہی سے ہے۔ ورنہ سالن بے نمک کی طرح بدمزہ ہے۔ ان مقاصد کے متعلق

ارشادِ باری جل مجدہٗ ملاحظہ ہو۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

ترجمہ:۔ جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا اور زینت اور آپس میں فخر

کرنا اور مالوں اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا ہی ہے مثل بارش کے کہ کاشت کاروں کو اس کا سبزہ اگنا پسند آتا ہے۔ پھر خشک ہو جاتا ہے پھر تو اسے زرد شدہ پائیگا پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضا ہے اور دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے سامان کے اور کچھ نہیں۔

بھائیو:۔ اس میں شک نہیں کہ باجہ بجانا لغو (بیہودہ کام) ہے کیونکہ دین تو ہے نہیں۔ علاوہ اس کے دنیا کے نفع کے بجائے سراسر نقصان ہے۔ کیونکہ اپنی حلال کی کمائی میراثیوں اور بھانڈوں کی نذر کرنی پڑتی ہے اور لغو اس کام کو کہا جاتا ہے کہ جس میں نہ دین کا فائدہ ہو۔ نہ دنیا کا۔

فرقان حمید کا اعلان متعلق لغو ملاحظہ ہو:۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ:۔ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔ (پ۱۹ - رکوع ۴)

ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بے ہودہ کام پر گزرتے ہیں تو بزرگانہ روش سے گزرتے ہیں۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ:۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○

ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو بے ہودہ کاموں سے منہ موڑنے والے ہیں (پ۱۸۔ رکوع۱)

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ:۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ط (پ۲۱۔ رکوع ۱)

ترجمہ:۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کھیل کی باتوں کو خرید کرتے ہیں

تاکہ بن سمجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی راہ پر تمسخر کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

عزیز بھائیو! جب بندہ کہلوایا ہے تو بندہ بن کر دکھا دو یعنی حکم شہنشاہی کے آگے سر جھکا دو اور اغراضِ نفسانی کے پورا کرنے کے لیے جو سرکشی کر رہے ہو۔ اس سے باز آجاؤ۔ ورنہ یوم الحساب میں کیا جواب دوگے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس دنیاوی فرحت اور سرور عارضی پر دائمی راحت کو قربان کر بیٹھو۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّ یَصْلٰی سَعِیْرًا ۝ اِنَّهٗ کَانَ فِیْ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا

ترجمہ:۔ اور جس کو اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا۔ پس قریب ہے کہ ہلاکت کو بلائے گا۔ اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ تحقیق وہ اپنے اہل میں خوش تھا۔ (پ۳۰ ۔ رکوع ۹)

باجہ وغیرہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ ہوں

علامہ جلال الدین سیوطی کی روایت

حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بروایت انسؓ بزار وغیرہ کتب حدیث سے اپنی سنن میں نقل کی ہے اور اس کے اسناد کی تصحیح کی ہے۔

صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَّرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِیْبَةٍ۔

ترجمہ:۔ دو آوازوں پر دُنیا اور آخرت میں لعنت ہے۔ خوشی کے وقت باجہ

بجانا اور مصیبت کے وقت بین کی آواز نکالنا۔

بخاری شریف میں بطور تعلیق کے مذکور ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَکُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحَرِیْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میری اُمت میں ضرور ایسے لوگ ہوں گے جو کہ ریشم اور شراب اور آلات لہو (باجہ تنبورہ۔ طبلہ سارنگی وغیرہ) کو حلال سمجھیں گے

ترمذی شریف میں ہے

یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ اِذَا ظَہَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ

ترجمہ:۔ میری امت میں (بعض) لوگ زمین میں غرق ہوں گے اور اُن کی صورتیں بھی مسخ ہوں گی۔ یہ عذاب تب ہوں گے جب گانے والی عورتیں اور آلاتِ لہو (باجہ وغیرہ) ظاہر ہوں گے۔

سنن ابوداؤد میں ہے

عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا فَوَضَعَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ وَنَأیٰ عَنِ الطَّرِیْقِ وَقَالَ یَا نَافِعُ ہَلْ تَسْمَعُ شَیْئًا فَقُلْتُ لَا فَرَفَعَ اِصْبَعَیْہِ عَنْ اُذُنَیْہِ وَقَالَ کُنْتُ

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا ۔

ترجمہ:۔ نافع سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بانسری کی آواز کو سنا تو اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں دے دیں اور راستہ سے دُور ہٹ گئے اور فرمایا اے نافع! آیا کچھ اب بھی سُنتا ہے میں نے کہا۔ نہیں پھر اس نے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور فرمایا کہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا پس آپ نے اسی طرح آواز سُنی اور ایسا ہی کیا ۔

سنن ابن ماجہ میں ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيَ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اِسْمِهَا يُعْزَفُ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ ۔

ترجمہ:۔ رسُول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ البتہ ضرور ہی میری امت میں سے بعض لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام شراب کے سوا کوئی دُوسرا رکھ لیں گے اور ان کے رو برُو آلات لہو (باجہ۔ طنبورہ۔ سارنگی طبلہ وغیرہ) بجائے جائیں گے ۔ اور گانے والی عورتیں اُن کے سامنے گائیں گی ۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ زمین میں غرق کر دے گا اور اُن میں سے بعضوں کو

بندر اور خنزیر بنائے گا۔

عزیز بھائیو! آپ نے سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین کے ارشادات کو سُنا۔ چونکہ ہم مسلمانوں نے حسب وعدہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ اپنے آپ کو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامنگیر بنایا ہے اور اُن کے ہر حکم کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھ کر اپنا نام مُسلم رکھوایا ہے۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ارشاداتِ نبوی کی قدر کریں اور جس کام پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں۔ اُسے چھوڑ دیں۔ مثلاً جب باجہ پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت بھیجتے ہیں تو ہم مسلمان کہلا کر کیوں بجائیں!

اور جب باجہ بجانے والوں کے متعلق زمین میں غرق ہونے کی پیشین گوئی آپ فرمائیں تو ہم مسلمان کہلا کر اپنے آپ کو کیوں ایسے عذاب کے لیے تیار کریں۔

اور جب باجہ بجانے والوں کے متعلق آپؐ بندر اور خنزیر بننے کی خبر دیں تو پھر ہم کیوں ایسی ملعُون قوم میں اپنا نام لکھوائیں!

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باجے کی آواز سُن کر کانوں میں اُنگلیاں دے دیں۔ اس ناپاک کام سے جب ہمارے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی نفرت ہو تو پھر ہم سچے محب کہلا کر کس طرح ایسی ناشائستہ حرکت کو جائز رکھیں بلکہ اپنی حلال کی کمائی کو ایسے بُرے کام میں صرف کریں۔ خداوندا! تو اپنے حبیبِ پاک فداہ ابی وامی کے طفیل سے ہمیں اس بُرے کام سے بچا۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

میرے احناف بھائیو!

فقہائے عظام کی معتبر کتابوں کے فیصلے بھی سُن لو!

مبسوط میں ہے:-

اِسْتِمَاعُ الْمَلَاهِیْ وَالتَّغَنِّیْ کُلُّهَا حَرَامٌ (انتہیٰ)

ترجمہ:- آلاتِ لہو (باجہ وغیرہ) اور گانا سننا سب حرام ہے۔

محیط میں ہے:-

اَلتَّغَنِّیْ وَالتَّصْفِیْقُ بِهَا وَاِسْتِمَاعُهَا کُلُّهَا حَرَامٌ

ترجمہ:- گانا سننا اور تالی بجانا اور اِن چیزوں کا سننا سب حرام ہے۔

نہایہ میں ہے:-

اَلتَّغَنِّیْ وَالتَّصْفِیْقُ وَالطَّنْبُوْرُ وَالْبَرْبَطُ وَالدَّفُّ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ حَرَامٌ۔

ترجمہ:- گانا سُننا اور تالی بجانا اور طنبورا اور بربط اور دف اور جو بھی اس قسم کی چیزیں ہیں سب کا سننا اور بجانا حرام ہے۔

عزیز بھائیو! اللہ تعالیٰ کے ارشادات پیش کر چکا ہوں۔ دراصل قرآن پاک کا حکم ہی کافی تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات اس لیے پیش کر دیئے ہیں تاکہ آپ کو یہ شبہ نہ رہے کہ جو کچھ عرض کر رہا ہوں۔ وہ منشا الٰہی نہیں ہے بلکہ خود ساختہ خیالات ہیں۔

کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فیصلہ الٰہی موجود ہے،

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

ترجمہ:- آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوا کرتا ہے،

لہٰذا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عین منشاء الٰہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلماتِ طیبات کے بعد فقہاء عظام کے اقوال کی دراصل کوئی ضرورت نہ تھی لیکن اقوال ذکر کرنے کی اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلماتِ طیبات آپ ہی کے دوسرے ارشادات سے منسوخ ہو چکے ہیں اس لیے ممکن ہے کہ بعد کے فقہائے امت نے ان کو اب معمول بہا نہ بنایا ہو- لہٰذا یہ بھی معلوم ہوگیا- کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات محکمات اور معمول بہا اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں-

گذارشِ آخری

اے میرے عزیز بھائیو! جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے اُمّت کے ہاں باجہ بجانا قابل لعنت و ملامت وغیرہ القاب شنیعہ ہے تو کیا ہم مسلمانوں کا یہ فرض نہیں کہ اس مردود فعل سے اجتناب کریں- ورنہ خطرہ ہے کہ اپنی حلال کی کمائی کو اس مردود فعل میں صرف کرنے کے باعث کہیں ہم بھی مردود نہ ہو جائیں- نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَهُوَ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ وَالْهَادِیْ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ ط

تصدیقات علمائے کرام

۱۔ حضرت مولانا مولوی ابوالحسن شاہ تاج محمود صاحب امروٹ (صدر جمعیۃ العلماء سندھ)

۲۔ مدخل ابن حاج میں لکھا ہے کہ گانا سننا چاروں مذہب میں ناجائز ہے۔ اور اگر باجے بھی ساتھ ہوں تو اس کی قباحت بڑھ جاتی ہے۔ اغاثۃ اللھفان میں ہے۔ مذھب ابی حنیفہ فی ذلک من اشد المذاھب و قولہ فیہ اغلظ الاقوال و قد صرح اصحابہ بتحریم سماع الملاھی کلھا کالمزامیر الدف وحتی الضرب بالقضیب و صرحوا بانہ معصیت یوجب الفسق و توبہ الشھادۃ ص۱۲) لہٰذا حنفی بھائیوں کو اور لوگوں سے بڑھ کر گانے باجے سے نفرت کرنی چاہیئے۔ حضرت مولانا مولوی ابو محمد احمد صاحب عفی عنہٗ امام مسجد صوفی لاہور۔

۳۔ بلاشبہ امور مذکور گانا بجانا۔ انگریزی۔ دیسی باجے۔ بیاہ شادی میں خواہ بلا بیاہ شادی بجانا علیٰ ہذا منادی کرنے والوں کا باجوں کے ساتھ منادی کرنا مطلقاً حرام ہے اور ناجائز اور اس میں روپیہ خرچ کرنا تبذیر اور اسراف بیجا ہے۔ اللہ جل شانہٗ اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رئیس المفسرین فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ و من الناس من یشتری لھو الحدیث میں لھو الحدیث سے مراد گانا بجانا ہی ہے لہٰذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ضرور ان محرمات سے تائب ہو کر اپنا مال حرام طریقوں میں خرچ کر کے مسرف اور مبذر نہ بنیں اور جو لوگ اس میں کوشش کریں۔ ان پر لازم ہے کہ

خود داڑھی منڈوانی اور منڈوانے میں خرچ کرنے سے تائب ہوں تاکہ مستحق اس آیت کریمہ کے نہ ہوں۔ یاایھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون تاکہ ان کے قول میں اثر ہو۔ اور صورت کامیابی اور حصولِ ثواب دارین کی امید ہو (حضرت مولانا مولوی) ابو محمد محمد دیدار علی (صاحب) الخطیب جامع مسجد وزیر خان (المرحوم)

۴۔ الجواب صحیح (حضرت مولانا مولوی) اصغر علی روحی صاحب (عفی اللہ عنہ) (پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور)

۵۔ شادیوں میں جو اور اسراف آج کل بہت سے خلافِ شرع ہوتے ہیں۔ منجملہ ان کے باجہ اور ناچ رنگ جو اسراف اور ممنوع ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنی چاہیئے اور محض حظ نفس کے لیے یہ کام نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب (حضرت مولانا مولوی احمد علی (صاحب) عفی اللہ عنہ، پروفیسر اسلامیہ کالج (خطیب شاہی مسجد لاہور)

۶۔ ذالک کذالک و انا مصدق بذالک

حضرت مولانا مولوی، محمد یار (صاحب) امام و خطیب و مفتی مسجد طلائی لاہور

۷۔ الجواب صحیح (حضرت مولانا مولوی حافظ قاضی ضیاء الدین صاحب ایم اے۔ بی ٹی (سابق پروفیسر ٹریننگ کالج۔ لاہور

۸۔ مزامیر اور ملاحی شرعاً حرام ہیں۔ اگر شادی والے اس محرّم شرعی کو حلال سمجھیں، اپنے رواج کو شریعت پر فوق اور اعلیٰ سمجھیں اس صورت میں اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ شادی میں دف بجانا محض اعلان کے لئے جواز کی صورت ہے۔ لیکن باجہ مروجہ بلاشک اعلیٰ قسم کے مزامیر ہیں۔ ان کی حرمت

شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الف تحیہ ثابت ہے۔اس کو غیر محرم کہنے والا یا تو وہ جاہل محض ہوگا یا شرعی حکم کا منکر اور مختفر ہوگا۔ایسی صورت میں انعقاد نکاح مشکوک ہے اگر زوجین بھی مزامیر کو لازمی سمجھتے ہوں۔اس وقت وہ اسلام سے خارج ہوں گے۔ اہلِ اسلام کو ایسے لوگوں کے نکاح میں شرکت فضول بلکہ ناجائز ہے۔ ھٰذا ما عندی واللّٰہ اعلم (حضرت مولانا مولوی مفتی عبد القادر صاحب) عفی اللّٰہ عنہ سابق مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ نکیہ سادھواں۔لاہور

۹۔نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بلاشبہ گانا بجانا لہو و لعب ہے اور یہ حرام ہے۔مرتکب ان افعالِ قبیحہ و حرکاتِ شنیعہ کے لاریب فاسق و فاجر مرتکب کبائر، موردِ غضب جبار و مستحق عذاب نار ہیں۔نیز مسرف و مبذر ہونے میں شک نہیں لہٰذا بحکم قرآنِ عظیم اخوان الشیاطین ہیں۔مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو اعمالِ حسنہ و افعال محمودہ کی توفیق عطا فرمائے اور ارتکاب منہیات سے بچائے۔آمین۔نمقہ بقلمہٖ وقالہٗ بفمہٖ العبد المذنب ابوالبرکات (حضرت مولانا مولوی سید سید احمد صاحب) الحسنی الحنفی الرضوی الالوری المفتی القدیم فی بلدہ اکبر آباد

۱۰۔مجیب لبیب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔درست ہے۔

(حضرت مولانا مولوی) محمد عبد الستار (صاحب عفی عنہٗ مفتی مسجد شاہی۔لاہور

۱۱۔مسئلہ مزامیر کے متعلق جو کچھ مجیب نے تحریر فرمایا ہے بالکل صحیح ہے۔چنانچہ فرقان حمید میں ہے۔لاتبذر تبذیرا اور بعض فتاویٰ میں حدیث استماع الملاہی معصیتہ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر منقول ہے۔جس سے مزامیر کی حرمت صاف معلوم ہوتی ہے۔حضرت مولانا مولوی) عبد العزیز (صاحب) مدرس مسجد شاہی لاہور۔

۱۲۔ الجواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یہ باجے اور ملاہی (چنانچہ مجیب نے قرآن اور احادیث سے ثابت کر دیا) منع اور حرام ہیں اور شیطانی افعال ہیں۔ سب سے بڑھ کر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان سے بہ تاکید اکید تشدد مزید منع کرتے ہیں خصوصاً وہ لوگ جو شادیوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق سادگی کے ساتھ شادی کرنے کو عیب اور بے عزتی جانتے ہیں اور باجوں وغیرہ وغیرہ ملاہی اور شر اور شور اور قسم قسم اسراف اور فخر اور دکھاووں کے ساتھ شادی کرنے کو عزت جانتے ہیں۔ یہ کفر ہے کہ سنتِ سرورِ کائنات کو بہ نظرِ حقارت دیکھا اور کفار ہندوں اور مسرفوں کے، اقتدا اور مشابہت کو عزت جانا وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ایسی شادیوں میں ایسے لوگوں کے ساتھ شامل ہونا حرام ہے بلکہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ طعام المتبا رِیْن ان یوکل کہ ریا کاروں اور سنانے والوں کے طعام اور دعوت کھانے سے حضور علیہ السلام نے منع فرمایا ھذا ما عندی من الجواب وَاللّٰہُ اعلم بالصَّوَاب۔ (العاجز حضرت مولانا مولوی عبدالواحد صاحب) عبداللہ الغزنوی وطناً السلفی مذہباً امام مسجد چینیانوالی۔ لاہور

۱۳۔ شادی ایسی چیز نہیں جس میں اسوۂ حسنہ رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا موجود نہ ہو۔ پس اگر مسلمان فلاح دارین چاہتے ہیں تو اس قسم کے اسراف سے باز آویں۔ کیونکہ اگر یہ کام عزت کا ہوتا تو حضور صلعم کی شادیوں میں ضرور ہوتا۔ بعد ازاں خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوتا جب کہ مسلمانوں کی شوکت و ثروت پر غیر رشک کیا کرتے تھے بلکہ اس ادبار کے زمانے میں اس قسم کے رسوم سے

اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں اور آیت ولاتبذرتبذیرا ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ کی مخالفت سے اپنے آپ کو اس وعید کا فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم عذاب الیم کا مستحق نہ بنادیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ
حضرت مولانا مولوی فقیر غلام مرشد کان اللہ لہٗ مدرس دارالعلوم نعمانیہ، لاہور

۱۴۔ الجواب: احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ دین خصوصاً احناف نے مزامیر کے متعلق جس قدر روایات بہم پہنچائیں کسی پر مخفی نہیں۔ صاف طور پر روایات اور اقوال سے حرمت مزامیر ثابت ہوتی ہے ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ کو بہت علماً ومفسرین نے غنا اور مزامیر پر حمل کیا اور حدیث الغناء بنت الماء الکلاع کو بہت سے احناف نے اپنا مستدل بنایا ہے، لہٰذا حرمت مزامیر میں کسی قسم کا شک نہیں خصوصاً موجودہ زمانہ میں لوگوں نے جس قدر غلو اس معاملہ میں شروع کر دیا ہے اگر حرمت منصوصہ نہ ہوتی تب بھی اکثر ان مفاسد کے باعث حرمت بغیر کا حکم دیا جاتا۔ یہاں تو دونوں سبب حرمت موجود ہیں لہٰذا مسلمانوں کو اس فعل شنیع اور حرکت ناجائزہ سے مجتنب ومحترز رہنا ضروری ہے۔ ھذا ما عندی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ حضرت مولانا مولوی حافظ نجم الدین صاحب عفی عنہٗ پروفیسر اورنٹیل کالج۔ لاہور۔

نمبر ۳

وَانکحوا الایامٰی منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ

رسالہ موسومہ

اسلام میں نکاح بیوگان

مُرتّبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشیع شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

محصول ڈاک ۷ پیسے

انجمن خدام الدین لاہور کے نسخہ

قرآن عزیز

بحاشیہ جدیدہ

عکسی طباعت نفیس مزیّن

مرتبہ:-

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ھدیہ

مجلّد قسم اوّل	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم سوم
	کرنافلی سفید کاغذ	مکینکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد

سوال

مذہب اسلام بیوہ عورت کے نکاح کے متعلق کیا حکم دیتا ہے بینوا توجروا

الجواب

برادرانِ اسلام! ہمارا ایمانی فرض ہے۔ کہ جب کبھی کوئی ضرورت پیش آئے تو پہلے اللہ تعالٰے کے دروازہ کو کھٹکھٹائیں یعنی حبل اللہ المتین قرآن مجید سے دریافت کریں۔ جو چیز قرآن پاک سے سمجھ میں آئے اگر اس پر مہر تصدیق لگانیکی ضرورت ہو کہ آیا جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وہی اللہ تعالٰے کی مراد ہے یا کہیں غلطی تو نہیں کر گئے تو قرآن پاک پر غور کرنے کے بعد سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمدؐ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فداہ ابی و اُمی کے دستورالعمل کو بھی دیکھا جائے۔ اگر قرآن مجید کے سمجھے ہوئے مضمون پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عمل کی مہرِ تصدیق بھی لگ جائے۔ تو پھر کسی کلمہ گو کو سرمو تجاوز کرنے کا اختیار بھی باقی نہیں رہتا۔ بالخصوص جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ کے بعد سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عملدرآمد بھی اس پر رہا ہو۔ پھر تو ناسخ و منسوخ والا احتمال بھی رفع ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں انکار کرنے والا سوائے اسکے کہ مندرجۂ ذیل وعید کا مستحق ہو۔ اور کیا ہو سکتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ترجمہ: اور جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے اور مومنین (یعنی صحابہ کرام) کے راستہ کی پیروی نہ کرے ہم بھی اسکو اُسی کے سپرد کر دینگے جسکے پیچھے وہ پڑا ہے اور اسکو دوزخ میں داخل کرینگے۔ اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

اِسی قاعدہ مذکورہ بالا کے موافق ہمارا فرض ہے کہ مسئلہ نکاح بیوگان کی تحقیق کریں۔ لہذا سب سے پہلے قرآن پاک سے دریافت کرتے ہیں۔

قرآن مجید کا ارشاد اوّل متعلق نکاح بیوگان

قولہٗ تعالیٰ:۔ وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ترجمہ:- (اے مسلمانو!) جو تم میں سے رانڈ ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہوں۔ اُنکے نکاح کرادو۔ اگر وہ لوگ تنگ دست ہونگے۔ تو اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے فضل سے بے پرواہ کردیگا،

مفسرین حضرات غفرہم اللہ تعالیٰ و رحمہم ایٰمیٰ کی معنی عام کرتے ہیں۔ یعنی ہر وُہ آدمی جس کا جوڑا نہ ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت پہلے اِسکی شادی ہو چکی ہو یا مئی شادی کرنیوالا ہو اگر ضرورت ہو تو جامع البیان۔ ابن کثیر و خازن و مدارک وغیرہ تفاسیر معتبرہ کو دیکھ لو۔ لہذا اِس آیت سے ثابت ہُوا کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ اے مسلمانو! کسی شخص کو اپنے میں سے بے شادی شدہ نہ چھوڑو خواہ وُہ کنوارا ہو یا رانڈ ہو۔

ارشاد دوم

قولہٗ تعالیٰ۔ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ج فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ط

ترجمہ۔ اور جو لوگ تم میں سے مرجاتے ہیں اور بیوائیں چھوڑ جاتے ہیں۔ تو انکی بیوائیں اپنے نفسوں کو چار مہینے اور دس دن انتظار کرائیں۔ پھر جب وُہ اپنی مدت کو پُورا کرچکیں۔ تو (اے مسلمانو) تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ دستور شرعی کے مطابق جو چاہیں۔ وہ اپنے نفسونکے متعلق کریں اور جو تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے

مفسرین حضرات میں سے خازن اور صاحب مدارک وغیرہ نے اِس آیت کی تفسیر میں صاف لِکھا ہے۔ کہ جس عورت کا خاوند مرجائے۔ تو وہ اپنی مدت گذارنے کے بعد خطبہ

رنگنی) کرنے والوں کیلئے بیشک اپنا سینگار بناؤ کرے۔
میرے عزیز بھائیو۔ اللہ تعالیٰ کے اِس ارشاد سے بھی صاف طور پر معلوم ہُوا۔ کہ شرعاً بیوہ عورتوں کو نکاح کرنیکی کوئی ممانعت نہیں ہے قرآن مجید کی آیات سے نکاح بیوہ کی اجازت بلکہ کرنیکا حکم صراحۃً معلوم ہو چکا ہے لیکن اسکے بعد خاتم النبیین شفیع المذنبین سید المرسلین علیہ الصلواۃ والسلام کے ارشادات بھی ذکر کردیئے جاتے ہیں۔ تاکہ کسی شخص کو یہ شبہ باقی نہ رہے۔ کہ ممکن ہو کہ قرآن پاک کی یہ آیات منسوخ ہوچکی ہوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات متعلقہ نکاح بیوگان

(۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکح الایم حتی تستأمر ولا تنکح البکر حتی تستأذن قالوا یارسول اللہ وکیف اذنھا قال ان تسکت متفق علیہ ترجمہ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیگئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ بیوہ عورت کا نکاح نہ کیا جاوے۔ جب تک کہ اس سے مشورہ نہ کر لیا جاوے (یعنی وارثوں کو یہ حق نہیں ہے کہ بیوہ کی مرضی کے بغیر جہاں چاہیں اُسے نکاح کردیں۔ بلکہ جہاں وہ خود بھی راضی ہو وہاں کریں) اور کنواری لڑکیوں کا بھی انکی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کنواری کی اجازت کس طرح ہوگی۔ فرمایا کنواری کی اجازت یہ ہو کہ چپ رہے (یعنی اگر چپ رہی تو سمجھا جائے گا کہ راضی ہے ۔

اِس حدیث شریف سے ثابت ہُوا۔ کہ شریعت اسلامی میں نکاح بیوہ کوئی معیوب چیز نہیں ہے۔ بلکہ نکاح کرنے میں ورثاء

کو چاہیئے۔ کہ بیوہ کی رضا کا لحاظ رکھیں اور اسی سے پوچھکر جہاں وہ چاہے وہاں کر دیں +

(۲) عن جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایبیتن رجل عند امرأۃ ثیب الاان یکون ناکحاً اوذامحرم

ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیگئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خبردار کوئی شخص کسی بیوہ عورت کے ہاں رات نہ ٹھیرے (ہاں مگر وہ شخص رہ سکتاہے) جس نے اس بیوہ سے نکاح کر لیا ہے یا وہ شخص جس کا نکاح اس بیوہ سے حرام ہے انتہیٰ +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ آپکے ہاں نکاح بیوہ کوئی معیوب چیز نہیں ہے۔ اگر نکاح معیوب ہوتا تو آپ یوں فرماتے کہ بیوہ عورت کے ہاں سوائے محرم کے اَور کوئی شخص نہیں رہ سکتا یہ نہ فرماتے کہ اجنبی شخص بعد از نکاح ہی ٹھہر سکتاہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا طرزِ عمل متعلق نکاح بیوگان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح گیارہ ہیں۔جو کہ عموماً مسلمانوں میں مشہور ہیں ازواج مطہرات کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔ حضرت خدیجہؓ۔ حضرت زینبؓ خزیمہ کی بیٹی۔ حضرت سودہؓ۔ حضرت عائشہؓ۔ حضرت حفصہؓ۔ حضرت ام سلمہؓ۔ حضرت زینبؓ جحش کی بیٹی۔ حضرت ام حبیبہؓ حضرت جویریہؓ۔ حضرت میمونہؓ۔ حضرت صفیہؓ اِن گیارہ پاک بیبیوں میں سے سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے باقی سب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دوسرا نکاح ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ حضرت زینبؓ۔ حضرت رقیہؓ۔ حضرت ام کلثومؓ۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ ان چار صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کا نکاح دوبارہ حضرت عثمانؓ سے ہوا ہے۔ حضرت رقیہؓ کا پہلا نکاح عتبہ سے تھا چونکہ وہ مسلمان نہیں ہوا تھا اسلئے اس سے یہ نکاح فسخ کرنا پڑا۔ اس فسخ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انکا نکاح دوبارہ حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ علی ہذا القیاس حضرت ام کلثومؓ کا پہلا نکاح عتیبہ سے تھا۔ چونکہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور نکاح آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت سے پہلے کا تھا اسلئے اس سے بھی نکاح فسخ کرنا پڑا جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ام کلثومؓ کا دو بارہ نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ برادرانِ عزیز جس کام کے کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (فداہ ابی و امی) اس حکم کی تعمیل کرکے دکھاویں۔ کیا ایسے کام کو کوئی مسلمان (نعوذ باللہ من ذالک) باعث ذلت خیال کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طرزِ عمل کو کوئی شخص اپنی ذلت خیال کرتا ہے۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کس معنی میں وہ اپنے آپکو مسلمان کہتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین

ترجمہ:۔ کوئی شخص تم میں سے مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسکے والد اور اسکی اولاد اور سب لوگوں سے اُسکے نزدیک زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں :۔

اے مسلمانو! کیا محبوب سے محبت کی یہی معنی ہے کہ اسکی نقل وحرکت اور اسکی طرز معاشرت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور خود اس سے متنفر رہے یا محب صادق اسکو کہا جاتا ہے۔ جو محبوب کی ہر ادا پر فدا ہو

مسلمانو! خدا تعالیٰ کیلئے ذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترازوئے اُسوہ حسنہ میں اپنے ایمان اور اسلام کو ٹھالکر تولکر تو دیکھو۔ کہ اسکا کیا وزن ہے اور اس ایمان کے سونے کو کسوٹی پر ذرا گھیسکر تو دیکھو کہ تمہارا سونا کس بھاؤ کا ہے۔ **نوٹ** :۔ علاوہ اسکے فقہاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی نے بھی جواز نکاح بیوہ کا خلاف نہیں کیا ●

بیوہ عورتوں کے رشتہ داروں سے عرض

میرے پیارے بھائیو۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم خود اپنے مالک نہیں ہیں کہ جو چاہیں کریں اور کوئی باز پرس نہ ہو نہیں نہیں۔ بلکہ ہم بندے ہیں اور ہمیں اپنی ہر نقل وحرکت اور ہر قول وفعل کا حساب اپنے پیدا کرنے والے مالک کو دینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ ترجمہ۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ اور جو بندے کرتے ہیں اُنسے پوچھا جائیگا۔ بھائیو! جہاں تم سے اور کاموں کی باز پرس ہوگی۔ وہاں ان بیوہ مستورات بے کس وبے بس کے متعلق بھی سوال ہوگا۔ جنکی حفاظت ونگرانی خدا تعالیٰ نے تمہارے سپرد کی تھی۔ تبلاؤ۔ کہ اگر وہاں مندرجہ ذیل سوالات ہوئے تو کیا جواب دوگے اور اس قسم کے سوالات کا ہونا کوئی بعید نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہٖ ترجمہ ہر ایک تم میں سے حاکم ہے اور ہر حاکم سے اپنی رعایا کے متعلق باز پرس

فہرست سوالات قیامت

(۱) کیا تم نے فلاں بیوہ عورت (مثلاً بیٹی۔ نواسی۔ پوتی۔ بہن۔ بھانجی وغیرہ) کو جو تمہاری تحویل میں تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم (جو پہلے ذکر ہو چکا ہے) کی تعمیل کرنے کی ترغیب دی تھی
(۲) اگر اس نے انکار کیا تھا۔ تو از راہ ایمان سے کہو۔ کہ آیا اسکا انکار رسمی تھا یا دل سے تھا۔ اگر تمہارا ضمیر گواہی دے رہا تھا کہ یہ رسمی ہے تو تم نے کیوں انکشاف حقیقت کیلئے پورا زور نہ دیا۔
(۳) کیا تم نے اس بے زبان پردہ نشین کیلئے پہلے کیطرح دوبارہ رشتہ تلاش کیا تھا
(۴) اگر یہ پہلی تینوں باتیں تم نے نہیں کیں تو کیوں؟ کیا تم نکاح ثانی کو ذلت و عار سمجھتے تھے
(۵) اگر تم میرے حکم کی تعمیل کو ذلت اور سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ عمل کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ تم خود ہی فیصلہ کرو کہ جب تم میرے مخالف رہے اور میرے ساری دنیا و مافیہا سے بڑھکر پیارے دوست کے مخالف رہے تو اب تم سے دوستوں کا سلوک کیا جائے یا دشمنوں کا اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَهُمۡ كَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحۡیَاهُمۡ وَمَمَاتُهُمۡ سَآءَ مَا یَحۡكُمُوۡنَ۔

ترجمہ:۔ جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں۔ آیا انکا یہ خیال ہے کہ ہم انکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں گے۔ جیسا اُن لوگوں کے ساتھ کیا جائے گا۔ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک کام کئے انکی زندگی اور موت برابر ہوگی۔ جو فیصلہ یہ بدکار کر رہے ہیں۔ وہ بُرا ہے (قرآن حکیم)

(۶) اگر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کو ذلت خیال کیا تھا تو بتلاؤ کہ اِس بے زبان کے اخلاق کی حفاظت کا پھر کیا طریقہ سوچا تھا۔
(۷) اگر بحالت بیوگی مجرد رہنے کے باعث اِس مظلومہ سے کسی غلطی کا ارتکاب ہوا ہے تو چونکہ تم ہی اِس غلطی کرانیکے باعث تھے لہٰذا کیوں نہ تمہیں بھی اس سزا میں شریک کیا جائے جو اِس

کرنے والی کو ملے گی۔

میرے عزیز بھائیو اگر اللہ تعالیٰ کی شہنشاہی عدالت عالیہ میں تم سے اِس جُرم کے متعلق بالفرض یہ سوالات ہوں تو بتاؤ کہ کیا جواب دوگے وَماعلینا الا البلاغ ۔

بیوہ بہنوں سے درخواست

عزیز بہنو۔ جب تم نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا ہے اور کُفر کی تمام رسموں اور عادوں سے آپنے آپکو نکال کر سیدالمرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین کا دامن پکڑا ہے۔ اور تمہارا یہ ایمان ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا دامن یعنی تابعداری ہمیں دوزخ سے نجات دیگی اور بہشت میں پہنچائیگی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نکاح ثانی کرنیکی اجازت بلکہ حکم (جیسا کہ تم پہلے قرآن مجید کا حکم سن چکی ہو) دیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر عمل کر کے مسلمانوں کو دکھادیں۔ جسکے یہ معنے ہوئے۔ کہ نکاح ثانی اسلام میں کوئی عار نہیں ہے لیکن چونکہ ہمارے پہلے ہندوانہ مذہب میں عار سمجھا جاتا تھا۔ اِس لیئے ہم اِس سے پرہیز کریں۔ تو پھر تم خود ہی انصاف کرو کہ آیا تم نے اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ساتھ دیا یا کفار اور کافروں کا۔ اور جب تم نکاح تو عار سمجھتی ہو۔ تو بتلاؤ کہ پھر عزت وعصمت کی حفاظت کِس طرح کروگی۔ آیا مردوں میں وُہ خوفِ خدا ہے جسکے باعث کِسی اجنبی عورت سے بدگمانی دِل میں نہ لائیں یا عورتوں میں عام طور پر وہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے ؟ کہ خواہشات نفسانی اور القاءِ شیطانی میں خوف خدا غالب ہی رہے۔ بالخصوص اسلامی

اُصول کے مطابق تو تمہیں تجرد کی زندگی گذارنا سخت مشکل اور معیوب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم عورتوں کے پاس اندر جانے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ دیور کے متعلق کیا حکم ہے۔ آپنے فرمایا دیور تو موت ہے (رواہ البخاری ومسلم) دوسری حدیث شریف میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی شخص کسی عورت (غیر محرمہ و زوجہ) کے پاس اکیلا نہیں ہوتا۔ مگر تیسرا ان کے ہاں شیطان ہوتا ہے۔ انتہیٰ (یعنی شیطان بُرے خیالات دونوں کے دلوں میں پیدا کرکے زنا کی طرف رغبت دیتا ہے)۔

اے مسلمان بہنو! جب سوائے ان مردوں کے جنکے ساتھ تمہارے نکاح حرام ہیں۔ اور کوئی شخص تمہارے ہاں گھر میں نہیں آسکتا۔ اور نہ تم گھر سے نکل کر باہر کسی کے ہاں جاسکتی ہو۔ تو بتلاؤ کہ کتنی بیوہ بہنیں ایسی ہونگی۔ جنکی خبرگیری کھلانے پہننے کپڑے سودا وغیرہ میں محرم کرتے ہیں اور کتنے گھر ایسے ہونگے۔ جہاں سوائے محرم مردوں کے اور کسی کا قدم نہیں آتا جب یہ دونو باتیں عام طور پر مشکل ہیں۔ تو پھر کیوں نہ وہ سیدھی راہ اختیار کیجائے۔ جس سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی یاد تازہ بھی ہو جائے۔ دُنیا میں زندگی بھی آرام سے گذرے اور عزت بھی محفوظ رہے۔ اور اخلاق بھی پاک رہیں۔ اور دل بھی شیطانی وسوسوں سے صاف ہو

دُعاء اے مقلب القلوب تیری ذات پاک ہر بات پر قادر ہے تو ہی بیوہ عورتوں کے وارثوں کو طاقتِ ایمانی عطا فرما۔ جس سے وہ تیرے اِس حکم کی تعمیل کرنے میں شیطانی وسوسوں اور کفر کی رسموں کو توڑ سکیں اور اے ارحم الراحمین تو ہی ان بیوہ عورتوں کے دلوں میں ایمان کی برکت دے جس سے وہ تیرا حکم ماننے میں پس و پیش نہ کریں۔ جس سے انکی دُنیا کی عزت بھی محفوظ رہے۔ اور اخلاق بھی درست رہیں۔ اور تو بھی راضی ہو کر اُنہیں جنت میں جگہ دے۔ آمین یا الہ العالمین ۵

تصدیقات علمائے کرام

۱۔ نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور اقوال ائمہ عظام سے نکاح بیوگان کی اشد اشد تاکید پائی جاتی ہے اس خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور صحابہ کرامؓ نے اس پر پورے طور پر عملدرآمد کر کے اُسوہ حسنہ پیش کیا۔ علامہ مجیب نے جو کچھ اس مسئلہ کے متعلق تحقیق فرمائی ہے عین ثواب ہے میری رائے بالکل انکے موافق ہے (حضرت مولانا مولوی) نجم الدین (صاحب) صدر مدرس (اورینٹل کالج لاہور)

۲۔ بہت افسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو مسئلہ مرقومہ کے جواز کے متعلق استفسار کرنا پڑے۔ خدا کا حکم ہے وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم وامائکم (الآیۃ) ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات باستثناء حضرت عائشہؓ ایامیٰ ہی تھیں وفی ذالک عبرۃ لمن اذکرھن کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (حضرت مولانا مولوی) عبدالعزیز صاحب راجکوٹی سیمن پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔

۳۔ الجواب صحیح:۔ (حضرت مولانا مولوی) عبدالعزیز صاحب (مدرس شاہی مسجد لاہور)۔

۴۔ مشروعیت نکاح بیوگان کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولاً وعملاً واجماع وتعامل صحابہ وقیاس واقوال مجتہدین سے نصاً ثابت ہے جس میں کسی تاویل وغیرہ کی گنجائش نہیں جیسا کہ مجیب محقق نے بیان فرمایا تو منکر جاہل فاسق ہے اور عالم کافر ہے فقط واللہ اعلم۔

(حضرت مولانا مولوی) عبدہ المسکین شاہ رسول صاحب عفی عنہ (مدرس انجمن نعمانیہ لاہور)

۵۔ انہ لقول فصل وما ھو بالھزل۔ یعنی این جواب باصواب است و درست بے ارتیاب است تعلیم حضرت مولانا مولوی) محمد یار (صاحب) عفی عنہ (القلام خطیب ومفتی مسجد طلائی لاہور)

۶۔ للہ در المجیب کیف اتیٰ بجواب عجیب

(حضرت مولانا مولوی) عبدالواحد (صاحب) غزنوی مسجد چینیاں والی لاہور۔

۷۔ بیوہ کا نکاح کتاب اللہ وحدیث نبوی سے ثابت ہے جو حکم نصوص قطعیہ سے ثابت ہو وہیں دیگر دلائل ظنیہ کی ضرورت نہیں ہوتی دلیل ظنی وہاں قائم کیجاتی ہے جہاں امر ظنی اصلاً نہ پائی جائے

هٰذا عندنا والله اعلم وعلمہ اتم۔
(کتبہ حضرت مولنا مولوی) مفتی عبد القادر (صاحب) عفی عنہ مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور

۸۔ نکاح بیوگان شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معیوب نہیں
(جناب مولانا مولوی) محمد غلام مرشد (صاحب) کان اللہ لہ (صدر مدرس) دار العلوم نعمانیہ اندرون لاہور

۹۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ الامین اقول و باللہ التوفیق
اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ و الرسول الایۃ۔ یعنی تمہیں اگر کسی امر میں نزاع پیدا ہو جائے تو تم کتاب اللہ وسنت پر پیش کرو کیونکہ کوئی صحیح الایمان مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے آگاہ ہو کر کبھی اسکی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ یعنی تیرے رب کی قسم ہے۔ کہ یہ لوگ تب تک ایماندار نہیں ہونگے جب تک اپنے تنازعات میں تجھے اپنا حکم (فیصلہ کنندہ) نہ بنائیں۔ اور پھر آپ جو فیصلہ دیں۔ اس سے دل میں کسی قسم کی کدورت نہ لائیں (خواہ انکے مخالف ہی ہو) اور پورے طور پر تسلیم کرلیں۔ ایسے صحیح احکام قرآنیہ کے ہوتے ہوئے کسی ایماندار کو انکی مخالفت کی جرات نہیں ہو سکتی۔ رسوم ورواج کی پابندی صرف اس حد تک جائز خیال کی گئی ہے جس حد تک وہ صریح احکام قرآن وسنت کے مخالف نہ ہوں۔ اور اگر کسی حکم شریعت کے مخالف ہوں تو یقیناً انکی پابندی حرام قرار دیگئی ہے شریعت حقہ نے جس حکم کو امت مرحومہ پر عائد کیا ہے اسکی پابندی بلا استثنا ہر ایک فرد بشر پر جس پر وہ حکم عائد ہو سکتا ہے فرض ہے اور اسکی مخالفت کرنیوالا فاسق وفاجر ہے حدود اللہ سے تجاوز کرنا کسی صحیح العقیدہ مسلمان کا کام نہیں بلکہ ایسے اشخاص پر قرآن وسنت میں سخت وعیدیں آگئی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مسئلہ مندرجہ سوال کے متعلق حکم خداوندی کیا ہے سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وانکحوا الایامیٰ منکم (الآیۃ)۔ لفظ ایامیٰ جمع ہے جسکا مفرد ایم ہے جسکے معنی ہیں ایسی عورت جو خاوند نہ رکھتی ہو اور ایسا مرد جو عورت نہ رکھتا ہو چونکہ یہ آیت شریفہ میں خطاب اولیاء یعنی ایسے اشخاص کو کیا گیا ہے جو عقدۃ النکاح کا اختیار رکھتے ہیں پس جب صریح نص قرآنی سے غیر منکوحہ مرد اور عورت کے نکاح کر دینے کا حکم ثابت ہے تو اسکے مقابل میں کسی خاندانی یا قومی رسم رواج کو مقدم رکھکر اس حکم کی خلاف ورزی کرنا عذاب الٰہی کا مورد بنتا ہے واضح ہو کہ شریعت کا ہر ایک حکم عقل سلیم اور طبع مستقیم کے ہرگز مخالف نہیں ہو سکتا بلکہ اسکی مخالفت میں بہت سی قباحتیں متصور ہیں جو اخلاقی طور پر بھی نہایت بری خیال کی گئی ہیں اور ہمیشہ آئے دن اس قسم کے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں جو شرفا کی عزت اور ننگ وناموس کے برباد کرنے اور اسلامی جماعت میں بہت سی بداعمالیوں کی اشاعت کرنے میں پورا دخل رکھتے ہیں۔ بیوگان کے نکاح ثانی کی مخالفت کفار کی رسوم کا بقیہ ہے جو مسلمانوں کے بعض قابل خاندانوں میں اب تک چلا آتا ہے اور اسکا دور کرنا شرعاً اور عقلاً ہر ایک مسلمان کا فرض ہے واللہ اعلم بالصواب۔ (کتبہ حضرت مولانا مولوی) اصغر علی روحی عفی عنہ (پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور)

۱۰۔ الجواب حق وصحیح بلا مقال فماذا بعد الحق الا الضلال۔
(حضرت مولانا مولوی) احمد علی عفی عنہ (خطیب مسجد شاہی و پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور)۔

تفاسیر

سورۃ قریش:۔ فرائض علمائے کرام اور صوفیائے عظام قیمت ۱۲ پیسے محصولڈاک ۹ پیسے

سورۃ کوثر:۔ اصول ہزیمت اعدائے اسلام قیمت ۱۲ پیسے محصولڈاک ۹ پیسے

تفسیر معوّذتین:۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس قرآن حکیم کی آخری دو سورتوں کی دلچسپ تفسیر جس میں مصائب میں جائے پناہ کے مضامین درج ہیں۔ قیمت ۱۲ پیسے محصولڈاک ۹ پیسے

سورۃ عصر:۔ عروج اقوام کے اسباب اور ہر ایک قوم کی سرفرازی کا راز۔ اس سورۃ کے اصول کی پابندی میں مضمر ہے قیمت ۱۲ پیسے محصولڈاک ۹ پیسے

فتح حق یعنی سورۃ علق:۔ قرآن حکیم کا پہلا سبق جس کے پڑھنے سے مُردہ قوم میں زندگی کی رُوح آئے اور خوابیدہ قوم کا بخت بیدار ہو جائے۔ ہدیہ ۲۵ پیسے محصولڈاک ۱۲ پیسے۔ نوٹ:۔ پانچوں تفاسیر ایک جلد میں مجلد ہیں جن کا ہدیہ معہ محصولڈاک دو روپے ۱۲ پیسے۔ رقم پیشگی روانہ کریں وی پی ہرگز نہ ہوگا۔

خلاصۃ المشکوٰۃ جس میں اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیثیں ہیں اور قرآن شریف کی طرح اس پر اعراب ہیں۔ ترجمہ نہایت ہی آسان اردو میں ہے۔ عورتیں، سمجھدار بچے اور معمولی اردو پڑھا لکھا بھی اسے بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ ہدیہ مجلد ۵/۱

المعلن: ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

نمبر ۳

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا وَصُوْمُوْا نَھَارَھَا ۵

ترجمہ۔ جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو رات کو عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو۔

احکام شب براۃ

مُرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشیع شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ لاہور

جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ

مطبوعہ: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

مقامی حضرات دفتر سے مفت حاصل کر سکتے ہیں بیرونی حضرات ۲ پیسے کے ٹکٹ برائے محصول ڈاک بھیجکر منگوا سکتے ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

سوال (۱) شعبان کی پندرھویں رات جس کو مسلمان شبِ براۃ کہتے ہیں اسکے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں ؟ (۲) اور موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں دن کو حلوا پکنا۔ رات کو چراغاں اور آتشبازی آیا ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے بیّنوا توجروا

الجواب

جواب حصّہ اوّل قرآن مجید میں شبِ براۃ کا ذکر ہونے میں اختلاف ہے (۱) قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے جس میں بعض حضرات مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب براۃ کا ذکر ہے اور وہ آیت سورۂ دخان پارہ ۲۵ کی ہے اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ۔

ترجمہ تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے بیشک ہم (انسانوں کو اُن کی غلط کاریوں سے) ڈرانیوالے تھے انتہی

اِس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر۔ معالم التنزیل۔ البیضاوی، الجلالین) میں مفسرین کے دو قول منقول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ اِس رات سے مراد لیلۃ القدر (جو رمضان میں آتی ہے) ہے اور بعض کی رائے ہے کہ شب براۃ ہے ◆

صحیح فیصلہ

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابو الفدا اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں وَمَنْ قَالَ اِنَّهَا لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ كَمَا رُوِيَ عَنْ عِكْرِمَةَ فَقَدْ اَبْعَدَ النُّجْعَةَ فَاِنَّ نَصَّ الْقُرْاٰنِ اِنَّهَا فِيْ رَمَضَانَ

ترجمہ :۔ اور جو شخص یہ کہے کہ یہ رات شعبان کی پندرہویں ہے۔ چنانچہ عکرمہ سے روایت کی گئی ہے پس تحقیق اس شخص نے راہ حق سے اپنی نگاہ کو دور جا پھینکا کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص تو یہ بتلاتی ہے کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے۔ ابن کثیر نے اپنے قول کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

اس کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں لیلۃ مبارکہ سے پندرہویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے صحیح یہ بات ہے اور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ لیلۂ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

بہر حال تحقیق یہی ہے کہ شب براءۃ کا ذکر خیر قرآن شریف میں نہیں ہے البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

متعلقہ شب براءۃ

(۱) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ

لَیۡلَۃُ النِّصۡفِ مِنۡ شَعۡبَانَ فَقُوۡمُوۡا لَیۡلَھَا وَصُوۡمُوۡا یَوۡمَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنۡزِلُ فِیۡھَا لِغُرُوۡبِ الشَّمۡسِ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنۡیَا فَیَقُوۡلُ اَلَا مِنۡ مُّسۡتَغۡفِرٍ فَاَغۡفِرَ لَہٗ اَلَا مِنۡ مُّسۡتَرۡزِقٍ فَاَرۡزُقَہٗ اَلَا مِنۡ مُّبۡتَلًی فَاُعَافِیَہٗ اَلَا مِنۡ کَذَا اَلَا مِنۡ کَذَا حَتّٰی یَطۡلُعَ الۡفَجۡرُ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب شعبان کی پندرہویں رات ہو۔ پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونیکے وقت سے ہی آسمانِ دنیا پر ظاہر ہوتی ہے پس فرماتا ہے خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے۔ کہ اُسے بخش دوں خبردار کوئی رزق لینے والا ہے۔ کہ اُسے رزق دوں خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے اُسے چھڑا دوں خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے طلوع صبح صادق تک اللہ تعالیٰ یہی آواز دیتا رہتا ہے ۔

(۲) عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسَی الۡاَشۡعَرِیِّ عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَطَّلِعُ فِیۡ لَیۡلَۃِ النِّصۡفِ مِنۡ شَعۡبَانَ فَیَغۡفِرُ لِجَمِیۡعِ خَلۡقِہٖ اِلَّا لِمُشۡرِکٍ اَوۡ مُشَاحِنٍ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے۔ پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے ۔

(۳) عَنۡ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا قَالَتۡ فَقَدۡتُّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَیۡلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِالۡبَقِیۡعِ فَقَالَ اَکُنۡتِ تَخَافِیۡنَ اَنۡ یَّحِیۡفَ اللّٰہُ عَلَیۡکِ وَرَسُوۡلُہٗ قُلۡتُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ اِ

ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ رواه الترمذی۔ وزاد رزین مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يعنی البخاری يضعف هذ الحديث

ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ پھر ناگہاں وہ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے تب آپ نے فرمایا اے عائشہ) کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا۔ یارسول اللہ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں تب آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور رزین نے یہ لفظ زیادہ کیا ہے یعنی جو لوگ کہ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں +

(۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يَعْنِيْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِيْهَا اَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا اَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَفِيْهَا تَنْزِلُ اَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثَلٰثًا قُلْتُ وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى هَامَتِهٖ فَقَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ يَقُوْلُهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

رَوَاہُ البَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الکَبِیْرِ ۰
ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے۔کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے حضرت عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے۔آپ نے فرمایا جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے۔ وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے۔اور اس رات میں انکے اعمال اُٹھائے جاتے ہیں۔اور اسی رات میں انکے رزق نازل ہوتے ہیں۔تب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔کوئی بھی ایسا نہیں۔جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو۔پھر آپ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں جاسکے۔تین دفعہ آپ نے یہ کلمہ فرمایا۔میں نے کہا آپ بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جاسکیں گے۔پھر آپ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا۔اور میں بھی نہیں جاسکوں گا مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔آپ نے یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا ۰

میرے بھائیو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ بمعہ ترجمہ کے آپ دیکھ چکے ہیں۔ اگرچہ اِن احادیث میں بھی مدارج مختلفہ ہیں۔ان میں اصح کتب الاحادیث البخاری و مسلم کی احادیث تو نہیں ہیں۔لیکن بہر حال جو کچھ بھی بعد از سعی ملا۔وہ آپ کے سامنے ہے۔ان احادیث میں جب ہم غور کرتے ہیں۔تو مندرجۂ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔چنانچہ ترتیب

وار مسائل احادیث ملاحظہ ہوں۔ مسائل کی تعداد صحیح رکھنے کے لئے جو بات پہلی حدیث شریف میں آچکی ہے۔ وہی دوسری حدیث میں ہوگی تو اس کو اختصاراً ذکر نہیں کیا جاوے گا۔

پہلی حدیث شریف کے مطالب

(۱) اس براءۃ کی رات کو عبادت کرو۔
(۲) شبِ براءۃ کے بعد دن کو روزہ رکھو۔
(۳) اس رات کو سورج کے غروب ہونے سے لیکر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی تجلی (نور کا پر تو) آسمانِ دنیا پر نازل ہوتی ہے۔
(۴) اس رات کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے۔ کہ اُسے بخش دوں۔
(۵) کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے۔ کہ اُسے رزق دوں۔
(۶) کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے۔ کہ میں اُسے نجات دے دوں۔
(۷) علیٰ ہذا القیاس اِسی طرح مختلف حاجات انسانی کا نام لیکر پکارتا رہتا ہے۔ کہ کوئی مجھ سے مانگے۔ تو میں اس کی وہ حاجت پوری کردوں۔

دوسری حدیث شریف کے مطالب

(۸) شبِ براءۃ میں اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے۔
(۹) مگر مشرک (جو کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا۔

(۱۰) مگر کینہ ور کو نہیں بخشتا ۔

تیسری حدیث شریف کے مطالب

(۱۱) شب برأت کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی درمیانی حصّہ شب میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے ۔

(۱۲) اس رات کو اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کو مغفرت فرماتا ہے ۔

چوتھی حدیث شریف کے مطالب

(۱۳) اِس رات میں آیندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے ۔

(۱۴) اِس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے ۔

(۱۵) اِس رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالےٰ کے حضور میں اُٹھاکر پیش کیئے جاتے ہیں ۔

(۱۶) اِس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے ۔ (یعنی جو ملائکہ عظام اس کام پر مؤکل ہیں ۔ اُنکے سپرد کیا جاتا ہے)

(۱۷) کوئی فرد بشر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا ۔

مجموعۂ احادیث شب براۃ کا خلاصہ

مسلم کو چاہیئے ۔ کہ شرک اور کینہ (اخلاق رذیہ) وغیرہ سے

توبہ کرے۔ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ خدا تعالیٰ سے اپنے اور مردوں کے لئے بخشش مانگے۔ علاوہ اس کے اپنی ہر حاجت کا اسی سے سوال کرے۔ اور دن کو روزہ رکھے۔
عزیز بھائیو! یہ وہ کام ہے جو مسلمانوں کو شبِ براۃ اور دن کو کرنا چاہیئے۔

خیالات فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ متعلقہ شب براۃ

صاحب الدر المختار فرماتے ہیں۔ وَمِن المندوباتِ رکعتا السفر والقدوم منه وصلوٰة الليل واقلها على مافى الجوهرة ثمان ولو جعله اثلاثا فالاوسط افضل ولو انصافا فالاخير افضل واحياء ليلة العيدين والنصف من شعبان

ترجمہ:۔ اور مستحب نمازوں میں سے یہ ہیں سفر پر جانے کیوقت دو رکعت پڑھے۔ اور سفر سے واپس آنے کیوقت دو رکعت پڑھے اور رات کو (یعنی تہجد) نماز پڑھے۔ جوہرہ نیرہ کے بیان کے مطابق کم سے کم آٹھ رکعت پڑھے۔ اگر رات کو تین حصوں میں تقسیم کرے۔ تو درمیانی حصہ میں تہجد پڑھنا افضل ہے۔ اور اگر رات کے دو حصے کرے۔ تو پھر آخر حصہ میں پڑھنا افضل ہے عید الفطر اور عید الضحیٰ کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب براۃ کو عبادت کرنا بھی مستحب ہے۔

شیخ ابراہیم حلبی منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں فعلم ان كلاً من صلوٰة الرغائب ليلة اول جمعة

من رجب و صلوٰۃ البراءۃ لیلۃ النصف من شعبان و صلوٰۃ القدر علیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ

ترجمہ :- پس معلوم ہوا۔ کہ صلوٰۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو پڑھی جاتی ہے۔ اور پندرہویں شعبان کی رات اور رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر کی جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے۔ ان راتوں میں جماعت سے نماز پڑھنا بدعتِ مکروہ ہے۔ انتہی خدا کے بندو۔ فقہائے عظام کا اتباع سنت دیکھو۔ اور عبرت حاصل کرو۔ کہ مطلق نماز جس کا ذکر خیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آچکا ہے اگر کوئی اپنی طرف سے اس سے ذرا بھی زیادہ کرتا ہے۔ تو اُسے بدعت کہہ کر روک دیتے ہیں۔ خواہ وہ چیز دراصل عبادت ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً حدیث شریف میں مطلق نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ جس میں جماعت کا کوئی ذکر نہیں۔ تو اب جو شخص جماعت کی زیادتی کرتا ہے۔ اس کو برداشت نہیں کرتے۔

وہی شیخ ابراہیم حلبی آگے چل کر فرماتے ہیں فَلَوْ تَرَكَ اَمْثَالَ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ تَارِكٌ لِيَعْلَمَ النَّاسُ اَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ الشَّعَائِرِ لَحَسُنَ انتہی۔

ترجمہ :- پس اگر کوئی شخص اس قسم کی نمازوں کو چھوڑ دے۔ تاکہ لوگ یہ سمجھ جائیں۔ کہ یہ نمازیں شعائرِ اسلام میں سے نہیں ہیں۔ تو اس نے اچھا کیا۔ انتہے۔

میرے پیارے حنفی بھائیو۔ خدا تعالے کیلئے سوچو۔ اور اپنے بزرگوں کے نام کو بدنام نہ کرو۔ وہ حضرات تو اس قدر

پابند شرع ہیں۔ کہ وُہ تو شب براٗۃ کی رات میں وہ کسی عبادت کو لازمی اور رسم بنانا بھی جائز نہیں سمجھتے اور تم اس مبارک رات میں بے تحاشہ چراغاں کرتے ہو۔ اور اس اسراف کو رسم دین سمجھتے ہو۔ علاوہ اس کے اس رات کی عزت افزائی میں آتشبازی چلاتے ہو۔ یہ چیز اللہ تعالٰی کی مرضی کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہے۔ آئمہ دین اس قسم کی حرکتوں سے ناراض ہیں خدا لتعالٰے کے بندو۔ خدا سے ڈرو۔ اور باز آجاؤ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

جواب حصّہ دوم

شب براٗۃ سے پہلے دن کو حلوا پکی اور شب کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق یہ عرض ہے۔ قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے۔ کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ کی صورت دیدیتے تھے۔ چنانچہ سورۃ انعام کے رکوع عـ۸ میں ہے۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

ترجمہ:۔ اور چھوڑ دو۔ (اے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے۔

اور اُن کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس قرآن پاک سے نصیحت کر۔ تاکہ کوئی نفس اپنے کئے کے باعث ہلاک نہ ہو۔ ایسے نفس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانیوالا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں ملے گا۔ اور اگر بدلہ دیوے سارے بدلے اس سے نہیں لیا جاویگا۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنی بدکرداری کے باعث ہلاک کئے جائیں گے۔ ان کیلئے گرم پانی پینے کیلئے اور دردناک عذاب ہے۔ کیونکہ یہ کفر کیا کرتے تھے۔

شب براۃ کو چراغان اور آتشبازی کے متعلق پہلا وعید

جو بے دین کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ بناویں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے خدا کے بندو۔ شب براۃ کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو۔ جنمیں نہ چراغان ہے۔ نہ آتشبازی ہے۔ یہ دونوں چیزیں بیدین مسلمانوں نے دین کی رسموں کے قائم مقام بنا رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور ان لغویات کو چھوڑ دو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قطع تعلق نہ کرلیں۔ جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کرلیا۔ تو پھر سوچو۔ کہ جس اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو۔ اس کی کیا قیمت باقی رہے گی۔ اور پھر نجات کس کے دروازے سے تلاش کروگے۔ اور کس کی شفاعت کی اُمید ہوسکتی ہے اور کس کی جنت میں ٹھکانا مل سکے گا۔

بھائیو۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور

آپ کو اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دوسرا وعید

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔
وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝
ترجمہ:۔ اور بے جا خرچ نہ کر۔ تحقیق بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گذار ہے۔

(سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۳)

میرے عزیز بھائیو۔ خدا تعالیٰ کا خوف کرو۔ اور غور کرو۔ کہ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے۔ بیجا خرچ کرنے والے یعنی اسراف کرنیوالے شیطان کے بھائی اور خدا تعالیٰ کے دشمن ہیں۔

معنی اسراف

اِسراف لغت میں بے اندازہ اور لاف و گزاف کے طور پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی جس خرچ میں نہ آخرت کی بہتری مقصود ہو۔ اور نہ دنیا کا کوئی بھلا ہو۔ نہ رضائے الٰہی حاصل ہو۔ اور نہ کسی ضرورت انسانی مثلاً (کھانا پینا۔ پہننا) میں صرف ہو۔ یہ نقص شب براۃ کے چراغاں اور آتشبازی میں پورے طور پر موجود ہے۔ خدا کے بندو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۂ تکاثر پارہ عم میں فرماتے ہیں۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ط

ترجمہ :- پھر اس دن تم سے اے لوگو نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں روپیہ وغیرہ کہاں صرف کیا تھا؟ بتاؤ اس دن کیا جواب دوگے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی اٰمِیْن۔

تصدیقات علمائے کرام

۱- الجواب حق والحق احق بالاتباع (حضرت مولینا مولوی مفتی) **غلام مرتضےٰ** (صاحب) از میانی ضلع شاہ پور۔

۲- الجواب صحیح والمجیب نجیح (حضرت مولینا مولوی) **نجم الدین** (صاحب) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

۳- الجواب صحیح اسراف اور تبذیر میں نمایاں فرق ہے کیونکہ اسراف متعلق کم سے اسے اور تبذیر متعلق کیف سے یعنی حدِ اعتدال سے زیادہ صرف کرنا اسراف کہلاتا ہے اور بے محل صرف کرنا تبذیر ہے۔ جیسے ڈوم قوال۔ آتشبازی وغیرہ ممنوع کاموں میں بے باک لوگ صرف کیا کرتے ہیں۔ اسراف اور تبذیر دونوں کی نسبت آیات قرآن مجید میں وعیدیں آئی ہیں اور سورۃ مستبصرہ کے درمیان میں تبذیر بھی ہے اور اسراف بھی اسلئے مسلمانوں کو قطعاً ایسے ممنوع اور منہی عنہ فعل سے باز رہنا چاہیے اسلام فرض نماز اور روزہ ہی کا نام نہیں بلکہ منہیات سے بچنا اداء امر کی بجا آوری پر مقدم ہے۔

(حضرت مولینا مولوی) **اصغر علی** (صاحب) روحی عفی عنہٗ

۴- الجواب صحیح (حضرت مولینا مولوی) **عبد العزیز** (صاحب) مدرس مسجد شاہی لاہور

۵- الجواب صحیح فی الواقع ہم مسلمانوں کو اتباع سنت کرتے ہوئے ان تمام بدعات سے اجتناب کرنا چاہیے (حضرت مولینا مولوی) **کریم بخش** (صاحب) ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

۶- شب براۃ میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس رات جاگا جائے اور نماز نفل جس قدر ہو سکیں پڑھے اور دعائے مغفرت مانگے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی ہے۔ باقی آج کل جو جہلائے زمانہ نے باوجود ممانعت کے یہ رواج کیا ہوا ہے کہ آتشبازی کا استعمال کرتے ہیں۔ جس سے علاوہ اسراف کے نقصان جسمی بھی ہوتا ہے اور کئی قسم کے نقصان ہوتے ہیں نہایت فضول اور لغو فعل ہے مسلمان کو بشرطیکہ وہ اسلام کا مدعی ہے ایسے فعل قبیح سے احتراز لازمی ہے۔ بچوں کے فعل کا وبال بڑوں کے ذمہ علیہ ہوتا ہے اس لئے کہ اگر کوئی

کو سمجھایا جائے یا سختی سے روکا جائے اور ان کو اس کیلئے ایک پیسہ نہ دیا جائے تو وہ باز رہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے اور علماء کے فرمانے پر وہ کاربند ہوں۔ ورنہ سوائے تباہی دین ودنیا اور خسر الدنیا والآخرۃ اور کیا ہو سکتا ہے واللہ یھدی من یشاء علیٰ صراط مستقیم۔ فقط (حضرت مولٰنا مولوی) احمد علی (صاحب) عفی عنہ خطیب وامام مسجد شاہی و پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔

۷۔ الجواب صحیح والمجیب نجیح حضرت مولٰنا مولوی محمد یار (صاحب) عفی عنہ امام وخطیب مسجد سنہری لاہور

۸۔ صحیحین میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد) یعنی جو ہمارے امر دین میں ایسی بات ایجاد کرے جو در اصل ہمارے دین سے نہیں۔ تو وہ مردود ہے اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ دین سے آتشبازی وغیرہ امور مروجہ۔ شب نصف شعبان میں منقول ومتوارث نہیں لہذا مسلمانوں کو اس سے پرہیز لازم ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم (حضرت مولٰنا مولوی) ابو محمد احمد عفی عنہ امام مسجد صوفی بازار کشمیری لاہور۔

۹۔ معراج اور شب براۃ وغیرہ راتوں میں وعظ اور نوافل صحیح ہیں۔ باقی سب زیادتی ہے شاہ عبد العزیز صاحب نے لیلہ مبارکہ سے شب برات مراد لی ہے فقہاء کرام نے سنت مجمع علیہا کو بیان فرمایا ہے۔ وہم خیال کو اسراف اور تبذیر میں فرق میر سید نے سند کتاب التعریفات میں کیا ہے ایک شخص کپڑا امر تی گز پا سکتا ہے دو دو پیسہ گز کا پائے یہ اسراف ہے اور محل حرام میں خرچ کرنا جیسا کہ آتشبازی یار نا تبذیر ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب (حضرت مولٰنا مولوی) جمال الدین (صاحب) کوشاوی نزیل لاہور امام مسجد کوچہ کوٹھی داران۔ الحمد للہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

۱۰۔ برادران ملت شب برأت قریب ہے۔ اس رات تمام بندوں کے اعمال حضرت عزت اللہ مجدۂ میں پیش ہوتے ہیں۔ مولیٰ عزوجل بطفیل حضور پر نور شافع المحشور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے ذنوب معاف فرماتا ہے۔ مگر چند ان میں وہ مسلمان جو باہم دنیوی وجہ سے رنجش رکھتے ہیں فرماتا ہے ان کو رہنے دو جب تک آپس میں صلح نہ کرلیں لہذا جملہ مسلمانان اہل سنت والجماعت کو چاہیئے کہ حتی الوسع قبل غروب آفتاب ۱۴ شعبان باہم ایک دوسرے سے صفائی کرلیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کردیں۔ یا معاف کرائیں تا تعالیٰ حقوق العباد سے صحائف اعمال خالی ہوکر بارگاہ رب العزت جلت عظمتہ میں پیش ہوں۔ حقوق مولیٰ تعالیٰ کے لیے

توبہ صادقہ کافی ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ ایسی حالت میں باذنہ تعالیٰ عزوجل اس شب میں بعید مغفرت تامہ ہے بشرط صحت عقیدہ وھو الغفور الرحیم اور اس فقیر پر سیہ ناکارہ کیلئے عفو و عافیت دارین کی دعا فرمائیں۔ فقیر آپ کے لئے دعا کریگا اور سب مسلمانوں کو سمجھا دیا جائے۔ کہ وہاں نہ خالی زبان دیکھی جاتی ہے۔ نہ نفاق پسند ہے صلح و معافی سب سچے دل سے ہو۔ اور یہ مقدس رات کھیل کود اور اسراف مال یعنی آتشبازی وغیرہ میں ضائع نہ کیجائے حضرت شیخ محقق مولٰنا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ صفحہ ۲۱۴ میں بیان فضائل شعبان میں ضمناً تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے اکثر شہروں میں جو اس رات بلا ضرورت صحیحہ کثرت سے چراغ جلاتے ہیں اور آتشبازی وغیرہ لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں۔ یہ رسم بد سوائے ہندوستان کے علاوہ عرب عجم وغیرہ میں کہیں نہیں ہے غالباً یہ رسم برامکہ کی ہے جو آتش پرست تھے اور بعد اسلام اپنی رسوم پر قائم رہے اور ان کی دیکھا دیکھی تمام مسلمان اس میں مبتلا ہوگئے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں پر لازم و واجب ہے کہ ہمیشہ خصوصاً اس مقدس رات میں ان بدعات کو مٹا کر عبادات الٰہی اور ایصال ثواب اموات میں مشغول رہیں اور اپنے عزیز بچوں کو آتشبازی کے لئے ایک پیسہ بھی نہ دیں کہ اول تو اسراف بیجا شرعاً حرام و ناجائز ہے ثانیاً بسا اوقات ہلاکت نفس کا باعث ہوتا ہے۔ اور جو عوام میں مشہور ہے۔ کہ اس رات حضرت سیدنا حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ اور اسی رات سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا تھا۔ اور آپ نے اس شب حلوہ تناول فرمایا بالکل لغو اور بے اصل ہے کیونکہ غزوۂ احد تو باتفاق مورخین ساتویں یا گیارھویں شعبان کو واقع ہوا تھا لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا کہ آج حلوہ ہی واجب و ضروری ہے بدعت ہے البتہ اگر یہ سمجھ کر کہ حلوہ اور مطلقاً میٹھی چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب و مرغوب تھی حلوہ پکالیا جائے تو مضائقہ نہیں ترمذی شریف میں ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب الحلواء والعسل یعنی حضور علیہ الصلوۃ والتسلیمات حلوہ اور شہد کو پسند فرماتے تھے

خلاصہ یہ کہ یہ رات انعامات الٰہی کی رات ہے۔ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ پھر یہ رات اگر زندہ رہے تو سال بھر کے بعد میسر ہوگی۔ لہٰذا اس شب میں نوافل پڑھیں دن کو روزہ رکھیں اور دعا مغفرت اموات اور خیر و خیرات و صدقات سے غافل نہ رہیں اور زیادہ تر یہ دعا یا سورہ پڑھتے رہیں اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ نمقہ بقلمہ وقالہ بفمہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی۔ ابوالبرکات سید احمد السنی الحنفی القادری

۱۰۔ کذالک کذالک (حضرت مولٰنا مولوی سید) ابو محمد محمد دیدار علی (صاحب) الرضوی الحنفی المجددی۔

سلسلہ نمبر ۵

اِنَّ اللّٰہَ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

اللہ دوست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے انھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف

ضرورۃ القرآن

مُرتّبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

اَلْمُشْتَہِر

شعبہ التالیف و الاشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ — جنوری ۱۹۶۵ء

بار دوازدہم دو ہزار — ہدیہ چالیس ۴۰ پیسے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ وَعَلَّمَہُ الۡبَیَانَ وَنَزَّلَ عَلٰی عَبۡدِہٖ الۡفُرۡقَانَ لِیُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوۡرِ وَمِنَ الۡجَھۡلِ اِلَی الشُّعُوۡرِ وَمِنَ الۡحُزۡنِ اِلَی السُّرُوۡرِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ وَشَفِیۡعِ الۡمُذۡنِبِیۡنَ مِائَۃَ اَلۡفِ اَلۡفِ مَرَّۃٍ وَبِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ صَلٰوۃً تَکُوۡنُ لَکَ رِضًا وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّعَلٰی اٰلِہِ الۡکِرَامِ وَاَصۡحَابِہِ الۡعِظَامِ وَسَلَّمَ تَسۡلِیۡمًا وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

اَمَّا بَعۡدُ

انسان مخلوق ہے

برادرانِ عزیز! عنوان بالا ایک ایسی بیّن اور واضح چیز ہے کہ جس سے کسی سلیم الفطرت انسان کو مطلقاً انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن کیا عرض کروں۔ ہر چیز کے اقرار پر جو نتیجہ مرتب ہُوا کرتا ہے۔ چونکہ اس کے آثار عام طبائع میں نہیں پائے جاتے۔ اسی لیے روزِ روشن کی طرح واضح

چیز پر بھی تنبیہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

میرے عزیز بھائیو!

۱۔ اگر ہمیں اپنا مخلوق ہونا یاد ہوتا تو کیا اسی طرح یادِ خالق سے بے اعتنائی برتتے۔ جس طرح کہ آج کل جاہل و عوام کا طبقہ عموماً اور تعلیم یافتہ طبقہ خصوصاً غافل ہے۔

۲۔ اگر ہمیں اپنی خلقت یاد ہوتی تو کیا قانونِ خالق کو یہود کی طرح بے اعتنائی سے پسِ پشت پھینکتے؟ ہمارے مسلمان بھائیوں میں سے جاہل طبقہ سے قطع نظر کر کے تعلیم یافتہ حضرات کو دیکھا جائے جن کو اپنی تعلیم پر ناز ہے۔ تو ان میں بھی خالق جلّ مجدہٗ کے قانون کا کوئی شاذ و نادر ہی واقف نظر آئے گا۔ ماہر اور کامل ہونا تو درکنار رہا۔

۳۔ اگر ہم سمجھتے کہ ہم بنائے ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمیں اپنے بنائے جانے کی غرض و غایت کی تلاش نہ ہوتی؟

(مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اس غرض کی فکر ہر وقت دامن گیر ہوتی ہے۔ اور وہ اس کے پورا کرنے میں شب و روز مشعلِ ہدایت نورِ الٰہی کے ماتحت قدم اُٹھا رہے ہیں۔)

کیا میں اپنے تعلیم یافتہ بھائیوں سے یہ درخواست کر سکتا ہوں کہ وہ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھیں کہ آیا ان کے اندر یہ حِسّ انسانی موجود ہے ؟ اگر ہے تو اس مقصد کے ایفاء کے لیے انھوں نے کون سا طریق کار اختیار کر رکھا ہے اور اگر نہیں تو کیا ان کا یہ فرض نہیں۔ کہ جب یہ احساس (جو ان کی سرشت میں تھا) مُردہ ہو گیا ہے ۔ تو اس کے احیاء ثانی کی کوشش کریں ؟

برادرانِ عزیز ! ہمارا فرض ہے کہ اپنی اصل کو یاد رکھیں اور دُنیا میں آکر اکڑنے نہ لگ جائیں ۔ کیا ہماری پیدائش کا سنگِ بُنیاد ماں کے پیٹ میں نطفہ نہیں تھا ؟ کیا اس نطفہ کے بعد خون کا منجمد بے حس و حرکت لوتھڑا نہیں تھا ؟ کیا اِس لوتھڑے کے بعد ایک بے جان گوشت کا ٹکڑا نہیں تھا ۔ کیا اس باری تعالےٰ جل مجدّہ نے ماں کے رحم میں بے جان گوشت کے ٹکڑے کو صورتِ انسانی دے کر رُوح نہیں پھونکی تھی ؟ کیا انسان نو ماہ اَور چند یوم ماں کے پیٹ میں رہ کر بالکل ننگا ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہؤا تھا ؟ کیا ہم وہی نہیں ہیں جن کو دُنیا میں آنے کے بعد دو تین سال تک اتنی تمیز نہیں تھی، کہ نجاستِ غلیظہ پیشاب و پاخانہ سے بچنا بھی ضروری ہے

ہماری ابتدائی سرگزشت تو یہ ہے ، جو سُن چکے ہو کہ یوں دُنیا میں آئے ۔ اب انتہاء بھی دیکھئے کیا انسان مر کر بے جان نہیں ہو جاتا ؟ کیا انسان کو مرنے کے بعد اپنی عزت و ذلت کی تمیز ہوتی ہے ؟ اگر مرنے کے بعد اس کو کوئی رُوبرو دس گالیاں دے دے ۔ تو پرواہ نہیں ۔ اور اگر سو پچاس جوتے لگا دے ۔ تو ہاتھ پکڑنے کی طاقت نہیں ۔ اگر اس پر منوں مٹی کے ڈھیر لگا دے تو ناک بھوں نہیں چڑھا سکتا ۔ اور اگر جلا دیجئے تو اُف نہیں کرتا ۔ کیا مرنے کے بعد اعزہ و اقرباء اس کی لاش کو جلد از جلد گھر سے نکالنے کے متمنی نہیں ہوتے ؟ تاکہ اس کا متعفن وجود ان کی صحت کو نہ بگاڑ دے ۔ اور ان کے عیش کو منغص نہ کر دے ۔ بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان بے کس و بے بس اور عاجز محض ہو جاتا ہے ، وہی اعزہ جو اس کے دیکھنے سے نہال ہوتے تھے ۔ وہی اس کو گھر میں رکھنے سے متنفر اور جلد از جلد باہر پھینکنے کے متمنی ہیں ۔

اے انسان ! جب تیری ابتداء و انتہاء سراپا عجز و بیکسی کی تصویر ہے ۔ تو معلوم ہؤا ، کہ تو خود اپنا بنانے والا نہیں ہے بلکہ تیرا بنانے والا (خالق) کوئی اور ہے ۔ اگر انسان اپنی

اولاد کو خود پیدا کرتا تو شاید بجائے نطفہ کے عطر مقطر سے ہی بناتا۔ اور بجائے ماں کے رحم کی تنگ و تاریک کوٹھڑی کے صناعینِ یورپ سے فیشن ایبل قیمتی دھاتوں کے سانچے میں ڈھلواتا اور بجائے اس کے کہ زیادہ سے زیادہ ایک فٹ مربع میں تربیت پاتا جہاں کہ علاوہ اس بچّہ کے پیشاب و پاخانہ وخونِ طمث بھی ہے۔ کسی کھلی جگہ میں جہاں کی ہوا صاف ہوتی سورج کی روشنی ہوتی یا بجلی کے لیمپ جگمگا رہے ہوتے وہاں اس کی ساخت کو مکمل کیا جاتا۔

جب ساری چیزیں تیرے اختیار سے باہر ہیں۔ تو اے انسان! تو یقیناً سمجھ لے کہ تو نے اپنے آپ کو نہیں بنایا۔ تیرے ارادے نے کوئی کام نہیں کیا۔ بلکہ تیرا بنانے والا (خالق) کوئی اور ہے اور اس نے جس طرح تمہیں چاہا بنایا۔

قولہ تعالیٰ: يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (سورۃ النور رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ: اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے۔ بے شک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

لہذا اب تیرا فرض ہے کہ تو اپنے بنانے والے کے روبرو شرم و حیا کی آنکھ نیچی رکھ۔ اور جب وہ کوئی حکم دے تو اس کی تکمیل کر۔ اور تیری ہر نقل و حرکت نشست و برخاست "وضع قطع" جو تیرے بنانے والے کو پسند آئے۔ اس کو اختیار

کر۔ اگر تُو نے ان باتوں کو ملحوظ رکھا۔ تو تُو باحیا۔ شریف بھلا مانس۔ نیک بخت جو چاہے کہلوالے سب ٹھیک ہوگا۔ اور اگر تو نے اپنے بنانے والے کو ہی بھلا دیا۔ اور کھا کراسی کو گھورنے لگ گیا اور اپنے مالک ہی کے سامنے بجائے حیا کے اکڑنے لگ گیا۔ تو تیرے لیے پہلے القاب موزوں نہیں ہوں گے۔ بلکہ ان کی اضداد کا استعمال تیرے حق میں انسب ہوگا۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمیں شریف۔ بھلا مانس اور ایمان دار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

انسان باقی حیوانات سے متمیّز ہے اور اس کا مابہ الامتیاز، انسان ایک مہذّب حیوان ہے۔

ہر عقل مند کو اس امر پر اتفاق ہے کہ انسان در اصل ایک حیوان ہی ہے۔ لیکن یہ باقی حیوانات سے مہذّب واقع ہوا ہے۔ مثلاً سبزی کھانے میں انسان باقی حیوانات سے مشترک ہے۔ لیکن دوسرے حیوان کچی سبزی کھا جاتے ہیں اور انسان پہلے دھو کر صاف کرتا ہے۔ پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ پھر نمک، مرچ مصالحہ ڈال کر ہنڈیا میں ڈال کر چولھے پر پکاتا ہے۔ پھر کھاتا ہے۔ یا مثلاً باقی حیوانات

میں بھی نر و مادہ آپس میں توالد و تناسل کے لیے ملتے ہیں اور انسان بھی بقاءِ نسل کے لیے اس فعل کا ارتکاب کرتا ہے۔ لیکن دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔حیوانات میں محرمات کی کوئی تمیز نہیں ہوتی ۔ حیوانات میں کوئی شرم وحیا و اخفا نہیں ہوتا بلکہ علیٰ رؤس الاشہاد شارع عام پر عموماً یہ فعل کرتے ہیں ۔ لیکن انسان اپنی اس حاجت روائی میں تمام نقائص مذکورہ بالا سے بری ہے ۔

انسان کا امتیاز تمدّن ہے

اگرچہ انسان بہت سی ضروریاتِ زندگی (مثلاً خورد و نوش توالد و تناسل) میں حیوانات سے مشابہ ہے ۔ مگر بعض چیزوں میں ان سے ممتاز بھی ہے جن میں ایک تمدّن ہے ۔

ضرورتِ تمدّن

سوائے انسان کے باقی حیوانات اپنی ضروریاتِ شخصی کو فرادیٰ فرادیٰ رہ کر پورا کر سکتے ہیں ۔ مثلاً تنکے جمع کر کے گھونسلہ بنا لینا ۔ صبح اڑ کر گھونسلے سے نکل گئے اور جو رزق خدا تعالےٰ نے ان کے لیے مقدّر کیا ہے اس کو زمین سے چونچ کے ساتھ اٹھایا - اور نگل گئے ۔ پیٹ بھرا - شام کو

واپس گھونسلے میں آ دم لیا۔

لیکن انسان کی ضروریات باقی حیوانات سے بہت زیادہ اور نرالی ہیں۔ مثلاً انھیں کپڑے۔ جوتے۔ مکان۔ دوائی۔ تعلیم و تربیت وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں اور انسان ان چیزوں کے بغیر اپنی زندگی گزار ہی نہیں سکتا۔ علاوہ اس کے حسد۔ کینہ بغض۔ عداوت کا مادہ جتنا اس کے اندر پایا جاتا ہے باقی حیوانات میں نہیں۔ لہذا یہ اس امر کا بھی محتاج ہے۔ کہ جہاں چار گھر انسانوں کے آباد ہوں۔ وہاں ان بداخلاقیوں کی روک تھام کے لیے نظم و نسق کا ابتدائی زینہ پنچایت اور انتہائی درجہ مملکت ہے۔ عام طبائع انسانی تو ان ہی دو قسم کی مذکورۃ الصدر ضروریات کو سنجیدگی۔ شستگی اور عمدگی سے پورا کرنا اپنا انتہائی کمال سمجھتی ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمدن انسان کا کمال اصلی نہیں ہے۔ تمدن مذکور تو اصلاح ضروریات حیوانی ہی کا نام ہے۔

انسانِ کامل

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ رُوح اور جسم۔ لیکن رُوح سے میری مراد وہ رُوح نہیں ہے۔ جس کے وجود کے اندر موجود ہونے سے وہ زندہ کہلائے اور جس کے نکل جانے

سے مُردہ بن جائے۔ جس کے زیادہ ہونے سے طاقت ور ہو اور جس کے کم ہونے سے کمزور کہلائے اور جس کی اصلاح و حفاظت معالجین جسمانی کا نصب العین ہے۔ یہ رُوح تو حیوانات میں بھی موجود ہے اور مذکورہ بالا حالات ان پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ رُوحِ انسانی سے مُراد وہ چیز ہے۔ جس کے باعث انسان کو انسان کہا جاتا ہے۔ جو کہ جسم اور روحِ حیوانی کو اپنی سواری بنا لیتا ہے جن کے خواص انسان میں پائے جاتے ہیں تو اِسے انسان کہا جاتا ہے۔ اور اگر وہ خواص نظر نہ آئیں تو باوجود شکلِ انسانی کے اسے حیوانات سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ یہ تو حیوان ہے۔ یا یہ تو گدھا ہے۔ اس رُوحِ انسانی کا نام حکماء شریعت کے ہاں ملکیۃ ہے اور رُوحِ حیوانی کا نام ان کے ہاں بہیمیۃ ہے۔ تو اب گویا کہ حکما شریعتِ بیضا کے ہاں روح اور جسمِ انسانی کے بجائے ملکیۃ اور بہیمیۃ کے الفاظ مستعمل ہوتے ہیں۔

ملکیّۃ اور بہیّمیۃ کی خواہشات

تمام ملل و مذاہب اس امر پر متفق ہیں۔ کہ ملکیّۃ اور بہیمیۃ کے تقاضا ہائے طبعی الگ الگ ہیں۔ بہیمیۃ (جسمانیت)

چونکہ یہیں سے بنی ہوئی ہے ۔ اس لیے اس کو عناصر سے پیدا شدہ چیزوں سے محبّت ہے ۔ لذیذ اشیاء کے کھانے پینے سے یہ خوش ہوتی ہے ۔ لباس ہائے فاخرہ کے پہننے میں اسے لطف آتا ہے ۔ سُریلی آواز اسے بھاتی ہے ۔ بخلاف اس کے ملکیّۃ چونکہ عالمِ بالا سے آئی ہوئی ہے ۔ اس لیے اسے یہاں کی باتوں سے کوئی اُنس نہیں ۔ اسے اپنے دیس (عالمِ بالا) کی باتیں بھاتی ہیں ۔ یہ اپنے دیس والوں کا کھانا ۔ پینا ۔ پہننا پسند کرتی ہے ۔ یعنی جو خواہشات عالمِ ملکوت میں ملائکہ کی ہیں ۔ وہی اس کی ہیں ۔ اور ان کی خواہش سوائے ذکرِ الٰہی کے اور کوئی چیز نہیں ہے ۔ علیٰ ہذا القیاس انسان کے اندر جو ملکیّۃ ہے اس کی خوراک فقط ذکرِ الٰہی ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد اسی خواہش کا اظہار فرماتا ہے :-

قولہ تعالےٰ ، اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط (ترجمہ) خبردار اللہ تعالےٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے

جب یہ ثابت ہُوا کہ وجودِ انسانی دو چیزوں سے مرکّب ہے ۔ ملکیّۃ اور بہیمیّۃ سے ۔ اور ملکیّۃ اور بہیمیّۃ میں سے ہر ایک کی خواہشات الگ الگ ہیں ۔

لہٰذا عقل مند ۔ سمجھدار ۔ دانا اور انسان کامل وہ شخص ہوگا

جو دونوں کی خواہشات کا ہر وقت لحاظ رکھے اور جو شخص بہیمیّہ کی خواہشات کا تو لحاظ رکھے لیکن جذباتِ ملکیّہ کو مُردہ کر دے ۔ تو وہ گویا فالج زدہ ہے ۔ جس کا نیم تن بے جان ہے ۔ اگر کسی مشفق ناصح کے مشورہ پر عمل کر کے اپنا علاج شروع کرے تو شفایابی کی امیّد اغلب ہے ۔ اور یہ بیداری اس کی ہوشیاری پر دال ہے ۔ اور اگر خیر خواہوں کے مشورہ کو وہ بیمار ہذیان تصوّر کرے ۔ تو وہ کوڑ مغز ہے ۔ جس کی ذلّت کی موت یقینی ہے ۔ اور وہ ابھی سے بیکار ہے ۔

میرے غافل بھائیو !

اِسی مثالِ سابق پر اپنی حالت کو قیاس کر لو ۔ اگر تم نے ملکیّہ کے جذبات کو پورا نہ کیا اور بہیمیّہ ہی میں منہمک رہے ۔ تو تمھارے وجود کا ایک حصّہ (ملکیّہ) بے کار ہو جائے گا ۔ اگر محرّرِ حروف ناصح کا مشفقانہ مشورہ مان لو ۔ تو تمھاری عقل مندی اور خوش نصیبی ہے ۔ ورنہ یاد رکھو ۔ کہ آئندہ چل کر ایک وقت (یعنی مرنے کے بعد) ایسا آئے گا ۔ جس میں تمھاری عزّتیں اور مناصب ایک طرف رکھ دیے جائیں گے ۔ اور وہاں یہ سوال ہوگا ۔ کہ کتنے اعمالِ صالح کر کے لائے ہو ۔ اور اعمالِ صالح سے مراد یہ ہو گی ۔ کہ تمھارے اعمال میں ملکیّہ (یعنی جذبہ تعلق باللہ) کو کتنا دخل تھا ۔ کیا تم

نے اعمال کرتے وقت ملکیتہ پر ظلم تو نہیں کیا تھا۔

عزیز بھائیو!

اگر تم دنیا کی مستعار زندگی میں ہر ایک قدم پر ملکیتہ کے جذبات (یعنی تعلق باللہ) کا لحاظ نہیں رکھتے ہو۔ تو یاد رکھو۔ تم اپنے نفسوں پر خود ظلم کر رہے ہو۔ انسانیت بلسان الحال تم پر نفرین کر رہی ہے کہ تم نے شکل انسانی تو اختیار کی۔ لیکن خصوصیاتِ انسانی کو غفلت کی ٹھوکر سے ٹھکرایا اور میری تذلیل کی۔

قولہ تعالےٰ: وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝	(ترجمہ) اور خدا تعالےٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے نفسوں پر خود ظلم کر رہے تھے۔

اور ایسے ظالم اگر وہ خدا تعالےٰ کی ہستی اور اس کی قدرتِ کاملہ کے قائل ہیں تو انھیں شاہنشاہی اعلانِ جلالی کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہیے۔

قولہ تعالےٰ: اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ	(ترجمہ) جو لوگ برائیاں کرتے ہیں۔ آیا ان کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں گے جیسا کہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جنہوں نے ہماری باتیں مانیں اور ان کے مطابق وہ دنیا

مَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ط	ہیں چلے - ان کی اور ان کی زندگی اور موت یکساں ہوگی - یہ لوگ کیسا بُرا فیصلہ کرتے ہیں -
(سورۃ جاثیہ، رکوع ۲ پارہ ۲۵)	

الحاصل

میرے غافل بھائیو!

خُدا تعالےٰ سے مستدعی ہوں - کہ وہ تمھیں توفیق دے کہ تم اپنے اُوپر ظلم کرنے سے باز آ جاؤ - اور سمجھ دے کہ اس ظلم کو محسوس کرو اور اتنی عقل دے کہ تم کتاب اللہ تعالیٰ اور سنّتِ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جذبات و احساساتِ ملکیّۃ کا صحیح اندازہ لگا سکو - تاکہ تُم ظلم سے باز آکر دانشمندی حقیقی سے آراستہ ہو جاؤ - اور تمھیں حیوانِ مہذّب سے بالاتر انسانِ کامل کا لقب دیا جا سکے - اور بالفعل جن چیزوں کا کمال سمجھا جاتا ہے - اس کمال کا مآل عموماً بہیمیتہ کے تقاضوں کو پُورا کرنا ہی ہے - مثلاً بی - اے، ایم - اے ایل - ایل - بی، بیرسٹرایٹ لاء - پی - ایچ - ڈی وغیرہ ڈگریاں حاصل کرنے سے امید یہ ہُوا کرتی ہے کہ آدمی معقول روپیہ کما سکے گا - اور اپنے ہم عصروں میں عزّت سے زندگی بسر ہو گی - مُسلمان تو در کنار - کسی ہندو یا سکھ -

عیسائی۔ پارسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مذکورۃ الصدر ڈگریوں سے خدا تعالٰے کے ہاں عزت مل سکتی ہے۔ یہ ڈگریاں باقی مکاسب کی طرح حصولِ معاش کا ذریعہ بےشک بن سکتی ہیں۔ کہ لوہار کے بیٹے کی طرح ہتھوڑا مار کر رزق حاصل نہ کیا۔ بلکہ ہاتھ میں قلم پکڑ کر کسی دفتر میں مزدوری کر لی۔ عزیز بھائیو! یقیناً یاد رکھو۔ کہ صنعت و حرفت، تجارت و زراعت و پنجاب یونیورسٹی یا آکسفورڈ و کیمرج یونیورسٹیوں کے تمغے حاصل کرنا۔ یہ سب حقیقی کمالِ انسانی نہیں ہیں۔ بلکہ ان سب کا مآل پیٹ پالنا ہی ہے۔ انسان کامل وہ ہے۔ جو ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد انسانیت کے جزو دوم یعنی ملکیتہ کی خواہشات کو بھی پورا کرے۔ تب وہ انسان کامل کہلانے کا مستحق ہے۔ اور ملکیتہ کی خواہش ایک ہی ہے خدا تعالٰے سے تعلق ٹھیک کرنا اور اس کے مضبوط و مستحکم یا مستمر رکھنے والی تجاویز پر عمل پیرا ہونا۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی

حصولِ کمال ملکیّتہ کا ذریعہ الہام ہے

"یہ ذکر پہلے آچکا ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور تنہا رہ کر اپنی ساری ضروریات پوری نہیں کر سکتا بلکہ

ضروریات کے پورا کرنے میں دوسرے کا محتاج ہے۔ جس طرح یہ امر مسلّم ہے۔ اسی طرح یہ بھی مانی ہوئی بات ہے کہ ہر شخص اپنی ہر ضرورت پوری کرنے کے لیے طریق کار بھی نہیں سوچ سکتا۔ بلکہ اپنی ضرورت کے پورا کرنے کے لیے اگر کسی نے کوئی راہ نکالی ہوئی ہے تو فوراً اس کی بات مان لیتا ہے۔ مثلاً ریل۔ تار۔ ڈاک۔ ہوائی جہاز وغیرہ تمام چیزوں میں یہی رنگ پایا جاتا ہے۔ کہ ایک حکیم نے کوئی ایجاد کی اور ساری دنیا اس کی تقلید کر رہی ہے۔ اور ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ علیٰ ھذا القیاس ضرورت ملکیتہ (جس جزو کے باعث انسان، انسان کہلاتا ہے) کے پورا کرنے میں بھی ہر انسان خود بخود تمام مرحلے طے نہیں کر سکتا بلکہ اس جزوِ انسانیت کی ضروریات کے لیے بھی اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً حکیم پیدا کرتا رہا ہے۔ ان حکماء کے مختلف زبانوں میں مختلف نام ہیں۔ چنانچہ عربی زبان میں ایسے حضرات کو نبی یا رسول کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ایسے حکمار کے وجود مسعود کو ہر ملت و مذہب والے تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے اتباع کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ تمام ملل و مذاہب کا ان حکمار

اُمم کے متعلق عقیدہ ہے ۔ کہ ان حضرات کا شیشۂ دل اس قدر شفاف اور مصفٰے ہوتا ہے ۔ اور ان کی روحانی قوت اس قدر اعلیٰ اور تیز ہوتی ہے ۔ کہ اِصلاح بنی آدمؑ کی ہر وہ بات جو اللہ تعالےٰ دنیا میں پہنچانا چاہتے ہیں وہ ٹیلیفون ملائکہ کی وساطت سے ان کے قلب اطہر پر پہنچا دی جاتی ہے اور یہ حضرات اسے پُورے طور پر اچھی طرح سے سمجھ لیتے ہیں اسی کا نام " الہام " اور " وحی الٰہی " ہے ۔ جس طرح صحتِ جسمانی کے حفظ و بقاء کے لیے ہر شخص کو چار و ناچار اطبا اور ڈاکٹروں کی رائے پر عمل کرنا پڑتا ہے اور جو شخص ان کی رائے سے اپنے آپ کو مستغنی خیال کرے بلکہ جو وہ بتلائیں اس کا خلاف کرنا اپنی آزادی کی دلیل اور فخر سمجھے تو یہ شخص اطباء اور ڈاکٹروں کی مخالفت میں خود اپنا آپ بُرا کر رہا ہے اور اپنی زندگی کو بجائے آرام بنانے کے وبالِ جان بنانے کی سعی کر رہا ہے اور یہ اس کی آزادی نہیں ۔ بلکہ مہلک بیماریوں کی آہنی زنجیروں میں اپنے آپ کو جکڑ بند کرنے کی تیاری کرنا ہے ۔ بعینہٖ اسی پر اس شخص کی حالت کو قیاس کر لیجئے ۔ جو روحانیت کے حاذق اطبا و ڈاکٹروں کی ہدایات سے متنفر

ہے اور اس تنفر کو آزادی سے تعبیر کرتا ہے - اور
ن سرچشمۂ ہدایت و روحانیت کے اتباع کو اپنے لیے
نقید اور آزادی کا سلب خیال کرتا ہے - یہ شخص روحانیت
کے ماہر ڈاکٹر حضرات انبیار علیہم السّلام کا نقصان نہیں کر
رہا ہے - بلکہ خود اپنا بُرا کر رہا ہے - جس چیز کو یہ
آزادی کے نام سے تعبیر کر رہا ہے - یہ خود اس
کی قید دائمی کا پیش خیمہ ہے - اس آزادی کے باعث
س شخص کے اندر تکبّر ، غرور ، خود پسندی ، جاہ طلبی ،
محسن کشی ، احسان فراموشی ، مبدء و معاد سے غفلت ، مقصدِ
خلقت سے بے اعتنائی وغیرہ کے وہ مہلک امراضِ
روحانی پیدا ہو جائیں گے کہ اگر گرد و پیش کے حالات
سے کلیتہً قطع نظر کر کے ایک لمحہ کے لیے ذرا غور کرے
تو اس کا ضمیر اور کانشنس خود اس پر لعنت کرے
کہ تو کس گردابِ نحوست میں پھنس کر مجھے احسنِ تقویم
سے گرا کر اسفل السافلین میں داخل کر رہا ہے -

لہذا اے پیارے روحانی بھائیو ! اپنے وجود کے
مقدّس اور اشرف جزو یعنی ملکیّتہ کی صحت کا خیال رکھو۔
اور اس کی ضروریات پوری کرنے میں اطبار روحانی
انبیار علیہم السّلام کے اتباع کو اپنی کسرِ شان مت سمجھو

بلکہ ان کی ہدایاتِ الہامی کو اپنے لیے حیاتِ دائمی اور کمالِ انسانی کا زینہ بناؤ ۔

الہامی استاد کی ضرورت

عزیز بھائیو!

نظامِ عالم میں ہر ایک چیز منظّم و مرتب ہے ۔ کوئی کام بے سلیقہ نہیں ہو رہا ہے ۔ جب ہر انسان عقلمند اپنے کاموں میں بدنظمی اور بے ترتیبی کو پسند نہیں کرتا تو وہ خالق عزّ برہانہٗ جو ان ہستیوں کو بھی بنانے والا ہے وہ کب اُسے گوارا کر سکتا ہے جس طرح دُنیا کی ہر ایک گورنمنٹ چیدہ دماغوں کو جمع کرکے اپنی رعایا کے لیے حفظِ امن کا قانون بناتی ہے ۔ بعد ازاں ملک میں شائع کرتی ہے اور اشاعتِ الفاظ کے ساتھ ہی اس امر کی کوشش بھی کرتی ہے کہ اس قانون کا مطلب بھی صحیح سمجھا جائے ۔ ایسے پروفیسر تیار کرتی ہے جو اس قانون کا صحیح مطلب رعایا کے کانوں تک پہنچائیں ۔ ایسے کالج بناتی ہے جہاں رعایا کے چیدہ دماغ آئیں جو کہ اصطلاحاتِ علمی سے پورے آشنا ہوں ۔ آئین حکومت کے مصالح و حِکَم کو سمجھ

سکیں ۔ حکومت چاہتی ہے کہ ایسے صحیح الدماغ افراد اس قانون کے حامل و مشیع ہو جائیں ۔ تاکہ آئینِ حکومت اس ملک میں جاری و ساری رہے ۔ یہی چیز در اصل بنیاد استحکامِ حکومت ہے ۔

اگر حکومت اپنے تدبیر و استحکام و اشاعتِ قانون سے ذرا غافل ہو جائے تو بجائے "امن" کے "بدامنی" راحت کے "رنج" چین کے "بے آرامی" بجائے "وقار" کے "سبکی" بجائے "عزت" کے "ذلت" کا دَور دَورہ ہو جائے ۔

اور کوئی بھی حکومت یہ کبھی جائز نہیں سمجھتی ، کہ میرے الفاظِ قانون کا جو مطلب ہر شخص "اُلٹا" "سیدھا" لے ۔ وہی میرے قانون کا مطلب ہے اور اِسی مطلب کے موافق میں اس کو حقوق دوں گی یا داد رسی کروں گی ۔ بلکہ قانونی نقطۂ خیال سے فقط وہ شخص حکومت سے قانونی تبادلۂ خیالات کر سکتا ہے ۔ جس کو حکومت اس قابل سمجھے کہ یہ شخص میرے قانون کا صحیح مطلب سمجھ سکتا ہے ۔ اور اس کو سندِ قابلیتِ فہمِ قانون دی جا چکی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ عدالتوں میں جج اس شخص کو مقرر کیا جاتا ہے جو کہ قانونِ شاہی کے صحیح علم کا امتحان وکالت یا بیرسٹری پاس کر چکا ہو ۔ ایسے ہی

شخص کو حکومت اپنی طرف سے مسندِ عدالت پر بٹھاتی ہے۔ اور ایسا ہی سند یافتہ وکیل یا بیرسٹر جج کو قانونی مشورہ دینے کے لیے مدعی یا مدعا علیہ پیش کر سکتے ہیں۔ وکیل یا بیرسٹر کے علاوہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی کامل و ماہر کیوں نہ ہو، لیکن محکمۂ عدالت میں بحیثیت وکیل کے پیش ہو کر کوئی قانونی مشورہ جج کو نہیں دے سکتا۔

عود الی المقصود

خدا کے بندو!

قولہٗ تعالیٰ: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا ط	اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔
(سورۃ بقرہ رکوع ۴ پارہ ۳)	

جن چیزوں کو آپ مدار استحکام نظامِ سلطنت دنیاوی سمجھتے ہیں کم از کم وہی چیزیں آپ مدار استحکامِ سلطنتِ الٰہی کے لیے بھی ضروری خیال کریں۔ کیا استحکامِ سلطنتِ الٰہی کے لیے قانونِ الٰہی کی اشاعت کی ضرورت نہیں ہے تاکہ اس کا رعب و داب اور وقار قلوب بنی آدم میں قائم رہے اور اس کی نعمتیں کھا کر اسی کے ملک میں رہ کر اس سے باغی نہ ہونے پائیں چنانچہ

ارشاد باری جلّ مجدہٗ ہے۔

قولہ تعالیٰ: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ؀

ترجمہ: اللہ تعالےٰ کے رزق میں سے کھاؤ اور پیو اور زمین میں مفسد بن کر مت رہو۔

اور کیا قانونِ الٰہی کے سمجھنے کے لیے کسی اُستاد کامل کی ضرورت نہیں۔ بلکہ قرآن مجید ہاتھ میں لے کر جو جس کا جی چاہے وہی راگ الاپتا پھرے اور وہی اللہ تعالیٰ کی مراد سمجھی جائے۔ چنانچہ قانونِ الٰہی (قرآن مجید) کے لفظوں سے غلط معنی مراد لینے والوں کے حق میں ارشاد ہے:-

قولہ تعالیٰ: وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ

(ترجمہ) اور تحقیق ان میں سے ایک ایسا فرقہ ہے جو کہ اپنی زبانوں کو کتاب اللہ کے ساتھ موڑتے ہیں تاکہ تم اس چیز کو کتاب اللہ ہی کا حکم سمجھو۔ حالانکہ وہ کتاب اللہ کا حکم نہیں ہوتا اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے اور وہ لوگ خدا تعالیٰ پر جھوٹ

يَعْلَمُوْنَ ○ بولتے ہیں - حالانکہ وہ اس
(سورۃ آلِ عمران رکوع ۸ پارہ ۳) جھوٹ کو جانتے ہیں -

آج کل ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ کا اکثر حصّہ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اوّل تو انہیں علومِ الہیہ سے کوئی انس ہمدردی و محبّت ہی نہیں ہے - کیونکہ جن ہائی اسکولوں یا کالجوں میں یہ تعلیم پاتے ہیں - وہاں کے اکثر معلّم تعلیمِ الٰہی سے خود بے بہرہ ہوتے ہیں - اور اگر بالفرض کوئی صاحب اس علمِ پاک سے آشنا بھی ہوں تو عموماً بے عمل ہوتے ہیں - اس لیے ان کی صحبت اور میل جول جذباتِ مذہبیہ کی تربیت یا علومِ الٰہیہ کا ذوق و شوق نہیں پیدا کر سکتا - کالج کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو کاروبارِ دُنیا نے آ گھیرا - اگر بھولے بھٹکے قرآن پاک کی تعلیم کے مطالعہ کا شوق ہُوا تو سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ مترجم قرآن مجید لے کر اس کو پڑھیں وہ ترجمہ خواہ کسی قرآن پاک کی تعلیم کے ماننے والے کا ہو یا کسی مخالف مثلاً عیسائی یا دہری کا - براہِ راست کسی معلّم قرآن سے پڑھنے کی یا تو فرصت نہیں یا نفس میں تکبر اس قدر آ چکی ہے کہ کسی گودڑی پوش مسکین عالم کے پاس زانوئے ادب تہ کرتے ہوئے عار آتی ہے -

انھیں کوئی غیر متعصب و غیر متشدّد عالم باخُدا ملتا ہی نہیں جو ان کے شوقِ قرآن کی قدر کرے اور ان کی بود و باش ، وضع و قطع کا پہلے سوال نہ چھیڑے - اور اسی جذبۂ شوقیہ کے باعث ان کی عزّت کرے اور یہ سمجھے کہ خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انھیں اتنی تو ہدایت دی ہے - آہستہ آہستہ انشاء اللہ تعالےٰ آگے بھی ٹھیک ہو جائیں گے - بہر حال ان موانع ثلاثہ میں سے جو بھی ہو مقصد ہر حال میں فوت ہو جاتا ہے ، کہ ہمارا جدید تعلیم یافتہ طبقہ علم الٰہی یعنی قرآن پاک کسی باخُدا عالم کے پاس پڑھنے سے قاصر رہتا ہے - اور اپنے گھر میں بیٹھ کر قرآنِ پاک کے ترجمہ میں غور کرتا ہے اور جو کچھ سمجھ میں آئے اسے حکمِ الٰہی سمجھتا ہے - افسوس صد افسوس ! کلامِ الٰہی سے یہ کتنی بڑی بے انصافی ہے کہ انسانی دماغ کے تجویز کردہ قانون کو سمجھنے کے لیے اپنی عمر کا ایک معتدبہ حصّہ چودہ چودہ اور پندرہ پندرہ سال صرف کریں اور ہزارہا روپیہ خرچ کریں - اتنی عمر اور اس قدر روپیہ صرف کرنے پر بھی جب تک ماہرینِ تعلیم اس کے دماغ کا امتحان نہ لے لیں - اور قابلیت کی سند نہ عطا کریں - اس وقت تک اس شخص کی رائے

کی کوئی وقعت نہیں اور اس پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی آسمان سے نازل کردہ تعلیم میں رائے دینے کے لیے کوئی معیار ہی نہیں۔ عربی گرائمر سے شناسائی ہو یا نہ۔ لغت عربی کو جانے یا نہ جانے۔ ادب عربی سے واقف ہو یا نہ۔ اصولِ غور و تدبرِ قرآنی کی ہوا بھی لگی ہو یا نہ۔ بایں ہمہ جہالت و نابلدگی۔ کبھی یہ سنائی دیتا ہے کہ فلاں بیرسٹر صاحب کی قرآن پاک کے فلاں مسئلہ کے متعلق یہ رائے ہے یا فلاں وکیل صاحب نے اپنی فصاحت و بلاغت کی سیلابی تقریر میں قرآن پاک کے فلاں مسئلہ کے متعلق یوں گوہر افشانی کی۔

بھائی جان! میرے الفاظ کا غلط مفہوم نہ لیجئے گا کہ مولوی بڑے بخیل ہوتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کلام کا مطلب ہمارے ہی سینوں تک محدود رہے اور دوسرا کوئی نہ سمجھنے پائے۔ حاشا و کلا! میرے عزیزو! یہ غرض نہیں ہے بلکہ میں تو چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کے دلوں میں اپنا کلامِ پاک پڑھنے کا شوق ڈالے اور آپ صحیح طریقے سے اس کلامِ پاک پر غور کریں اور عمل پیرا ہوں۔

اعترافِ حقیقت

میرے تعلیم یافتہ بھائیو! میرا آپ کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ آپ خود کما کر کھانے والے ہیں۔ آپ اگر اشاعتِ دین متین کی طرف توجہ کریں تو آپ وہ کام کر سکتے ہیں۔ جو عموماً رسمی مولوی (علماء ربانی کی مقدس ہستیاں مستثنےٰ ہیں) جو روٹی کے معاملہ میں بھی دوسروں کے محتاج ہیں وہ نہیں کر سکتے۔ میں نے آپ کے متعلق گزشتہ سطور میں چند ترش الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہ دراصل آپ پر حملہ نہیں ہے۔ آپ کی دل آزاری مقصود نہیں ہے بلکہ علمِ الٰہی کے متعلق آپ کے چند نقائص تھے۔ وہ پیش کر دیئے ہیں۔ خدا تعالےٰ علمِ الٰہی کے پڑھنے کا شوق آپ کی طبیعتوں میں پیدا کر دے اور ایسے اساتذہ ربانی آپ کو مہیا کر دے جو آپ کو مطمئن کر سکیں۔ لیکن یاد رکھیے۔ مَنْ جَدَّ وَجَدَ (جس نے کوشش کی اس نے پا لیا)۔

اگر آپ کے اندر طلب صادق موجود ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور بر ضرور ایسے پاک علماء کرام مہیا کر دے گا۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ○

الہامی نصابِ تعلیم اور اُس کی فوقیت

عزیز بھائیو!

یہ پہلے ذکر آ چکا ہے کہ انسانی تہذیب و شائستگی اور رفعتِ کمال پر پہنچانے کے لیے جن ہدایات کی ضرورت ہے انسان ان چیزوں کو اپنے اختراعِ دماغی یا الہامِ طبعی سے نہیں معلوم کر سکتا۔ بلکہ بعض انسان اپنی صفائی باطن یا علومِ دماغی سے ان ضروریات کے حل کی تدبیر سوچتے ہیں اور دوسرے بھائی ان تراکیب کو اپنی حاجات کا بہترین عقدہ کُشا سمجھ کر فوراً اخذ کر لیتے ہیں۔ انہیں متقنین اور مستنبطین کو فلسفیانہ اصطلاح میں حکماء کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اگر ایسی استعداد والوں کے ساتھ امدادِ الٰہی شامل ہو جائے کہ ان کی ہر بات کی اصلاح کا ذمہ لے لے اور جہاں ان کے دماغوں کی رسائی نہ ہو سکے۔ وہاں خود بذریعہ الہام یا ملائکہ عظام رہنمائی کر دے۔ ایسے حضرات کو اصطلاحِ شرع میں نبی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حاصل یہ ہُوا کہ حکیم کی رائے فقط اس کا دماغی اختراع ہے اور نبی کی رائے علاوہ زبدۂ عقلیات ہونے کے مؤید بالنور الالٰہی بھی ہے۔ اِسی سے

تمام ملل و مذاہب کا ہر فرد اس بات پر متفق ہے کہ تعلیم انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام حکمائے زمانہ کی تعلیم سے اعلیٰ اور افضل ہے اور جو نتائج حسنہ نبی کی تعلیم سے پیدا ہو سکتے ہیں حکیم کی تعلیم سے ان کا وجود محال ہے۔ اس فرق کی پہلی وجہ یہ ہے۔ کہ حکیم کا فقط تخیل اعلیٰ ہے لیکن قوتِ عملیہ کا پایا جانا ضروری نہیں ہے بخلاف اس کے جو نبی کہتا ہے وہ کر کے دکھا دیتا ہے۔ نبی کی کوئی بات محض تخیل نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر بات میں اپنا عملی نمونہ پہلے خود پیش کرتا ہے۔ چونکہ اس عالمِ اسباب میں محض شیخ چلی کے فرضی خیالات کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ ہر چیز کی ایجاد اور اس سے بقا کا دار و مدار عمل پر ہی ہے۔ اس لیے نبی کے مقابلہ میں حکیم کی عزت قائم نہیں رہ سکتی۔ حکمت کے جس حصے کو عمل سے تعلق ہے۔ وہ تو مقاصدِ نبوت میں داخل ہو جاتا ہے۔ باقی تخیل محض بیکار رہ جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام ضروریاتِ انسانی کو مدنظر رکھ کر اور ان کے تمام مَا لَهَا وَمَا عَلَيْهَا پر پوری بحث و تمحیص کر کے انسان کی موجودہ و مستقبلہ زندگی کے حوائج کو سامنے رکھ کر آسان ترین، قریب ترین اور نتائج

حسنہ کے لحاظ سے بہترین راستہ تجویز کرنا حکیم کا دماغ اس سے عاجز ہوتا ہے۔ لیکن نبی بفضلِ ایزدی و امداد الٰہی ہر معاملہ میں جو فیصلہ کرے گا اس میں ان تمام مذکورۃ الصدر ضروریات کا پورے طور پر لحاظ رکھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کی تعلیم زیادہ مؤثر، مقبول اور عالمگیر ہوتی ہے اور نبی کی تعلیم سے سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں اعلیٰ درجہ کے باجدا منتظم سپاہی، فاتح اور شجاع پیدا ہوتے ہیں۔ بخلاف حکیم کے کہ اس کے اندر خود یہ چیزیں نہیں ہوتیں اور نہ اس کے اثر سے دوسروں کے اندر ہی آتی ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے اور یہ سب سے زیادہ زبردست وجہ ہے کہ نبی کی روحانی طاقت بڑی زبردست ہوتی ہے۔ نبی کی روحانی طاقت کا ہر فطرتِ سلیمہ والے پر اس طرح اثر پڑتا ہے۔ جس طرح سورج نکلنے پر ہر بینا آدمی بیدار ہو جاتا ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے کاروبار میں لگ جاتا ہے۔ پوری مستعدی سے کام کرتا ہے اور اس محنت و جدوجہد کو اپنی بقا کے لیے ضروری خیال کرتا ہے۔ اگرچہ کوئی اسے ہزار منع کرے لیکن کیا مجال ہے کہ وہ کام سے رکے۔ اسی کام کی تکلیف اور مشقت کو اپنے لیے کمال کے لحاظ سے راحت اور آرام سمجھتا ہے۔ اور بے کار بیٹھنے کو اپنے لیے تباہی کا موجب جانتا ہے۔ بعینہٖ

اسی طرح آفتابِ نبوّت کے طلوع ہونے سے ہر فطرت سلیمہ والے کی قوائے عملیہ میں ایک ہیجانِ عمل پیدا ہو جاتا ہے ۔ وہی خوابیدہ قوتیں جو وجودِ انسانی میں موجود تھیں لیکن جمود کے باعث غیر متحرک تھیں ۔ حرکت کرنے لگ جاتی ہیں ۔ پہلے بیکاریٔ قوائے کے باعث وہی انسان وحشی، ظالم، ڈاکو کہلاتے تھے لیکن نبی کی پاک صحبت انھیں مہذب ۔منصف اور محافظ اقوام بنا دیتی ہے ۔ نبی کی صحبت میں اس انقلاب کا موجب اصلی اس کی روحانی طاقت ہے جو کہ بتائیدِ ایزدی نبی کے اندر تیار ہوتی ہے ۔ اسی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ع

بے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

جو فطرتِ سلیمہ لے کر نیک نیتی سے اس کی صحبت میں آیا وہی لعلِ بدخشاں ہو کر رہ گیا ۔ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عزیز بھائیو ! حکیم اور نبی کے جذبات ، اخلاق ، اعمال، اور تاثیرِ صحبت کا خاکہ پیش کر چکا ہوں ۔جس سے اس نتیجہ پر آپ پہنچ چکے ہوں گے کہ نبی کی تعلیم اور اس کی صحبت بہر حال اعلیٰ تر ہے ۔ خدا کے بندو ! اگر ایک ہی فن کے

دو استاد آپ کے سامنے ہوں ایک ان میں سے کامل ہو اور دوسرا ناقص ہو۔ مثلاً ایک انٹرنس پاس اور دوسرا ایم، اے ہو اور ساتھ ہی یہ بھی فرق ہو۔ کہ ایم، اے تو یقیناً مفت خدمت کرتا ہے اور انٹرنس والا حاجت مند ہے ممکن ہے اسے کچھ دینا بھی پڑے تبلایئے کہ کوئی عقل مند انٹرنس والے کو ایسے ایم، اے پر ترجیح دے گا؟ بعینہٖ اسی طرح حکیم اور نبی کی خدمت کو سمجھ لو کہ نبی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے وہ اعلان کرتا ہے :۔

قولہ تعالیٰ: قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○	(ترجمہ) کہہ دو (اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں تم سے اس تعلیم پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ سوائے اس کے کہ جو اپنے رب کا راستہ
(سورۃ الفرقان رکوع ۵ پارہ ۱۹)	چلنا چاہے (وہ میرے پاس آئے)

لہٰذا نبی تو مِنْ كُلِّ الْوُجُوْهِ خلق اللہ سے مستغنی ہے ممکن بلکہ اغلب ہے کہ حکیم کی طبیعت میں اس قسم کا استغنا من الخلق نہ ہو۔

الحاصل

"خدا کے بندو! جو برکات نبی کی تعلیم پر عمل کرنے سے

نصیب ہو سکتے ہیں۔ وہ غیر نبی کی تعلیم میں کبھی بھی پائے نہیں جا سکتے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ نبی کی تعلیم پر عمل کرنے سے تائیدِ ایزدی کا شامل ہونا قطعی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری جل مجدہٗ ہے:۔

قولہ تعالیٰ: اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۙ	(ترجمہ) تحقیق ہم اپنے رسولوں کو اور جو ان پر ایمان لاتے ہیں دنیا کی زندگی میں مدد دیا کرتے ہیں اور جس دن گواہ قائم ہوں گے (اس دن بھی مدد دیں گے۔)
(سورۃ مومن رکوع ۶ پارہ ۲۴)	
قولہ تعالیٰ: اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ؕ	(ترجمہ) اگر تم اللہ تعالےٰ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ہر موقع پر ثابت رکھے گا۔
(سورۃ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶)	

حکیم اور نبی کی تعلیم کا اصطلاحی نام

حکیم کی نظر چونکہ محدود ہے۔ وہ بعد از موت جو حالات پیش آنے والے ہیں۔ ان کے متعلق کوئی صحیح قطعی رائے نہیں تبلا سکتا۔ اس لیے اس کی تعلیم کو اگر ہم دنیاوی تعلیم کے نام سے موسوم کریں۔ تو موزون ہوگا۔ اور نبی چونکہ

مؤید بتائید الٰہی ہے۔ اس لیے اس کی وساطت سے اللہ تعالیٰ تمام وہ حالات جو انسانوں کو آئندہ پیش آنے والے ہیں۔ بتلا دیتا ہے۔ خواہ وہ واقعات صفحۂ دنیا پر پیش آنے والے ہوں۔ یا بعد از موت۔ لہٰذا اس تعلیم کو اگر تعلیم الٰہی یا تعلیمِ دینی کے نام سے تعبیر کریں۔ تو بجا ہوگا۔

خُدا کے بندو!

آج ہم مسلمان دُنیاوی تعلیم کے دل دادہ اور اسی پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ جس کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ خُدا تعالیٰ کو تو اس ناشائستہ حرکت سے ہم نے ناراض کر ہی دیا ہے۔ ہمیں دنیاوی زندگی میں بھی چین نصیب نہیں ہے ہماری تو وہ حالت ہے۔ ؎

نہ خُدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

عزیز بھائیو!

اتنی فریفتگی اور دلدادگی اگر دینی تعلیم پر ہوتی تو آج ہم لوگ اتنے ذلیل نہ ہوتے کیا تمھیں قرآنِ پاک کا اعلان بھول گیا:

قولہ تعالیٰ: وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ   ترجمہ: (اے مسلمانو!) تم (ساری قوموں سے) بلند تر ہوگے بشرطیکہ

مُّؤْمِنِيْنَ ○ سورۂ آل عمران کوع ۱۴ پ۴ تم ایمان دار ہو۔

خُدا کے بندو!

ذرا سوچو تو سہی - جن لوگوں (یعنی صحابہ کرام رض) نے اس تعلیمِ الٰہی کو سر آنکھوں پر رکھا تھا - ان کی فتح و نصرت و کامیابی پر بھی نظر ڈال کر دیکھو کہ کہاں سے کہاں جا پہنچے تھے - مولانا حالی مرحوم نے عربوں کی جاہلیت اور بعد از اسلام کا جو خاکہ "مسدس" میں کھینچا ہے - وہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کی شہادت دے رہا ہے :-

زمانۂ جاہلیت

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور کہ قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر
نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی

وہی اپنی فطرت پہ طبعِ بشر تھی
خدا کی زمین بن جُتی سر بسر تھی

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

سب سے آخری الہامی نصابِ تعلیم قرآن مجید ہے

عزیز بھائیو! اشتراک، تشبیہ، مادہ پرستی - دہریت کے امراض خبیثہ زمانۂ قدیم سے چلے آ رہے ہیں - ان امراض مہلکہ

سے صحت یاب کرنے اور انسان کو انسان بنانے اور اپنے
مالک سے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑنے اور کمزور شدہ کو مضبوط
بنانے کے لیے وقتاً فوقتاً بواسطہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تعلیمات
الٰہیہ دُنیا میں نازل ہوتی رہیں۔

تعلیمِ الٰہی کے نزول میں مراتب

انبیاء علیہم السلام فقط ان رسم و رواج کی اصلاح کرتے ہیں
جو پہلے سے قوم میں رائج ہوتے ہیں جو رسمیں تعلق باللہ پر حال
یا مآل کے لحاظ سے بُرا اثر نہیں ڈالتیں ان کو قائم رکھتے ہیں۔ اور
جو اس تعلق پاک کو مکدّر کر دینے والی ہوتی ہیں انھیں چھڑاتے
ہیں۔ اسی اصلِ مسلّم کی بنا پر مختلف زمانوں میں مختلف شرائع نازل
ہوئیں اور اسی بناء پر جوں جوں زمانہ بڑھتا گیا۔ پہلے سے زیادہ تفصیلی
شرائع الٰہیہ دنیا میں نازل ہوتی گئیں کیونکہ جو بعد کا زمانہ آیا وہ
پہلے سے زیادہ پُرتکلف و پُرتعیش ہو کر آیا۔

بعد از اسلام عرب کی حالت

کیا امیوں نے جہاں میں اجالا — ہُوا جس سے اسلام کا بول بالا
لیے علم وفن ان سے نصرانیوں نے — کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب ان سے سیکھا صفاہانیوں نے — کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے

ہر اک ملک میں ان کی پھیلی عمارت ‫ ہر اک قوم نے اِن سے سیکھی تجارت
لیا جاکے آباد ہر ملکِ ویران ‫ مہیا کیے سب کی راحت کے ساماں

مسلمان بھائیو!

اپنے اسلاف کی خوبیاں دیکھو اور ذرا سوچو کہ کس تعلیم سے یہ چیزیں ان کے اندر آئی تھیں۔ ایک وہ لوگ قرآنِ مجید کے ماننے والے تھے اور ایک ہم ہیں کہ ایمان بالقرآن کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ لیکن بتلایئے کہ کس خوبی میں ہم اَعْلَوْنَ کا مصداق ہیں؟ بلکہ ہم تو تجارت میں سب سے پیچھے۔ اقتصادیات میں سب سے گرے ہوئے۔ سیاسیات میں سب سے ذلیل ہیں۔ تعلیم میں سب سے نیچے۔ مخالفینِ اسلام سے بھی عموماً (الا ماشاءاللہ) ہر رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اقتصادیات، سیاسیاتِ مذہبیہ غرض ہر رنگ میں گر چکے ہیں۔ ہماری تو وہ حالت ہے۔ جس طرح پہلے متبرک ہستیوں کے کپوتوں کا نقشہ اللہ تعالیٰ کھینچتے ہیں:-

قولہ تعالیٰ: فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ (سورۃ مریم رکوع ۴ پارہ ۱۶)

ترجمہ: پھر ان کی جگہ آئے ناخلف ضائع کی نماز اور پیچھے پڑ گئے مزوں کے سو آگے دیکھیں گے گمراہی کو۔

تعلیم کے الٰہی ہونے کا معیار

تعلیمِ الٰہی کے معیار صحیح معلوم کرنے کی اس واسطے ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم اپنے منہ سے میاں مٹھو بن رہے ہیں بلکہ ایک عقلی معیار قائم کیا جاتا ہے اس کسوٹی پر ہم تمام موجودہ تعلیمات کو پرکھ کر دیکھ لیں کہ کس تعلیم میں کتنا حق اور صداقت موجود ہے اور موجودہ وقت میں کون سی تعلیم الٰہی کہلانے کی سب سے زیادہ مستحق ہے ۔

خدا تعالےٰ نے ایک ہی چیز (مٹی) سے ایک ہی طریقہ پر سب انسانوں کو پیدا کیا بحیثیت خالق ہونے کے اس کو سب انسانوں سے یکساں تعلق ہے ۔ لہذا الٰہی تعلیم کا پہلا خاصہ یہ ہو گا کہ سب انسانوں کو یکساں بنائے ۔ گورے و کالے ۔ رومی و روسی ۔ چینی و ہندی کی تمیز اٹھا دے ۔ ہاں اگر ایک شخص خُدا تعالےٰ سے زیادہ ربط و ضبط قائم رکھتا ہے اور دوسرا پیدا ہو کر اصل کو بھی بھلا بیٹھا ہے اور عاق ہو گیا ہے تو ان دونوں میں سے البتہ پہلے کو دوسرے پر یقینی ترجیح ہونی چاہیئے ۔

قول تعالیٰ : اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ۔ (ترجمہ) بے شک تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ معزز ہے جو سب سے

زیادہ خدا تعالےٰ سے ڈرنے والا ہے۔ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

دوسرا خاصہ یہ ہے کہ تمام انسانوں کو ایک خدا پیدا کرنے والے کا غلام بنائے ۔ اور غیر خدا کا رعب دل سے نکال دے۔

تیسرا خاصہ یہ ہے کہ اس تعلیم پاک سے یہ روح انسان میں پیدا ہو کہ متاعِ جان عزیز دے کر (یعنی خدا کی راہ میں مر کر) بھی وصال محبوبِ حقیقی (خدا تعالےٰ) حاصل کرے ۔ اور اس کو اپنی سعادت سمجھے ۔

چوتھا خاصہ یہ ہے کہ دنیا و ما فیہا کی مملکت وملکیت اس کی نظر میں رضا الہٰی کے مقابلہ میں پرِ پشّہ کے برابر بھی نہ ہو۔ تمام کتب موجودہ جن کو تعلیمِ الہٰی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ مثلاً تورات ، انجیل ، زبور وغیرہ ان تمام کتب کے متعلق ان کے ماننے والوں کا ایمان ہے کہ یہ سب الہامی اور منزل من اللہ ہیں ۔ لیکن معیار مذکور کے لحاظ سے اگر کسی کتاب کے اندر بدرجہ اتم یہ خوبیاں موجود ہیں ۔ تو وہ قرآن مجید ہی ہے ۔ یہ سب سے آخری تعلیمِ الہٰی ہے ۔ یہی وہ تعلیم ہے ۔ جس کے متبعین اشتراک ۔ تشبیہ ۔ مادہ پرستی ۔ دہریت سے بچ سکتے ہیں ۔ اور تمام ماسوی اللہ سے تعلق توڑ کر ایک خدائے قدّوس کے ساتھ صحیح طور پر رشتہ جوڑ سکتے ہیں ۔ اور اس کے ساتھ اقوامِ عالم میں سے سیاہ ،

سپید ، گورے و کالے ، دیسی و غیر دیسی کے امتیاز کو مٹا کر ایک کلمۂ توحید کے ماتحت جمع کر سکتے ہیں اور مساوات و ایثار کا یہ سبق دے سکتے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین (بزبان عجمی شاہنشاہ) پیدل چلے ۔ اور زر خرید غلام خلیفۃ المسلمین کی سواری پر ہو ۔ یہی وہ تعلیم ہے جو اپنے متبعین کے قلوب سے ماسوی اللہ کا رعب اٹھا دیتی ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ سورۃ احزاب کے رکوع نمبر ۵ میں مؤمنین کے حق میں فرماتے ہیں :-

قولہ تعالےٰ : اَلَّذِیْنَ	(ترجمہ) وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے احکام
یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ	پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں
یَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ	اور خدا تعالےٰ کے سوا کسی سے
اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰى	نہیں ڈرتے ۔ اور حساب لینے والا
بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ؕ	اللہ تعالےٰ کافی ہے ۔

میرے پیارے مسلمان بھائیو ! افسوس ۔ صد افسوس ! کس قدر بے بہا گوہر ہمارے گھروں میں موجود ہیں ۔ جن کو ہاتھ میں لے کر اگر بازار میں نکلیں تو ہزاروں خریدار کروڑوں روپوں میں بھی سستا سمجھ کر لے جائیں ۔ اور ہم اس تجارت کے نفع سے عمر بھر چین سے زندگی بسر کریں ۔ لیکن ہم سے زیادہ بدنصیب بھی کوئی ہوگا کہ گھر میں ایسے جواہر رکھے ہیں ۔ جن کی چمک دمک سے دنیا سرنگوں ہو اور ہمیں سر آنکھوں پر بٹھائے ۔ لیکن ہم ایسے نالائق

ہیں کہ اپنے اسلاف کے خزانہ سے تو کام نہ لیں۔ اور در در کی بھیک سے پیٹ پالنے میں فخر سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد سچ ہے:۔

قولہ تعالیٰ: فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (پارہ ۱۶)

ترجمہ: پھر ان کی جگہ آئے ناخلف ضائع کی نماز اور پیچھے پڑ گئے مزوں کے سو آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو۔

تمام الہامی کتابوں میں سے فقط قرآن مجید ہی محفوظ ہے

خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں پاکیزہ اصول کا مجموعہ مذہبِ اسلام نصیب فرمایا۔ جس کی ایک یہ بھی ہدایت ہے:۔

كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا۔ (حدیث نبوی ؐ)

ترجمہ: حکمت کا کلمہ مومن کی اپنی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں پائے وہ اس کے لینے کا زیادہ حق دار ہے

دیکھئے کیسی پاک تعلیم ہے۔ ایک طرح پر ہر مومن کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ تمھارے اندر تعصب نہیں ہونا چاہیے اور نہ تمھارے اندر تعلّی و انانیت ہی آنے پائے کہ سوائے میرے کسی کے ہاں دنیا میں کوئی بات سچّی ہو ہی نہیں سکتی۔

مسلم کی رواداری

دیکھیے اللہ تعالےٰ نے مسلم کو کتنا روا دار اور بے تعصب بنایا ہے کہ تمام دُنیا کے مقتداء بزرگوں کی قدر کرتا ہے اور ان کی پیش کردہ آسمانی کتب پر مُہرِ تصدیق لگاتا ہے :-

قولہ تعالےٰ : قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا
بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ
اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ
وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ
وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی
وَعِیْسٰی وَمَآ
اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ
مِنْ رَّبِّھِمْ لَا
نُفَرِّقُ بَیْنَ
اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَ
نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ٥
(سورۃ البقرہ رکوع ۱۶، پارہ ۱)

ترجمہ: کہہ دو (اے مسلمانو!) ہم اللہ تعالیٰ
پر ایمان لائے اور اس کی کتاب پر ایمان
لائے جو ہم پر نازل کی گئی اور جو ابراہیمؑ
اور اسمٰعیل اور یعقوب علیہم السلام اور
ان کی اولاد کو دی گئی اور ان کتابوں پر
ایمان لائے۔ جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام
پر نازل کی گئی اور تمام ان کتابوں کو مانتے
ہیں جو (کسی زمانہ میں) نبیوں پر ان کے
رب کی طرف سے نازل کی گئیں (ہم مسلمان)
ان انبیاء علیہم السلام میں سے کسی میں
کوئی فرق نہیں کرتے۔ اور ہم اس خدائے
قدوس کے فرماں بردار ہیں (لہٰذا اس کی
طرف سے جس قدر حضرات انبیاء علیہم السلام
پیغامات لے کر آئے وہ سب ہمارے بزرگ

بھائیو! حق پرستی، صداقت پسندی اور رواداریٔ عامہ کا اس سے اور زیادہ کیا ثبوت کوئی قوم دے سکتی ہے۔

رواداری مسلم کا کمال

بھائیو!

گذشتہ عنوان میں جو آپ نے مسلم رواداری کا نمونہ ملاحظہ فرمایا۔ وہ پھر بھی ان حضرات اور ان کی قوموں سے تھی جو مامور من اللہ ہیں۔ اور جن کا تعلق خدا تعالیٰ سے ٹھیک ہے۔ اب ایک درجہ اور آگے بڑھیئے اے خدائے قدوس کے مقدّس اسلام تیری پاکیزہ تعلیم پر اگر ہم قربان ہو جائیں تو بھی تیرا حق ادا نہ کر سکیں۔ ارشاد ہے:-

قولہ تعالیٰ: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ ط (سورۃ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷)

ترجمہ: (اے مسلمانو) یہ (کفار) لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارتے ہیں (یعنی جن کی عبادت کرتے ہیں) ان کو گالیاں مت دو ورنہ پھر وہ (کافر) لوگ (تمہارے معبود) اللہ تعالیٰ کو جہالت [illegible]

حاصل رواداری مسلم

حاصل یہ نکلا کہ جن کے ساتھ رشتۂ توحید ملتا جلتا ہے۔ ان

کو بُرا بھلا کہنا تو بجائے خود رہا۔ وہ معبودانِ باطل جن کی عبادت و پرستش دُنیا میں ہو رہی ہے ان کو بھی زبان درازی سے بُرا بھلا نہ کہو۔ بلکہ ارشادِ باری ہے:-

قولہ تعالیٰ: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (پارہ ۱۴ رکوع ۲۲ سورۃ النحل)	اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حکمت اور اچھی نصیحت سے تو اپنے رب کے راستہ کی طرف بلا اور ان سے عمدہ طریقہ سے مناظرہ اور گفت و شنید کر۔

بہر حال مسلم کسی حالت میں بھی بد خُو۔ زشت رو۔ بیہودہ گو منکرِ حق نہیں ہو سکتا۔

عود الی المقصود

تمہید سابق کی اس لیے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ کتبِ سماوی کی صحت کے پرکھنے میں کسی شخص کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ ہم طرف داری سے کام لیتے رہے ہیں اس لیے اپنے اصولِ دیانت کا ذکر کر دیا گیا۔ ان اصولِ دیانت کو مدِنظر رکھ کر اور ہر تعلیم کے الٰہی ہونے کی پرکھ کے متعلق جو ماقبل ہم زیرِ عنوان "تعلیم کے الٰہی ہونے کا معیار" ذکر کر چکے ہیں۔ جب ان دو چیزوں کو ہاتھ میں لے کر دیکھتے ہیں۔ تو

قرآن مجید کے الہامی اور منزل من اللہ ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ اور دنیا کی ساری قومیں جو بھی اپنی مذہبی تعلیم کے بقار کا دعویٰ کرتی ہیں۔ یہود یا نصاریٰ یا ہندو ہوں۔ وہ اس امر پر متفق ہیں کہ ان کی تعلیمات پہلے کی نازل شدہ ہیں۔ اور ہمارا قرآن مجید ان سب کے بعد نازل ہوا ہے لہذا یہ امر ثابت ہو گیا کہ دنیا میں سب سے آخری تعلیم قرآن مجید ہی ہے جو کہ بفضلِ ایزدی پورے طور پر محفوظ و مصئون ہے۔

قرآن مجید نے اپنے متبعین میں کیا انقلاب کیا

اصل بات تو یہ ہے کہ اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دوست اور دشمن عموماً سارے جانتے ہیں کہ اسلام سے پہلے عرب کی کیا حالت تھی اور بعد از اسلام ان ہی لوگوں میں کیا جوہر نمودار ہو گئے تھے، لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ خوابیدہ مسلمانوں کو اپنے اسلاف کا نقشہ دکھایا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ ان مدعیانِ اسلام میں اسلام نے کیا رنگ پیدا کر دیا تھا۔ اور تمہارا اسلام وہ رنگ نہیں لا رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام نقلی ہے۔ اگر اصلی نافۂ آہو ہوتا تو سارا گھر خوشبو سے مہک جاتا۔ لیکن یہ بجائے خونِ آہو کے خونِ خرگوش ہے۔ جس میں کوئی خوشبو

نہیں ۔ البتہ شکل نافۂ آہو موجود ہے ۔

فہرست اصطلاحات انقلاب اسلامی

تعلق باللہ ان کا یہ تھا

۱۔ تمام ماسوی اللہ سے منہ موڑ کر ایک خدائے قدوس کے غلام بن گئے تھے۔

۲۔ ماسوی اللہ کا رعب دلوں سے نکال کر ایک خدا سے ڈرتے تھے۔

۳۔ ہر لحظہ زندگی میں رضاء مولیٰ از ہمہ اولیٰ سمجھتے تھے۔

۴۔ شعائر اللہ (کتاب اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم، بیت اللہ وغیرہ) کی عزت اپنی زندگی سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے۔

تعلق بالناس ان کا یہ تھا

۱۔ خدا تعالیٰ کے بعد والدین کی اطاعت فرض سمجھتے تھے۔

۲۔ والدین کے متعلقین کی عزت فرض سمجھتے تھے۔

۳۔ مساوات و ایثار اپنا فخر سمجھتے تھے۔

۴۔ خلق اللہ پر رأفت و رحمت ان کا مایۂ ناز تھا۔

۵۔ مظلوم کی امداد ان کا شیوہ تھا۔

۶۔ حاکم بن کر محکوم کی خدمت کو عزت خیال کرتے تھے

۷۔ انسانوں پر آقا بن کر حکومت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا غلام بن کر حکمرانی کرتے تھے۔

بعد از اسلام صحابۂ کرام کی طرزِ معاشرت

۱۔ سادگی ان کا شعار تھا۔

۲۔ سپاہ گری ان کا فن تھا۔

۳۔ سخاوت ان کا لباس تھا۔	۷۔ ہمّت ان کا انجن تھا۔
۴۔ شجاعت ان کا دل تھا۔	۸۔ امدادِ الٰہی ان کا سٹیم تھا۔
۵۔ تواضع ان کا تاج تھا۔	۹۔ جمیّتِ اسلامی ان کا وجود تھا۔
۶۔ غیرت ان کی آنکھیں تھیں۔	

لیکن افسوس کہ ع : آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ط

عُروج وترقّی کا صحیح مفہوم

اس رسالہ میں چونکہ میرے مسلمان ہی مخاطب ہیں اس لیے بعض تو عرضداشتِ سابق کو بنظرِ تحسین انشاء اللہ تعالٰے دیکھیں گے اور ممکن ہے کہ بعض احباب کی طبیعت میں یہ خیال گزرے کہ مؤلف نے تو سب راحت و عزّت وجلال کا مدار تعلق باللہ کی صحت کو قرار دیا ہے اور تعلق باللہ کی صحت کا مدار اتباعِ قانونِ الٰہی کو ٹھہرایا۔ جو کہ موجودہ وقت میں فقط قرآن ہی ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں عروج و ترقی، عزّت و راحت ان ہی لوگوں کو نصیب ہے۔ جو قرآن مجید کے مخالف ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہوائی خیالات ہیں اور مولوی ہمیشہ اسی قسم کا بے سُر راگ الاپا کرتے ہیں۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ

عروج و ترقی کا صحیح مفہوم عرض کیا جائے۔ خُدا کے بندو!
عروج و ترقی سے مراد ہر شخص انسانی ترقی مراد لیتا ہے۔
نہ کہ حیوانی ترقی و عروج یا بالفاظِ دیگر یوں کہیئے کہ عروج و
ترقی یہ ہے کہ انسان جس معنے میں انسان کہلاتا ہے۔ ان
چیزوں میں نشوونما ہو نہ کہ روز بروز وہ چیزیں بڑھ رہی ہوں
جو کہ خواص حیوانی ہیں۔

حیوانات کا نباتات سے مابہ الامتیاز

حیوانات نباتات سے ظاہر بین نظروں میں چار چیزوں
سے متمیز ہے۔ کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ نر و مادہ کا ملنا۔

خصُوصیاتِ انسانی

انسان کی جس جدوجہد کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق خواہشاتِ
اربعہ مذکورہ بالا حیوانی سے ہو گا۔ وہ حِصّہ اعمالِ حیوانی ہی کہلائے
گا اور جن اعمال کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق امتیازِ انسانی سے
ہو گا۔ وہ دراصل انسانی ہوں گے۔ لہذا امتیازِ انسانی کا معلوم
کرنا مناسب ہے۔ اگر ان اعمالِ انسانی میں ترقی پائی گئی تو
سمجھا جائے گا کہ انسان بامِ عروج پر تیز گام جا رہا ہے۔
بھائیو! یہ امر مسلّم ہے کہ انسان کے اندر دو چیزیں ہیں۔

رُوح و جسم ۔ جسمانی تربیت و آرام کی "تلاش و فکر تقاضائے حیوانیت ہے ۔ اور تربیت و آرام روحانی تقاضائے انسانیت ہے اور یہی مابہ الامتیاز انسان ہے ۔ تمام مذاہب میں یہ امر مسلّم ہے کہ رُوح ایک لطیف چیز ہے ۔ جس کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ایسا ہی قوی ہے ۔ جیسا کہ جسم کا زمین سے ۔ جسم جس طرح خواہشاتِ ارضی (کھانے پینے وغیرہ) سے خوش ہوتا ہے ۔ رُوح عالمِ بالا کی طرف توجہ کرنے اور حق تعالےٰ سے تعلق اور ربط و ضبط پیدا کرنے اور اس میں محو رہنے سے خوش ہوتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب میں رُوح کی تکمیل کرنے والوں اور اس شغل میں محو رہنے والوں کی عزّت و وقعت زیادہ کی جاتی ہے ۔ جیسے سکھوں میں گرو ۔ ہندوؤں میں سادھو ۔ عیسائیوں میں راہب اور مسلمانوں میں صوفیائے کرام ۔ ان تمام حضرات کی محض خدا تعالیٰ کی یاد کرنے کے باعث عام دنیادار تو کیا ان میں سے اعلیٰ درجہ کے کاملوں کی بادشاہوں سے بھی بڑھ کر عزت کی جاتی ہے ۔

فہرست تقاضا ہائے روحانیت

۱ ۔ خدا تعالیٰ کے تعلق کو مضبوط کرنا ۔
۲ ۔ بد اخلاقیوں سے بچنا ۔
۳ ۔ تعیشِ جسمانی کو نفرت سے دیکھنا ۔
۴ ۔ مخالفت امرالٰہی کو تباہی کا ہم پلہ سمجھنا ۔

۵۔ ارادہ الٰہی کے موافق اشیاء ارضیہ میں تنظیم کرنا۔
یہ چیزیں ہیں جن کی ترقی انسانی ترقی ہے۔ پیارے بھائیو! خدا کے لیے غور کرو۔ کہ آیا آپ کی موجودہ ترقی انسانیت کی ترقی ہے یا حیوانات کی۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہم پر وہ ضرب المثل صادق آ رہی ہے۔ اونٹ رے اونٹ۔ تیری کون سی کل سیدھی ابھی مابہ الامتیاز انسانی یعنی روحانیت کی جن خواہشات کا میں نے ذکر کیا ہے کیا وہ تباہ نہیں ہو رہی ہیں؟

خدا کے بندو!

ذرا غور کر کے دیکھو۔ تمہیں کیا ہونا چاہئے تھا اور تم کیا ہو۔ جاہل تو جاہل اور پرانے تعلیم یافتہ مولوی صاحبان آپ کی نظروں میں تاریک خیال اور تنگ خیال ہیں۔ لیکن آپ وسیع الخیال اور روشن خیال۔ آپ روشن خیال حضرات نے کیا کیا؟ ذرا سوچو تو سہی کہ آپ میں کتنے ایسے ہیں۔ جن کے دل میں خوفِ خدا ہے، کتنے ایسے ہیں جو بد اخلاقیوں (زنا وغیرہ) سے متنفر ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو مخالفت امرِ الٰہی کو نفرت سے دیکھتے ہیں؟ اے تعلیم یافتہ بھائیو! تمہیں وہ خدا تعالٰے بھول گیا۔ جس نے انسان کو نطفے سے بنایا اور پھر دنیا میں لا کر تمہیں رزق دیا۔ کھلایا پلایا۔ پالا۔ پوسا آج تم اسی پر اکڑتے ہو۔ مذہب یعنی خدا تعالٰے کی اطاعت کا نام لیا جائے تو چیتیاں

اڑاتے ہو۔ اور مذاق کرتے ہو۔ کیا ان ہی بد اخلاقیوں کی کثرت کا نام ترقّی ہے ؟

میرے تعلیم یافتہ بھائیو! کیا محبّتِ خدا کی بجائے محبّتِ زر کا نام ترقّی ہے ؟

کیا مساجد و معابد کی آبادی کے بجائے تھیٹروں اور بائیسکوپوں میں تماشائیوں کی کثرت کا نام ترقّی ہے ؟

کیا قناعت و کفایت شعاری سابقہ کی بجائے موجودہ اسرافِ بیجا کا نام ترقّی ہے ؟

کیا ایثارِ سابق (جو آج سے پہلے ہمارے ہندوستانی اسلاف میں موجود تھا کہ ایک کماتا تھا اور کنبہ کھاتا تھا) کی بجائے موجودہ نفسا نفسی کا نام ترقّی ہے ؟

کیا عفّت مآب و عصمت پناہ نازنین مستورات کا بےنقاب ہو کر پھرنا اس کا نام ترقّی ہے ؟

خدا کے بندو! یہ ترقّی نہیں تنزّل ہے۔ عروج نہیں زوال ہے۔ یہ اسبابِ بقا نہیں بلکہ علل تباہی ہیں۔

میرے بھائیو! اگر یہی لیل و نہار رہے اور یہی اعراض عن الاسلام کی رفتار رہے اور یہی غفلت شعاری ہے۔ تو یاد رکھو اور یقیناً یاد رکھو۔ اے مسلمان بھائیو! کہ ہماری نسلوں پر وہ وقت آنے والا ہے کہ اگر عقل ہو تو سوچیں تو رونگٹے کھڑے

ہو جائیں۔ اور گریبان میں منہ ڈال کر رونے کے سوا اور
کوئی چارۂ کار نظر نہ آئے۔ اگر آپ کو عقل ہے۔ تو خود
سمجھ جائیں گے۔ ورنہ قبل از وقت بتلانے پر وہی پنجابی ضرب المثل
صادق آئے گی (اندھوں کے آگے رونا آنکھوں کا نقصان)
خدا وندا! تو مہربانی فرما کر اپنے بندوں کو عقل عطا فرما آمین
ثم آمین!

مسلمانوں کی ذلّت کا اصلی سبب اعراض عن القرآن ہے

اے میرے سیّد المرسلین خاتم النبیین نامدار آقا کی پاک اُمّت
(یہاں مراد فقط موجودہ پاکستانی ہیں) تمھیں یہ احساس بھی ہے
یا نہیں کہ تو مرضِ ذلّت کی مریض ہے! اے سلطنتِ پاک
کے مسلمانو! دُنیا کی معزز قوموں کی صف میں تمہارا نام
نظر نہیں آتا۔ زندہ قوموں میں تم شمار نہیں ہوتے۔ معزز
سرمایہ داروں کی فہرست سے تم خارج ہو۔ مسلم مفلس تمہارا لقب
ہے۔ بھائیو! یہ ہماری ذلّت کے پہاڑ کے چند سنگِ ریزے
ہیں۔

سببِ مرض

خدا کے بندو! دنیا میں رہ کر عزّت و آرام پانے کے

دو راستے ہیں ۔ جن کی قرآن پاک شہادت دیتا ہے ۔ ان دو راستوں کے درمیان ایک تیسری راہ ہے ۔ جس پر چل کر کوئی قوم عزت نہیں پا سکتی ۔ بلکہ ذلیل ہی رہتی ہے۔ اس تیسری قوم کی مثال ایسی ہے ۔ جس طرح کوئی شخص دلدل میں پھنس جائے ۔ پھر وہ جتنا اُوپر نکلنے کے لیئے زور لگاتا ہے ۔ اتنا ہی نیچے غرق ہو جاتا ہے ۔

فہرست اقوام

۱۔ خدا کے قانون کی صحیح معنی میں عزت کرنے والی قوم (ہر فرد قوم بقائے قانونِ الٰہی کے لیے زندہ رہے ۔) دائرہ رحمت میں لا کر دُنیا میں سرفراز کر دی جاتی ہے کیوں کہ خدا تعالےٰ اس کا حامی و مدد گار ہوتا ہے ۔ اور جو اس کے مقابلہ میں آتا ہے ۔ وہ پس جاتا ہے ۔ کلامِ الٰہی کی شہادت دیکھئے :۔

قولہ تعالےٰ : فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

(ترجمہ) پس (یہ مخالفین) نہیں انتظار کرتے مگر ان لوگوں کے سے بُرناؤ کا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ انھیں کہہ دو۔ پس انتظار کرو ۔ میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں

الْمُنْتَظِرِيْنَ ○ ثُمَّ	میں سے ہوں (ایسے موقع پر) پھر
نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ	ہم اپنے رسولوں پر اور جو ان پر ایمان
اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ج	لائے ان کو نجات دیا کرتے ہیں۔
حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ	یہی ہوا کرتا ہے۔ یہ ہم پر حق ہے
الْمُؤْمِنِيْنَ ○	کہ مؤمنین کو (مخالفین کے مقابلہ میں
(سورۃ یونس رکوع ۱۰ پارہ ۱۱)	محصوں سے) نجات دلائیں۔

خوفِ طوالت سے ایک ہی مثال پر اکتفا کی جاتی ہے۔

۲- دوسری وہ قوم جو قانونِ الٰہی کی مخالفت کو اپنا شعار بنا لے اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ طغیان و سرکشی کی تصویر ہو۔ ایسی قوم کو دائرۂ لعنت میں داخل کرکے اللہ تعالےٰ انہیں چند روز کے لیے مہلت دیتے ہیں۔ اور پھر ناگہاں گرفتار کرکے انھیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کی شہادت بھی قرآن مجید سے ملاحظہ فرمائیے :-

قولہ تعالیٰ : وَلَقَدْ	(ترجمہ) اور البتہ تحقیق ہم نے بہت
اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ	سی امتوں کی طرف آپ سے پہلے رسول
مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ	بھیجے پھر ہم نے ان لوگوں کو تنگدستی
بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ	اور مرض سے گرفت کی۔ تاکہ وہ
لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ○	(خدا تعالیٰ کے روبرو) عاجزی کریں۔
فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ	پس یہ بات کیوں نہ ہوئی جب

بَأْسُنَا تَضَرَّعُوْا	ان پر ہمارا عذاب آیا تو وہ عاجزی
وَلٰكِنْ قَسَتْ	کرتے۔ اور لیکن ان کے دل سخت
قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ	ہو چکے تھے۔ اور جو وہ کیا کرتے تھے
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ	شیطان نے اسی چیز کو ان کے سامنے
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝	زینت دے رکھی تھی۔ پھر جب ان
فَلَمَّا نَسُوْا مَا	لوگوں نے اس تعلیم کو بھلا دیا جو ان
ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا	کو دی گئی تھی۔ تو ہم نے ان پر ہر
عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ	چیز کے دروازے کھول دیئے
شَيْءٍ ط حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا	یہاں تک کہ جو چیزیں ان کو دی گئی
بِمَآ اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً	تھیں۔ جب ان پر وہ خوش ہو گئے
فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝	تو ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا۔ پس
فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ	ناگہاں ناامید ہونے والے تھے۔
ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ	پھر ظالموں کی جڑ کاٹ ڈالی گئی اور
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	سب تعریف اللہ تعالےٰ سارے جہاں
(سورۃ انعام رکوع ۵ پارہ ۷)	کے پالنے والے کے لئے ہے۔

برادرانِ عزیز! اس نوع کی آیتوں میں سے بھی مشت نمونہ از خروار پیش کیا گیا ہے۔ جس سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اسبابِ معیشت کی فراوانی بعض دفعہ مالک الملک کی ناراضگی اور اس کی جانب سے لعنت برسنے پر بھی نصیب

ہوتی ہے - لیکن ایسی ملعون قوم کی چند روزہ مایۂ ناز و قابلِ رشک زندگی کا جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے وہ بدنِ انسانی پر رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے - مثلاً سورۂ قصص کے رکوع نمبر ۸ میں ہے کہ جب قارون (جو کہ اسرائیلی تھا) اپنے رعب و داب اور پورے تجمّل سے نکلا - تو بعض لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور کہنے لگے کہ کاش! ہمیں بھی یہ ساز و سامان نصیب ہوتا - پھر جب وہ غرق کیا گیا - تو انہی لوگوں کے یہ الفاظ تھے :-

قولہ تعالےٰ : وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

(سورۃ قصص رکوع ۸ پارہ ۲۰)

ترجمہ : جن لوگوں نے کل کو قارون کی جگہ (ساز و سامان کے لحاظ سے) ہونے کی آرزو کی تھی - کہنے لگے - تعجب ہے جس کے لیے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور اگر اللہ تعالےٰ کا احسان ہم پر نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا - تعجب ہے کہ کافر نجات نہیں پائیں گے -

دیکھیئے - عذابِ الٰہی کی کڑک کے وقت رشک کرنے

والے لرزہ براندام ہیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۞

۳۔ برادرانِ عزیز! پہلی دو قوموں کے سوا ایک تیسری قوم ہے جو کہ کتنی ہی جدّوجہد کرے۔ قانونِ الٰہی یہی بتلاتا ہے کہ وہ کبھی بھی عزّت نہیں پا سکتی۔ بلکہ روز بروز قعرِ مذلّت ہی میں گرتی جائے گی۔

ایسی قوم کے مرضِ مہلک کا حاصل یہ ہے۔ کہ جن اصول کو وہ صحیح مانتی ہے۔ ان ہی پر عمل کرنا چھوڑ دے۔ جس طرح کہ مسلمانوں (سے مراد ہر ایک برائے نام مسلمان نہیں بلکہ وہ لوگ جو قرآنِ مجید کو جانتے اَور سمجھتے ہیں) کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کلامِ الٰہی ہے۔ دنیا میں عزّت اَور آخرت میں نجات دلانے کا ذمہ دار ہے۔ اتحاد۔ مساوات اور ایثار کی رُوح پھُونکنا اس کا شیوہ ہے۔ تہذیبِ انسانی کا علمبردار ہے باوجود اس عقیدہ کے پانچ فیصدی بھی ایسے مسلمان نظر نہیں آتے جو اس جذبہ صادقہ کو ہاتھ میں لے کر قرآن مجید کی ورق گردانی کریں۔ اور ان بے بہا جواہرات کو اس بحرِ ذخّار سے نکالنے کی کوشش کریں۔ اور ان جواہرات کو قبائے عمل میں لگا کر دنیا و مافیہا کو اپنے حسن پہ فریفتہ کر لیں۔ قانونِ الٰہی ہی بتلاتا ہے کہ ایسی عہد شکن بے وفا قوم کبھی عزّت نہیں پا سکتی۔ میرے مسلمان بھائیو! قانون مذکور کو عقلِ سلیم تسلیم کرتی ہے۔ تجربہ اس

کا شاہد ہے ۔ قرآن مجید اس کا مؤید ہے ۔ ارشادِ باری تعالےٰ جل مجدہٗ یہود کے حق میں ملاحظہ ہو ۔ جب کہ ان لوگوں نے تعلیمِ الٰہی کو چھوڑا جس کی حقانیت اور صداقت کو وہ تسلیم کر چکے تھے ۔

قولہٗ تعالےٰ : ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوٓا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝	ترجمہ : ان پر ذلت لازم کی گئی جہاں کہیں وہ پائے جائیں گے (نہیں پائے جائیں گے) مگر اللہ تعالےٰ اور لوگوں کی پناہ سے اور وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے غضب لے کر لوٹے ۔ اور ان پر مسکینی لازم کی گئی یہ اس لیے کہ وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے ۔ اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کیا کرتے تھے ۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد سے گزرا کرتے تھے ۔
(سورۂ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)	

حصولِ عزّت کا ذریعہ قرآن مجید ہے

برادرانِ اسلام ! محلِ اسلام کی تعمیر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے پاک ہاتھوں نے جس سنگِ بنیاد پر کی تھی - اگر ہم مسلمان رہ کر دنیا میں کوئی عزت پانا چاہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اسی بنا پر اسی محل کی پھر درستی کریں - جو جو اینٹیں جہاں سے گر چکی ہیں - ان کو پھر وہیں لگا دیں - اور جہاں سے نقش ونگار بگڑ چکے ہیں - انھیں پھر از سرِ نو تازہ کر دیں - اگر ہم نے ان بنیادوں سے ہٹ کر دوسری چیزوں کو بنیاد قرار دیا - اگرچہ اس کا نام اسلام ہی رکھا - تو یقیناً یاد رکھیے کہ اس مصنوعی اسلام پر ان برکات کا نزول اور ان کامیابیوں کا حصول ناممکن ہے - جو کہ ہمارے اسلاف کو نصیب ہوئی تھیں جن کی یاد تازہ کر کے ہم مزے لیا کرتے ہیں - اور اپنے لیے جن کا حصول سعادتِ عظمٰے سمجھتے ہیں -

یہ بھی یقیناً یاد رکھیئے اور لوحِ دل پر کندہ کر لیجیے کہ آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا جامع صفاتِ حمیدہ کوئی اللہ تعالٰے کا بندہ پیدا نہیں ہوا جب کہ حضور پُر نور جیسا زبردست روحانیت والا - ایسا شجاع - زیرک - معاملہ فہم - دُور رس - مآل اندیش - خلقِ خدا پر رؤف و رحیم - واصل باللہ - فنا فی اللہ - باقی باللہ - شاہسوار - میدانِ سیاست میں سپہ سالار - رزم گاہ میں اپنی جگہ سے نہ ٹلنے والا - فرشِ زمین سے عرشِ بریں تک پہنچنے والا - اولٰی بالمومنین کا لقب پانے والا - مجسّم علم - از سر تا پا حلم - امن

کا بانی - صلح کا حامی ہو - خدا کے بندو! ایسے جامع کمالات کے خیالات پاکیزہ اور بالخصوص جس کا ذمہ بردار اللہ تعالیٰ ہو۔

قولہ تعالیٰ: وَمَا يَنْطِقُ	ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (امر دین
عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا	کے متعلق کوئی بات) اپنی خواہش نفسانی
وَحْيٌ يُّوْحٰى ط	سے نہیں فرماتے۔ اور وہ ارشاد
(سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)	سوائے وحی الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

ایسی مؤید بروح القدس پاکیزہ ہستی نے جو کچھ امدادِ الٰہی سے سود و بہبود اور عروج و ترقی انسان کے لیے جو راستہ تجوز کیا ہے - اس کے علاوہ اور کوئی بہترین راستہ تجویز کر سکتے ہو؟ اِنِ الْكَافِرُوْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ۔

قرآن مجید کے معنی سمجھنے کا طریقہ

بھائیو! یہ قاعدہ ہے کہ ہر چیز کے استعمال صحیح سے اچھے نتائج پیدا ہوتے ہیں اور اسی چیز کے غلط استعمال سے برُے نتائج رونما ہوتے ہیں - مثلاً ایک چاقو سے ناخن آتارے جائیں تو صفائی حاصل ہو - اور اگر اتنے ہی روز سے اس چاقو کو گلے کی رگوں پر پھیرا جائے تو ایک شخص بے گناہ مارا جائے - یہ ظاہر ہے کہ دوسری صورت میں برُے نتائج پیدا کرنے کی ذمہ داری غلط استعمال کرنے والے پر ہے - نہ کہ چاقو پر - قرآن مجید کے صحیح مفہوم سمجھنے

کے لیے جس استعداد اور طریقِ حصولِ فہم کی ضرورت ہے۔ چونکہ ان چیزوں میں بے راہ روی اختیار کی جاتی ہے اس لیے متضاد و متناقض آراء پیدا ہو جاتی ہیں۔

اشیائے ضروریہ برائے فہم کتاب اللہ تعالےٰ

۱۔ لغت عربی۔

۲۔ بقدرِ ضرورت صرف و نحو عربی کا حاصل کرنا۔

۳۔ ان محاورات و معانی کا اعتبار کیا جائے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مستعمل تھے۔

۴۔ پہلی تین چیزوں میں استعداد پیدا کرنے کے بعد قرآن شریف پڑھنے کے وقت سابقہ خیالات و اعتقادات سے خالی الذہن ہو کر بیٹھے۔ اور نص کتاب اللہ سے جو کچھ بلا تکلف سمجھ میں آئے اُس کو لے۔

۵۔ اگر نمبر ۴ میں اس کا فہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم سے متصادم ہو تو اپنی رائے چھوڑ دے۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اختیار کرے کیونکہ بموجب اعلان شاہی وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ آپ کا فہم اللہ تعالیٰ کے منشار کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

۶۔ اگر بالفرض قرآن شریف کے کسی حصّہ کا مطلب سمجھ نہ آئے تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ (یعنی حدیث شریف) سے جا کر پوچھے۔ اسی قاعدہ پر چلنے کا نتیجہ تھا کہ یہی قرآن مجید تھا۔ جس نے اپنے ماننے

والوں سے تمام خصائل رذیلہ نکال دیئے اور ان کو تمام اوصاف حمیدہ کا ملجا و ماویٰ بنا دیا ۔ آج وہی قرآن مجید ہے ۔ جس کے حاملین صورت مذکورۃ الصدر کے عموماً الاماشاء اللہ خلاف چلتے نظر آتے ہیں۔ بالخصوص عامتہ الناس سے زائد بلحاظ اپنی اوسط تعداد کے علمار سوء (جو آج کل مسلمانوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں) میں اخلاقِ ردیہ زیادہ پائے جاتے ہیں ۔ حالانکہ ان علمار سوء کو بھی عالم اور قرآن دان ہونے کا دعویٰ ہے ۔ مندرجہ ذیل فہرست میں تقابل اوصاف متبعین قرآن بزمانہ ماضی و حال ملاخطہ ہو ۔

اوصاف اسلاف مسلمانان بعداز آموختن قرآن مجید	اوصاف علمار سوء زمانہ حال
۱۔ محبتِ الٰہی ۔	۱۔ محبتِ مال ۔
۲۔ رحمت علی المسلمین ۔	۲۔ غضب علی المسلمین ۔
۳۔ اتفاق فیما بینہم ۔	۳۔ نفاق فیما بینہم ۔
۴۔ ایثار ۔	۴۔ شُحّ (بخل) ۔
۵۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر ۔	۵۔ کتمان علمِ الٰہی ۔
۶۔ اصلاحِ باطن ۔	۶۔ تصنع ظاہری (مثلاً مقطع داڑھی جبّہ ۔ دستار و عصا پر اکتفا ۔
۷۔ تواضع (کسرِ نفسی)	۷۔ انانیت (نعرہ انا ولاغیری)

قرآن مجید کے معانی صحیحہ کے سمجھنے کے بعد اپنے اُوپر انطباق ضروری ہے

میرے بھائیو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے کے کچھ نتائج بھی مرتب ہوں اور یہ ضرب المثل ہم پر صادق نہ آئے۔

عِلْمٌ بِلَا عَمَلٍ كَحَمْلٍ عَلٰى جَمَلٍ — ترجمہ: علم بلا عمل ایسا ہی ہے جیسے اونٹ پر بوجھ لادا ہو۔

تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح صحابہ کرام رضؓ نے قرآن شریف پڑھا تھا اسی طریقہ پر پڑھیں۔ وہ یہ ہے:۔

۱۔ کہ ہر آیت کو غور و تدبر سے پڑھا جائے۔

۲۔ پھر دیکھیئے کہ اگر اس میں امر ہے تو اس کا پابند ہے یا نہیں۔ ان چیزوں میں اگر پہلے ہی رضا الٰہی کا پابند ہے تو شکر کرے اور نہیں تو توبہ کرے اور گزشتہ را صلوات آئندہ را احتیاط ملحوظ خاطر رکھے۔

۳۔ اگر اقوام گزشتہ کا کوئی واقعہ ہو تو دیکھے اگر وہ مطیعین کا ہے تو ان میں شمولیت کی سعی کرنے کا عہد کرے اور اگر عاصیوں کا ہے تو دل سے نفرت کرے۔ اور کبھی اس فعل کے کرنے کا وہم بھی دل میں نہ لائے۔

انطباقِ صحیح کے بعد اقدامِ عمل

برادرانِ عزیز! خیالی گھوڑے دوڑانے سے سطح زمین کی مسافت کبھی طے نہیں ہوئی۔ اور نہ خیالی پلاؤ سے کبھی پیٹ ہی بھرا ہے اور نہ

خیالی بیوی نے کبھی جیتا جاگتا بچہ جن کر گود بھری ہے بعینہٖ اسی طرح سمجھ لیجئے ۔ کہ گزشتہ چند اوراق میں جو کچھ عرض کر چکا ہوں ۔ اسی کے مطابق اگر فہمِ معانی کتاب اللہ صحیح بھی ہو جائے ۔ لیکن ان دماغی خیالات کو جب تک سطح زمین ظاہری پر کمرِ ہمت باندھ کر عملی جامہ نہ پہنایا جائے ۔ تب تک کوئی نتیجہ نہیں مرتب ہوگا ۔ نہ دنیا میں عزت پاسکو گے نہ آخرت میں چین لینے کے قابل سمجھے جاؤ گے ۔

اقدامِ عمل پر نتائج حسنہ کا ترتّب لازمی ہوگا

میرے بھائیو! اگر ہم نے سمندِ عمل کو تیز گام چلایا اور بادِ مخالف کے سخت ترین جھونکوں کو بھی بادِ صبا کی من بھاتی لوری خیال کیا اور جوں جوں آلام و مصائب نے گھیرا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی شمشیر آبدار سے ان کے دو ٹکڑے کرتے گئے ۔ عزیزو! خدا تعالٰے ایسے بہادروں کا مددگار ہوگا اور ان کا نعرۂ تکبیر عرشِ معلٰے سے خراجِ تحسین لائے گا اور ان کا اخلاص، علم صدیقی، رعب فاروقی، حلمِ عثمانی، جرأت حیدری کا سماں دکھلائے گا۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ط

سلسلہ نمبر ۶

قال اللہ تعالیٰ: یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ وَاٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ

ترجمہ: اے ہماری قوم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ تمہارے گناہ بخش دے گا اور دردناک عذاب سے تمہیں بچائے گا۔

اصلی حنفیت

مُرتّبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر: شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ، لاہور

بار ہشت دہم — رجب المرجب ۱۳۸۳ھ

ھدیۃ انیس پیسے (۱۹)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امّا بعدُ

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ط

ترجمہ: بے شک میں نے اپنا مُنہ اس ذاتِ پاک جل مجدہٗ کی طرف پھیرا ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا۔ میں سوائے ایک خُدا تعالیٰ کے کسی کا نہیں ہوں اور مَیں مُشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

حنفی بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ط ہماری آپس کی ناچاقی کے باعث لاہور میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ آپ کو معلوم ہی ہے۔ اس اِختلاف کے باعث ہم اپنا دین بھی برباد کر رہے ہیں اور دُنیا کی تباہی بھی خرید رہے ہیں۔ آؤ ذرا عُلمار کے اِختلاف پر تنقیدی نگاہ ڈالیں اور جانچیں کہ یہ حنفی عُلمار کیوں لڑ رہے ہیں۔ اور ان میں سے مُسلمانوں کا سچا خیر خواہ کون ہے اور حضرت امامُ الائمہ مولانا و مُقتدانا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح مُتّبع کون ہے۔ اور حنفیّتِ صحیحہ کا علَم بردار کون ہے۔

تقلید کا صحیح مطلب

حنفی بھائیو! اپنے مذہب کو کھیل اور تماشا نہ بناؤ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ سوچو کہ حضرت امام اعظم امام ابُوحنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ کے مُقلّد ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ہمارے تمام سلف صالحین احناف رحمہُم اللہ تعالیٰ اِس امر پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک قرآن مجید پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ ہم اسی کے بندے ہیں۔ اور جب اس کا حکم صریح مل جائے تو پھر کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد نمبر دوم سیّدُالمرسلین خاتمُ النّبیین شفیعُ المذنبین حضرت محمّد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مُبارکہ ہیں۔ جب ان دونوں مقامات سے کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو پھر اجماعِ اُمّت کو دیکھا جائے کہ آیا پہلے مُبارک زمانوں میں اس مسئلے پر بحث ہوئی ہے اور کچھ طے پایا ہے۔ اگر وہ مل جائے۔ تو فبہا ورنہ پھر شرعاً قیاس کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن بجائے اس کے کہ انسان خود قیاس کرے۔ اگر کسی بڑے عالم اعلیٰ درجہ کے مُتقی، عابد زاہد ماہرِ علوُم کتابُ اللہ و سُنّتِ نبویہؐ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کے قیاس پر اس شرط سے عمل کرے کہ اگر میرے امام کی رائے اللہ تعالیٰ کی کتابِ پاک یا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مخالف ہوئی تو اس کو چھوڑ دوں گا۔ اور اللہ تعالےٰ

اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ تو اس کا نام تقلید ہے۔ سراجُ الاُمّہ حضرت امام اعظم ابُوحنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ کا اپنا ارشاد ہے۔ اذا صحّ الحدیث فھومذھبی (ردُّالمختار شامی ۴۸۔ مطبُوعہ میمنیہ مصر) ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے جو حدیث صحیح مل جائے۔ وہی میرا مذہب ہے انتہیٰ۔ چنانچہ ہمارے فقہاء عظام کے ہاں یہی اصُولِ اربعہ مُسلّمہ ہیں۔ (نور الانوار صٓ کی عبارت ملاحظہ ہو) اعلم ان اصول الشرع ثلثۃ الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ والاصل الرابع القیاس (الیٰ قولہٖ) فما دام کان الحکم موجوداً فی واحد من الثلاثۃ لم تحتج الی القیاس۔

ترجمہ: بے شک شریعت کے اصُول تین ہیں۔ کتاب
سنّت۔ اجماعِ اُمّت چوتھا قیاس (الی قولہ) پس
جب تک کوئی حکم پہلے تین اصُولوں میں ملے تو
چوتھے اصول قیاس کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ؛

حنفی دراصل فقط امام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مُقلّد ہے

فقہ حنفی کی بنیاد ائمہ ثلثہ یعنی امام الائمہ سراجُ الاُمّہ حضرت امام اعظم ابُوحنیفہ رحمۃُ اللہ تعالیٰ اور ان کے دو شاگردوں امام ابُویوسف رح اور امام محمدرح کے اقوال پر ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ابُویوسف رح اور امام محمدرح کے اقوال بھی دراصل امام ابُوحنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ

کے ہی اقوال ہیں اس لئے حاصل یہ نکلا کہ فقہ حنفی کا مدار اقوال حضرت امام ابُوحنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ ہی ہیں ۔ چنانچہ امام صاحب کے تمام بڑے بڑے شاگردوں کا حلفیہ بیان ہے کہ ہم سوائے امام صاحب کے قول کے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے ۔ قال ابو یوسفؒ ما قلت قولاً خالفت فیہ اباحنیفۃ رح الا قولا قد کان قالہ وروی عن زفر انہ قال ما خالفت اباحنیفۃ رح فی شیئٍ الا قد قالہ ثم رجع عنہ فھذا اشارۃ الی انھم ما سلکوا طریق الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتھاد و رایٔ اتباعا لما قالہ استاذھم ابوحنیفۃ رح وفی اخر الحاوی القدسی واذا اخذ بقول واحد منھم یعلم قطعا انہ یکون بہ اخذا بقول ابی حنیفۃ فانہ روی عن جمیع اصحابہ من الکبار کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انھم قالوا ما قلنا فی مسئلۃ قولا الا وھو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علیہ ایماناً غلاظاً فلم یتحقق فی الفقہ جواب ولا مذھب الا لہ الخ (ردُّ المختار ۔ شامی جلد اول ص۴۲ ۔ مطبوعہ مینیہ مصر) ترجمہ : امام ابُویوسف رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جس میں حضرت امام ابوحنیفہ رح کی مخالفت کی ہو ۔ مَیں نے وہی بات کہی ہے جو آپ نے فرمائی ہے اور امام زفر رح سے روایت کی گئی ہے فرماتے ہیں ۔ مَیں نے امام ابُوحنیفہ رح کی کسی مسئلہ میں مخالفت نہیں کی ۔ البتہ وہی کہا ہے جو آپ نے فرمایا تھا ۔ پھر خواہ امام صاحبؒ نے رجُوع کر لیا ہو ۔ ان باتوں میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ امام صاحب رحمۃُ اللہ علیہ کے شاگرد ان کے خلاف نہیں چلے ۔ جو کچُھ انہوں نے فرمایا اپنی

رائے اور اجتہاد سے بھی وہی فرمایا جو امام صاحب کے فرمودہ کے عین مطابق تھا۔ اور الحاوی القدسی کے اخیر میں ہے کہ جب ان میں سے کسی ایک کا قول لیا جائے۔ تو یقیناً سمجھ لینا چاہیے کہ وہ شخص امام صاحبؒ کا قول لے رہا ہے۔ کیونکہ آپ کے تمام بڑے بڑے شاگردوں مثلاً امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ، امام حسنؒ سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کسی مسئلہ میں اپنی رائے سے نہیں کہا صرف وہی کہا ہے جو ہمیں امام صاحبؒ سے روایت ملی تھی۔ اپنے اس بیان پر انہوں نے بڑی پکّی قسمیں بھی کھائی ہیں۔ لہذا اب فقہ (حنفی) میں سوائے امام ابوحنیفہؒ کے جواب اور مذہب کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ اور دوسروں کی طرف مسائل کی نسبت مجازی ہوگی۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہ بھی امام صاحبؒ کے موافق ہے۔ انتہیٰ۔

حنفیّت میں ہمارا طریقہ

عزیز بھائیو! ہم تو اس معنی میں حنفی ہیں۔ جو ہمارے سلف صالحین احناف کا پاک مسلک تھا۔ یعنی سب سے پہلے رَبّ العزّۃ جل جلالہٗ و عمّ نوالہٗ کی مُقدّس کتاب یعنی قرآن مجید پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی مسئلہ کتاب اللہ سے واضح طور پر سمجھ میں نہ آئے تو سیّدُالمرسلین خاتمُ النّبیین شفیعُ المذنبین محمّد رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مُبارکہ سے اس کا حل تلاش کیا جائے۔ اگر

بالفرض اپنی کوتاہ نظری ، کم فہمی کے باعث وہاں سے بھی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو پھر غیر مجمع علیہ مسئلہ میں امامُ الائمۃ سراجُ الاُمّۃ حضرت ابُوحنیفہ نعمان بن ثابت کُوفی رحمۃُ اللہ علیہ کے ارشاد یا ان کے مُقدّس شاگردوں (مثلاً امام ابُویوسفؒ ، امام محمدؒ ، امام زفرؒ ، امام حسنؒ) میں سے کسی کے قول پر عمل کیا جائے کیونکہ ان ہی حضرات کا حلفیہ بیان پہلے گزر چکا ہے کہ ہم ہر قول میں امام صاحب کے پابند ہیں ۔ لہذا بحیثیت حنفی ہونے کے ہم ان حضرات کے اقوال کے سامنے سر جُھکانا اپنا فخر سمجھتے ہیں ۔ ان کے سوا کسی شخص کا قول ماننے کے لئے ہم مجبُور نہیں ہیں کہ جو حنفی کہلائے وہ ہمارا آقا بن جائے لہذا ہمارا یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ ہم پکّے حنفی ہیں ۔ جو عزت ہمارے دل میں بلحاظ اتباع و تقلید امام صاحبؒ کی ہے وہ درجہ کسی اور کو نصیب نہیں ۔

ہمارے مخالف لاہوری بھائیوں کی

حنفیّت

اگر ہمارے سارے بھائی مذکورۃُ الصّدر اصول پر کاربند ہو جائیں۔ تو آج جھگڑا مٹ سکتا ہے ۔ لیکن یہاں تو عجیب قصّہ ہے کہ جو چیز ایجاد کرو وہ حنفیّت میں کھپ سکتی ہے ۔ آج کل لاہوری حنفیّت میں بجائے اتّباعِ کتابُ اللہ و سنّت محمّد رسولُ اللہ صلی اللہ

علیہ وسلّم کے اتّباع بدعات کا بڑا زور ہے ۔ اگر کوئی مسلمان رسولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کردہ اسلام کے ارکان کا بھی تارک ہو (توحید، نماز روزہ، حج ، زکوٰۃ) لیکن بعد کے ایجاد کردہ وظائف یا رسموں کا پابند ہو تو اسے سچّا حنفی مسلمان سمجھا جاتا ہے اور اگر آنحضرت صلیّ اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کردہ اسلام کا پورا پابند ہو مثلاً توحید اور رسالت کا معتقد ہے ۔ نماز کا پابند ہے ۔ رمضان شریف میں بالالتزام روزہ رکھا کرتا ہے ۔ زکوٰۃ سالاً ادا کرتا ہے ۔ حج کرآیا ہے ۔ اِسی طرح تمام اُمورِ شرعیہ کو صحیح مانتا ہے ۔ لیکن پنجاب کے اسلام کی ضروریات کا پابند نہیں ۔ تو وہ وہابی ہے ۔ کافر ہے ۔ رسولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم کا منکر ہے ۔ بزرگوں کا دشمن ہے ۔ جو چاہو اسے گندے سے گندے لقب دے دو ۔

چونکہ یہ تمام رسمیں بعد کی ایجاد ہیں ۔ ان کا ثبوت آنحضرت صلیّ اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں نہیں ہے ۔ اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں ہے ۔ اور نہ ائمۂ اربعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں پایا جاتا ہے لہذا کوئی مسلمان اِن کو ماننے کے لئے مجبور نہیں ہے ۔ پس اگر کوئی ان کی فرضیّت تسلیم نہ کرے تو بھی وہ پکّا مسلمان رہ سکتا ہے کیونکہ یہ چیزیں رسولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم کے دین کا جزو ہرگز ہرگز نہیں ہیں ۔ بلکہ سلفِ صالحین کے اقوال کی رُد سے اِن رسُومات کا مُرتکِب بدعتی کہلاتا ہے اور بدعتی کے لئے جو وعید ہے وہ آئندہ تفصیل سے ملاحظہ ہو ۔

اسلام پنجاب کے ضروری ارکان

نمبر شمار	نام رکن	سن ایجاد	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنا عرصہ بعد ایجاد ہوا	سن ولادت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	سن وفات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	امام صاحب کی وفات کے کتنا عرصہ بعد [illegible]	کیفیت
١	قیام مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	٦٠٤ھ	٥٩٤ سال	٨٠ھ	١٥٠ھ	٤٥٤ سال	[illegible]
٢	مرنے کے بعد تیجا چالیسواں استسقاط وغیرہ	ان رسوں کے ایجاد کی کوئی صحیح تاریخ معلوم نہیں اور ان کا بے اصل ہونا تفصیل سے واضح ہے۔					
٣	نمازوں کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا	٧٨١ھ	٧٧١ سال	٨٠ھ	١٥٠ھ	٦٣١ سال	
٤	گیارھویں[1]	٥٠٠ھ کے بعد	٤٩٠ سال	٨٠ھ	١٥٠ھ	٣٥٠ "	
٥	وظیفہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ	٥٠٠ھ کے بعد	٤٩٠ سال	"	"	٣٥٠ "	
٦	وظیفہ امداد کن	٥٠٠ھ کے بعد	٤٩٠ سال	"	"	٣٥٠ "	
٧	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنے والے کافر ہیں۔	یہ عقیدہ چودھویں صدی ہجری کی ایجاد معلوم ہوتی ہے۔					

[1] حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین امام المتقین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ٤٧١ھ میں ہے اور ٥٦١ھ میں وفات ہوئی۔ اور یہ وظائف آپ کے زمانہ میں بھی نہیں تھے۔ بعد کو بنائے گئے ہیں لہذا کم از کم پانچویں صدی کے یقیناً بعد ایجاد ہوئے ہیں۔ لہذا حنفیت اور سلسلۂ قادریہ میں سے کسی کا جزو نہیں ۔

اس چھوٹے سے رسالے میں ان رسموں اور وظائف کے جواز و عدم جواز پر مکمّل بحث نہیں ہو سکتی۔ لیکن مختصر طور پر کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔

قیامِ مجلس

میلادُالنّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم (فداہُ ابی و اُمّی) کی ولادت باسعادت کا ذکرِ خیر اور آپ کے وجُودِ مسعُود کے برکات کا ذکر کیا جائے۔ سُنانے والا عالم ہو۔ سُننے والے اتباع و اخلاقِ نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ و السّلام کا ولولہ اور تڑپ دل میں رکھتے ہوں۔ تاریخ کی تعیین نہ کی جائے۔ تو ایسی مجلس ہر طرح سے مُبارک اور رحمتِ الٰہیہ کے نزول کا باعث ہو گی۔ لیکن موجُودہ مجالسِ میلاد میں بہت سی چیزیں خلافِ شرع ہیں اس لئے معیُوب ہیں۔ مثلاً بہت سے چراغ جلانا اسراف ہے۔ جو نصِ قطعی سے حرام ہے یا بے دینوں، بے نمازوں، داڑھی مُنڈوں سے نعتیں پڑھوانا جن کے دل میں خود رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع کا شوق نہیں۔ ایسے بے دین اور مجلسِ میلادُ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سنگار بناؤ! افسوس صد

افسوس ! اے مُسلمانو ! تم نے اللہ تعالیٰ کے دین کو کھیل اور تماشہ بنا رکھا ہے ۔ اور حنفی فقہ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی ۔

ردُّ المختار شامی جو ہمارے ہاں فقہ حنفی میں مُسلّم ہے اس میں جلد دوم صـ۱۳۲ مطبوعہ مطبع میمنیہ پر لکھا ہے :

	ترجمہ
اما لو نذر زیتا لایقاد قندیل فوق ضریح الشیخ اوفی المنارۃ کما یفعل النساء من نذر الزیت لسیدی عبد القادر ویوقد فی المنارۃ جھۃ الشرق فھو باطل واقبح منہ النذر بقرأۃ المولد فی المنابر مع اشتمالہ علی الغناء واللعب وایھاب ثواب ذالک الی حضرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔	ترجمہ اگر شیخ کے مزار پر فانوس میں تیل جلانے یا مینار میں جلانے کی نذر کی ۔ جس طرح ہمارے ہاں سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تیل جلانے کی عورتیں نذر کیا کرتی ہیں ۔ اور وہ چراغ مشرق کی جانب مینار پر جلایا جاتا ہے پس یہ باطل ہے ۔ اور اس سے بھی زیادہ بُری یہ بات ہے کہ گانے اور کھیل کے ساتھ ممبروں پر مولود پڑھنے کی نذر کی جائے اور اس کا ثواب رسول اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا جائے ۔

سبق

خُدا کے بندو ! دیکھ لو ، ہمارے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ گانے اور کھیل کے ساتھ مولُود شریف پڑھنا ناجائز ہے ۔ حالانکہ تمہاری موجُودہ مجالس میلاد گانے والوں کے سوا سجتی ہی نہیں ۔ خواہ وہ نعت خواں ڈاڑھی مُنڈے اور بے دین ہی کیوں نہ ہوں ۔ کیا رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ

وسلّم نے تمہیں یہی دین سکھایا تھا ! افسوس صد افسوس !
باقی رہا مسئلہ قیام تو یہ ۶۰۴ھ کی ایجاد ہے عمر بن محمد موصلی جو عراق عرب کا رہنے والا تھا۔ اس نے یہ رسم ایجاد کی تھی۔ تاریخ ابن خلقان میں اس کا قصہ مذکور ہے۔

میّت کو ثواب پُہنچانا

مُردوں کو ہر طرح سے ثواب پُہنچانے کے ہم مخالف نہیں ہیں۔ اگر مال حلال کا ہو دینے والے کی نیت محض خُدا کے واسطے کی ہو۔ لوگوں سے واہ واہ اور شاباش لینا مقصود نہ ہو۔ مصارف کفن۔ دفن۔ اداٴ قرضہ۔ اجراء وصیّت اور تقسیم میراث کے بعد اپنے حصّے میں سے دے ان شرطوں کو ملحُوظ رکھنے کے بعد دینا۔ مساکین کو دے کر اس عمل صالح کا ثواب میت کی رُوح کو پُہنچانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مُوجب ثواب ہے اور جائز ہے لیکن جس طرح آج کل آپ عموماً میّت کو ثواب پُہنچاتے ہیں کہ نہ قرضہ ادا کیا جاتا ہے نہ وارثوں مثلاً بہنوں وغیرہ کو حِصّہ دیا جاتا ہے۔ خیراتیں پہلے شروع کر دی جاتی ہیں وارثوں میں اگر کوئی یتیم بچّہ بھی ہو تو بھی نہ خیرات دینے والے اس کی پرواہ کرتے ہیں نہ لینے والے پرواہ کرتے ہیں کہ یہ یتیم کا مال ہے اور حرام ہے بلکہ آنکھیں بند کر کے لے جاتے ہیں اس طریقہ سے خیرات ہی ناجائز ہے۔ چہ جائیکہ میّت کو اس سے

کچھ فائدہ ہو ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو ہمارے ہندوستان کے حنفیوں کے مُسلّم امام ہیں ان کا فتویٰ حضرت مولانا عبدالحی صاحبؒ کے فتاوے جلد سوم صفحہ ۶۸ مطبوعہ مطبع شوکتِ اسلام پر منقول ہے وہ بعینہٖ مندرجہ ذیل ہے :۔

سوال :۔ روز سوم یا پنجم مردُم بطلب یا بلا طلب جمع میشوند و چند ختم کلام مجید می خوانند بعضے آہستہ و بعضے بآواز بلند و در پیالہ خوشبوی گل می اندازند و دیگر خصوصیّات و رسوم بعمل می آرند ۔ چہ حکم دارد ؟

ترجمہ : تیسرے یا پانچویں دن لوگ بلائے یا بن بلائے جمع ہو جاتے ہیں اور ختم قرآن مجید کرتے ہیں بعض لوگ آہستہ اور بعض بلند آواز سے پڑھتے ہیں اور پیالے میں پھولوں کی خوشبو ڈال دیتے ہیں اور بھی کچھ رسمیں ادا کرتے ہیں ۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص و او را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیّہ ثابت نیست ۔ صاحبِ نصابُ الاحتساب آں را مکروہ نوشتہ رسم و راہ تخصیص بگذارند و ہر روزیکہ خواہند ثواب بروحِ میت برسانند ۔

ترجمہ :۔ خاص کر تیسرے یا کسی اور دن کا مقرر کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا شریعتِ محمدیّہ میں اس کا ثبوت نہیں ہے ۔ نصابُ الاحتساب والے نے ان باتوں کو مکروہ لکھا ہے ۔ خاص دنوں کا بطور رسم کے مقرر کرنا چھوڑ دیں اور جس دن چاہیں میّت کی رُوح کو ثواب پہنچا دیں ۔ انتہیٰ ۔

اسی کے صفحہ ۶۸ پر ایک دُوسرا سوال اور جواب ملاحظہ ہو:
سوال :- فاتحۂ مروّجۂ حال یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چیزے خواندن چہ حکم وارد ؟
ترجمہ : اس زمانہ کی مروجہ فاتحہ یعنی کھانے کا سامنے رکھ کر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے کا کیا حکم ہے۔
جواب :- ایں طور مخصُوص نہ در زمان آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بُود نہ در زمانِ خلفار بلکہ وجود در آن قُرونِ ثلاثہ کہ مشہُود لہا بالخیر اند منقول نشدہ۔
ترجمہ : یہ خاص طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں نہ تھا اور خُلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی نہ تھا۔ بلکہ وہ تین زمانے — (رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا، صحابۂ کرام کا، تابعین کا) جن کی نیکی کے متعلق رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے خبر دی گئی ہے (کہ وہ اچھے ہیں) ان تینوں مُبارک زمانوں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

سابقہ فتوؤں کا حاصل

۱ - موجودہ زمانے کی مروجہ رسمیں یعنی تیجا۔ چالیسواں وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ثابت نہیں ہیں اور نہ خُلفار راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں پائی گئیں اور ائمہ اربعہ (امام ابُوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبل) کے زمانہ مُبارک میں بھی ان کی کوئی اصلیت نہیں ملتی۔

۲ ۔ اگرچہ بعض بدعتی نام نہاد حنفی ان کے قائل بھی ہیں ۔ لیکن سچے حنفی علماء ان کے مخالف ہیں ۔ اور چونکہ امام صاحبؒ کے مذہب سے ان چیزوں کو کوئی تعلق نہیں ہے اس لیے ان مروّجہ رسموں کے خلاف کرنے والے کو پکا مقلد اور متبع امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہا جائے گا ۔

شامی بابُ الجنائز اہداء ثواب الطعام الی المیت وفی البزازیۃ ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقرأۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقرأۃ سورۃ الانعام والاخلاص والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرأۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ وفیہا من کتاب الاستحسان وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا واطال فی ذلک فی المعراج وقال ھذہ الافعال کلھا للسمعۃ والریاء فیحترز عنھا لانھم لایریدون بھا وجہ اللہ تعالیٰ الخ

ترجمہ :۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ میت کے لیے پہلے دن یا تیسرے دن یا ہفتے کے بعد کھانا پکانا مکروہ ہے ۔ اور موسموں میں قبر کی طرف کھانا اٹھا کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور میت کے لیے قرآن پڑھنے کے لیے دعوت دینا بھی مکروہ ہے قرآن شریف کے ختم پڑھنے یا سورۃ انعام یا سورۃ اخلاص کے پڑھنے کے لیے صالحین اور پڑھنے والوں کو جمع کرنا بھی مکروہ ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف پڑھنے کے لیے کھانا پکانا مکروہ ہے اور اسی "بزازیہ" میں ہے کہ کتاب "الاستحسان" میں ہے کہ اگر محض مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لئے پکایا جائے تو اچھا ہے اور معراج میں اس کی بہت لمبی بحث ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ سارے کام چونکہ دکھاوے

اور سُنانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اس لیے ان سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ ان لوگوں کو ان کاموں میں اللہ کی رضا مطلوب نہیں ہوتی۔

نمازوں کے بعد بلند آواز سے درُود شریف پڑھنا

درُود شریف کے فضائل

عزیز بھائیو! قرآن شریف میں درُود شریف پڑھنے کا حکم ہے۔ درُود شریف کے فضائل کا کوئی مُسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ درُود شریف کے پڑھنے سے انسان کے دس گناہ مُعاف ہوتے ہیں۔ دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس دفعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ لیکن نمازوں کے بعد بلند آواز سے درُود شریف پڑھنا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمۂ اربعہ (امام ابُوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) کے زمانے میں ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہے۔ اس کی ایجاد ۷۸۱ھ میں ہوئی ہے اور ۷۹۱ھ تک تمام نمازوں کے بعد پڑھا جانے لگا۔ اس سن کو حزبُ الاحناف کے رسالہ تاریخ نجدیہ یعنی حقیقت وہابیہ ص۱۳ مطبوعہ کریمی پریس میں تسلیم کیا گیا ہے۔ ردُّالمختار شامی جلد اوّل ص۴۶۳ مطبوعہ میمنیہ مصر کی عبارت ملاحظہ ہو۔

اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علیٰ استحباب۔ تمام اگلے پچھلے عُلمائے کرام نے مساجد وغیرہ میں مل کر

ذکر الجماعۃ فی المساجد و	ذکر کرنے کو مستحب خیال فرمایا ہے۔ بشرطیکہ
غیرھا الا ان یشوش جہرھم علی	ان لوگوں کا بلند آواز سے ذکر کرنا سونے والے یا
نائم او مصل او قاری ؎ (انتہیٰ)	نماز پڑھنے والے یا قرآن مجید پڑھنے والے کو تکلیف نہ دے

دعوتِ انصاف

خُدا تعالیٰ کے بندو! انصاف سے کام لو۔ قیامت کے دن خُدا تعالیٰ کو چل کر مُنہ دِکھانا ہے وہاں کیا جواب دوگے کیا تمہیں اسلام نے یہ حق دیا ہے یا امام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ جو شخص نماز کے بعد بلند آواز سے دُرود شریف نہ پڑھے اسے خارج از اسلام سمجھا جائے؟ نماز کے بعد ذکرِ جہر کے متعلق حضرت مولانا عبدُالحی لکھنوی حنفیؒ کا فتویٰ جلد اوّل ص۳۵۱

استفتاء

کیا اس طرح سرُ دھن دُھن کر حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ اللہ اکبرُ کہا کرتے تھے؟ فرض نماز کے بعد یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں لوگ کہا کرتے تھے یا ہمارے امام اعظم رحمۃُ اللہ علیہ کے وقت میں یہ دستور ہو یا امام کے شاگردوں سے صورتِ کذائی ذکر کی منقول ہے؟ انتہیٰ ملخصاً

الجواب

الحاصل ذکر جہری بعد نماز کے سوائے ایامِ تشریق وغیرہ کے اگر

احیاناً ہو تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ جہر مفرط (حد سے زیادہ بلند آواز) نہ ہو اور ایسی اگر مقصود جہر سے تعلیم ہو اور بدوں ان اغراض کے اس کا التزام و اہتمام کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے۔ خلاف طریقۂ نبویہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) و طریقۂ سلف صالحین ہے۔ انتہیٰ ملخصاً

گیارھویں

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے مساکین کو کھانا کھلایا جائے اور اس کا ثواب حضرت شیخ المشائخ حضرتنا و مولانا و شیخنا و مرشدنا الشیخ السید محی الدین عبدالقادر الجیلانی قدس اللہ سرہُ العزیز کے رُوح پُرفتوح کو پُہنچایا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ تاریخ کی تعیین لازم نہ کی جائے چنانچہ خواہ سترھویں یا بیسیویں کر دیا جائے اور اگر کسی ایک مہینے میں نہ ہو سکے تو دوسرے ماہ میں کر دیا جائے۔ نیز حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانی کو حاجت روا اور کارساز نہ سمجھا جائے اور فقط مقبولین بارگاہِ ایزدی جل مجدہٗ میں سے شمار کیا جائے۔ برخلاف اس کے اگر اُن کو حاجت روا اور کارساز سمجھ کر دیا جائے تو شرک ہے۔ ایسی خیرات سے نہ اللہ تعالیٰ راضی ہو سکتا ہے اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس سے کبھی خوش نہیں ہوں گے ۞

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ و وظیفہ

امداد کُن، امداد کُن ‏ ‏ ‏ از بندِ غم آزاد کُن

در دین و دُنیا شاد کُن ‏ ‏ ‏ یا شیخ عبدُ القادرا

خُدا تعالیٰ کے بندو! تمہیں ایسے وظائف پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے جن کا ذکر نہ قرآن شریف میں ہے اور نہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ہے اور نہ ائمۂ اربعہ سے منقوُل ہیں اور نہ حضرت شیخُ المشائخ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ہی منقول ہیں۔ بلکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں:- اذا استعنت فاستعن باللہ (فتوح الغیب مقالہ ص۳۲)

ترجمہ: جب تو مدد مانگے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگ اور بالخصوص جن کے جواز اور عدم جواز میں علماء احناف اختلاف رکھتے ہوں چنانچہ رُدُّالمختار میں مذکور ہے قیل بکفرہٖ اور اس کے شارح ردّ المختار شامی مطبوعہ میمنیہ مصر جلد ثالث ص۲۱۷ میں فرماتے ہیں کہ اگر سوچ سمجھ کر پڑھا جائے تو حرج نہیں اور اگر بے سوچے سمجھے پڑھے تو اس سے توبہ کرائی جائے۔ اور تجدیدِ نکاح (اپنا نکاح دوبارہ پڑھانا) کرائی جائے۔ تو تمہیں ایسے وظائف پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جن کی کتاب اللہ تعالیٰ اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت میں کوئی اصلیت ہی نہ ہو اور مختلف حیثیتیں لگا کر پڑھے جائیں تو جائز ہوں اور اگر حیثیتیں نہ لگائی جائیں۔ تو انسان کے کافر ہونے کا خطرہ ہو؟ اور

اگر بالفرض آپ کو کسی شخص نے یہ وظیفہ بتایا ہے اور آپ پڑھتے ہیں تو آپ
کو یا آپ کے علماء کو یہ کس نے حق دیا ہے کہ جو نہ پڑھے اس کو وہابی اور خارج
از اسلام سمجھو؟ میرے حنفی بھائیو! خدا تعالیٰ سے ڈرو اور سوچو کہ کیا کر رہے ہو۔
کس دین کی اشاعت کر رہے ہو اور کن چیزوں پر زور دے رہے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر اور بندہ کہنے والے کافر ہیں؟

میرے حنفی بھائیو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (سورۃ النساء رکوع ۸)

ترجمہ: پس اگر تم کسی چیز میں آپس میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لوٹا دو۔ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اس طرف لوٹانا بھلائی اور بہت ہی عمدہ بات ہے انتہیٰ۔

دعوتِ رجوع الی اللہ تعالیٰ

برادرانِ احناف! آیئے اس مسئلے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ اور اس
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے کرائیں۔ اس کے بعد اگرچہ
کوئی ضرورت تو نہیں ہے۔ لیکن صحابۂ کرام رض امام ابوحنیفہ رح اور متبعین امام
ابوحنیفہ رح میں سے ملا علی قاری مسلمانوں میں علم کلام کے مسلم امام ہیں ان کے
اور صوفیائے کرام کے اقوال بھی پیش کر دیے جائیں گے۔ تاکہ آپ کو پتہ
لگ جائے۔ کہ اسلام میں پہلے دن سے یہی عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ

سیّدُ المرسلین خاتمُ النبیین شفیعُ المذنبین محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے ایسے پیارے بندے ہیں۔ جن کے درجے کو ان الفاظ میں بیان کیا جائے۔ تو اہلِ سنّت والجماعت کے اعتقاد کے مخالف نہیں ہوگا ؏

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کیونکہ اہلِ السنّت والجماعت خواصُ الانس کو خواصُ الملائکہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ مذکورۂ الصدر سات مقامات کے حوالے تو متعدد دیئے جا سکتے ہیں لیکن اختصار کے باعث مُشتے نمونہ از خروار کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

قرآن پاک میں بشر اور عبد کا اطلاق

۱۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (سورۂ بنی اسرائیل پ ۱۵ ع)	(اے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم) ان سے کہہ دو سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک بشر رسُول ہوں۔
۲۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ (سورۂ کہف پ ۱۶ ع)	(اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم) انہیں کہہ دو سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف اس امر کی وحی کی جاتی ہے۔ کہ تمہارا معبُود ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے۔
۳۔ سُبْحَانَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ	پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک

الْاَقْصٰی۔ (بنی اسرائیل ۱ع) سیر کرائی الخ

۴۔ تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا۔ (سورۃ الفرقان ۱ع)

وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ تاکہ جہان والوں کو ڈرائے۔

حاصل مطلب

دو آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لفظ بشر استعمال کیا گیا ہے اور دو میں لفظ عبد آیا ہے۔

اپنی عبدیت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اقرار

۱۔مُغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ تہجد گزاری۔ یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدموں پر ورم آگیا۔ تب آپ سے عرض کی گئی۔ آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخشے جاچکے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ اس روایت کو بخاریؒ اور مسلمؒ نے روایت کیا ہے (بابُ التحریض علی قیام اللیل۔ مشکوٰۃ المصابیح)

۲۔عبدُ اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم اذان سُنو تو اسی طرح کہو جس طرح مُؤذّن کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درُود

بھیجو ۔ کیونکہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درُود (شریف) پڑھا ۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجے گا پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو۔ پس تحقیق وہ بہشت میں ایک درجہ ہے ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لائق ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ میں ہی وہ ہو جاؤں پس جس شخص نے میرے لیئے وسیلے کی دعا کی ۔ اس پر شفاعت حلال ہو گی (رواہ مسلم)

حاصل مطلب

دونوں احادیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے آپ کو بندہ کے لفظ سے ذکر فرمایا ہے ۔

حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد (خدائے تعالیٰ کے بندہ) ہیں

ابُوسعیدؓ خدری سے روایت ہے ۔ تحقیق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم منبر پر بیٹھے تو فرمایا ۔ تحقیق ایک بندے کو اللہ تعالیٰ اسے دُنیا کی تازگی میں سے جو چاہے عطا فرمائے یا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں نعمتیں ہیں وہ پائے ۔ تو اس بندے نے وہ اختیار کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اس پر ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور فرمایا ہم اپنے باپوں اور ماؤں سے آپؐ پر قربان ہوں ۔ پس ہم نے ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تعجب کیا ۔ لوگوں نے کہا اس بُڈھے شخص کو دیکھو۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں ۔

جس کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی تازگی اور اپنے ہاں کی نعمتوں میں اختیار دیا ہے ۔ اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم آپؐ پر اپنے باپوں اور ماؤں سمیت قُربان ہیں (یعنی اس خبر پر اس فقرے کا کہنا کچھ مُناسبت نہیں رکھتا ۔ لیکن لوگوں کو بعد میں معلوم ہوُا ، کہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی کو وہ اختیار دیا گیا تھا ۔ اور اُبوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب میں سے زیادہ عالم تھے ۔ اس کو بخاریؒ اور مسلمؒ نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ ، باب وفاتُ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم)

الحاصل

حضرت اُبوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بندے کے لفظ سے آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وجود مسعُود مُراد لیا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بشر فرما رہی ہیں

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخصف نعلہ ویخیط ثوبہ ویعمل فی بیتہ کما یعمل احدکم فی بیتہ وقالت کان بشرا من البشر (الحدیث) رواہ الترمذی ۔ مشکوٰۃ فی اخلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ۔ فرماتی ہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنا جوتا سی لیا کرتے تھے ۔ اپنا کپڑا سی لیا کرتے ۔ جس طرح تم اپنے گھر کا کام کرتے ہو ۔ اسی طرح آپ بھی کیا کرتے اور فرماتی ہیں کہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی انسانوں میں سے ایک انسان و بشر تھے ۔

الحاصل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر بشر کا لفظ فرما رہی ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا بندہ (عبد) فرما رہے ہیں

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبیہ و عبدہ و رسولہ۔
شرح فقہ اکبر ص۱۰ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور۔

حضرت ملّا علی قاریؒ ہمارے حنفیوں کے مسلّم امام ہیں

اُن کا ارشاد ملاحظہ ہو

اسی پہلی ذکر شدہ عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں۔

قال علیہ السلام لا تطرونی کما اطری عیسیٰ وقولوا عبد اللہ ورسولہ۔	آں حضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میری زیادہ تعریف نہ کرو جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گئی ہے۔ بلکہ (مجھے) کہو۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول۔

برادرانِ احناف! آئیے ذرا اس مسئلہ میں علمِ عقائد کے ماہرینِ ائمہ سے بھی پوچھ لیں۔

مسامرہ لکمال بن ابی شریف

ان النبی انسان بعثہ اللہ لتبلیغ ما اوحی الیہ وکذا الرسول فلا فرق الخ ص۱۹۸ مطبوعہ مطبع کبری امیریہ مصر

تحقیق نبی ایک انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتے ہیں۔ تاکہ جو اسے دی گئی ہے۔ اس کی تبلیغ کرے۔ اس معنی میں نبی اور رسول میں کوئی فرق نہیں۔

مسایرہ للعلامۃ الکمال بن الہمام

فالنبی علی ھذا انسان اوحی الیہ بشرع سواء امر بتبلیغہ و الدعوۃ الیہ اولا فان امر بذلک فھو نبی رسول والا فھو نبی غیر رسول الخ۔ مسایرہ درشرح مسامرہ ص۱۹۸ مطبوعہ مطبع کبری امیریہ مصر۔

پس نبی اس لحاظ سے ایک انسان ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہے جس کی تبلیغ اور دعوت کا حکم اسے دیا جائے یا نہ اگر تبلیغ کا حکم کیا جائے تو وہ نبی مرسل ہے ورنہ وہ نبی غیر مرسل کہلائے گا۔ الخ

امام الصوفیاء الکرام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کا ارشاد ملاحظہ ہو

پیغمبران ما علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات کہ قریب بیک لک وبست وچہار ہزار گزشتہ اند۔ خلائق را بعبادتِ خالق ترغیب فرمودہ اند واز

عبادتِ غیر منع نمودہ خود را بندۂ عاجز دانستہ اند و از ہیبت و از عظمت او تعالیٰ ترساں و لرزاں بودہ اند و آنکہ ہنود خلق را بعبادتِ خود ترغیب کردہ اند (الیٰ قولہٖ) بخلاف پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ خلائق را ازاں چہ منع فرمودہ اند۔ خود را نیز ازاں باز داشتہ اند۔ بوجہ اتم واکمل۔ خود را بشر مثل سائر بشر می گفتند ع

بہ بین تفاوتِ راہ از کجُا تا بکجُا

انتہی مکتوب ۱۶۶ دفتر اول ص۵ حصہ دوم

ترجمہ: ہمارے کل پیغمبر جو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار گزرے ہیں سب کے سب مخلوق کو خالق جل مجدہٗ کی عبادت کی ترغیب دیتے رہے اور غیر اللہ کی عبادت سے منع فرماتے رہے اور سب نے اپنے آپ کو (اللہ تعالیٰ کا) عاجز بندہ سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی بزرگی سے کانپتے رہے ہیں اور ہندوؤں کے خداؤں نے مخلوقات کو اپنی عبادت کی رغبت دلائی ہے (الیٰ قولہٖ) بخلاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ مخلوق کو جن چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ خود بھی اس سے باز رہے ہیں بالکل پورے طور پر دوسرے لوگوں کی طرح اپنے آپ کو وہ حضرات بشر (بندہ) فرمایا کرتے تھے ع

بہ بیں تفاوتِ راہ از کجُا است تا بکجُا (انتہی)

عبرت

خدائے تعالیٰ کے بندو! خدا سے ڈرو۔ جس بات سے اللہ تعالیٰ بھی راضی نہ ہو۔ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے

بھی مخالف ہو امام ابوحنیفہؒ کے طریقہ کے بھی خلاف ہو اور حضرات صُوفیائے کرام کے مسلک کے بھی خلاف ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کہاں کا اسلام ہے۔ جس پر زور دیا جا رہا ہے۔

ازالہ غلط فہمی

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ و عمّ نوالہٗ کی درگاہ میں جو عزّت و قُرب کا درجہ حاصل ہے۔ اس کو ہم پُورے طور پر سمجھ بھی نہیں سکتے۔ سیّدُ المرسلین، خاتمُ النّبیین، شفیعُ المذنبین کا درجہ سمجھنا تو دُور رہا۔ میرے خیال میں ولی کی ولایت اور نبی کی نبوّت کا سمجھنا بھی عام لوگوں کے لیے محال ہے۔ ہاں البتہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات کو سمجھ سکتے ہیں ان کے افعال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ آپ کے اقوال و افعال کا اتّباع کریں اور اعتقادات میں جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملا ہے اسی پر ایمان رکھیں اور اپنی طرف سے کانٹ چھانٹ نہ کریں۔ اور وہ یہ ہے:۔

اللہ تعالیٰ کو خالق اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مخلُوق سمجھیں۔

" " معبُود " " " عابد " -

" " آقا " " " غلام " -

" " بھیجنے والا " " " رسُول " -

وما علینا الا البلاغ

تعریفِ بدعت

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد (مشکوٰۃ المصابیح)	جو شخص ہمارے کام یعنی دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے۔ جو اس کا جزو نہیں ہے تو وہ چیز مردود ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں قبول نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک میں فی امرنا ھذا سے صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص نئی چیز ایجاد کرکے اسے دینِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا جزو قرار دے یعنی آپ کی ساری اُمت پر لازم سمجھے اور اگر اس کی ایجاد کردہ رسم کو ادا نہ کرے اس پر طعن کرے اور اُسے دین محمدیؐ سے خارج اور اس کا تارک سمجھے تو ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا بہی خواہ نہیں بلکہ دُشمن ہے کیونکہ دینِ الٰہی کی جگہ پر اپنے خود ساختہ دین کو رواج دینا چاہتا ہے۔ اس کی ایجاد کردہ رسموں کی اشاعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ دین میں یقیناً کمی واقع ہوگی۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

ما احدث قوم بدعۃ الارفع مثلہا من السنۃ ۔"	کسی قوم نے کبھی کوئی بدعت اپنی طرف سے ایجاد نہیں کی۔ مگر اتنی سنت اس سے اُٹھالی جاتی ہے۔ (انتہیٰ)

نذرِ معیّن

ہاں ایک چیز نذر ہے۔ جس کی شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام میں اجازت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رضا الٰہی حاصل کرنے کے لیے کوئی شخص کوئی چیز اپنے اُوپر لازم کر لیتا ہے اگرچہ وہ عبادت شریعت میں لازم نہ ہوئی ہو۔ بشرطیکہ جنس عبادت مشرُوعہ میں سے ہو۔ ورنہ وہ نذر لازم نہ ہوگی۔ جس طرح فقہار کا ارشاد ہے لَانَذْرَ فِیْ مَعْصِیَۃٍ۔ ترجمہ: گناہ کے کام کی نذر مقرّر کرنا صحیح نہیں ہے۔ لیکن وہ اس عبادت کو اپنی ذات تک محدُود سمجھتا ہے۔ دوسرے کسی شخص کو اس عبادت کے کرنے کے لیے مجبُور نہیں کرتا تو یہ بدعت نہیں ہے۔

ہمارے مخالف حنفی بھائیوں کی کسوٹی اِسلام مجمُوعۂ بدعات ہے

اسلام پنجاب کے ضروری ارکان کی فہرست میں جن سات مسائل کو بطُور مثال ذکر کیا گیا ہے اگر کوئی شخص ان مسائل کا قائل نہ ہو تو وہ مُسلمان نہیں ہے۔ بلکہ وہابی ہے اور وہابی کے ساتھ ہمارے بھائی مُرتدّین کا سلوک کرتے ہیں یعنی جو شخص ان ایجاد کردہ خود ساختہ مسائل (جو نہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیش کردہ اسلام کا جزو ہیں اور نہ مذہب امام اعظم امام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جزو ہیں) کا اقرار نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں سمجھتے اور نہ اس سے السّلام علیکم کہنا جائز رکھتے ہیں۔ ان

کے نزدیک ایسے لوگ مساجد میں امام بھی نہیں بنائے جا سکتے اور نہ وہ ان احناف کے ساتھ مل کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ ارکان اسلام محمدیؐ (توحید و رسالت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ) کے قائل اور عامل ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے اس برتاؤ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ان خود ساختہ مسائل مذکورہ کو جزوِ اسلام محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قرار دیتے ہیں۔

ٹھنڈے دِل سے غور کرنے کی برادرانہ درخواست

میرے پیارے حنفی بھائیو! خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ یاد رکھو دُنیا چند روزہ ہے آخر قیامت میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چل کر منہ دکھانا ہے اشتعال میں نہ آؤ بلکہ ٹھنڈے دل سے ذرا غور کرو اور سوچو آیا جن چیزوں پر تم زور دے رہے ہو۔ اور جس بنا پر آپس میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہو۔ اور ایک دوسرے سے سلام و کلام ترک کر رہے ہو کیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہی دین سکھایا تھا اور یہی امانت تمہارے سپرد کر گئے تھے؟ بلکہ سنو۔ ہمارے آقائے نامدار سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمدؐ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرما گئے ہیں:۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و	میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان کو ہاتھ میں رکھوگے کبھی گمراہ نہیں ہوگے

سنۃ رسولہ ، (وہ دو چیزیں کون سی ہیں، اللہ تعالیٰ کی کتاب
(مشکوۃ المصابیح) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔
خدا تعالیٰ سے ڈرو اور سوچو کہ کیا یہ مسائل کتابُ اللہ اور رسُول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سُنّت کے جُزو ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
مجھے اور آپ سب بھائیوں کو مع آپ کے حضرات علماء کرام کے اپنی
رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین ؛

وعیدِ بدعت

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں تمہارا حوض (کوثر) پر پیش رَو ہوں۔
جو شخص میرے پاس آئے گا وہ پیئے گا۔ اور جو پیئے گا کبھی پیاسا
نہیں ہوگا۔ البتّہ بعض قومیں میرے ہاں آئیں گی۔ جن کو میں پہچانوں
گا اور وہ مجھے پہچانیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ آ
جائے گا (یعنی وہ مجھ تک پہنچ نہیں سکیں گے) پس میں کہوں گا۔
بے شک وہ میرے ہیں۔ پھر کہا جائے گا تحقیق آپ نہیں جانتے اس
چیز کو جو انہوں نے آپ کے بعد ایجاد کی تھی پھر میں کہوں گا۔ جس
شخص نے میرے بعد دین میں تغیّر و تبدّل کیا تھا اسے ہٹا دو
(اس کو بخاری اور مُسلم نے روایت کیا ہے)

عبرت

میرے حنفی بھائیو! خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ مُبارک کو دل کے کان کھول کر سنو اور اپنی موجودہ حالت کو دل کی آنکھیں کھول کر دیکھو اور اپنے مذہبی علماء کرام سے باین الفاظ پوچھ کر دیکھو کہ جن رسموں اور وظیفوں کے نہ ماننے والوں کو آپ وہابی اور بے ایمان کا لقب دیتے ہیں (جن کا مختصر ذکر اُوپر گزرا ہے) کیا یہ چیزیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیں یا فرمائی تھیں یا بعد کی بنائی ہوئی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندو! کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ دنیا میں بھی ہم لڑتے ہی مریں اور قیامت کے دن کہیں دربارِ محمدیؐ سے بھی دھکے دے کر نکال دیئے جائیں۔ وما علینا الا البلاغ ط

اِسلام کا صحیح راستہ

برادرانِ اسلام! اسلام کا صحیح راستہ فقط وہی ہے۔ جو سیدُالمرسلین خاتمُ النّبیین شفیعُ المذنبین محمدؐ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سکھایا۔ اور جس پر چل کر ان بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کے دربار سے رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہُوا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے) کا مبارک تمغہ قرآن مجید میں پایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرزِ عمل

چونکہ یہ رسالہ عام فہم بنانا مقصود ہے اِس لیے بجائے روایاتِ کثیرہ

کے جمع کرنے کے ان حضرات کے طرزِ عمل کا خلاصہ دیا جاتا ہے ۔
جس سے کسی سمجھ دار عالم کو اختلاف کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی ۔
نمبراوّل : قرآن مجید نمبر دوم : حدیث شریف
نمبر سوم : اجماعِ اُمّت نمبر چہارم : قیاس

عُلماء کی قسمیں

بچارے عام مُسلمانوں کا اتنا ہی فرض ہے کہ وہ عُلماء کی خدمت میں آئیں اور ان سے دینِ الٰہی سیکھیں لیکن اے برادرانِ اسلام! اگرچہ ہر ایک مولوی صاحب آپ کے سامنے یہی دعویٰ کریں گے کہ میں مسلکِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ کا پُورا مُتّبع ہوں اصلیّت یہ ہے کہ ان عُلماء کی دو قسمیں ہیں عُلماء ربّانی ، عُلماء سُوء ۔ لہٰذا علماء ربّانیین کا اتباع کرو اور علماء سُوء کی صحبت سے بچو اور ان کے حق میں ہدایت کی دعا کرو ؁

عالمِ ربّانی کا شیوہ

عالمِ ربّانی کا اوّلین فرض اعلاء کلمۃُ اللہ تعالیٰ ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آواز کانوں میں پہنچائے گا ۔ کتابُ اللہ کی شرح میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اقوال وافعال پیش کرے گا جو مسئلہ کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت میں نہ ملے اس کو اجماعِ

اُمت سے حل کرے گا۔ اگر اجماع امت میں بھی نہ پایا جائے تو قیاس
امام کی طرف رجوع کرے گا۔

عالمِ ربّانی کی صحبت کا اثر

عالمِ ربّانی کی صحبت میں طبیعتوں پر اسی قسم کا اثر ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں صحابہ کرام پر ہوا تھا۔ اگرچہ ویسا رنگ چڑھنا تو محال قطعی ہے۔ لیکن عالمِ ربّانی کی صحبت کا اثر ظلِ محمدیؐ کا ادنیٰ نمونہ ہوگا۔

تشریحِ اثر

۱۔ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال سطوت و جبروت رگ و ریشہ میں سرایت کر جائے اور یہ نقشہ آہستہ آہستہ ایسا پختہ ہو جائے کہ کسی وقت میں جلوت و خلوت میں خلافِ مرضی الٰہی نہ ہونے پائے۔ ۲۔ کتابُ اللہ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے اتباع کا شوق پیدا ہو اور روز بروز بڑھتا جائے ۳۔ احکامِ الٰہی کی سابقہ مخالفت اور بے اعتنائی پر ندامت ہو۔ گذشتہ سے طلبِ عفو اور آئندہ کی پابندی کا عزم بالجزم ہو۔ ۴۔ مندرجہ ذیل اوصاف میں انقلاب ہو جائے۔

بجائے اسکے	یہ صفت پیدا ہو جائے	بجائے اسکے	یہ صفت پیدا ہو جائے
زر پرستی	خدا پرستی	حسد، کینہ، بغض	خیر خواہی
خوف ما سوی اللہ	خوفِ الٰہی	انانیت	مساوات
مسلمانوں میں سابقہ عداوت	آپس کی محبت	مطلب پرستی	ایثار
جاہ طلبی	خدا طلبی	دوسروں کی عیب بینی	اپنی عیب بینی
تکبر	تواضع		

عُلماءِ سُوءٗ (بُرے) کا شیوہ

عالِمِ ربّانی کے جذبات و احساسات و خدمات کا برعکس کرلیا جائے تو علماءِ سُوء (بُرے) کا نقشہ سامنے آجائے گا مثلاً بجائے اشاعت کتابُ اللہ اور رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کے بدعات کا زور ہوجائے۔ آپس میں پہلے مِل بیٹھنے والے ۔ مِل کر نماز پڑھنے والے ۔ ایک دوسرے سے السّلام علیکُم کہنے والے ۔ آپس میں لڑ پڑیں متنفّر ہوجائیں ۔ سلام و کلام چھوڑ دیں ۔

اللھم الف بین قلوب المسلمین واصلح بالھم واحفظنا من شرور انفسنا و شرور اعدائنا و فقنا لاتباع نبیک الکریم الھادی الی الدین القویم و الصراط المستقیم آمین یا الہ العالمین ط واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ ۵

تصدیقات علمائے کرام

۱۔ جو مسائل مولانا نے ارقام فرمائے ہیں میرا ان کے ساتھ پُورا اتّفاق ہے۔ فقہ حنفی کی رُو سے یہی تحقیق ہے اور امام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب صحیح اور غلط معلوم کرنے کے لیے جو معیار مولانا صاحب نے قائم کیا ہے۔ اس کے رُو سے ہر ایک ذی فہم حق اور باطل میں تمیز کرسکتا ہے بشرطیکہ انصاف سے کام لے اور بصیرت خداداد کو عمل میں لاوے اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلم کو صحیح فہم عطا فرماوے اور تعصب کو دور کرکے صراطِ مستقیم کی تلاش کی توفیق عطا فرماوے ۔ آمین ثم آمین ۔

(حضرت مولانا مولوی) نجم الدین (صاحب) پروفیسر اورنیٹل کالج ۔ لاہور ۔

۲۔ حضرت مولانا صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ ائمہ حنفیہ کا مسلک اور حق ہے۔

(حضرت مولانا مولوی) محمد نور الحق (صاحب) بسال ضلع اٹک مقیم لاہور

۳۔ میری ناچیز دانست و حقیر مبلغ علم میں حضرت مولانا نے یہ رسالہ محققانہ اقوال کی بناپر تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہم مسلمانوں کو ایسے مسائل کے سمجھنے اور اُن پر عمل پیرا ہونے کی توفیق فرمادیں۔ والسلام۔

(حضرت مولانا مولوی) کریم بخش (صاحب) ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

۴۔ خاکسار نے اس رسالہ کو تمام سنا اور اس کے تمام مضمون سے میرا اتفاق ہے۔

(حضرت مولانا مولوی) ابو محمد احمد (صاحب) امام مسجد صوفی لاہور۔

۵۔ بیشک معیارِ حقیقت یہی ہے جو میرے کرم مہربان مولانا احمد علی صاحب نے اس رسالہ میں تحریر فرمایا۔

(مولانا مولوی) سیّد طلحہ (صاحب) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔

۶۔ واقعی اصلی حنفیت یہی ہے۔ جو حضرت مولانا نے اس رسالہ میں ارقام فرمایا ہے۔

(مولانا مولوی) عبدالعزیز (صاحب) مدرّس شاہی مسجد لاہور۔

۷۔ مولانائے محترم نے رسالہ ہذا میں جو کچھ سپردِ قلم فرمایا ہے اس کے صحیح اور واجب التسلیم ہونے میں کسی سمجھ دار اور منصف مزاج مسلمان کو انکار کا موقع بالکل نہیں رہا۔ میں نے اس کو از اول تا آخر سنا اور مجھے اس سے اتّفاق کلّی ہے۔

(مولانا مولوی) حمیدُالدین (صاحب) فاروقی مقیم لاہور۔

۸۔ یہ رسالہ حنفیہ حقیر کے لیے اصلی دستور العمل ہے فاضل مصنف نے اپنا اخلاص پیش نظر رکھ کر احناف کو اپنا ممنون کر لیا ہے۔

(حضرت مولانا مولوی) احمد علی (صاحب) اوّل مدرس مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ۔

۹۔ ماکتب مولینا المؤلف فی ھذا الکتاب فھو موافق والسنۃ فی اجماع الامۃ ومطابق باصل المذھب الحنفیہ

(مولانا مولوی) غلام رسُول (صاحب) پروفیسر خالصہ کالج گوجرانوالہ۔

۱۰۔ احمد علی ماحرر المؤلف العلوم (مولانا مولوی) سید اظہار الحق (صاحب) عباسی ناظم الدینیات اسلامیہ

۱۱۔ نعم ما قال ھذا القائل وزینہ باصح دلائل (مولانا مولوی) محمد مبارک الدین (صاحب) مدرس عربی ہائی اسکول گوجرانوالہ

۱۲۔ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کے موافق ہوں! اور اسکی اشاعت کو اعلیٰ درجہ کی دینی خدمت سمجھتا ہوں۔
(مولانا مولوی) عبدالعزیز (صاحب) سکول ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ۔

۱۳۔ حضرت مولانا نے اس رسالہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ بلاشبہ وہ سچے حنفی المذہب کا طریق ہونا چاہئے۔
(مولانا مولوی) محمد چراغ (صاحب) مدرس مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ،

۱۴۔ ہذا ہو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال (مولانا مولوی) عبداللہ (صاحب) المعروف حافظ نبی بخش صاحب امام مسجد مولوی سراجدین صاحب مرحوم بقلم عبدالعزیز سکول ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ،

۱۵۔ جناب حضرت مولانا نے جس لرزہ فگن منصفانہ اور روحانیت سے بھرے الفاظ میں حنفیت کا واقعی چہرہ دکھلایا اور جس سے مولانا نے ان علمائے سوء کو جنہوں نے مصنوعی حنفیت اور تفریق بین المسلمین کو اپنی شکم پروری کا بہترین آلہ سمجھا ہے ان کے تمام مکر و فریب افتراء و تزویر کے جال کے تار و پود کو بکھیر کر پاش پاش کر دیا ہے وہ اس فتنہ کے زمانہ میں امت محمدی اور خصوصاً حنفی بھائیوں پر حد سے بڑھ کر احسان ہے۔ میں بھی حضرت مولانا کی اس بیش بہا خدمت دینی کے حرف بحرف سے متفق ہوں۔
(مولانا مولوی) شمس الحق (صاحب) پشاوری حنفی قادری مقیم لاہور

۱۶۔ واقعی مذہب حنفیہ کے یہی اصول ہیں جن کا مولانا صاحب نے ذکر کیا ہے اور علمائے سوء اور عبدۃ البطن نے اپنے ایجادات جن کی بنائے مدار اکثر اکل و شرب پر ہے اور جس میں سے بعض کے جواز و عدم جواز میں علماء کو اختلاف ہے۔ اسلام میں داخل کر دیا ہے وہ اسلام کی نا جزا ہیں اور نہ شریعت نے ان کے ماننے پر مجبور کیا ہے اور ان مسائل کو جن پر آج کل پنجاب میں مذہب حنفی کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ جن کا ذکر اس رسالہ میں آچکا ہے۔ مذہب ابو حنیفہؒ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فقط والسلام۔
(مولانا مولوی) محمد عبدالعزیز (صاحب) خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ۔

۱۷۔ میں نے تمام رسالہ کا من اولہ الی آخرہ مطالعہ کیا۔ مذہب حنفیت کے بالکل مطابق پایا ہے جو مسائل حضرت مولانا محترم نے ارقام فرمائے ہیں ان سب سے من کل الوجوہ بندہ کو اتفاق ہے کیوں کہ ہر مسلم حنفی کی یہی عقیدت ہونی چاہئے۔ مسائل مذکورہ متفق علیہ مذہب احناف کے مسائل ہیں کہ جن کا تسلیم اور واجب التسلیم ہونا ہر مقلد حنفی کے لیے ضروری ہے۔

(مولانا مولوی) ایوب حسن (صاحب) حنفی فاروقی سہارن پوری مقیم الاہور۔

۱۸۔ مسائلِ متنازعہ پر جن اصول کے مطابق رسالہ ہذا میں بحث ہوئی ہے وہ قرآن مجید حدیث اور صحیح حنفیت ہے پس جبکہ کسی بھی مسئلہ پر ان تینوں چیزوں سے مہرِ تصدیق ثبت ہو جاتی ہے تو ان کا خلاف کرنا گویا شریعت کے منہ پر طمانچہ مارنا اور مذہب سے سرکشی اور طغیان کے مترادف ہے۔ جس کا کوئی بھی صحیح حنفی المذہب تصور تک نہیں کر سکتا چہ جائیکہ بار بار سمجھانے کے بعد بھی صدائے مخالفت و فساد بلند کرے

(مولانا مولوی) مظفر حسین (صاحب) عفا اللہ عنہ مقیم لاہور۔

۱۹۔ الحمد للہ علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ فطرتِ سلیم کے لیے رسالہ ہذا بہترین راہبر کا حکم رکھتا ہے البتہ جو طبیعتیں سرے سے مسخ ہو چکی ہیں ان کے لیے چاہے تمام قرآن شریف اور احادیث نبویہ اور اقوال ائمہ کا عطر نکال کر سامنے رکھ دیا جائے جب بھی کوئی فائدہ متصور نہیں ہو سکتا۔ مؤلف علام نے جن کا زہد و تقوی و للہیت مسلم ہے اس مختصر رسالہ میں حنفی بھائیوں کو صراطِ مستقیم دکھلانے کی جو کوشش کی ہے اس میں وہ یقیناً کامیاب ہوگا اب یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرما کر دارین میں فائز المرام فرمائے آمین۔

(مولانا مولوی) محمد سعید (صاحب) مولوی فاضل مقیم لاہور۔

۲۰۔ میں اس رسالہ کے اکثر مقامات کو بغور دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ رسالہ ایسے وقت میں جبکہ اختراعات کی گھٹاؤں اور بدعات کے بادلوں نے فضائے شریعتِ غرا خصوصاً مذہب امام الائمہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو گھیر رکھا تھا شمسِ ہدایت و مظہرِ حقیقت مذہب حنفیہ ثابت ہوا ہر مسلمان خصوصاً حنفی کو مسائل محررہ کا لائحہ عمل بنانا لازم ہے۔

(مولانا مولوی) محمد عبد العزیز (صاحب) الحنفی الصدیقی مقیم لاہور

(مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور)

۳۸۶

نمبر ۱۳

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق وکمال محاسن الافعال

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے عمدہ اخلاق اور اچھے اعمال کی تکمیل کے لئے بھیجا ہے

خلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور طبع شد

مفت

محصول ڈاک ، پیسے

الحمد للہ وکفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد

ذریعہ نجات مسلم

اے نبی الثقلین سید الکونین خاتم الانبیاء و رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کی پیاری اُمت تمہیں خبر بھی ہے کہ تمہاری نجات کس چیز پر موقوف ہے؟ تمہاری نجات اتباع سید المرسلین شفیع المذنبین محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے +

اتباع محمدی کا صحیح مطلب

اتباع سے مراد یہ ہے۔ کہ اخلاق و عادات۔معاملات

لین دین نکاح طلاق ۔ شادی غمی ۔ نشست و برخاست خوراک و پوشاک ۔ غرضیکہ اپنی زندگی کے ہر کام میں ہر قدم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نمونہ کو سامنے رکھیں ۔ اور آپ ہی کے نقشِ قدم پر چلیں ۔

رسالہ خُلقِ محمدی کا مقصد

اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ و السّلام کے خادمانِ دین کا فرض ہے کہ ہر وقت اُمت کو جس چیز کی ضرورت ہو ۔ وہ خزانہ محمدیہ (کتاب اللہ تعالیٰ و سنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے نکال کر انکے سامنے پیش کر دیں تاکہ لوگ دُنیاوی مصیبتوں سے بچ جائیں ۔ اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے نجات پاسکیں ۔ آج مسلمانوں کی آپس میں ناچاقی تکفیر بازی ۔ عیب جوئی ۔ طعن و تشنیع تحقیر و تذلیل کو دیکھکر ہر سلیم الفطرت درد دل رکھنے والے مسلمان کا دل کباب ہوتا ہے خدا جانے کہ عالم ارواح میں جس وقت یہ حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوتے ہونگے تو آپکے قلب مبارک پر موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی و بد اخلاقی کا کتنا صدمہ ہوتا ہوگا ۔ یہ ناچاقیاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا پتہ دیتی ہیں کیونکہ جب کسی قوم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے ۔ تو بعض اوقات اسکے افراد میں تفرقہ اور اختلاف کے اسباب پیدا کرا دیتا ہے ۔ اِس رسالہ "خلق محمدی" کی غرض یہی ہے کہ مسلمانوں کے سامنے اُسوۂ حسنہ محمدی پیش کیا جائے

تاکہ اِن کو معلوم ہو جائے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس خلقِ عظیم سے لوگوں کیساتھ برتاؤ کیا۔ اور وہ اِس پاک سنتِ نبوی پر عمل کرکے موجودہ عذاب تعزقہ سے نجات پائیں وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

برادرانِ اسلام! جس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم اُمت اور جانشین کہلاتے ہیں۔ اسکے حق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ترجمہ:۔ (اور سوائے اسکے نہیں کہ ہم نے تمہیں (اے نبی) سارے جہان والوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر فردِ بشر کیلئے ابر رحمت بنکر ہی تشریف لائے ہیں+

ہمارا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود واقعی رحمت تھا۔ کیونکہ حلقہ بگوشان اسلام تو بلجائے خود رہے دشمنانِ اسلام جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے توحید کے بانی دشمن۔ اور قرآنِ پاک کی تعلیم کو دُنیا سے نیست و نابود کرنے کیلئے سر کیف تھے اِن پر بھی ابرِ رحمت محمدیؐ ایسا برس رہا تھا۔ جیسے ایک فطری مشفق باپ یا مجسم رحم ماں کا دِل اپنے بیٹے کی نالائقی پر تڑپتا ہے۔ کہ ہائے یہ کیوں نہیں لائق بنتا۔ یہ بُری عادتوں سے باز کیوں نہیں آتا۔ دشمنانِ اسلام کے متعلق آپ کے دِل کی بیتابی کا اعلان خدائے قدوس ذوالجلال والاکرام اپنی کتاب پاک کی سورۂ کہف کے پہلے رکوع میں فرما رہے ہیں فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِہِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ترجمہ:۔ (اگر وہ لوگ (یعنی کفار

کہ معظمہ مثلاً ابوجہل ابولہب وغیرہ کیونکہ یہ سورہ مکی ہے)
اِس قرآن مجید پر ایمان نہیں لائے تو پھر شاید تو مارے نبی
اِس غم میں اُنکے پیچھے پڑکر اپنے آپ کو ہلاک کرنے والا ہے
باقی رہا سوال جہاد کہ پھر کافروں سے لڑائی کیوں کی گئی۔ تو
وہ بھی در اصل خلق خدا تعالیٰ پر رحمت ہی تھی جسکی تفصیل
آگے "کافر محارب" کے زیر عنوان آرہی ہے۔

ہر مسلم جذبات محمدیہ کی حفاظت کا ذمہ دار ہے

برادرانِ عزیز! اُمت اپنے نبیؐ کی ہر بات کی حفاظت کی ذمہ دار ہوا کرتی ہے۔ اگر وہ اپنے نبیؐ کے جذبات وحیات علم وعمل۔ زہد وتقوٰی کی عملی علمبردار نہیں ہے تو وہ دنیا میں تو خیر۔ لیکن دربار الٰہی میں اُس نبیؐ کی اُمت کہلانے کی مستحق نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی اصطلاح میں ایسے بیہودہ لوگوں کو "گدھا" کہا جاتا ہے۔ جسکی پیٹھ پر دفتر لدے ہوئے ہوں۔ سُورہ جمعہ میں یہود کے حق میں ہے۔ کہ
مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ترجمہ:۔ جن لوگوں کو
توراۃ اٹھوائی گئی۔ پھر انہوں نے توراۃ کو نہیں اُٹھایا (یعنی
اِس پر عمل نہیں کیا) ان کی مثال گدھے کی سی ہے۔ جو کہ
دفتر اٹھائے ہوئے ہے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام
کو جھٹلایا ان کی مثال بُری ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ظالموں کی
رہنمائی نہیں کرتا۔

لوگوں کی قسمیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کے گرد و نواح میں چار قسم کے لوگ تھے۔

۱۔ **کافر محارب**۔ جو اسلام کو دنیا سے مٹانے کی خاطر آپ سے جنگ کیا کرتے تھے۔ یا جنگ کرنیوالوں کو مدد دیتے تھے

۲۔ **کافر غیر محارب**۔ جو اسلام کے دشمن تو ویسے ہی تھے۔ لیکن جنگ میں کسی قسم کا حصہ نہ لیتے تھے۔

۳۔ **منافق**۔ جو لوگ بظاہر اسلام کے موافق اور دل میں کفار کی طرح پورے دشمن تھے۔

۴۔ **مومن**۔ جو لوگ اسلام کی بہبودی کیلئے اپنی جان۔ مال اولاد۔ عزت۔ جائداد۔ وطن قربان کر دینا اپنا فخر سمجھتے تھے۔

اِن چار قسموں کے لوگوں کیساتھ آپ کا برتاؤ کیا تھا۔ اسکی تفصیل آگے پیش کیجاتی ہے۔ ہر محمدی (یعنی مسلمان) کا فرض ہے کہ اخلاق محمدیؐ کا مجسم نمونہ بنے تاکہ اس کا وجود لوگوں کے لئے بجائے زحمت کے رحمت الٰہی ثابت ہو۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی وَ اجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی۔

کافر محارب

قولہٗ تعالےٰ:۔ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ **ترجمہ**:۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو۔ جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور حد سے نہ

بڑھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ◆

قولہٗ تعالیٰ:۔ اِنَّمَا یَنۡهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیۡنَ قٰتَلُوۡكُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَاَخۡرَجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِیَارِكُمۡ وَظٰهَرُوۡا عَلٰۤی اِخۡرَاجِكُمۡ اَنۡ تَوَلَّوۡهُمۡ ۚ وَمَنۡ یَّتَوَلَّهُمۡ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۔

ترجمہ:۔ سوائے اسکے نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کی دوستی سے روکتا ہے جو تم سے دین کے معاملہ میں لڑتے ہیں۔ اور تمہیں اپنے گھروں سے جنہوں نے نکالا ہے اور تمہارے نکالنے پر مدد دی ہے۔ اور جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھینگے۔ تو وہ ظالم و بے انصاف ہونگے ◆

اصلی بادشاہ اللہ تعالےٰ ہے

دُنیا کی سب قومیں اِس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ اِس سارے جہان کا بنانے والا اور چلانے والا ایک خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ ہے اور جو بنانے اور چلانے والا ہے اصلی بادشاہ بھی وہی ہے اور بادشاہت فقط اُسی کی شان کے شایاں ہے۔ اور تمام انسان خدا تعالیٰ کے حقیقتہً غلام ہیں۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ سچے بادشاہ کی سب رعایا ہیں ◆

رعایا کی دو قسمیں

اِس بادشاہِ حقیقی کی رعایا کی دو قسمیں ہیں ایک وفادار جن کو مومن کہا جاتا ہے۔ دوسرے باغی جن کو کافر کا لقب دیا جاتا ہے ◆

سیاسی نقطۂ نگاہ سے انبیاء علیہم السلام کا فرضِ اصلی

انبیا علیہمُ السّلام اِس شاہنشاہِ حقیقی ذوالجلال والاکرام کی وفادار رعایا (مؤمنین) کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کے ذمّہ دار ہوتے ہیں اور مخالفین و باغیوں (فاسق و کافر) کو سمجھا بجھا کر قانونِ شاہنشاہی کے حلقہ بگوش بنانے کی کوشش کرنا اُن کا فرض ہوتا ہے۔ مملکتِ الٰہی میں امن قائم کرنے کے وُہ کفیل ہوتے ہیں۔

بدامنی دُور کرنے کے لئے جہاد

گذشتہ سطور میں عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ امن قائم کرنا انبیاء علیہم السلام کا فرض ہے۔ اسکے بعد ہر عقلمند (خواہ وُہ یہودی ہو یا نصرانی۔ ترکی ہو یا عربی چینی ہو یا جاپانی ہندی ہو یا افغانی) سمجھ سکتا ہے کہ امن قائم کرنے والوں کو بعض اوقات دقتیں پیش آتی ہیں کیونکہ بعض سرکش نرمی سے اطاعت قبول نہیں کرتے۔ اور اپنی شکم پروری۔ عیاشی جاہ طلبی کے لئے ہمیشہ امن پسند رعایا پہ حملے کرتے رہتے ہیں۔ باوجود سمجھانے بجھانے کے اپنی درندگی سے باز نہیں آتے۔ ایسے وقت میں ایک منصف مزاج۔ امن پسند۔ رحیم الطبع دردِ دل رکھنے والے بادشاہ اور اسکے نائب کا فرض اولیں یہ ہے کہ اپنی محافظ ملک و ملت سپاہ کو بھیجے اور اُنہیں حکم دے کہ فَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ترجمہ:- پس

جہاں کہیں باغیوں کو پاؤ وہیں قتل کردو ۔

اور یہ حکم سراسر رحمت و شفقت پر مبنی ہوگا۔ تاکہ امن پسند رعایا چین سے زندگی بسر کر سکے ۔ اور ڈاکو اپنی بد امنی سے باز آکر امن پسند رعایا بن جائیں اور اُنکی ناپاک ہستیوں سے سطح زمین کو پاک کر دیا جائے اصطلاح اسلامی میں اسی چیز کا نام "جہاد" ہے۔ کہ اپنے قومی مفاد کے حفظ و بقا اور امن پسند رعایا کی جان و مال اور عزت کے بچانے میں فوجِ محمدی (جس کا ہر مسلمان سپاہی ہے) اپنی جانیں پیش کرے ۔

جہاد ہر قوم میں موجود ہے

ہر قوم اپنے مفاد ملکی و ملی کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے متعلق جس سے پوچھو فرانس ہو یا برطانیہ ۔ جرمنی ہو یا رومانیہ ۔ روس ہو یا ترکی ۔ بلجیم ہو یا امریکہ ہر ایک یہی کہیگا کہ ہم اپنے بقاء کی خاطر میدان جنگ میں کودے تھے ۔ بس اسی چیز کا نام جہاد ہے جسکی دنیا کی ہر ایک عقلمند قوم قائل ہے ۔

جہادِ مسلم اور غیر مسلم کا امتیازی نشان

غیر مسلم قومیں اپنی ہوس مُلک گیری میں بعض اوقات بلا امتیاز خون کی ندیاں بہا دیتی ہیں ہر مرد و عورت۔ ہر بچے و بوڑھے پر تیغ بے نیام چلا دیتی ہیں۔ چنانچہ

حال کا واقعۂ دمشق اِس درندگی کا ثبوتِ بین ہے۔ جسمیں فرانسیسیوں نے بیگناہ شہری آبادی پر گولہ باری کی اور پچیس ہزار سے زائد امن پسند شہری آبادی کو مع انکے درو دیوار کے پیوند زمین کر دیا۔ بخلاف اسلام کے کہ اسلام اپنی شیر دل کوہ و دشت و دریا کو یکساں سمجھنے والی اُن تھک اور ان ٹل فوج کو حکم دیتا ہے کہ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ترجمہ :۔ اور لڑو اُن لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

یعنی اپنے مقابلہ میں آنے والوں سے لڑو اور بیگناہ دبے بیناہ آبادی (جو عورتوں بچوں اور بوڑھوں پہ مشتمل ہے) پر ہاتھ مت بڑھاؤ۔ ورنہ خدا تعالےٰ تم سے ناراض ہو جائیگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جہاد پیغام رحمت تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جہاد بلند کرنا عین رحمت الٰہی تھا۔ ورنہ آپ کی مکہ معظمہ کی تیرہ سالہ خاموشی میں یہاں تک تو نوبت پہنچ چکی تھی کہ ہر توحید پرست خدا تعالیٰ کا نام لینے والے کی جان اور مال خطرے میں تھا بلکہ کفار بے تحاشا نڈر ہوکر محض توحید پرستی کے جرم میں مسلمانوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ اور یہانتک وہ بیحیائی پہ آمادہ ہو گئے تھے۔ کہ بعض مسلمان عورتوں کو شرمگاہ میں نیزے مار کر شہید کر دیا۔ اب ہر عقلمند سے یہ

سوال کیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ عیسائی ہو یا مسلم وغیرہ کہ کیا ایسے مظلوموں کی حفاظت کیلئے تلوار کا نیام سے نکالنا عین رحمت نہیں تھا۔ کیا کوئی دردِ دل رکھنے والا انسان اِس ظلم کو برداشت کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ لہذا ثابت ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد عقل کے بالکل مطابق۔ امن قائم کرنے اور مظلومین کی داد رسی کیلئے سراسر رحمت تھا ✦

تنبیہ ضروری

سیدالمرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمدٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فقط میدانِ مقابلہ میں آنیوالے کفار کیساتھ کیا ہے اور وُہ بھی سخت مجبور ہوکر کیونکہ اِن کفار کو بھی پہلے ٹھنڈے دل کیساتھ تبلیغ کیجاتی تھی۔ تاکہ وُہ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوکر خدائے تعالیٰ کے فرمانبردار بنجائیں اگر وُہ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوتے۔ تو پھر انہیں موقع دیا جاتا۔ کہ وہ اپنے ملک میں اپنے ہی مذہب پر قائم رہتے ہوئے اسلام کی عظمت کو مان لیں۔ جو اُنکا جی چاہے کریں لیکن تعلقاتِ سیاسی میں وُہ اسلام کے زیر سایہ رہیں اگر وُہ لوگ اس پُر امن معاہدے پر بھی آمادہ نہ ہوتے۔ تو اُن سے جنگ کیجاتی۔ کیونکہ مذکور الصدر دو رعایتوں سے انکار کے بعد سوائے کھلم کھلا جنگ و دِل آزادی کے اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ورنہ انکے علاوہ باقی تینوں قسم (کافر غیر محارب۔ منافق۔ مومن) کے لوگوں کیساتھ آپ سراسر شفقت اور رحمت سے پیش آتے رہے ✦

افسوس! صد افسوس! کہ بانی مذہب اسلام سید المرسلین شفیع المذنبین کا جو سلوک رحمت اس زمانہ کے کفار کیساتھ تھا۔ کفار تو بجائے خود رہے آج وہ سلوک ہمارے ہندوستان کے متعصب و متشدد علماء سوء اور نام نہاد صوفی (علماء ربانی اور سچے صوفیائے کرام اس سے مستثنےٰ ہیں) توحید پرست رسالت کے قائل۔ حشر و نشر وغیرہ چیزوں پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں سے بھی روا نہیں رکھتے۔ بارگاہِ ایزدی میں بصد عجز دعا ہے۔ کہ اے خدا! تو ہم مسلمانوں کو بالخصوص ہمارے علماؤ زہاد کو قلب محمدی عطا فرما۔ ان کے سینوں کو نورِ محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے بھر دے آمین یارب العلمین ✦

کافر غیر محارب (نہ جنگ کرنے والا)

قولہ تعالےٰ۔ لَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے حسنِ سلوک اور عدل کا برتا ؤ کرنےسے نہیں روکتا جو تم سے دین کے معاملہ میں نہیں لڑے۔ اور جنہوں نے تمہیں اپنے گھروں سے بھی نہیں نکالا۔ بیشک اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے ✦ قولہ تعالےٰ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ترجمہ:۔ اور اگر وہ (والدین) میرے ساتھ ایسی چیزوں کے شریک کرنے میں

تمہیں مجبور کریں جنگی شرکت کا تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں
تو اُن کی فرمانبرداری نہ کرو اور دُنیاداری کے معاملات میں
ان سے اچھی طرح پیش آؤ +

حدیث اول

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک کافر مہمان ہوُا آپ نے اِس کیلئے حکم دیا۔ کہ بکری کا دودھ دُوہ کر اُسے پلایا جائے۔ ایک بکری کا دُودھ اُسے دیا گیا۔ وُہ پی گیا۔ پھر دوسری بکری دُوہ کر اُسے دُودھ پلایا گیا۔ پھر تیسری بکری دُوہ کر یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ وُہ پی گیا۔ پھر دوسرے دن وُہ کافر مسلمان ہوگیا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ سلوک و اخلاقِ حمیدہ کو دیکھ کر حلقہ خدام میں داخل ہونے کو باعث فخر سمجھا) پھر آپ نے اُسے بکری کا دودھ پلانیکا حکم دیا +

حدیث دوم

اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ میرے ہاں میری ماں آئی اور وُہ مشرک تھی۔ اسوقت آئی جب کہ مکہ معظمہ پر کفار قریش کا قبضہ تھا میں نے عرض کی۔ یا رسُول اللہ میری ماں میرے ہاں آئی ہے اور وُہ اسلام سے متنفر ہے۔ کیا میں اِس سے صِلہ رحمی کروں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں اِس سے صلہ رحمی کا حق ادا کرو +

قرآن مجید کی تعلیم اور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز عمل سے واضح ہوگیا۔ کہ آپ کفارِ غیر محارب کے ساتھ ایسا تشدد روا نہیں رکھتے تھے کہ پاس آئیں تو بیٹھنے

نہ دیں یا دھکے دیکر نکلوا دیں بلکہ اس دربار میں تو یہ تعلیم تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ

ترجمہ :- اگر کوئی ایک مشرکوں میں سے آپ سے پناہ مانگے تب اُسے پناہ دیدے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی کلام سُنے۔ پھر اُسے اپنے امن کی جگہ پر پہنچادے

سبق عبرت

برادرانِ اسلام! دیکھو۔ دربار محمدی کس درجہ کا رحیمانہ ہے گویا ع

درِ فیضِ محمد واہے آئے جس کا جی چاہے

شفقت و رحمت کا ایک دریا بہ رہا ہے کہ جو آئے۔اس سے فیض اٹھائے۔ چاہے تو چشمۂ آبحیات سے زندگی پائے ورنہ خاموش جانا چاہے تو کوئی دارو گیر نہیں۔ مسلمان بھائیو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا میں ظاہر ہونیکے بعد تو دربار الٰہی میں عزت پانے کیلئے جامۂ محمدی کا زیب تن ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے وہی پہنو گے۔ تو وہاں جگہ ملیگی ورنہ ذلیل کرکے ہٹادیئے جاؤ گے قولہٗ تعالیٰ:- قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ترجمہ :-

کہدے (اے رسولؐ) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت (کا دعویٰ) کرتے ہو۔ تو میرا اتباع کرو (اگر ایسا کروگے تو) اللہ تعالیٰ (بھی) تم سے محبت کرے گا فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِى الْاَبْصَارِ ٥

منافقین کے ساتھ سلوک محمدی

منافق وہ لوگ تھے جو بظاہر اسلام کے موافق۔ لیکن دِل

ہیں اِس سے پوری عداوت رکھتے تھے ۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں ہے کہ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَکْبَرُ ترجمہ :۔
(ظاہر والی عداوت کے علاوہ) جو انکے سینے چھپاتے ہیں وہ (دشمنی) بہت بڑی ہے ۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریفانہ سلوک مشتے نمونہ از خروار ملاحظہ ہو کہ (۱) مالِ غنیمت (جو کہ مخلص صحابہ کرامؓ کے خون بہانے کا صلہ ہوتا تھا) میں سے دوسرے مسلمانوں کی طرح انہیں برابر حصہ ملتا تھا (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکا نہیں جاتا تھا۔ (۳) مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے سے انہیں منع نہیں کیا جاتا تھا (۴) پند و نصائحِ نبویہ میں انہیں شریک ہونے کا اختیار تھا (۵) دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کی جان مال اور عزت کی پوری حفاظت کیجاتی تھی (۶) معاشرتی حقوق میں اِن سے کسی قسم کا قطع تعلق نہیں کیا گیا تھا (۷) رحمۃ للعٰلمین کا دریائے رحمت تو یہانتک وسیع تھا کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا جنازہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا (بعد میں اللہ تعالیٰ نے اِس پر اظہار ناراضگی بھی فرمایا کہ ایسے بے ایمانوں کا جنازہ نہ پڑھایئے) (۸) عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین (جو کہ ساری عمر رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا جانی دشمن رہا) جب مرتاہے تو آپ اپنا پیراہن مبارک اُتار کر اُسے کفن دیتے ہیں اور اپنا لعاب دہن اُس کے مُنہ میں ڈالتے ہیں شاید اِس خیال سے کہ اسکی برکت سے اِس سے عذاب کسی قدر ٹل جائے (۹) جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن

پاک میں اعلان ہوا۔ کہ اے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اِن منافقوں کیلیئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگیں تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔ تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر مجھے یہ توقع ہوتی کہ اللہ تعالیٰ میرے ستر دفعہ سے زیادہ بخشش مانگنے سے انہیں بخش دیگا تو میں اُن کے لِئے بخشش مانگتا ۔

عبرت

برادران اسلام ! ہم اُس رحمۃ للعلمین کی اُمت یعنی مجسم جانشین ہونے کے دعویدار ہیں جسکے اخلاق حمیدہ وپاکیزہ کا نمونہ سابقہ سطور میں ملاحظہ سے گزر چکا ہے دیکھیے کہ آپ کا سلوک اُن لوگوں سے کیا ہے۔ جو کہ زبان سے فقط حلقہ بگوش اسلام ہونیکے قائل ہیں حالانکہ حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یقیناً معلوم ہے۔ کہ یہ لوگ دِل میں اسلام کے پورے بدخواہ ہیں فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ۔

مسلمانوں سے سلوک

مسلمان کسے کہتے ہیں۔ آجکل اسلام کے مختلف معیار ہیں۔ ہر شہر والوں کے ہاں الگ معیار ہے اسلئے پہلے اسلام محمدی کا معیار بتلاتا ہوں۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِیْمَ

الصَّلٰوۃَ وَ تُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا انتہیٰ مُلَخَّصًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ

ترجمہ:۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کا پتہ دو۔ آپ نے فرمایا (اسلام یہ ہے۔ کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ اور یہ کہ تو نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور روزہ رکھے۔ اور اگر تجھے بیت اللہ جانے کی توفیق ہو تو حج کرے انتہیٰ۔

مسلمان سے دل میں بدگمانی رکھنا جرم ہے

قَوْلُہٗ تعالیٰ:۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ترجمہ:۔ اے مسلمانو زیادہ بدگمانی سے پرہیز کرو (یعنی بدگمانی بہت نہ کیا کرو) بیشک بعض بدگمانیاں یقیناً گناہ ہیں۔

مسلمانوں کی غیبت کرنا گناہ ہے۔ غیبت کے معنی حدیث شریف میں آتے ہیں کہ کسی کے پس پشت وہ بات کہی جائے جس کے رو برو کہنے سے اس شخص کی دل آزادی ہو خواہ وہ غلطی اس شخص میں موجود بھی ہو۔ تو بھی پس پشت ذکر کرنا حرام ہے قرآن شریف میں ہے وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ الآیۃ

ترجمہ:۔ بعضے تمہارے بعض کی غیبت نہ کریں۔ کیا ایک تمہارا اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ پس تم (یقیناً) اس بات کو ناپسند کرو گے۔

مسلمانوں کو گالی دینا گناہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ ترجمہ:- مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے۔

مسلمان پر غصہ میں آکر ہتھیار سے اشارہ کرنا حرام ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا ترجمہ:- جس شخص نے ہم پر ہتھیار اٹھایا بس وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

مسلمان سے لڑنا کفر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وَقِتَالُہٗ (ای المسلم) کُفْرٌ ترجمہ:- مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے۔

سچے مسلمان کا معیار محمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ ترجمہ:- مسلمان وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان ہر طرح سے محفوظ رہیں۔

ضروری عرضداشت

برادرانِ اسلام عموماً اور بالخصوص علماء کرام کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے خدا کیلئے خدائے قدوس ذوالجلال والاکرام کی مخلوق پر رحم کرو اور انکی خواہ مخواہ تکفیر نہ کرو۔ اور اس شخص کو مسلمان سمجھو جس کو سیدالمرسلین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) مسلمان سمجھتے ہیں۔ جسکا معیار ابھی زیر عنوان "مسلمان کسے کہتے ہیں" عرض کر چکا ہوں اور ہر محمدی کی جان۔ مال عزت کی حفاظت اپنا فرض سمجھو۔ بلکہ اپنے اخلاق کو خلق محمدی کا نمونہ بناؤ۔ تاکہ خلقِ خدا تعالیٰ ہمارے اخلاق حمیدہ کی گرویدہ ہو کر

حلقہ بگوش اسلام ہو اور ہم اس مبارک خدمت کے بجالاتے ہی دنیا سے رخصت ہوں واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم

تصدیقات علمائے کرام

۱۔ خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نمونہ پیش کیا گیا ہے بالکل آیات اور احادیث صحیح کے مطابق ہے ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ اسکی پیروی کرکے سعادت دارین کا سبب ہے۔
(حضرت مولنا مولوی) نجم الدین (صاحب) صدر مدرس اورنٹیل کالج لاہور)

۲۔ اس مختصر مگر پُر مغز رسالے کو میں نے اول سے آخر تک دیکھا خدا تعالیٰ مصنف علام کو جزائے خیر دے کہ سچے مسلم کیلئے راہ عمل کو نہایت صاف اور سادہ الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے خدا تعالیٰ ہر مسلم کو اسکے پڑھنے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔
(مولنا مولوی) نور الحق (صاحب) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور ہمار دسمبر ۱۹۲۵ء

۳۔ میں نے اس رسالہ کا مطالعہ کیا۔ آیات قرآن حکیم واحادیث نبی رؤف ورحیم علیہ وآلہ التحیۃ والتسلیم سے خلق محمدی کا نہایت عمدہ نمونہ پیش کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق دے کہ اسکے مضمون کو اپنا جزو جان بنائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔
(العبد العاجز (مولانا مولوی) ابو محمد احمد عفی عنہ امام مسجد صوفی لاہور

۴۔ یہ رسالہ جس طرز وطریق پر صاحب تصنیف نے تیار کیا ہے واقعی صحیح نمونہ اخلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے (مولنا مولوی محمد صادق (صاحب) مسجد شوالیاں لوہاری منڈی لاہور)

۵۔ بیشک یہ رسالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کا صحیح نمونہ ہے اسلئے تمام امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چاہیئے کہ عمل پیرا ہوکر نجات دارین حاصل کریں۔
العبد الضعیف الراجی الی اللہ اللطیف الخبیر (مولنا مولوی) عبد العزیز (صاحب) مدرس شاہی مسجد لاہور

۶۔ رسالہ ہذا میں اخلاق رسالت کا جو دلکش اور روح پرور منظر انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ دکھلایا گیا ہے اسکے متعلق ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی نقل وحرکت کو اس مسلک نبوی کا تابع بنائے تاکہ دارین میں رضائے الٰہی کا بیش بہا تحفہ حاصل کرسکے اور مصنف علام کا بھی اس پُر آشوب وقت میں عین موقعہ پر اس صدائے حق بلند کرنے کا صلہ پورا ہو سکے۔ رسالہ مذکور روایت و درایت کے عین مطابق ہے۔
احقر (مولنا مولوی) شمس الحق (صاحب) عفی عنہ مدرس اول مدرسہ قاسم العلوم

نمبر ۸

قولہ تعالیٰ ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ

ترجمہ: اور جو چیز تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں تو رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے فرمائے ہوئے

وظیفے

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

مفت

محصول ڈاک ۷ پیسے

انجمن خدام الدین لاہور کے نسخۂ

قرآن عزیز

بہ تحشیۂ جدیدہ

عکسی طباعت نفیس مزیّن

مرتبۂ

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
	کرنا فلی سفید کاغذ	مکینکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

برادران عزیز:- انسان کا فطری تعلق اللہ تعالےٰ سے ہے جسکو ہر انسان خواہ مسلم ہو یا کافر اپنی عقل سے مانتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ۔

ترجمہ:- اور البتہ اگر آپ اُن سے سوال کریں۔ کہ اُن کو کس نے پیدا کیا ہے۔ تو ضرور یہی کہینگے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہی نے بنایا ہے (جب یہ مانتے ہیں) پھر کدھر الٹے جا رہے ہیں انتہی (سورہ زخرف ع)

ہر انسان کو جب سخت مصیبت پہنچتی ہے۔ اسباب ظاہری جواب دے دیتے ہیں۔ تو فطرت سلیمہ اسکی ہادی بنتی ہے۔ کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے دروازہ کے اور کہیں سے تیری حاجت پوری نہیں ہوگی پھر اُدھر جاتا ہے اور مُراد پاتا ہے۔ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ ترجمہ۔ اور جب ان کو (مشرکین کو) سائبانوں کی طرح

سمندر کی موج ڈھانک لیتی ہے۔ تب ایک اللہ تعالٰے ہی کو خالص کر کے پکارتے ہیں"۔ انتہٰی۔

جب انسان خدا تعالٰے کو اپنا خالق مانتا ہے۔ اور اُسے کارساز جانتا ہے تب اُسکی فطرت اُسے مجبور کرتی ہے۔ کہ ایسے شفیق ملک کیساتھ رشتہ مُودّت و محبت قائم رکھا جائے۔ اور ہر انسان کو یقین کامل ہے۔ کہ جس ذات پاک کو ہم اپنا کارساز و مالکِ حقیقی مانتے ہیں۔ وہ ہر حاجت و ضرورت سے پاک ہے۔ اسکی کوئی حاجت ہی نہیں ہے۔ تاکہ ہم اس کو پورا کر دیں۔ تو وہ خوش ہو جائے۔ البتہ ایک چیز ہے جس سے وہ خوش ہوتا ہے۔ وہ ذکر الٰہی ہے۔

جب انسان فطرت کی دستگیری سے فلسفۂ یاد الٰہی کو سمجھکر یاد حق کیلئے آمادہ ہوتا ہے۔ اور اُسے یقین ہو جاتا ہے۔ کہ میرے محبوبِ حقیقی کی رضاء حاصل کرنے کے لئے میرے پاس سوائے ذکر کے اور کوئی بہتر راستہ نہیں ہے۔ تب شیطان لعین آکر اُسے بہکاتا ہے۔ اور صحیح راستہ چھوڑوا کر غلط راستہ کی راہ نمائی کرتا ہے۔ اور بجائے خدائے قدوس کے غیر اللہ کی عبادت شروع کرا دیتا ہے۔ اور انسان کو اِس دھوکہ میں گمراہ رکھتا ہے۔ کہ فلاں فلاں ہستی کی عبادت و یاد ہی سے تمہارا مالک راضی ہوگا چنانچہ کفار عرب کا یہ مقولہ جو قرآن مجید میں مذکور ہے، اِسی گمراہی کا پتہ دیتا ہے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط

ترجمہ:۔ ہم بتوں کی عبادت سوائے اسکے اور کسی غرض سے نہیں کرتے۔ کہ وہ ہمیں اللہ تعالٰے کے ہاں مرتبہ میں قریب کر دیں

چونکہ شیطان لعین کو قیامت کے دن تک مہلت ملی ہوئی ہے۔ اور اسکا مقصد سوائے اغواء انسانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اسلئے رحمت الٰہی جوش میں آتی رہی۔ اور انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً بھیجتی رہی تاکہ لوگوں کو دام شیطان سے نکال کر حلقہ بگوش رحمٰن بنادیں۔ اسی پاک و مبارک مقصد کی تکمیل کے لئے سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین کو اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آنحضور سراپا نور فداہ ابی وامی نے جب کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اعلان فرمایا۔ تو مشرکین عرب نے (باوجود خدا تعالےٰ کی ہستی وعظمت تسلیم کرنے کے) علم خلاف بلند کیا اور اس مخالفت نے قتال و خونریزی تک نوبت پہنچائی۔ اور حسب اعلان الٰہی شدید ترین لڑائیوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح پائی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا (الآیہ)

ترجمہ:۔ بیشک ہم اپنے رسولوں کی مدد کیا کرتے ہیں۔ انتہیٰ

آفتاب نبوت کی ضیاباری کا اثر

آنحضورؐ کے آفتاب نبوت کی ضیاباریوں نے شرک وکفر کے سیاہ بادلوں کو سطح قلوب سے مٹادیا۔ اور اس مبارک وطن حبیب کا ہر فرد مسلم مظہر انوار الٰہی بن گیا۔ فسادِ امت کی پیشنگوئی ؛ لیکن آپ یہی پیشنگوئی فرماگئے تھے کہ آیندہ چل کر پھر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں پھر مسلمانوں میں وہی امراض پیدا ہو جائینگے۔ جو پہلی اُمتوں میں موجود تھے۔ آپ کا ارشاد ہے۔ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ

ترجمہ:۔ اے مسلمانوں! البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریقے اختیار کرو گے بالشت کے مقابلہ بالشت اور ہاتھ کے مقابلہ میں ہاتھ بھر پرے اترو گے"۔ انتہیٰ۔
چنانچہ آج چودھویں صدی کے جس دور میں ہم جا رہے ہیں۔ اس تیرہ صد سالہ پیشتر والی پیشگوئی کا ظہور و صداقت بار رہے ہیں ۔

فرضِ علماء

اس تباہی خیز و فتنہ انگیز دور میں علماء کرام کا فرض ہے کہ انوار محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا وہ نوجوان کے سینوں میں روشن ہے۔ اسکی مشعل سے گم گشتگان راہ ہدایت کو شاہراہ محمدی پر لائیں۔ اور سو سو شہید کا اجر پائیں۔ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید رواہ البیہقی۔
ترجمہ: ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے فساد کے وقت جس شخص نے میری سنت کو پکڑ لیا بس اسکے لئے سو شہید کا اجر ہے"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من احیا سنتی فقد احیانی ومن احیانی کان معی فی الجنۃ (رواہ الترمذی)
ترجمہ:۔ جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا۔ وہ میرے ساتھ بہشت میں اکٹھا ہوگا انتہیٰ"
لہذا علماء کرام کا فرض ہے کہ جانشین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کے لحاظ سے آج اس دور فساد میں وہ راہ عمل اختیار کریں جس

سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تازہ ہو۔

فضیلتِ دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (اللہ تعالیٰ سے) دعا کرنا ہی عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ترجمہ:۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کرونگا"۔ انتہیٰ۔

اس روایت کو ابو داؤد۔ ترمذی نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا گودا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دعا سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی چیز زیادہ معزز نہیں ہے اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

فضیلتِ ذکر الٰہی

ابوہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کوئی قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے نہیں بیٹھتی مگر فرشتے اُسے گھیرا کر لیتے ہیں۔ اور اُن پر رحمت چھا جاتی ہے اور اُن پر اطمینان قلبی نازل ہوتا ہے۔ اور اُن کو اللہ تعالیٰ اس جماعت میں یاد کرتا ہے۔ جو اسکے ہاں ہے۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں تب میں اپنے بندہ کیساتھ ہوتا ہوں۔ اسکو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے ٭

عبرت۔ برادران اسلام۔ جس دعا اور ذکر کی فضیلت آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوئی ہے۔ اس دعا سے مراد اللہ تعالےٰ سے مانگنا ہے اور ذکر سے مراد ذکر الٰہی ہے۔ جس دعا کی قبولیت کا اللہ تعالےٰ نے ذمہ اُٹھایا ہے۔ وہ وہی ہے جو خدائے قدوس سے مانگی جاوے اور جس ذکر پر نزول رحمت الٰہیہ ہوتی ہے وہ فقط ذکر الٰہی ہے۔ لہٰذا اگر آپ قبولیت دعا اور رحمت الٰہیہ کے اُمیدوار ہونا چاہتے ہیں۔ تو فقط اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے اور اسی سے مانگئے جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کو یاد فرمایا ہے۔ ان الفاظ سے بہتر اور کوئی الفاظ یاد الٰہی کے لئے موزوں اور محبوب بارگاہ الٰہی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا انہیں اذکار نبویہ کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ تاکہ آپ پر خدا تعالےٰ راضی ہو اور اس ناکارہ کو بھی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احیاء سنت کی برکت سے عذاب سے نجات دے آمین یا رب العالمین ٭

ذکر صبح و شام

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔

وہ ایک ہی خدا ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہی ہے
اور اُسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انتہیٰ

فضیلت اوّل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اس وظیفہ کو روزانہ سو مرتبہ پڑھے۔ اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور اُسکے لئے سو نیکیاں لکھی جائینگی۔ اور سو گناہ معاف کئے جائینگے اور شام تک شیطان کے پنجے سے محفوظ رہیگا۔ (بخاری ومسلم)

عرضداشت۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ جو شخص یہ وظیفہ صبح و شام پڑھے۔ اسکو اس وظیفہ کا ثواب فلاں فلاں چیز ملیگی۔ لہذا ثابت ہوا کہ یہ وظیفہ صبح وشام کے وقت پڑھنا چاہیئے مسلمان بھائیو۔ خدا تعالےٰ کیلئے غور کرو۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ وظیفہ کے فضائل جیسا اور کسی کا بنایا ہوا وظیفہ ہوسکتا ہے۔ اور جو آپ کے بتلائے ہوئے وظیفہ کا ثواب مل سکتا ہے وہ اور کسی کے بتلائے ہوئے سے نصیب ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کے فصل ثالث میں مذکور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی۔ مگر اتنی سنت نبوی اُنسے اُٹھالی جاتی ہے۔ واقعی یہی ہُوا۔ کہ جب ہم نے اپنے وظیفے ایجاد کئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ وظائف ہم سے چھوٹ گئے۔ خدا کے بندو۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اگر شوق ہے تو صبح اور شام کو مذکور الصدر وظیفہ ایک سو مرتبہ پڑھا کرو۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھنا چاہو۔ تو آپ ہی کے فرمودہ وظائف صبح وشام کے دوسرے بھی ملا لیا کرو۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

ذکر صبح و شام

(۲)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے اور (سارے جہاں میں) اسی کی تعریف ہے۔

فضیلت:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اس وظیفہ کو صبح و شام سو دفعہ روزانہ پڑھے۔ تو کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر (وظیفہ) نہیں لائیگا۔ مگر وہ شخص جو یہی وظیفہ اتنا ہی پڑھے یا اس سے بھی زیادہ پڑھے۔

عبرت:۔ مسلمان بھائیو۔ خدائے تعالیٰ سے ڈرو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بہترین وظیفہ بتلا چکے ہیں۔ تو آپ کیوں ان بہترین وظائف کو چھوڑ کر اُن وظائف کے پابند ہو رہے ہو۔ جن کا پتہ نہ دربار خداوندی سے لگتا ہے نہ ارشادات محمدی سے ملتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اٰمِیْن

ذکر صبح شام

(۳)

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا

ترجمہ:۔ میں اللہ تعالیٰ کو اپنا پالنے والا تسلیم کرنے اور اسلام کو اپنا دین بنانے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی ماننے میں راضی ہوں۔

فضیلت:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ کوئی مسلمان بندہ اس دعا کو صبح و شام تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ مگر اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہو جاتا ہے۔ کہ قیامت کے دن اُسے راضی کرے (رواہ احمد والترمذی)

عبرت:۔ عزیز بھائیو۔ وظائف کے پڑھنے سے مطلب تو یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ راضی ہو۔ اور عذاب الہٰی سے نجات ملے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وظیفہ کے پڑھنے والوں کیلئے عذاب الہٰی سے نجات کا ذمہ لیتے ہیں تو اس سے بڑھ کر تمہیں قبولیت اور نجات کا اور پکا وعدہ کہاں ہو سکتا ہے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ کے بتلائے ہوئے طریقوں سے اللہ تعالےٰ کو راضی کریں وما علینا الا البلاغ۔

ضروری تنبیہ

بھائیو۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ تب تمہیں نصیب ہوگا۔ جب اس دعا کو سمجھ کر عمل کرو۔ ورنہ یقیناً یاد رکھو زبانی ورد اور عملاً انکار سے کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہو سکیگا۔

مطلب فقرۂ اوّل

جب اللہ تعالےٰ کو ہم نے پالنے والا مان لیا۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ پرورش کے لئے سوائے خدا تعالےٰ کے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں اپنی کسی بھی حاجت میں سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کے دروازہ کو نہ کھٹکھٹائیں اور جب تک پا نہ لیں وہاں سے چھوڑ کر کہیں نہ جائیں۔ کیونکہ یہ یقین ہے۔ کہ سوائے اسکے اور کوئی دروازہ نہیں ہے۔ جہاں سے مل سکے۔ اور اگر کہیں بھی گئے۔ تو گویا کہ عملاً ہم نے اس وعدہ کو توڑ دیا۔ اور مشرک بن گئے۔

مطلب فقرۂ دوم

اپنی عبادات۔ اقتصادیات۔ سیاسیات میں قانون اسلام (کتاب اللہ و سنت رسولہ) کو دستور العمل بنائیں۔ ورنہ۔ ہم زبان سے اسلام کے

مداح اور عمل سے دشمن کہلائینگے

مطلب فقرۂ سوم

جب سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالٰے کا بھیجا ہُوا مان لیا ہے۔ اور ہم خدائے عز وجل کے بندے ہیں تب ہمارا فرض ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں باگ دیدیں۔ اور چُپ چاپ آپکے نقش قدم پر چلے جائیں ٭

ہر نماز کے بعد کا ذکر

(۴)

سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ اللہ تعالٰے سب عیبوں سے پاک ہے۔ سب تعریف اللہ تعالٰے ہی کی ہے۔ اللہ تعالٰے سب سے بڑا ہے ٭

فضیلت۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰے عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک خادم لینے کے لئے تشریف لائیں آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں۔ جو خادم سے بہتر ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار ہر نماز کے وقت اور سونے کے وقت پڑھا کرو۔

مطلب:۔ یعنے جتنا آرام آپ کو خادم سے پہنچتا۔ اس سے زیادہ اِن کلمات کے پڑھنے سے بارگاہ خداوندی میں نصیب ہوگا ٭

(۵)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

ترجمہ۔ اللہ تعالٰے سب عیبوں سے پاک ہے۔ اور ساری تعریف

اُسی کیلئے ہے۔ اللہ تعالٰے عظمت والا (سب عیبوں سے) پاک ہے ۰
فضیلت:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (یہ دو) کلمے زبان پر ہلکے ہیں۔ میزان (جس میں قیامت کے دن لوگوں کے اعمال نامے تلینگے) میں بھاری ہیں۔ رحمٰن کے ہاں محبوب ہیں۔ (متفق علیہ)
عبرت:۔ خدا تعالٰے کے بندو نماز کے علاوہ جب تمہیں یاد الٰہی کا شوق پیدا ہو۔ تو ان وظائف کو پڑھا کرو۔ جو کہ بے حد مختصر اور بہت ہی آسان اور بارگاہِ الٰہی میں یقیناً مقبول ہیں

(۶)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ اللہ تعالٰے سب عیبوں سے پاک ہے۔ سب تعریف اللہ تعالٰے ہی کے لئے ہے۔ سوائے اللہ تعالٰے کے اور کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالٰے سب سے بڑا ہے ۰

فضیلت اوّل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ یہ چار کلمات ساری کلاموں سے افضل ہیں۔ ایک روایت میں ہے یہ کلمے اللہ تعالٰے کے ہاں سب کلاموں سے زیادہ پیارے ہیں (رواہ مسلم)
فضیلت دوم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ان کلمات کا پڑھنا میرے ہاں تمام اُن چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ جن پر سورج نکلتا ہے (رواہ مسلم)
عبرت۔ اللہ تعالٰے کے بندو۔ خدا سے ڈرو۔ اور جو کچھ سیدالمرسلین

خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے وہ کرو۔ اپنی طرف سے نئی نئی ایجادیں مت کرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ذطیفہ کو سب سے افضل اور سب سے زیادہ محبوب فرماتے ہیں۔ تو کیا تمہاری محبت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام تمہیں مجبور نہیں کرتی۔ کہ تم اُسے دِل میں جگہ دو۔ اور زبان سے اس کا ورد کرو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ترک شدہ سنتوں کو زندہ کرکے بہشت میں آپ کی معیت کا فخر حاصل کرو کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا۔ وہ میرے ساتھ اکٹھا بہشت میں ہوگا۔ عزیزو اپنے گھروں اور مسجدوں میں ان وظائف نبویہ کا چرچا ڈال دو۔ اور اپنی ایجادات چھوڑدو۔ تاکہ تم پر خدا تعالےٰ راضی ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح تم سے خوش ہو۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

(۷)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ۔ میں اُس خدا تعالےٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔ جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ زندہ ہے۔ خود قائم اور جہان کو قائم رکھنے والا ہے۔ میں (اپنے گناہوں سے باز آکر) اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ۔

فضیلت اوّل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جس نے یہ سابقہ کلمات استغفار کے پڑھے۔ اسکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ

وُہ میدانِ جنگ ہی سے بھاگا ہوُا ہو (کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ جب یہ معاف ہو جاتا ہے۔ تو باقی بطریق اولیٰ معاف ہو جائینگے)

فضیلت دوم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جس نے استغفار کو لازم کر لیا۔ اللہ تعالےٰ اسکی ہر تنگی میں نکلنے کی راہ نکال دیتا ہے اور ہر غم سے نکال کر اُسے راحت پہنچاتا ہے۔ اور اُسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اُس کا گمان بھی نہ ہو (رواہ ابوداؤد)

فضیلت سوم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سارے بنی آدم خطاکار ہیں۔ اور بہترین خطاکار وہ لوگ ہیں۔ جو توبہ کرنیوالے ہیں (رواہ الترمذی)

ضروری گذارش

برادرانِ اسلام صحیح مسلم میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو اللہ تعالےٰ کے دربار میں توبہ کر دیں بھی روزانہ سَو دفعہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں توبہ کرتا ہوں۔ علاوہ اسکے سابقہ ذکر شدہ فضیلتوں میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ ہر شخص خطاکار ہے۔ اور بہترین خطاکار وہ ہیں۔ جو توبہ کرنے والے ہیں۔ لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اگر وُہ نماز کے علاوہ اپنے شوق سے یا دائمی کرنا چاہتا ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد بلکہ حضوُر انور کے اس عمل کا اتباع کرے۔ کہ روزانہ سو دفعہ مذکور الصدر استغفار کا ورد کیا کرے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اسکے گناہ بھی معاف فرما دے۔ اور اُس کی ہر مصیبت دور ہو۔ اور ہر رنج میں راحت نصیب ہو

توبہ کا صحیح مطلب

توبہ سے مُراد یہ توبہ نہیں ہے۔ کہ فقط زبان سے ورد توبہ کرے اصل توبہ یہ ہے۔ کہ اپنے گناہوں کو خیال میں لاکر سابقہ غلطیوں پر شرمندہ ہو۔ اور آیندہ اُنکے ترک کرنے کا دل سے پختہ ارادہ کرے

توبہ سے مصیبتوں کے دور ہونے کا راز

اِس جہان کا چلانے والا خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اور جو وہ کرنا چاہے۔ اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور اُس کا اعلان ہے "کہ میں ہر ایک کی دعا سُنتا اور قبول کرتا ہوں" بشرطیکہ کسی گناہ کے کام کی دعا نہ ہو۔ قطع رحمی کی نہ ہو۔ اور جلدی نہ کرے۔ مانگتا رہے یہاں تک کہ کام ہو جائے۔ اِس اعلان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک زبردست شرط یہ ہے کہ مانگنے والے کا تعلق اپنے گناہوں کی شامت کے باعث خدا تعالےٰ سے بگڑا ہوا نہ ہو۔ ورنہ اُسکی مثال ایسی ہوگی۔ کہ دریا سے ایک نہر میں پانی آتا تھا۔ لیکن چندروز کے بعد اس نہر میں مٹی بھر گئی۔ کہ اب پانی آہی نہیں سکتا اور جتنا ملک قبل ازیں اس نہر پر سرسبز و شاداب نظر آتا تھا۔ سب ویران ہو گیا۔ اگر ہم دوبارہ اس ملک کو سرسبز و شاداب دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو نہر کے طول و عرض سے مٹی کے انبار ہٹا دیں۔ ابھی پانی آسکتا ہے اور سابقہ لہلہاتی کھیتیاں اور ہرے بھرے درختوں کے جھنڈ بن سکتے ہیں بعینہ اسی طرح پر صدق دل والی توبہ سے تمام وہ حجابات اُٹھ جائینگے۔ جو کہ قبولیت دعا میں مانع تھے۔ اور ارادہ الٰہی کی برقی

قوت اسکے کاموں کی گرمی ہوئی مشین کو جلا دے گی

نماز مغرب کے بعد کا ذکر

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ:۔ اے اللہ تو مجھ دوزخ سے پناہ دے

فضیلت۔ ایک صحابی کو آپ نے فرمایا۔ کہ جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ۔ تو کسی سے بولنے سے پہلے سات دفعہ یہ کلمات پڑھا کرو۔ جب تم نے شام کو پڑھے۔ اور اسی رات تم مر گئے تو اللہ تعالےٰ تمہیں دوزخ سے نجات دے گا۔ اور جب تم نے صبح کی نماز کے بعد پڑھے پھر اگر تم اسی دن مر گئے۔ تو اللہ تعالےٰ تمہیں دوزخ سے نجات دے گا۔ (رواہ ابوداؤد)

عبرت۔ خدا تعالےٰ کے بندو۔ اگر اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات پانیکا شوق ہے تو نماز مغرب اور صبح کے بعد یہ وظیفہ پڑھا کرو۔

بستر پر لیٹنے کا ذکر

اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَجْمَعُ اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ اے اللہ تعالےٰ جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا

اُس دن مجھے اپنے عذاب سے بچا۔

فضیلت - حدیث شریف میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اپنا دایاں ہاتھ رخسارہ مبارک کے نیچے رکھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ (رواہ ابو داؤد)

عبرت - مسلمان بھائیو۔ کیا ہمیں بھی رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی طرح رات کو سوتے وقت موت اور قیامت کا نقشہ یاد آتا ہے۔ اگر یاد آیا کرتا تو سوتے وقت تمام گناہوں سے تائب ہو کر سوتے۔ اور صبح اٹھ کر بے ہیبتی خلق خدا کی دل آزاری "حق تلفی" غیبت، جھوٹ، حسد، کینہ بغض و عداوت وغیرہ حماقتیں نہ کرتے۔ عقلمند و ہوش سے کام لو۔

مصیبت زدہ کو دیکھنے کے وقت کا ذکر

۱۰

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ؕ

(ابوداؤد)

ترجمہ: - اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ جس نے مجھے عافیت دی اس مصیبت سے جس میں تمہیں مبتلا کیا۔ اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔

فضیلت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ کوئی شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا نہیں پڑھتا۔ مگر اس کو یہ مصیبت کبھی نہیں پہنچے گی (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

ادائے قرض کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ
مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ
غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ اے اللہ تعالٰے غم سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ عاجزی اور سستی سے محفوظ ہونے کیلئے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ بخل اور بزدلی سے بچنے کیلئے تیری حفاظت چاہتا ہوں قرضہ میں دب جانے اور لوگوں کی جھڑکوں سے محفوظ رہنے کیلئے تیری پناہ ڈھونڈتا ہوں

فضیلت۔ حدیث شریف میں ہے۔ ایک شخص نے آپکی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہ مجھے غموں اور قرضوں نے گھیر لیا آپ نے فرمایا۔ کیا تمہیں ایسی کلام نہ بتلاؤں۔ جب تم اُسے پڑھو گے تو اللہ تعالٰے تیرے غم دور کر دیگا۔ اور تیرا قرضہ اُتار دے گا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ہاں بتلایئے آپ نے فرمایا صبح اور شام یہ دعا پڑھا کرو۔ وہ شخص کہتا تھا۔ کہ میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی۔ تو اللہ تعالٰے نے میرا غم بھی دور کر دیا۔ اور میرا قرضہ بھی ادا کر دیا ؞

عبرت۔ عزیزو۔ اس دعاء مبارک کے پڑھنے سے جب تمام غموں کے دور ہونے کی ذمہ داری رسول اللہ علیہ وسلم اٹھاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے تمام غم دور کر دے گا۔ اور قرضے ادا کر دے گا تو میں نہیں سمجھتا۔ کہ ایسی قبولیت کی ذمہ داری والی دعاؤں کو چھوڑ کر تم کیوں دوسری چیزوں کی طرف جاتے ہو فاعتبروا یااُولِی الابصار ۰

درود شریف

۱۲

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ اے اللہ تو محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور اسکی آل پر رحمت نازل فرما۔ جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسکی آل پر رحمت نازل فرمائی بیشک تو بزرگ تعریف کیا ہوا ہے۔ اے اللہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکی

آل کو برکت دے۔ جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور اُسکی آل کو برکت دی تھی۔ بیشک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے

فضیلت اوّل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے۔ اللہ تعالےٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے۔ اور اسکے دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسکے دس درجے (قرب الٰہی میں) بلند ہوتے ہیں۔

(رواہ نسائی)

فضیلت دوم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ قریب میرے پاس وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف بھیجا ہوگا (رواہ الترمذی)

۱۳

چھینکنے والا یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ سب تعریف خدا تعالےٰ کے لئے ہے۔

چھینک سننے والا یہ کہے

۱۴

یَرْحَمُكَ اللّٰہُ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ اللہ تعالٰے تم پر رحم کرے۔

چھینکنے والا یہ دعا دے

۱۵

یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ (رواہ البخاری)

ترجمہ: تمہیں اللہ تعالٰے ہدایت دے۔ اور تمہاری حالت کو سنوارے

تکلیفوں میں مبتلا ہونے والا یہ پڑھے

۱۶

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ مجھے اللہ تعالٰے کافی ہے۔ اور وہ بہترین کارساز ہے

چاند دیکھنے کی دعا

۱۷

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ اے اللہ اس چاند کو ہم پر امن اور ایمان سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال ۔

قبرستان میں جانے کی دعا

۱۸

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ اے قبروں والو تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہم سے پہلے جا پہنچے ہو ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں۔

سوتے یا جاگتے وقت ڈرنے والا یہ پڑھے

۱۹

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ میں آتا ہوں انکے غصہ
سے اور انکے بندوں کی برائی سے اور شیطانوں کے وسوسے سے اور
اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں۔

گذارش۔ برادران اسلام۔ فرائض ضروریہ کے ادا کرنیکے بعد اگر
خدا یاد کرنے کا شوق ہو۔ تو علاوہ مذکورۃ الصدر وظائف کے سید المرسلین
خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف
کثرت سے پڑھا کرو۔ لیکن یہ بھی یاد رہے۔ کہ تمام درود شریفوں میں
سے افضل یہ درود شریف ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے استفسار پر ارشاد فرمایا ہے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ
الْاُوْلٰى وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

سلسلہ نمبر ۹

قولہ تعالیٰ ان الدین عند اللہ الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتٰب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیًا بینھم

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے آپس کی سرکشی کے باعث صحیح علم کے بعد اختلاف کیا

خلاصۂ اسلام

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

الناشر شعبۂ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

مفت

محصولڈاک ۲ پیسے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

خلاصۃ الاسلام

خدائے اسلام

قولہ تعالیٰ:۔ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِہٖ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ بیشک تمہارا رب وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔ سارے کام کی تدبیر کرتا ہے۔ اُس کی اجازت کے بغیر کوئی اُس کے ہاں سفارش نہیں کریگا۔ یہ تمہارا رب ہے پس اُسی کی عبادت کرو۔ کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ سُورہ یُونس رکوع ۱

خلاصہ

(۱) اللہ تعالیٰ سارے جہان کا بنانے والا ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ سارے جہان کا چلانے والا ہے۔
(۳) اللہ تعالیٰ کے ہاں اُسکی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔

قولہ تعالیٰ:۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ پ ۲۰ رکوع

ترجمہ:۔ آیا کون ہے وہ جو لاچار کی دُعا سُنتا ہے جب وُہ اُسے پکارتا ہے۔ اور (کون) تکلیف کو دُور کرتا ہے اور کس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا۔ آیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔ تم بہت ہی تھوڑی نصیحت حاصل کرتے ہو۔

خلاصہ

(۴) خدائے قدوس کے سوا کوئی شخص مصیبت زدہ کی تکلیف کو دُور نہیں کر سکتا۔

قولہ تعالیٰ:۔ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ مَنْ

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ پارہ ۲۰ رکوع نمبر

ترجمہ :۔ آیا کون ہے۔ جو مخلوقات از سرِ نو پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے لوٹائیگا۔ اور زمین و آسمان سے تمہیں کون رزق دیتا ہے آیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے۔ کہدو۔ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔ کہدو۔ آسمانوں اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی غیب نہیں جانتا۔ اور اُن میں سے کوئی نہیں جانتا۔ کہ کب اُٹھائے جاوینگے۔ انتہی

خلاصہ

(۵) سارے جہان کو دوبارہ قیامت کے دن پیدا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔

(۶) ساری دُنیا کو آسمان اور زمین سے رزق دینے والا ایک اللہ تعالیٰ ہے۔

(۷) سارے آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب دان نہیں ہے۔

(۸) کسی شخص کو علم نہیں ہے۔ کہ دوبارہ کب اُٹھائے جاوینگے۔

قولہ تعالیٰ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ لا

اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ سورہ شوریٰ پارہ ۲۵ رکوع نمبر ۵ ۔

ترجمہ :۔ سارے آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالےٰ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے جسکو چاہے لڑکیاں دیتا ہے ۔ اور جس کو چاہے لڑکے دیتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے۔ اور جس کو چاہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ بیشک وہ جاننے والا قادر ہے۔ انتہیٰ

خلاصہ

(۹) آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہی ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ جس کو چاہے لڑکی عطا فرماوے ۔

(۱۱) جس کو چاہے لڑکا عطا فرماوے ۔

(۱۲) جس کو چاہے لڑکے اور لڑکیاں دونوں دیدے ۔

قولہ تعالیٰ :۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ سورۃ انعام رکوع نمبر ۲ پارہ ۷ ۔

ترجمہ :۔ اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچا دے۔ تو اُس کے سوا اور کوئی دُور کرنے والا نہیں ہے۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچاوے۔ پس وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ انتہیٰ

خلاصہ

(۱۳) اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی بھی کسی کی مصیبت دُور کرنے والا نہیں ہے۔

(۱۴) نفع بھی اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے مل سکتا ہے۔

تبصرہ

دانشمند بھائیو! جب خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ نے ہمارے بنانے چلانے رزق پہنچانے۔ نفع ونقصان وغیرہ سب حاجتوں کی باگ فقط اپنے ہی ہاتھ میں لے رکھی ہے۔ تو پھر ہم غیر کے پاس کیوں جائیں اور اگر جائیں۔ تو سوائے خالی ہاتھ آنے کے اور وہاں سے کیا پائیں۔ اِس لیے ہمارا فرض ہے۔ کہ اُس کے دروازہ کے سوا اور کسی طرف نظر نہ اٹھائیں۔ اسی غیرت کا نام جذبۂ توحید ہے۔ اور ایسے ہی شخص کو ایک خدا کا ماننے والا کہتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنَا فِیْ حِزْبِكَ الْمُخْلِصِیْنَ۔ آمین

نبی اسلام

قولہ تعالیٰ:۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۶

ترجمہ:۔ البتہ تحقیق تم ہی میں سے ایک رسول تمہارے پاس آیا ہے۔ جو چیز تمہیں تکلیف دیتی ہے۔ وہ اس پر گراں گزرتی ہے۔ تمہاری خیر خواہی پر حریص ہے۔ مومنوں پر شفقت کرنے

والا مہربان ہے۔

خلاصہ

(۱) مسلمانوں کی تکلیف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو صدمہ ہوتا ہے۔
(۲) مسلمانوں کی خیر خواہی پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حریص ہیں
(۳) مسلمانوں کے متعلق آپ رؤف ہیں۔
(۴) مسلمانوں کے متعلق آپ رحیم ہیں۔

رأفۃ و رحمت میں فرق

رَءُوْفٌ م بِالْمُطِيْعِيْنَ رَحِيْمٌ م بِالْمُذْنِبِيْنَ

تفسیر خازن و معالم التنزیل۔ پارہ ۱۷۔ سورۂ انبیاء ۷ رکوع ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ:۔ اور سوائے اس کے نہیں۔ کہ ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ انتہی

خلاصہ

(۵) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے لیے رحمت ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ

تِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ۝ سورۂ اعراف رکوع نمبر ۲۳ پارہ نمبر ۹

ترجمہ :۔ انہیں کہہ دو۔ میں اپنے نفس کے نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا۔ تو اپنے لیے بہت سی نیکی جمع کر لیتا۔ اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ میں ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔ اُن لوگوں کو جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں۔

خلاصہ

(۶) اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔

(۷) اگر مجھے غیب کا علم ہوتا۔ تو اپنے لیے راحت ہی رکھتا۔ اور کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔

(۸) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بدکاروں کو ڈرانے والے ہیں۔

(۹) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نیکوکاروں کو خوشخبری سنانیوالے ہیں۔

قولہ تعالیٰ :۔ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُکُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ الآیہ سورہ کہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶

ترجمہ :۔ انہیں کہہ دو۔ سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ سوائے اس کے نہیں۔ کہ تمہارا معبود ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ انتہی

خلاصہ

(۱۰) سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام خدائے قدوس عزّوجل کے بندوں میں سے ایک بندے ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے ساری دُنیا میں اپنا پیغام توحید پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ سورۂ احزاب رکوع نمبر ۵ پارہ نمبر ۲۲

ترجمہ :۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے رسول اور انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

خلاصہ

(۱۱) سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نرینہ اولاد جسمانی دنیا میں زندہ نہیں رہی۔

(۱۲) آنحضور سراپا نور تمام انبیاء علیہم السلام میں سے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔

(جس شخص نے نبوت کا دعوے کیا۔ وہ شریعت محمدیہ میں دجّال کا لقب پائیگا)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی

حدیث شریف میں یہ بھی آئے ہیں

ابن ماجہ میں جبیر بن مطعم سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ میں احمد ہوں۔ اور میں ماحی ہوں۔ کہ میرے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ کفر کو مٹا دے گا۔ اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں سے اُٹھنے شروع ہونگے۔ اور میں عاقب ہوں۔ اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

خلاصہ

(۱۳) آپ محمدؐ۔ احمدؐ۔ ماحیؐ۔ حاشرؐ۔ عاقب ہیں۔

کتاب اسلام

(۱) یہ کتاب (قرآن مجید) حکیم ہے۔ سورۂ یونس رکوع نمبر ۱

(۲) یہ کتاب (قرآن مجید) مبین ہے۔ سورۂ زخرف رکوع نمبر ۱

(۳) قرآن مجید ہے۔ سورۂ ق رکوع نمبر ۱ پارہ ۲۶

قولہٗ تعالیٰ:۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۵ سورۂ ابراہیم رکوع نمبر ۱ پارہ ۱۳

ترجمہ ۱۴:۔ یہ کتاب لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے کے لیے نازل ہوئی ہے۔

هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ :- سورہ بقرہ پارہ ۱ رکوع ۱۲

ترجمہ:- مؤمنوں کے لیے راہنما اور خوشخبری دینے والی ہے

قولہٗ تعالیٰ:- وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝

ترجمہ:- ہم نے تجھ پر کتاب نازل فرمائی۔ درآں حالیکہ اس میں ہر چیز کی وضاحت ہے۔ اور مسلمانوں کے لیے راہنما اور رحمت اور خوشخبری دینے والی ہے۔ انتہی

(۷) قرآن حکیم میں ہر ضرورتِ روحانی کا حل موجود ہے۔

(۸) مسلمانوں کے لیے قرآن مجید راہنما ہے۔

(۹) مسلمانوں کے حق میں قرآنِ حکیم رحمت ہے۔

تبصرہ

برادرانِ اسلام۔ جب قرآن حکیم اتنی خوبیوں کا جامع ہے اور ہمارا یہ دعویٰ بھی ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ کی باتوں کا پتہ دینے والی فقط یہ ایک ہی کتاب ہے۔ جو اُس نے خود ہی ارسال فرمائی ہے۔ اور ہر فرد مسلم ادنیٰ ہو یا اعلیٰ جاہل ہو یا عالم۔ صوفی ہو یا حامل۔ یہ تمنا بھی رکھتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہم سے راضی ہو۔ باوجود ان تمام دعاوی کے سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ پھر قرآن مجید کی تعلیم سے اس قدر اعراض کیوں ہے۔ اور تو اور ہمارے علماء کرام فارغ التحصیل اور طلباء مدارس عربیہ اور گدی نشینان رشد و ہدایت اس نعمتِ عظمےٰ سے محروم نظر آتے ہیں۔

مطیع اسلام

قولہ تعالیٰ۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ o سورۂ انعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ:۔ انہیں کہدو۔ بیشک میری نماز اور میری تمام عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اُسی کا حکم کیا گیا ہے۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

الحاصل

خدا کے بندہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک زندگی کا جو نصب العین ہے۔ ہم میں سے ہر محمدی کا وہی مقصد زندگی ہونا چاہیے۔ یعنی اپنی زندگی کا ہر لمحہ جہاں صرف کریں۔ اُس میں رضاء الٰہی ہی مطلوب ہونی چاہیے۔ اور یہ تمنا ہو۔ کہ بارگاہ الٰہی کی طرف قدم اُٹھاتے ہی ہمارا خاتمہ ہو۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

قولہ تعالیٰ۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا o سورۂ احزاب رکوع نمبر ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ:- اے مسلمانوں جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کی توقع رکھتا ہے۔ اور قیامت کے دن حساب و کتاب دینے کا قائل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت یاد کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔ (کہ اپنے مقاصد کے حل کرنے میں آپ کے نقش قدم پر چلے)۔

الحاصل

نام نامی اسم گرامی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آشنا ہونے کے بعد کوئی شخص سوائے اتباع محمدی کے اللہ تعالےٰ کو راضی نہیں کرسکتا۔ برادران اسلام فقط زبانی دعویٰ اتباع کافی نہیں ہے۔ جبتک اتباع کا عملی جامہ پہن کر نہ دکھاؤ۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں آپ ہرگز ہرگز مقبول نہیں ہوسکتے۔ شعر

خلاف پیمبر کسے راہ گزید۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

قولہٗ تعالیٰ:- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ سورۃ نساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ:- تیرے رب کی قسم ہے۔ جب تک وہ لوگ اپنے جھگڑوں میں تمہیں منصف نہ مان لیں۔ وہ ایماندار نہیں ہو سکتے (منصف بھی ایسا کہ جو آپ فیصلہ کر دیں۔ پھر اس پر اپنے دلوں میں کوئی خلل نہ پائیں۔ اور مان ہی جائیں۔ انتہی

خلاصہ

عزیز بھائیو۔ اس سے پہلی آیت میں ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اگر ہم اللہ تعالےٰ کی رضا کے طالب ہیں۔ تو اس کے لیے فقط ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔ اس آیت میں پیروی کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ کہ جو آپ حکم دیں۔ اُس کو بلا چون و چرا مان لیں۔ اگر ہم یہ راستہ اختیار کر لیں۔ تو سچے محمدی ہونگے۔ ورنہ جھوٹے

اللھم وفقنا لاتباع رسولک الکریم۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سورۂ صف رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ:۔ اے مسلمانو! میں تمہیں ایسی سوداگری بتلاؤں جو کہ تمہیں (اللہ تعالیٰ) کے دردناک عذاب سے چھوڑا دے۔ (وہ یہ ہے) اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں مان لو۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی اُس کی رضا حاصل کرنے کے لیے) اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعہ سے پوری کوشش کرو۔ اگر تمہیں سمجھ ہے۔ تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ انتہی

الحاصل

حاصل یہ ہے۔ کہ ایماندار کے مال کی ہر ایک کوڑی اور اُس کی زندگی کا ہر ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے صرف ہونا چاہیے۔ جس شخص نے اپنا یہ نصب العین بنا لیا۔ وہی اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات پائے گا۔ ورنہ خطرہ ہے کہ عذاب پاکر پھر کہیں خلاصی ہو۔ اللھم اعذنا من النّار

محاسبہ اسلام

یعنی اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب کتاب دینا

قولہٗ تعالےٰ:۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ○ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ○ سورۃ الزلزال پارہ ۳۰

ترجمہ:۔ پس جو شخص ذرہ برابر نیکی کریگا۔ اُس کو دیکھ لیگا۔ اور جو شخص ذرہ بھر برائی کریگا۔ اُس کو بھی دیکھ لیگا۔ انتہیٰ

قولہٗ تعالیٰ:۔ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ○ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ○ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ○ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ○ وَمَا اَدْرٰىكَ مَاهِیَهْ ○ نَارٌ حَامِیَةٌ ○ سورۃ القارعہ پارہ ۳۰

ترجمہ:۔ پس جس شخص کا وزن اعمالِ صالحہ بھاری ہوگا۔ وہ بجید خوشی میں ہوگا۔ اور جس شخص کا وزن اعمال صالحہ ہلکا ہوگا۔ تو اُس کی ماں ہاویہ ہوگی۔ اللہ تمہیں معلوم ہے۔ کہ ہاویہ کیا ہے۔ تپتی

آگ ہے۔ انتہی

عرضداشت

عزیز بھائیو! جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ وہ سب ہمارے اعمالنامہ میں لکھا جا رہا ہے۔ اور قیامت کے دن ہر چیز سامنے آئیگی۔ اور غالب پر فیصلہ ہوگا اگر نیک عمل غالب ہوئے تو بہشت میں جانا ہوگا۔ اور خدانخواستہ برے غالب ہوئے تو دوزخ کا منہ دیکھنا پڑیگا۔ اللھم اغفر لنا ولجمیع المسلمین۔

یہ بھی یاد رہے کہ شفاعت بھی تب ہوگی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہونگے۔ اور آپ انہیں لوگوں سے راضی ہونگے۔ جو آپ کے نقش قدم پر چلنے میں کوشاں رہیں۔ اور دانستہ اتباع محمدی سے گریز نہ کریں۔
اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِشَفَاعَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
آمِیْن ثُمَّ آمِیْن ۰

تصوف اسلام

قولہ تعالیٰ:۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۰ سورۂ نساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ:۔ اور جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی بعد ازاں کہ اس کے ہاں ہدایت واضح ہو چکی ہے۔ اور اس

نے مومنین کے راستہ کے سوا کسی دوسرے راستہ کی پیروی
کی ہم اُسے اسی راستہ کے سپرد کر دینگے جس پر وہ جارہا ہے
اور اُسے دوزخ میں داخل کرینگے۔ اور وہ بُری جگہ ہے ۔

الحاصل

برادرانِ اسلام۔ قبل ازیں سید المرسلین۔ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی پاک زندگی کا نصب العین اور آپ کے سچے تابعداروں کا
طرزِ عمل آپ پڑھ چکے ہیں۔ یاد رکھو۔ اس کے خلاف اگر کوئی راستہ اختیار
کیا گیا۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر نہیں پہنچائیگا۔ بلکہ شیطان کے
دروازہ تک لے جائیگا۔ اور حزبُ اللہ میں داخل نہیں کرائے گا۔ بلکہ
حزبُ الشیطان میں لے جائیگا۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم ۔

تصوّفِ اسلام

کُلُّ ذٰلِكَ بَلْ جَمِیْعُ کَمَالَاتِ الرُّوْحِ وَالسِّرِّ وَالْخَفِیِّ وَالْاَخْفٰی مَنُوْطَۃٌ بِمُتَابَعَۃِ سَیِّدِ
الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ مِنَ الصَّلَوٰاتِ اَفْضَلُھَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُھَا فَعَلَیْکُمْ بِمُتَابَعَۃِ
خُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیْنَ مکتوب بست و پنجم بخواجہ جہاں ص۳۲ مطبوعہ نولکشور جلد اوّل۔

ترجمہ:۔ رُوح اور سر اور خفی اور اخفی کے سب کمالات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری پر موقوف ہیں۔ لہٰذا تم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی تابعداری کو لازم
پکڑو۔ انتہی

پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ واخرویہ آمد۔ ومطلبی نماند۔ کہ ماورائی شریعت درآں مطلب احتیاج افتد طریقت وحقیقت کہ صوفیہ بآں ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند الخ مکتوب سی وششم بملا حاجی محمد لاہوری ص۵ جلد اوّل

ترجمہ:۔ شریعت تمام دنیا اور آخرت کی سعادتوں کی کفیل ہے۔ اور کوئی مطلب ایسا باقی نہیں رہا۔ جس میں شریعت سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے۔ طریقت اور حقیقت جس سے صوفیائے کرام ممتاز ہیں۔ یہ دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ انتہیٰ

اوامر اسلام

جو کام کرنے چاہئیں

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دیجائے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (علاوہ اسکے) نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے۔ حج کرنے اور رمضان کے روزہ رکھنے پر قائم کی گئی ہے۔ متفق علیہ۔

بجا آوری اوامر پر وعدۂ نجات

معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی۔

یارسول اللہ مجھے ایسا کام بتلایئے۔ جو کہ مجھے جنت میں داخل کردے۔ اور دوزخ سے دُور کردے۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے ایک بڑی چیز دریافت کی ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ آسان کردے۔ وہ آسان بھی ہے۔
(۱) ایک خدا تعالیٰ کی عبادت کر اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا (۲) نماز کا پابند رہ (۳) زکواۃ ادا کئے جا (۴) رمضان کا روزہ رکھ (۵) اور بیت اللہ کا حج کر۔ انتہیٰ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ ص۱۴۔

نواہی اسلام

جن کاموں سے بچنا چاہیئے

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ انہوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ جادو کرنا۔ ناحق کسی کو مار ڈالنا۔ سُود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا میدانِ جنگ سے منہ موڑ کر بھاگنا۔ ایماندار گناہ سے بے خبر پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ متفق علیہ۔

اخلاق اسلام

قولہٗ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ط

ترجمہ:۔(۱) اے مسلمانو۔ گمان سے بچو۔ کیونکہ بعض گمان غلط ہوتے ہیں۔

(۲)، وَلَا تَجَسَّسُوا ترجمہ بھائیوں کے حالات کی کُرید نہ کرو۔

(۳)، وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ترجمہ:۔ ایک دوسرے کا گِلہ نہ کرو۔

(۴)، اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ترجمہ:۔ بُرائی کے بدلہ میں نیکی کرو۔

دُعا

اے خدائے قدوس ذوالجلال والاکرام۔ اے سارے جہان کے بنانے والے۔ اے سارے جہان کے چلانے والے۔ اے سارے جہان کے سچے اور اکیلے مالک ہم تیرے غلام اور بندے کہلاتے ہیں۔ اور نہ سہی تو اسی نسبت ہی کی لاج رکھ اور ہماری دستگیری فرما۔ کہ ہم بھٹکنے نہ پائیں اور سیدھے تیری راہ پر چل کر تیرے دروازہ پر پہنچ جائیں۔

اے ہمارے سچے مالک اور نہ سہی۔ تو ہم تیرے سیّد المرسلین۔ خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت تو کہلاتے ہیں۔ تو اسی مبارک لقب کے باعث ہی ہم پر اپنی رحمت نازل فرما تاکہ تیری دستگیری اور حفاظت کے ذریعے سے اس دورِ فتنہ وفساد میں اپنا متاعِ ایمان چھینا نہ جائے۔ اور اسے سلامت لے کر قبر تک پہنچ جائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

تصدیق ہائے علماء متعلقہ رسالہ خلاصۃ الاسلام

۱۔ اس خلاصۃ الاسلام میں عام لوگوں کیلئے جن ضروری مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اگر کوئی آدمی بغرض نصیحت اس کو پڑھے تو یقیناً اسکی نجات کا پیش خیمہ ہوگا مؤلف صاحب نے نصح للخلق کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اللہم تقبلہ والمسلمین اجمعین (حضرت مولینا مولوی) نجم الدین (صاحب) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

۲۔ میں نے اس رسالہ کے جستہ جستہ مقامات دیکھے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ رسالہ جس غرض و غایت کے لئے تحریر کیا گیا ہے بیحد مفید ہے۔ العبد الضعیف الراجی الی اللہ اللطیف الخبیر (مولینا مولوی) عبد العزیز (صاحب) مدرس اسلامیہ شاہی مسجد لاہور۔

۳۔ اس رسالہ خلاصۃ الاسلام کو پورا پڑھا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خلاصہ کلام پاک و حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم درج کیا گیا۔ عام و خاص کے لئے اعلیٰ درجہ کا مفید ہے۔ (مولینا مولوی) حافظ محمد صادق (صاحب) دیوبندی مقیم مسجد چوڑیاں لاہور۔

۴۔ میں نے یہ رسالہ تقریباً سارا پڑھا۔ اسم بامسمیٰ ہونے کے علاوہ حالات حاضرہ پر بھی ایک بہت بڑی حد تک اثر انداز پایا۔ امید ہے کہ اس سے اسلام کی ایک اجمالی مگر سادہ شکل کی اشاعت ہو جائے گی۔ جوکہ عوام کے لئے از حد مفید ہے۔ مولینا مولوی شمس الحق (صاحب) حنفی مدرس مدرسہ نعمانیہ

۵۔ اس احقر نے رسالہ خلاصۃ الاسلام کو سنا۔ یہ رسالہ اہل اسلام کے لئے نہایت مفید ہے۔ ہر اہل اسلام کو یہ رسالہ اپنے پاس رکھنا چاہئے۔ اور اس کے مطابق اپنا عمل و اعتقاد رکھنا چاہئے۔ آخر میں دُعا ہے کہ خداوند مصنف صاحب کی عمر و کوشش میں برکت عنایت کرے آمین۔ خادم شرع جلیل (مولینا مولوی) محمد خلیل (صاحب) حنفی عفی عنہ مفتی ریاست مالیر کوٹلہ

۶۔ میں نے اس رسالہ کو سرسری نظر سے آخر تک دیکھا۔ یہ مختصر مگر جامع رسالہ اس دور انحطاط میں عام طبقہ کیلئے از حد مفید اور شاہراہ مقصود کا پتہ دینے والا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے تنزل اور بربادی کے بعد اس قسم کے مختصر اور جامع رسائل کو غور و خوض سے مطالعہ کیا کریں عسیٰ ربکم ان یرحمکم۔ (مولینا مولوی) محمد نور الحق (صاحب) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور مورخہ ۶ مئی ۱۹۲۶ء

نمبر ۱۰

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ: اپنے مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ اور حاکموں کے پاس اس خیال سے مت لے جاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ جان بوجھ کر گناہ کے ذریعہ سے کھا جاؤ

مالِ میراث

میں

حکمِ شریعت و اختیارِ رواج کی سزا

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ انجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

رجب سنہ ۱۳۵۶ھ

مطبوعہ: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

نوٹ: مقامی حضرات دفتر سے مفت لے سکتے ہیں بیرونی حضرات پیسے کے ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد

سوال

ترکہ میت میں شرع محمدی سے انکار کر کے رواج کیمطابق مال تقسیم کرنیوالوں کی شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کیا سزا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

مذہب اسلام کیا چیز ہے

مذہب اسلام اُس مذہب کا نام ہے۔ جس کے اندر تمام وہ احکام الٰہی صحیح سالم بلاکم وکاست موجود ہیں۔ جو کہ آج

ہے تیرہ صدیاں پہلے سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے تھے بخلاف دیگر مذاہب دنیا کے کہ اُن کے ہاں آج وہ تعلیم محفوظ نہیں ہے جو کہ بانیانِ مذاہب نے دی تھی۔ لہذا بحمد اللہ تعالے مسلمانوں کو اس بات پر فخر اور ناز ہے۔ اور وہ اس کو اپنی سعادت عظمٰی خیال کرتے ہیں کہ اِنکے دین کو صحیح معنی میں دین الٰہی کہا جا سکتا ہے۔ اسلئے مسلمانوں کے ہاں یہ بات بھی مانی ہوئی ہے۔ کہ جو شخص اِس دین کی مخالفت کریگا۔ وہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا مخالف کہلائیگا۔ اللھم اعذنا و جمیع المسلمین عن ہذہ الفتنۃ۔

مسلم کون ہے

مسلم کا لفظی ترجمہ اسلام قبول کرنیوالا ہے۔ یعنی جو شخص اس بات کو تسلیم کرلے کہ مذہب اسلام کے مجموعہ احکام الٰہی کو سچا مانتا ہوں اور انہی کو اپنی زندگی میں دستور العمل بنائے رکھونگا وہ مسلمان ہے۔

کافر اور فاسق کا اصطلاحی فرق

جو شخص مجموعہ احکام الٰہی (جنہیں قرآن مجید یا ارشاداتِ نبویہ میں ضروری قرار دیا گیا ہے) یا بعض احکام ربانی کے ماننے یا اُن کو اپنا دستور العمل بنانے کا منکر ہو اُسکو کافر کہا جاتا ہے۔ اور جو شخص زبان سے انکی حقانیت اور اُنکے عملی جامہ پہنانے کا منکر تو نہ ہو۔ لیکن حرص مال یا حب جاہ یا خواہشات نفسانی میں غرق ہونیکے باعث احکام الٰہی کو عمل

میں نہیں لاتا۔ اس کو فاسق کہا جاتا ہے۔

شریعت سے انکار کرکے رواج پر فیصلہ کرنا کفر ہے

جو شخص یہ کہے کہ میں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کو نہیں مانتا۔ اور مالِ میراث کی تقسیم رواج پر کرونگا تو وہ قرآن مجید کی اصطلاح میں خارج از ایمان یعنی کافر ہے۔
قولہٗ تعالیٰ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۞ (سورۃ النور۔ رکوع نمبر ۶)
ترجمہ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم اللہ اور رسول کے ساتھ ایمان لائے اور انکا کہا مانا۔ پھر بعد اسکے انکی ایک جماعت اس سے روگردانی کرتی ہے۔ اور وہ مومن نہیں ہیں اور جب انکو اللہ اور رسول کی طرف کسی فیصلے کیلئے بلایا جائے۔ تو انکی ایک جماعت منہ موڑ لیتی ہے۔

الحاصل

مذکورۃ الصدر آیت سے صاف طور پر ثابت ہوا۔ کہ جو لوگ توحید اور رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کے قائل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر فیصلہ کرانے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ بے ایمان ہیں اگر ان کے اندر ایمان ہوتا۔ تو یوں کہتے قولہ تعالیٰ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞
ترجمہ۔ مسلمانوں کو جب اللہ اور رسول کی طرف کسی فیصلے کیلئے بلایا جائے

تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں

زبانی انکار کی بجائے عملی انکار ہو تو اس کا نام عصیان ہے جس کی سزا دوزخ ہے

سورۃ نساء کے رکوع نمبر ۲ میں قانونِ وراثت مذکور ہے اس قانون کے اخیر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کریگا۔ اسکو اللہ تعالیٰ ان باغوں میں داخل کریگا۔ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی درآنحالیکہ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہینگے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا اور اسکی مقرر کردہ حدوں سے باہر قدم رکھیگا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کریگا۔ درآنحالیکہ وہ اسمیں ہمیشہ رہنے والا ہوگا اور ایسے شخص کیلئے ذلیل کرنیوالا عذاب ہوگا"

نتیجہ

مذکورۃ الصدر دو آیتوں کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ اگر زبانی انکار نہیں ہے۔ لیکن عمل در آمد تقسیم مال میراث میں خلاف شرع ہے۔ تو بھی ایسے شخص کو دوزخ میں داخل ہوکر ذلت کا عذاب بھگتنا پڑیگا ۔

برادرانِ ملت۔ اگر زبانی اقرار شریعت کرنے کے باعث ہم حکم کفر سے بچ بھی گئے۔ لیکن عملاً انکار کرنے کی وجہ سے دوزخ میں جا گرے (اللھم اعذنا منہ) تو ہم نے کیا

حقیقتِ اسلام کو نہ پایا۔ بلکہ اپنی بدکرداریوں کے باعث سید المرسلین شفیع المذنبین محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک دامن پر بدنما داغ لگا ہی دیا۔ کہ محمدی کہلاکر دوزخی بنے۔

عزیزو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس اسلام کے سکھانے کیلئے بھیجے گئے تھے اُس کا تو خاصّہ یہ ہے کہ بلا خوف وخطر دنیا سے اُٹھ کر سیدھے جنت میں جا پہونچیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ سورہ بقرہ ع ۱۳

ترجمہ:- کیوں نہ۔ جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا۔ اور وہ نیکوکار ہُوا۔ تو اللہ کے ہاں سے اجر ملیگا۔ اور اُنہیں کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائینگے

میّت اگر خلاف شرع تقسیم کا فیصلہ کر گیا ہے تو ورثاء کا حق ہے کہ اُسے موافق شرع کر دیں اور یہ کوئی جرم نہیں ہے

بعض مسلمان موجودہ عدالتوں میں جاکر شہادتیں پیش کر دیتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں ہمیشہ باوجود مسلمان کہلانے کے خلاف شرع رواج پر فیصلہ مال میراث ہوتا چلا آیا ہے تو عدالت مان لیتی ہے۔ اور خلاف شرع تقسیم میراث کر دیتی ہے۔ شریعت محمدیہ کا فیصلہ اس کے خلاف ہے۔ قرآن مجید اس وقت ایسے ملمع سازی کے مسلمانوں کو یہ جواب

دیتا ہے کہ کیا اگرچہ تمہارے باپ دادا بیوقوف اور گمراہ ہی تھے (تو تم بھی ویسے گمراہ اور بیوقوف ہی رہو گے)

قَوْلُہٗ تعالیٰ:۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا ط اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ہ (سورۃ بقرہ رکوع نمبر۲۱)

ترجمہ:۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے احکام کا اتباع کرو۔ تو کہتے ہیں۔ بلکہ ہم اُس قانون کا اتباع کرینگے جسمیں ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ خواہ اُنکے باپ دادا کچھ دانست بھی نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پانیوالے ہوں ٭

تارکین شریعت رواجی مسلمانوں کے دیگر اعمال صالحہ کے مردود ہونیکا خطرہ ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:۔ اَلرَّجُلُ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَہٗ اِلَی السَّمَآءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَمَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک آدمی لمبا سفر کرتا ہے پریشان بالوں والا غبار آلودہ اپنے ہاتھ اے رب اے رب کہتے ہوئے آسمان کی طرف پھیلاتا ہے مگر اُس کا کھانا حرام اور پینا حرام اور لباس حرام اور اسکی غذا حرام۔ سو اس حالت میں اُس کی دُعا کیسے قبول ہو ٭

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سوائے پاک کے کسی چیز کو قبول نہیں کرتا

الحاصل

پہلی حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ کہ انسان خواہ کتنا ہی مصیبت زدہ کیوں نہ ہو لیکن اگر اسکی خوراک و پوشاک اور تربیت مال حرام سے ہوئی ہے تو اسکی دعا بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہوتی اور نامقبول ہونے کا سبب دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے چونکہ مال حرام کھانیوالے کی غذا حرام ہے لہٰذا جو آواز اسکے معدے کی غذا سے پیدا ہوتی ہے وہ مثل اُس سیٹم کی آواز کے ہے۔ جو انجن کے اندر آگ اور پانی کے مرکب سے پیدا ہوتی ہے لہذا یہ آواز خبیث ہونیکے باعث بارگاہِ الٰہی تک پہنچنے کے قابل ہی نہیں ہے اِسی قاعدہ کی بناء پر خلاف قانونِ شریعت رواج کی بنا پر مال سمیٹنے والا اگر کوئی مال خیرات کرے تو اسمیں بھی چونکہ حلال و حرام مخلوط ہے اسلئے اُسی سابق قاعدہ کی بنا پر وہ بھی قبول نہیں ہوگی ہاں اگر اپنی ذاتی کسی علیحدہ کمائی میں سے وہ شخص خیرات کرے جسمیں مال میراث کی ملاوٹ نہ ہو تو وہ خیرات انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی •

شریعت ترک کرکے رواج پر عمل کرنیکے معاشرتی نقائص

انسان کا طرزِ معاشرت باقی حیوانات سے بالکل الگ ہے باقی حیوانات تو فقط نفع ذاتی کو مدِ نظر رکھتے ہیں بخلاف انسان کے کہ یہ نفع و ضرر نوعی کو ملحوظ رکھتا ہے یعنی وہ کام کرتا ہے جس سے بنی نوع انسان کو نفع پہنچے اور دشمن کے ضرر سے

بچنے کیلئے بھی وہ تدبیر سوچتا ہے جس پر عمل کرکے ہر فرد بشر اپنی جان بچا سکے۔

نقص اول

رواجی مسلمان چونکہ وہ کام کرتا ہے جس سے اس کا ذاتی نفع ہو اور دوسرے افراد کو نقصان پہنچے اسلئے قانونِ معاشرہ انسانی بزبانِ حال اس پر لعنت و غضب کا اظہار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس شخص کو دائرہ انسانیت سے نکالکر حیوانات سے ملحق بنا دو۔

نقص دوم

بھائی اور بہن کے درمیان رشتۂ اخوت ہے۔ بہنوں کی حق تلفی سے بہنوں کے دلوں سے بددعا نکلنے کے علاوہ رشتۂ اخوت بھی رواجی غلط کاروں پر اظہار نفرت کرتا رہتا ہے۔ رواجی بھائیوں کو مظلوم بہنوں کی دل آزادی سے ڈرنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا غضب دنیا یا آخرۃ میں ان پر نازل ہو ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

نقص سوم

بھانجے کو جب معلوم ہوگا کہ میرے نانا کی جائداد میں سے میری والدہ کا حصہ تھا۔ اور ماموں صاحب ظلم کے باعث ہمارا حق غصب کئے ہوئے ہیں۔ تو اسکے دل میں ماموں کی طرف سے نفرت پیدا ہوگی۔ اور وہ یہی خیال کریگا کہ ماموں صاحب بجائے خدا پرست ہونے کے زر پرست ہیں انکے دل

میں خدا تعالیٰ کے خوف ہی کی بجائے حبِّ مال کا ناسور ہے
اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُ

نقص چہارم

بہنوئی کو جب علم ہوگا کہ میری بیوی کا اتنا روپیہ میرے سالے نے غبن اکر رکھا ہے تو اُسکے دِل سے نفرت وغضب کے فوارے اُٹھینگے اور ہر مصیبت میں وہ اُس روپیہ کو یاد کرکے سالے کے حق میں بد دُعا کریگا۔ کہ اگر وہ نالائق حرام خوری سے باز رہتا۔ تو آج اپنے سرلے سے میرا فلاں کام چل نکلتا

نقص پنجم

غرضیکہ اِس رواجی ظالم بھائی کی اِس ناشائستہ حرکت پر بہنوئی کا سارا خاندان بلکہ ہر منصف مزاج عقلمند اظہار نفرت کرے گا۔

الحاصل

یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا مخالف ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہو۔ بہنوں کو نقصان دینے والا ہو۔ بھانجوں کی بد دُعائیں اُس پر پڑ رہی ہوں بہنوئی اسکے ظلم سے تنگ ہو۔ ہر منصف مزاج عقلمند اِس کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھے۔ وہ پھر کس معنے میں شریف اور معزز ہے۔

خلافِ شریعت رواج پر تقسیم میراث کرنا بداخلاقی ہے

دو ہاتھ دو پاؤں ایک ناک دو کانوں اور ایک زبان سے

ہی آدمی نہیں بنجاتا۔ بلکہ آدمی بننے کے لئے ممتعۂ امتیاز انسانی یعنی پابند اخلاق حمیدہ ہونا لازمی ہے۔ جس شخص کے اندر اخلاق حمیدہ کا رنگ نہیں وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد واجب الاعتقاد گواہ ہے۔
قولہٗ تعالےٰ :- ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۔ ترجمہ (فرض انسانی نہ ادا کرنیکے باعث) ہمنے انسانکو سب سے گھٹیل مخلوقات سے بھی گھٹیل بنادیا

اخلاق حمیدہ کے دو درجے ہیں

ادنیٰ۔ وہ یہ ہے کہ انسان دوسرے کے ساتھ وہ سلوک کرے کہ اگر اس کیساتھ وہی کیا جائے تو اُسے ناگوار نہ گذرے
اعلیٰ۔ اعلیٰ درجہ اخلاق حمیدہ کا یہ ہے کہ دوسرے بھائی کیساتھ اپنی شان سے بہتر سلوک کیا جائے۔

رواجی مسلمان بد اخلاق ہے

مخالفِ شریعت رواجی مسلمان اخلاق حمیدہ کے دونوں درجوں سے گرا ہوا ہے کیونکہ اپنی بہنوں کیساتھ وہ ایسا سلوک کرتا ہے کہ اگر اُسکے ساتھ وہی کیا جائے کہ باپ کے مال سے اُسے محروم کردیا جائے اور ساری جائداد بہن کے حوالے کردیجائے۔ تو یہ کبھی بھی اُسے گوارا نہ کرے بلکہ اگر ہوسکے۔ تو خونریزی تک نوبت پہنچائے

رواجی مسلمان پانچ دفعات کا مجرم ہے

(۱) اللہ تعالےٰ کا مخالف ہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا دشمن ہے۔
(۳) قرآن مجید سے عناد رکھتا ہے۔
(۴) قانون معاشرت انسانی کا بیخ کن ہے۔
(۵) اپنی خبیث روش سے اخلاق حمیدہ کا خون کر رہا ہے

پابند شریعت مسلمانوں کا فرض

متشرع مزاج مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ مذکورۃ الصدر پانچ دفعات کے مجرموں کو درجۂ شرافت و تہذیب سے گرا ہوا خیال فرمائیں۔ اور ایسے لوگوں کو حقیر سمجھتے ہوئے جہانتک ممکن ہوسکے۔ اُنسے میل جول ترک کر دیں کہیں ایسانہ ہو۔ کہ اِن باغیوں سے محبت و دوستی رکھنے کے باعث اللہ تعالےٰ ہم پر بھی ناراض ہو۔ اور یہ بھی سچے مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے ان بے راہ رو بھائیوں کو راہ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کریں ان سے مقاطعہ (بائیکاٹ) کرنے کی بجائے سمجھا بجھا کر انھیں پابند شریعت مسلمان بنانا ہمارا فرض اوّلین ہے

چند وارثوں کے حصص کا ذکر

چند وارثوں کے حصوں کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ عوام الناس کو موٹی موٹی باتوں میں مخواہ مخواہ تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے اور خود بخود اِن معروضات کی مدد سے موٹے موٹے مسائل کا گھر بیٹھے فیصلہ کرلیں۔

نمبر شمار	نام وارث	نمبر صورت	مقدارِ حصہ
۱	باپ	۱	کل جائداد کا چھٹا حصہ بشرطیکہ میت کا بیٹا یا پوتا یا پڑپوتا موجود ہو
		۲	اگر میت کا بیٹا یا پوتا کوئی نہیں۔ لیکن بیٹی یا پوتی یا پڑپوتی موجود ہے۔ تو اس صورت میں پہلے باپ کو چھٹا حصہ کل جائداد کا دیا جائیگا پھر اگر ایک بیٹی یا پوتی ہے۔ تو کل جائداد کا آدھا اور اگر ایک سے زائد ہیں۔ دو بیٹیاں ہوں یا دو پوتیاں تو اس صورت میں ان لڑکیوں کو دو تہائی حصہ مقرر دیکر جو باقی بچے وہ بھی باپ کو دیدیا جائے
		۳	اگر میت کی اولاد میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ تو اس صورت میں باقی ذوی الفروض مثلاً بیوی۔ ماں کو دیکر باقی سب جائداد باپ کے حوالہ کردی جائیگی ٭
۲	دادا	۱	پہلی تینوں صورتوں میں اگر باپ کی بجائے دادا ہو تو دادا کو باپ والا ہی حق ملیگا لیکن باپ اور دادا کا بعض صورتوں میں فرق ہے پہلی صورت یہ ہے کہ باپ کی موجودگی میں دادی وارث نہیں ہوتی۔ اور دادا کی موجودگی میں ہو جاتی ہے ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ میت جب دونوں ماں باپ اور میاں بیوی میں سے ایک کو چھوڑے تو باپ کی موجودگی میں میاں یا بیوی میں سے ایک کا حصہ نکالکر باقی مال کی تہائی ماں کو ملتی ہے اور اگر باپ کی بجائے دادا ہو۔ تو ماں کو سارے مال میت کی ایک تہائی ملتی ہے مگر امام ابو یوسف اس صورت میں بھی تہائی باقی مال ہی کی دلاتے ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ عینی اور علاتی بھائی بہنیں باپ کی موجودگی میں سب گر جاتے ہیں لیکن دادا کی موجودگی میں سوائے امام ابو حنیفہؒ کے دیگر کسی امام کے ہاں نہیں گرتے چوتھی صورت فرق کی بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ ہندوستان میں نہیں پائی جاتی ٭

[illegible]	[illegible]	[illegible]	مقدارِ حصہ
۴	ماں	۱	میت کی اولاد کی موجودگی میں ماں کو سارے مال میں چھٹا حصہ ملتا ہے
		۲	اگر میت کی اولاد موجود نہیں ہے لیکن دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنیں موجود ہیں تو بھی ماں کو چھٹا حصہ سارے مال کا ملتا ہے
		۳	اگر میت کی اولاد یا بھائی بہنیں بھی نہ ہوں۔ تو پھر ماں کو سارے مال کا تیسرا حصہ ملتا ہے ۔
		۴	اگر میت کی اولاد یا بھائی بہنیں موجود نہیں لیکن میاں یا بیوی میں سے ایک اور باپ موجود ہے۔ تو اس صورت میں پہلے خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر پھر باقی مال سے ایک تہائی ماں کو دی جاوے ۔
۴	خاوند	۱	اگر بیوی اولاد چھوڑ کر مر گئی ہے۔ تو خاوند کو بیوی کے مال میں سے چوتھائی ملے گی ۔
		۲	اگر بیوی کی اولاد نہیں ہے۔ تو خاوند کو بیوی کے سارے مال میں سے آدھا ملے گا ۔
۵	بیوی	۱	اگر میاں اولاد چھوڑ کر مر گیا ہے۔ تو بیوی کو سارے مال میں سے آٹھواں حصہ ملیگا، اگر خاوند کی اولاد نہیں ہے تو پھر بیوی کو سارے مال میں ایک چوتھائی ملے گی ۔
۶	بیٹی	۱	اگر میت کی ایک بیٹی ہو۔ اور بیٹا کوئی نہ ہو آدھی جائداد اسے ملتی ہے
		۲	اگر میت کا بیٹا کوئی نہ ہو۔ اور دو بیٹیاں ہوں تو ساری جائداد میں سے انہیں دو تہائی ملتا ہے ۔
		۳	اگر میت کے بیٹے اور بیٹیاں دونوں قسم کی اولاد ہو۔ پھر بیٹے کے مقابلہ میں بیٹی کو آدھا حصہ دیا جاتا ہے ۔

نمبر شمار ورثاء	اسم وارث	تعداد صور وارث	مقدار حصہ	کیفیت
۷	بیٹا	۱	جن وارثوں کا حق شریعت میں کسی مقدار خاص میں معین ہے- انکو ذوی الفروض کہتے ہیں ذوی الفروض سے جو بچ جائے وہ بیٹا اور بیٹی مذکور الصدر ترتیب سے بانٹ لیتے ہیں اور اگر بیٹی بھی نہ ہو تو سارا مال بیٹا لے جاتا ہے +	(نوٹ) عینی وہ بھائی بہن جنکے ماں اور باپ ایک ہوں + علاتی- جنکا فقط باپ میں اتحاد ہو + اخیافی- جنکا فقط ماں میں اتحاد ہو +
۸	بھائی	۱	اگر میت کا بیٹا پوتا اور باپ یا دادا موجود نہ ہو تب بھائی کو حصہ ملتا ہے بھائیوں میں پھر عینی مقدم ہے- اگر وہ نہ ہو تو پھر علاتی کو ملتا ہے دادھیال میں سے اگر مرد کوئی بھی نہ ہو تب اخیافی بہن بھائیوں کو حصہ ملتا ہے +	
۹	بہن	۱	اگر بیٹا پوتا- باپ دادا- بھائی نہیں سے کوئی موجود نہ ہو اور فقط ایک بہن ہو تو آدھی جائداد میت کی دیدی جاوے گی +	
		۲	اگر دو بہنیں ہوں تو انکو میت کی ساری جائداد کی دو تہائی دیجاویگی	
		۳	اگر بہن کے ساتھ بھائی بھی ہو تو پھر بھائی کو دو گنا اور بہن کو ایک حصہ دیا جائے گا +	
		۴	اگر فقط ایک بیٹی اور ایک بہن ہو- تو میت کی آدھی جائداد بیٹی لیجاوے گی اور آدھی بہن کو ملے گی +	
		۵	اگر میت کی دو بیٹیاں اور ایک بہن ہو تو دو تہائی جائداد کی دو بیٹیاں لینگی- اور ایک تہائی بہن لے گی +	
		۶	اگر میت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی ہے تو بھی بہن کو ایک تہائی مال کی ملیگی اور دو تہائی میں سے سارے مال کا آدھا پہلے بیٹی لیگی- بعدازاں دو تہائی میں سے جو بچیگا وہ پوتی لے گی +	

تصدیقاتِ علمائے کرام

(۱) اس رسالہ میں مولانا صاحب نے جو جواب در بارہ عدم پابندی شریعت اور پابندی رواج لکھا ہے بالکل درست ہے جناب مولانا صاحب کا بیان کوئی فرضی اور مصنوعی کہلوت نہیں بلکہ واقعات کے عین موافق اور مطابق ہے میں پورے طور پر اس جواب کی تصدیق کرتا ہوں اگر اہل اسلام رواج کو ترک کر کے شرع محمدی کے پابند ہو جائیں تو اس قسم کے امراض اور بداخلاقیوں سے نجات پا جائیں اور دنیا میں بھی عزت کے حقدار بن جائیں (حضرت مولانا مولوی نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور)

(۲) جناب مولینا احمد علی صاحب نے پابندی شریعت در بارہ پابندی رواج در بارہ میراث جو کچھ ارقام فرمایا ہے میرا انکے ساتھ اس مسئلہ میں پورا اتفاق ہے (مولانا مولوی محمد عبد العزیز صاحب مدرس اعلےٰ شاہی مسجد لاہور)

(۳) رسالہ ہذا کو میں نے اول سے آخر تک بغور دیکھا۔ صریح حق اور واجب العمل ہے یوں تو مسلمانوں نے مدت سے شریعت کے عام حصے کو متروک قرار دے رکھا ہے مگر قانون میراث جس پر انسانیت کی مدار ہے اسکو صرف عملاً ہی ترک کیا گیا ہے بلکہ کفار تک کی عدالتوں میں علی الاعلان کہہ گزرے کہ ہمیں اس قانون کے مقابلہ میں ہندو لادی منظور ہے گویا قرآن کا ایک سلم رکوع ہی کھا گئے اور لطف یہ کہ اس صریح عملی اور قولی انکار کے بعد بھی مسلمانوں کی فہرست میں داخل ہیں۔ ولو کانو یومنون باللہ و رسولہ ما انزل اللہ ما اتخذوھم اولیاء فوا اسفا۔ حررنا مولوی محمد نور الحق صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

(۴) میں نے اس رسالہ کو بغور دیکھا عین شریعت کے مطابق ہے بلکہ علاوہ اس کے اس نے اسلام کے ایک زبردست اصل یعنی قرآنی میراث کی زندگی کا حق نہایت عمدہ طریق سے وقت پر ادا کیا۔ جبکہ انسانیت کی بڑی خواہشیں اور سعید حق تلفیاں ایک بہت بڑی حد تک اس اسلامی اصول کو کھا چکی تھیں اس حالت کو دیکھ کر یہ شریعت غرا کی ایک بڑی خدمت اور لوگوں کیلئے اس پر عمل کرنے میں بڑی سعادت ہے احقر شمس الحق صاحب۔ عفی عنہ مدرس مدرسہ قاسم العلوم لاہور

(۵) شریعت غرا نے جس کام کے کرنے کو فرمایا اور جس کے نہ کرنے کی ہدایت فرمائی اسکی تعمیل میں ہمارا اور ہمارے ابنائے جنس کا دنیوی یا اخروی فائدہ ہے اس اصول کو پیش نظر رکھا جائے تو احکام شریعت کی بجا آوری کبھی بھی بار خاطر نہ ہو اور نیز حقوق اللہ کی ایات کی تعمیل ضروری اور حقوق العباد کی بجا آوری باشد ضروری ہے کیونکہ اگر مرد وارثوں نے عورت وارثہ کو ترکہ سے محروم کیا۔ تو وہ وارث عورت کا گنہگار۔ تو الگ ہوا کہ اسکی حق تلفی کی اور خدائے پاک کا گنہگار بھی ہوا کہ اسکے حکم کی تعمیل نہ کی لیکن اگر فرض کرو کہ زید نالائق نماز نہیں پڑھتا تو وہ صرف خدا پاک کا گنہگار ہے اور اسکا حق تلف کرتا ہے کاش حضرت سرور کونین کے غلام سوچتے تو اول تکذیب سے اور دوبارہ ترک تعمیل سے اپنے آپکو خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق نہ بناتے وما توفیقی الا باللہ

نمبر ۱۱

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو مت پکار ورنہ تو بھی عذاب کئے گیوں سے ہوگا

توحید مقبول

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ

[فیروز سنز لمیٹڈ لاہور]

مفت: .... محصول ڈاک ۷ پیسے

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ

ہر اِنسان کے دل میں تعلق باللہ کا جذبہ موجود ہے

برادرانِ عزیز۔ جس انسان کے دل کو ٹٹول کر دیکھیں خواہ وہ کوہ و دشت کا رہنے والا ہو یا متمدن ممالک و مُہذّب شہروں میں بسنے والا ہو۔ ہر ایک کو آپ ایسی ہستی کا ماننے والا پائینگے۔ جس کو نہ دیکھا جاتا ہے نہ ہاتھ لگایا جا سکتا ہے نہ اُسکی آواز کے رُوح پرور نغموں سے کان آشنا ہیں اور نہ ہی اُسکے وجود باجود کو کسی فلسفی کی جادو اثر تقریر نے منوایا ہے اِس سے ثابت ہوتا ہے

کہ اس منبع جود و تقدس کے وجود باجود کی آشنائی فطرتِ انسانی کا خاصہ ہے یہ الگ چیز ہے کہ اسکے اسمائے حُسنیٰ (عمدہ نام) ہر مُلک کے باشندوں نے اپنی اپنی زبان میں الگ مقرر کر رکھے ہوں :-

ہر سلیم الفطرت انسان رضائے الٰہی کا طالب ہے

صحت جسمانی کا بگاڑ

صحت جسمانی کے لحاظ سے انسان کی دو حالتیں ہیں تندرست و مریض۔ مریض اُسے کہتے ہیں جسکے حواس صحیح کام نہ کریں مثلاً نیند نہیں آتی تو کہینگے کہ دماغ خراب ہے۔ بھوک نہیں لگتی تو سمجھیں گے کہ معدہ اپنا کام نہیں کرتا اور تندرست وہ شخص ہے جس کا ہر عضو اپنی خدمت پوری بجا لاتا ہے۔

صحت روحانی کا بگاڑ

اسی طرح انسان کی صحت روحانی کے لحاظ سے بھی دو حالتیں ہیں اگر روحانیت اپنی غذا کو خوشی سے طلب کرتی ہے اور کھا کر ہضم کر لیتی ہے تو سمجھو کہ صحت روحانی ٹھیک ہے اور اگر غذائے روحانی سے نفرت ہے پلانے کی کوشش کیجائے تو پیالہ کو دھکے دیتی ہے اور پلانیوالے مشفق کو بُرا بھلا کہتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ انسان کی روحانی

صحت بگڑی ہوئی ہے اور معالج کے زیر سایہ رہنے کی محتاج ہے۔

طلب رضائے الٰہی صحت روحانی کی دلیل ہے

تحریر سابق سے واضح ہو گیا کہ جس شخص کی صحت روحانی بحال ہوگی وہ جسمانی تربیت کیساتھ ساتھ روحانی تربیت کا بھی ضرور ہی خیال رکھے گا جس طرح وہ صحت جسمانی کی حفاظت کیلئے خلو معدہ کو مضر خیال کرتا ہے غذا سابق کا معدہ سے کما حقہ اخراج ہونے ہی نہیں پائیگا کہ قبل از وقت غذائے دوم کی فراہمی و تیاری میں مصروف رہیگا۔ بعینہٖ اسیطرح وہ معدہ روحانیت کو بھی غذائے روحانی سے کبھی خالی نہیں رکھیگا۔ بلکہ ایک دفعہ اسکو قوت بہم پہونچانے کے بعد دوسرے وقت کی فکر اُسے دامنگیر رہے گی۔

غذاء روح کیا چیز ہے

جسطرح جسم کو عالم جسمانی کی سب سے زیادہ لطیف خوبصورت اور اعلیٰ غذائیں مثلاً گیہوں۔ انگور۔ سیب انار۔ ناشپاتی۔ آم وغیرہ چیزیں بھاتی ہیں اسیطرح روح کو عالم روحانی کی سب سے عمدہ "لطیف" اور اعلیٰ چیز پسند آتی ہے عالم روحانی کی سب سے اعلیٰ۔ افضل اور

الطف چیز تجلیاتِ الٰہیہ ہیں۔ اسلئے ہر سلیم الفطرت انسان کی روح کا یہ تقاضا ہے کہ مجھے تجلیات الٰہیہ سے مستفید کرکے انکا مظہر بنایا جائے اگر یہ خواہش اسکی پوری کردیجائے تو وہ خوش رہتی ہے ورنہ بیمار ہوکر بیکار بنجاتی ہے۔

غذا جسمانی و روحانی میں افضل کونسی ہے

غذائے جسمانی سے جسم کو تازگی حاصل ہوتی ہے اگر بالفرض وہ کم ملے یا نہ ملے۔ تو نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ عالم جسمانی سے کوچ کر جاوے ایسے شخص کی اگر صحت روحانی ٹھیک تھی تو عالمِ روحانی میں پہنچکر اُسے راحت نصیب ہوگی۔ کیونکہ اُسے وہاں کے لوگوں سے مناسبت وہاں کی معاشرت سے نسبتِ تامہ حاصل ہے ایسے شخص کا عالم المصائب سے نکل کر عالم الراحتہ میں جانا اور زیادہ خوش نصیبی کا موجب ہوگا۔ اور اگر کسی شخص کی صحتِ روحانی خراب ہے یعنی دن رات خواہشاتِ نفسانی و لذّتِ جسمانی میں غرق ہونیکے باعث صحت روحانی کو بگاڑ چکا تھا۔ خدائے قدوس سے کوئی تعلق نہیں جوڑا۔ وُہ کھاپی کر موٹا تازہ ہٹا کٹا تو ہوتا رہیگا۔ لیکن عالمِ جسمانی سے رخصت ہونے کے بعد عالمِ روحانی میں اُسے سخت ذلت اٹھانی پڑیگی ایسے شخص کی زندگی کی گویا کہ ابتدا اچھی ہوئی۔ لیکن

عاقبت خراب اور پہلے شخص کی زندگی کی ابتدا اگرچہ مصائب کا نشانہ تھی۔ لیکن بالآخر راحت پائی۔ لہذا ثابت ہؤا۔ کہ غذائے روحانی کا خیال رکھنے والا پورا عقلمند اور دور اندیش ہے اور دوسرا کم عقل و احمق۔

جذبۂ توحید

اسی رسالے کے پہلے مضمون (ہر انسان کے دل میں تعلق باللہ کا جذبہ موجود ہے) میں یہ مسئلہ صاف ہو چکا ہے کہ ہر انسان کے اندر تجلیّ الٰہی کا نور موجود ہے لیکن یہ بھی یاد رہے چونکہ ہر انسان میں اتنی استعداد نہیں ہے کہ وہ بلا امداد الٰہی اس جذبۂ صادقہ کو کماحقہ درجۂ تکمیل پر پہنچا سکے۔ اسی لئے عموماً انسان اپنے فہم نارسا کے باعث اس مسئلہ میں غلطی کرتے رہے۔ اور رب العالمین جلّ جلالہٗ و عمّ نوالہٗ انکی اصلاح کیلئے مصلح (نبی) بھیجتا رہا۔ تاکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام انہیں توحید کا وہ کامل اور صحیح سبق پڑھائیں۔ جو بارگاہ ربُّ العزت جل جلالہٗ میں مقبول ہو۔ لیکن اکثر ان میں سے اسی سابقہ من گھڑت خود ساختہ غیر مکمل و غیر مقبول (بباعث مخلوط بالشرک ہونیکے) توحید پر ہٹ دھرمی سے اڑے رہے بجائے اسکے کہ وہ ان مصلحین کی ہمت افزائی کرتے۔ اور ان کے زیر سایہ رہ کر اپنی اصلاح کرکے دربار شاہنشاہی میں عزت پاتے الٹا ان مصلحین (انبیاء علیہم السلام) کے دشمن بنگئے۔ دنیا

سے ذلیل ہوکر رخصت ہوئے۔ اور آخرت میں اپنے لئے جہنم خرید گئے۔ اللھم اعذنا من ہذہ اللعنۃ۔

غیر مکمل توحید

مشرکین عرب کے خیالات متعلقہ توحید کا نقشہ ذیل میں صبح کیا جاتا ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کے مندرجہ ذیل عقائد بالکل ٹھیک ہیں لیکن تکمیل توحید کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدالمرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت جو پیغام انہیں پہنچایا ان لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ اس لئے کافر اور مشرک کا لقب پایا۔ اور بارگاہِ ایزدی جل مجدہٗ میں بجائے مرحوم ہونیکے ملعون بنے اور حضور سراپا نور فداہ ابی وامی نے ان سے لڑائیاں کیں باوجود عقیدہ توحید مگر (ناقص) رکھنے کے کفر کی حالت میں لعنت کی موت مرے اور اپنے آپ کو جہنم کا مستحق بنا کر گئے۔

تازیانہ عبرت

برادرانِ اسلام! آئندہ عرضداشت کے لحاظ سے اپنا امتحان بھی لیجئے کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ شیطان لعین کے پنجہ میں آکر ہم بھی کفار کے درجہ توحید پر ہی شاداں و فرحاں رہیں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہر فرد کو توحید محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ و السلام کا ذوقِ سلیم عطا فرمائے اور اس اعلیٰ درجۂ توحید پر پہنچکر دُنیا سے بھی مرحوم ہوکر رخصت ہوں اور آخرت میں بھی رضاء و قرب الٰہی کے تمغۂ امتیازی سے ممتاز کئے جاویں آمین یا اللہ العالمین۔

فہرست عقائد کفّار متعلقہ توحید

ہر انسان کا خالق خدا تعالیٰ ہے

قولہٗ تعالیٰ (۱) وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ؕ

ترجمہ:۔ اور البتہ اگر آپ اِن سے سوال کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے۔ تو ضرور یہی جواب دینگے کہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے)۔

ہر انسان کا رازق خدا تعالیٰ ہے

قولہٗ تعالیٰ (۲) قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ؕ

ترجمہ:۔ اِن سے فرمایئے (یعنی پوچھیئے) تمہیں آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے یا کانوں اور آنکھوں کا کون مالک ہے اور زندہ کو مردہ سے کون نکالتا ہے۔ اور مردہ کو زندہ سے کون نکالتا ہے اور کون (جہان کے) کام کو چلاتا ہے۔ پھر یہی کہینگے کہ اللہ تعالیٰ (ہی سب کام چلاتا ہے۔)

زمین کی ہر چیز کا مالک خدا ہے

قولہ تعالیٰ (۳) قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ ان سے فرمایئے (پوچھیئے)، اگر تمہیں علم ہے (تو بتاؤ) کہ زمین اور جو کچھ اسمیں ہے وہ کس کی ملکیت میں ہے۔ تو کہیں گے کہ سب چیز) اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اُنہیں کہدو۔ کیا پھر تم (اس بات سے) نصیحت نہیں پکڑتے ۔

سارے جہان کا بادشاہ اللہ تعالیٰ ہی ہے

قولہ تعالیٰ (۴) قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ

ترجمہ:۔ ان سے فرمایئے (پوچھیے)، اگر تمہیں علم ہے (تو بتاؤ) وہ کون ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے (اور اگر وہ پکڑے) تو اسکی گرفت میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ تو یہی جواب دیں گے۔ کہ ایسی ذات پاک اللہ تعالیٰ ہی کی ہے انہیں کہدو پھر کدھر جادو کئے جا رہے ہو ۔

سارے جہان کا بنانیوالا ایک خدا تعالےٰ ہے

قولہ تعالیٰ (۵) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ

أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ط

ترجمہ:- اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا ہے تو یہ وہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے ان سے فرمایئے کیا پھر بتلاؤ تو سہی تم جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ فرمائیں آیا وہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تکلیف کو دور کر سکتی ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ فرمائیں آیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو روک سکتے ہیں انہیں کہدو مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے - متوکل اسی پر بھروسہ کرتے ہیں ۔

سارے جہان کو اللہ تعالےٰ چلاتا ہے

قولہٗ تعالیٰ (۶) وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ط فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ

ترجمہ:- (اگر آپ ان سے پوچھیں) اور اس جہان کے معاملے کو کون چلاتا ہے۔ تو یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ (ہی چلاتا ہے) پھر کہدو۔ آیا پھر اس سے تم ڈرتے نہیں ۔

سب سے بڑی مصیبتوں میں اللہ تعالیٰ ہی کام آتا ہے

قولہٗ تعالیٰ (۷) وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

ترجمہ:- اور جب انہیں (سمندر کی) موجیں سائبانوں کی طرح آگھیرتی ہیں تو محض ایک خدا تعالیٰ کو پکارتے ہیں

مذکورۃ الصدر درجہ توحید تسلیم کرنیکے باوجود کافر اور مشرک کا لقب پایا

کفار عرب و مشرکین مکہ معظمہ باوجودیکہ سابق الذکر اوصاف الٰہیہ کو مانتے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ دربار الٰہی سے کافر و مشرک کا لقب ہی پاتے ہیں انہیں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (اے کافرو) اور اَلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا (وہ جو مشرک ہیں) کے القاب قبیحہ ہی سے اللہ تعالیٰ یاد فرماتے ہیں۔ اس مذمت کی وجہ فقط یہی ہے کہ وہ اس توحید کامل کے معتقد نہیں تھے جو بارگاہ الٰہی میں قبولیت حاصل کر سکتی ہے۔ اور ان کے عقائد میں جو اصلاحات دربارِ نبویؐ سے ہوتی ہیں وہ انہیں رد کر دیتے ہیں اپنے نقائص مسئلہ توحید کو رفع نہ کرنے کے باعث ہی عدو اللہ (اللہ کے دشمن)، عَدُوّ الاسلام (اسلام کے دشمن) اور حزب الشیطان (شیطان کی جماعت) کہلائے اور دربار ختمِ رسالت نے ان کو خدا تعالیٰ کا باغی قرار دیا ۔ اور اسلامی لشکر کی آن تھک۔ نڈر۔ قوت ایمانی کی برقی طاقت سے بھرپور فوج کا رُخ انکے ستیاناس کرنے کیلئے پھیر دیا۔ اور فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ (پس جہاں پاؤ مشرکوں کو مار ڈالو) کا بے پناہ ہتھیار اِن کے ہاتھ میں دیدیا گیا تھا۔ کہ نعرۂ توحید کی ایک ہی گونج نے عرش الٰہی سے خراجِ تحسین پایا۔ اور امداد الٰہی ان کی ہمت افزائی کیلئے

اٹھ دوڑی اور کفار کی صدیوں کی عزت و طاقت قدر و منزلت خاک میں ملگئی اور اس دار فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوکر جہنم میں جابسے۔ فَاعْتَبِرُوْا اَیُّهَا الْاَحْبَابْ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ط

معنی شرک

لغت میں شرک کے معنی حصہ داری ہے۔ اور اصلاح شرع میں یہ ہے کہ جو حق شریعت میں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کیا گیا ہے وہی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو بھی دیا جاوے۔ مثلاً سجدۂ عبادت کسی شریعت میں بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں ہوا۔ ہاں سجدہ تحیۃ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بعض شریعتوں میں جائز تھا۔ لیکن اسلام میں وہ بھی جائز نہیں رہا۔ لہذا اب اسلام میں سجدہ فقط اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے مخصوص ہے۔

مذمت شرک

شرک ایسی بدترین چیز ہے کہ اگر ہر قسم کے اعمال صالحہ مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کسی شخص کے اعمالنامہ میں موجود ہوں۔ لیکن ساتھ ہی اگر شرک بھی پایا جائے اور اسنے مرنے سے پہلے توبہ نہیں کی تو اسکے تمام اعمال صالحہ کی نیکی کو شرک کی لعنت کھا جائیگی۔ اور وہ شرک کی نحوست

کے باعث ہمیشہ جہنم میں رہیگا۔ قرآن حمید میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو شرک کیا جاوے اسکو معاف نہیں فرمائیگا۔ اور شرک کے سوا جس کو چاہے معاف فرمائے۔

بخلاف اسکے خدا نخواستہ بفرض محال ایک شخص کے دل میں جذبۂ توحید صحیح موجود ہے۔ جسمیں شرک کی بو بھی نہیں پائی جاتی تو ایسے شخص کا اپنی بد اعمالی کی سزا بھگت کر (اگر اللہ تعالیٰ معاف نفرمائیں) بالآخر جنت میں پہنچنا یقینی ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب الحوض والشفاعۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت والی حدیث بروایت بخاری و مسلم کے اخیر میں آتا ہے۔ کہ جب سب انبیاء علیہم السلام۔ ملائکہ عظام و صالحین شفاعت کر چکینگے تو۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے مٹھی بھر کر ایسے لوگوں کی نکالینگے جنھوں نے کبھی کوئی عمل صالح کیا ہی نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے کوئی نیک عمل تو نہیں کیا۔ لیکن توحید کا جذبہ انکے دل میں ضرور تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ اور انہیں عذاب دوزخ سے نجات دی۔

توحید کا درجۂ تکمیل

جب تم مانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی خالق

(پیدا کرنیوالا) رازق مالک نہیں ہے اور وہی زمین و آسمان کا بنانیوالا ہے۔ اور اسی کا حکم سارے جہان میں جاری و ساری ہے اور وہی مصیبتوںمیں کام آتا ہے تو پھر تمہارا فرض ہے کہ حسب مقولہ الانسان عبید الاحسان۔ (انسان احسان کا غلام ہے) اس مالک کی غلامی کا حق ادا کرو اور اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرو جو اس کی مرضی کے مطابق ہو۔ جسکی راہنمائی اللہ تعالیٰ کی کلام پاک کرتی ہے وما علینا الا البلاغ۔

مسئلہ توحید میں قرآن حکیم کی اصلاحات

قرآن حکیم نے مشرکین عرب کے عقیدۂ توحید میں تین چیزوں کی اصلاح کی لیکن وہ اپنی آبائی توحید پر ضد سے قائم رہے اور ان اصلاحات کو مسترد کر دیا یہی وجہ تھی۔ کہ قرآن مجید نے انہیں مشرک کافر اور ظالم وغیرہ القاب قبیحہ سے یاد فرمایا

اِصلاح اوّل

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی معبود کو مت پکارو

قولہٗ تعالیٰ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ ترجمہ:۔ وہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے پس اسی کو پکارو۔ درآنحالیکہ محض اسکی عبادت کو خالص کر

سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔
قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ؕ اِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ ؕ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ ؕ وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ؕ
ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جلکو تم پکارتے ہو۔ وہ کھجور کی گٹھلی پر جو چھلکا ہے اُتنے کے بھی مالک نہیں اگر تم انہیں پکارو۔ تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں۔ اور اگر وہ سُن بھی لیں۔ تو تمہاری حاجت روائی نہ کر سکیں۔ اور قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا انکار کرینگے اور مجھ جیسا) کوئی خبردار تمہیں خبر نہیں دے سکتا

الحاصل

اے مشرکین عرب۔ اُس قادر مطلق کار ساز حقیقی بیدار ابدی (ہمیشہ) ذات پاک کے ساتھ تمہارا تعلق ہے تو پھر تمہیں کیا ضرورت ہے کہ اپنی حاجت روائی کے لئے اس کے سوا دوسروں کو بلاؤ۔ اگر تم نے اُنہیں بلا بھی لیا تو بے سود کیونکہ وہ ایک ذرہ بھر کے مالک نہیں ۔

اصلاح دوم

اللہ تعالےٰ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے

قولہ تعالیٰ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ
ترجمہ:۔ (اے اللہ تعالےٰ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ۔

الحاصل

اُس ناصرِ حقیقی جل مجدہٗ نے اپنے بندوں کو یہ سبق پڑھایا کہ فقط میری ہی عبادت کرو۔ اور محض مجھ ہی سے مانگو۔ اور میرے سوا سب سے مانگنا چھوڑ دو ✦

میرے سوا کوئی تمہیں کچھ بھی دے نہیں سکتا

قولہٗ تعالیٰ۔ اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں مدد دے تو تم پر کوئی غالب آنیوالا نہیں۔ اور اگر وہ تمہاری مدد نہ کرے تو پھر کون ہے اُس کے بعد جو تمہاری مدد کر سکے۔ ایمانداروں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کریں۔ انتہی ✦

اِصلاح سوم

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرو

قولہ تعالیٰ۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۔

ترجمہ:۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو اُس اللہ تعالیٰ کا سجدہ کرو۔ جس نے انہیں بنایا۔ اگر تم اُسی کی عبادت کے دعویدار ہو ✦

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے سجدہ جائز نہیں سمجھتے

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حیرہ میں آیا پس میں نے اُنہیں دیکھا کہ اپنے مرزبان (جو کہ بادشاہ کے ساتھ ایک بہادر ترین سوار رہنے والے کا لقب تھا) کو سجدہ کرتے ہیں۔ پھر میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے زیادہ مستحق ہیں کہ آپکو سجدہ کیا جائے پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا اور عرض کی کہ میں حیرہ گیا تھا میں نے دیکھا کہ اپنے مرزبان کو سجدہ کرتے تھے پس آپ اِس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپکو سجدہ کیا جائے آپ نے مجھے فرمایا کہ بتلاؤ تو سہی اگر تو میری قبر پر گذریگا۔ آیا اُسکو (یعنی میری قبر کو) سجدہ کریگا۔ پس میں نے کہا۔ نہیں تب آپؐ نے فرمایا۔ اب بھی نہ کرو اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم کرتا۔ تو عورتوں کو حکم دیتا۔ کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کا عورتوں پر حق بنایا ہے رواہ ابوداؤد ◆

تنبیہ ضروری

اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ ہمارا دینِ محمدی

(علیٰ صاحبہ الصّلوٰۃ و السّلام) ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں وہ کرو۔ اور جس کام سے روکیں رُک جاؤ جب سیدالمرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنے وجودِ مسعود کے لئے سجدہ تعظیمی جائز نہیں سمجھتے کیونکہ سجدۂ عبادت کی درخواست کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی شان سے اس قدر بعید ہے کہ اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ اہل السنت والجماعتہ کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السّلام اور ملائکہ عظام سے بھی افضل ہیں (صدیقین۔ شہداء وغیرہ اولیا کرام تو بجائے خود رہے) تو کیا آپ سے بڑھ کر کوئی اور بڑا بزرگ ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے لئے سجدہ تعظیمی جائز ہو۔ ہرگز نہیں۔ اور جب حضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے مزار مبارک پر سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی تو آپ سے بڑھ کر اور کون ہمارا بزرگ ہوگا۔ جس کی قبر پر سجدہ کرنا جائز ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(وما علینا الا البلاغ)

عرضداشت

برادرانِ اسلام۔ گوش ہوش سے سُنو اور دل کی آنکھیں کھول کر دیکھو اور عقلِ سلیم کی مدد سے سمجھو۔

کیا آج مسلمانوں کا ایک حصتہ اسی توحید کفار ہی کے درجے کو کافی نہیں سمجھتا ؟ کیا مسلمان کہلاکر غیر اللہ تعالیٰ کو پکارا نہیں جاتا۔ کیا سوائے اللہ تعالےٰ کے دوسروں سے مدد نہیں مانگی جاتی۔ کیا اس اعلیٰ و اجل مالک الملک ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ کے سوا کسی کے آگے سجدہ نہیں کیا جاتا۔

محترم عزیزو۔ اشتعال میں نہ آؤ۔ اور سوچو اگر یہی حال ہے تو پھر وہ تمغۂ امتیاز اسلامی کہاں گیا اِیَّاکَ نَعْبُدُ (تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے سوا کسی کی نہیں کرتے) وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور تیرے سوا کسی سے نہیں مانگتے) ۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ہ

اللہ تعالےٰ کے ہاں کامیابی کا دارومدار فقط زبانی دعویٰ پر نہیں ہے

برادرانِ عزیز۔ اگر سیّد المرسلین خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دامنگیر بنے رہوگے۔ اور آپ ہی کے نقش قدم پر چلوگے تو رحمت الٰہی تمہاری دستگیری کرے گی۔ دنیا میں عزت۔ آزادی۔ سرفرازی اور آخرت میں نجات پاؤگے۔ اور اگر یہود و نصاریٰ کے امراض

(شرک بدعت۔ کفر۔ الحاد۔ زندقہ) میں مبتلا ہو گئے۔ اور عقیدہ یہ رکھا کہ جنت کے وارث ہم ہی ہیں ۔ تو خدا تعالیٰ تمہاری منہ مانگی آرزوؤں کے پورا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے اُس شاہنشاہ کا اعلان واجب الاذعان ہے۔ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَ لَا اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

ترجمہ:۔ (اللہ تعالیٰ کے ہاں) نہ تمہاری آرزوؤں پر فیصلہ ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر ہی ہوگا۔ جو شخص برائی کریگا اُس کا بدلہ پائے گا۔ اور اُسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار نہیں ملیگا۔ انتہیٰ۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى

تصدیقات حضرات علمائے احناف ادام اللہ مجدہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

احقرنے اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا۔ مؤلف دام ظلہٗ نے جس طرح سے توحید فی العبادت اور توحید فی الاستعانت اور شاید توحید فی الاطاعت کو بھی آیات بینات سے واضح کیا ہے۔ اور پایہ ثبوت کو پہنچایا ہے۔ کہ تنہا توحید فی الذات یا توحید فی بعض الصفات مشرکین عرب بھی اعتقاد رکھتے تھے۔ لیکن پھر بھی وُہ مشرک ہی رہے اور اس مضمون کو بھی قرآن مجید ہی سے ثابت کیا۔ ایسا کوئی رسالہ اب تک اردو میں شائع نہیں ہُوا۔ حق تعالیٰ مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے اس کے بعد صرف ایک مسئلہ

توحید فی الافعال کا باقی رہ جاتا ہے جسکو علمائے کلام نے خلق افعال عباد میں ذکر کیا ہے۔
الاالی اللہ تصیر الامور (قدوۃ الصالحین اسوۃ المحققین رئیس المحدثین صدر المدرسین
لدار العلوم دیوبند (حضرت مولانا مولوی) سید محمد انور شاہ (صاحب) عفاء اللہ عنہ
(۲) میں نے یہ رسالہ دیکھا میرے نزدیک اس میں جو تعلیمات ہیں حرفی عین قرآن مجید کی
تعلیم کے مطابق ہیں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسکے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (حضرت
مولانا مولوی) سید سلیمان (صاحب) ندوی (ادام اللہ مجدہم)
مقیم دار المصنفین اعظم گڈھ۔
(۳) میں نے اس رسالہ کو تما جا سُنا۔ مجھے اسکے موضوع سے اتفاق ہے حقیقتِ توحید
کے سمجھنے میں لوگوں نے بہت کچھ افراط و تفریط سے کام لیا ہے قرآن مجید نے جس صورت
میں اس دقیق مسئلہ کو صاف کیا ہے اور وہ افراط و تفریط سے بکلیت پاک و صاف ہے
صفاتِ ذات کا مسئلہ حقیقت توحید کے سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے اور بجز اس
کے حقیقت توحید کا سمجھنا محال ہے حضرت مؤلف نے مسئلہ صفات پر نہایت سادہ اور قابل
فہم طریق پر بحث کی ہے۔ جس سے کسی صحیح العقیدہ کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر وہ مسئلہ
توسل کو جو احادیث و آثار صحیحہ کی رُو سے ثابت ہے مسئلہ توحید کے ضمن میں صحیح
طور پر واضح فرما دیتے تو بعض اصحاب کے لئے مظنۂ سوءِ فہم نہیں ہوتا۔ فقط والسلام۔
(حضرت مولنا مولوی) اصغر علی (صاحب) روحی) پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔
(۴) جو توحید قرآن کی رو سے بیان کی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی
تبلیغ فرمائی ہے اُسکا مصداق یہی ہے جسکو رسالہ ہٰذا میں ثابت کیا گیا ہے۔ صرف ایک قسم
کی توحید سے اگر نجات ممکن ہوتی تو کفار عرب کو کفر کے لفظ سے خطاب نہ کیا جاتا اللہ تعالےٰ
ہر ایک مسلم کو خالص توحید کا معتقد بنا دے آمین (حضرت مولنا مولوی) نجم الدین
(صاحب) پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور۔
(۵) یہ رسالہ اوّل سے لیکر آخر تک میں نے سُنا ہے اور دیکھا ہے واقعی توحید پر بہترین
رسالہ ہے باری تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے آمین ثم آمین۔
(مولنا مولوی) محمد عبد العزیز (صاحب) مدرس اعلیٰ شاہی مسجد لاہور۔

(۶) میں نے یہ رسالہ بتمامہا سنا اُسکے متعلق جو کچھ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمدؒ انور شاہ صاحب
نے فرمایا ہے بالکل صحیح اور درست ہے اللہ تعالیٰ مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے فقط (حضرت
مولٰینا مولوی) عبد العزیز (صاحب) خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ)

(۷) رسالہ توحید مقبول طالب حق کیلئے صحیح راہ ہدایت ہے ایک سچے مسلمان کیلئے اس پر
عمل پیرا ہونا ضروری اور حتمی امر ہے کیونکہ اس بیان کردہ توحید کے سوا ایمان کی تکمیل ہو ہی
نہیں سکتی (حضرت مولٰینا مولوی) احمد علی (صاحب) مدرس انوار العلوم گوجرانوالہ

(۸) مؤلف صاحب نے جو عرقریزی رسالہ میں فرمائی ہے وہ اس صلہ کی مستحق ہے کہ اس
مضمون کو دل میں نہایت خوشی سے جگہ دیجائے کیونکہ ہر مسلم کو اپنے عقائد کی درستی کی ازحد
ضرورت ہے خصوصاً توحید جیسے کہ حضرت مؤلف نے مفصل بیان فرمایا ہے لہٰذا رسالہ حرز جان
بنانیکا محتاج ہے (حضرت مولانا مولوی) محمد چراغ (صاحب) مدرس انوار العلوم گوجرانوالہ

(۹) خاکسار نے اس رسالہ کو غور سے پڑھا مسلمانوں کی توحید ہی ہے۔ جو اس رسالہ میں
واضح کیگئی ہے اگر اسکے مطابق نہیں تو عند اللہ توحید نہیں اور آخرت میں نجات محال ہے
مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے باطن کی پڑتال کریں۔ اور توحید کو درست کریں اللہ تعالیٰ
مجھے اور سب مسلمانوں کو توفیق دے آمین (حضرت مولانا مولوی) ابو محمد احمد (صاحب)
عفی عنہ، (امام مسجد مقام روپڑ ضلع (انبالہ) حال مقیم لاہور ‌

(۱۰) احقر نے یہ رسالہ اوّل سے آخر تک پڑھا۔ حضرت مولانا مدظلہ نے توحید کا صحیح اور اصلی
خاکہ کھینچکر بتایا ہے۔ جو قرآن حکیم اور احادیث نبویؐ نے تمام دنیا کے سامنے پیش کیا تھا
جس پر آج مسلمانوں کو عمل پیرا ہونیکی سخت ضرورت ہے فجزاہ اللہ تعالےٰ و عن
جمیع المسلمین خیر الجزاء آمین (مولانا مولوی) فضل احمد (صاحب) کراچوی غفرلہ

(۱۱) واقعی مولانا موصوف نے رسالہ ہذا میں توحید کے صحیح معنی قرآن حکیم واحادیث
نبویہ سے ثابت کرکے دکھلائے ہیں۔ خدائے قدوس تمام مسلمانوں کو اس پر عمل پیرا
ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین یا رب العالمین۔
(مولوی) خواجہ محمد سجیع الحسن عرف خواجہ محمد چراغ صاحب
انصاری سہارنپوری عفاء اللہ عنہ،

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَکُلِّفَ اَنْ یَّنْفُخَ فِیْھَا وَلَیْسَ بِنَافِخٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے کوئی تصویر بنائی عذاب دیا جائیگا اور اسمیں روح پھونکنے کی تکلیف دیا جائیگا اور وہ پھونک نہیں سکیگا

رسالہ موسومہ

فوٹو کا شرعی فیصلہ

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ انجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

مفت

محصولڈاک ۷ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امّا بعد

کتاب و سُنّت سے اعراض کا نتیجہ

برادرانِ اسلام خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک کی ہدایات سے مُنہ موڑنے اور اُسوۂ حسنۂ سیدالمرسلین خاتم النبیّین علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کو چھوڑنے کا نتیجہ یہ نِکل رہا ہے۔ کہ مسلمان اپنے دُنیا اور آخرت کے مفاد سے بے خبر ہیں۔ بے سوچے سمجھے اندھا دھند ہر صدا پر لبیک کہہ دیتے ہیں۔ خواہ وُہ اُن کیلئے دُنیا میں ذلت و بربادی اور آخرت میں لعنت و ہلاکت ہی کا موجب کیوں نہ ہو

تباہی خیز نتیجے کا سبب اصلی

واقعی یہ نتیجہ نکلنا ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ عالم الغیب والشہادۃ

کا اِس جرم کے متعلق آج سے تیرہ صدیاں پہلے یہ اعلان ہو چکا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ط پارہ ۲۸ سورۂ حشر ترجمہ (اے مسلمانو) تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا تعالیٰ کو بھلا دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان سے انکے نفسوں کی بہتری بھی بھلا دی۔ وہی (یعنے یہ سزا اُن لوگوں کو ملتی ہے جو) اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑنے والے ہیں۔ انتہیٰ دوسرا ارشاد ملاحظہ ہو قولہ تعالیٰ:۔ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ط فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ سورۂ جاثیہ

ترجمہ۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ اور باوجود سمجھ کے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کر دیا ہے (کیونکہ اس گمراہ نے اللہ تعالیٰ سے ہدایات لینا چھوڑ دی ہیں) اور اللہ تعالیٰ نے اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی ہے۔ اور اس کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ پھر ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ کے بعد اور کون رہنمائی کرے؟ کیا پھر تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ انتہیٰ۔

خلاصہ

مذکورۃ الصدر آیات سے واضح ہوا۔ کہ ہدایات الٰہیہ سے منہ موڑنے کے باعث اِنسان بیوقوف اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس مرض سے بچائے اور انہیں منزل من اللہ قانون پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مقصد اصلی

تمہید سابق کے بعد گزارش ہے۔ کہ اس رسالے میں مسلمانوں کو فوٹو کی شرعی حیثیت سے آگاہ کرنا مقصود ہے۔ تاکہ جو لوگ اس جرم سے آگاہ ہو کر تائب ہو جائیں۔ وہ جرم کی سزا پانے سے بچ جائیں اور جو ضد پر اڑے رہیں۔ اُن پر تبلیغ کلمۃُ الحق ہو جائے۔ تاکہ قیامت کے دِن دربار احکم الحاکمین میں بے خبری کا عذر کر کے اُلٹا اللہ تعالےٰ پر الزام قائم نہ کر سکیں۔ کہ اے مالکُ الملک! تو نے ہمیں دنیا میں کب حکم دیا تھا کہ اس جرم سے بچیں؟

تصویر اُتارنے اور رکھنے کا نقصِ اوّل

قرآن حکیم اس بات کا پتہ دیتا ہے۔ کہ تصویر کشی آہستہ آہستہ شرک و کفر تک نوبت پہنچا دیتی ہے۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام میں سے سب سے پہلے مرسل من اللہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السّلام کی اُمّت اسی مرض کی شکار ہوئی اور بالآخر اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین سے پانی بھیجکر انہیں غرق کیا قولہ تعالیٰ۔ وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا سورۂ نوح پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور اُنہوں نے کہا اپنے خداؤں کو ہرگز نہ چھوڑو۔ اور وَد۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق اور نسرا کو ہرگز نہ چھوڑو۔

قوم نوح کے آٹھ صالحین کی تصاویر تھیں

مذکورۃ الصدر آئت کی تفسیر قاضی بیضاوی نے یوں کی ہے وَلا تذرن هؤلاء خصوصًا قیل هی اسماء رجال صالحین کانوا بین ادم و نوح علیهما السلام فلما ماتوا صور وهم تبرکًا بهم فلما طال الزمان عبدوا الخ

ترجمہ۔ اور ان معبودوں کو بالخصوص نہ چھوڑو۔ جن کے نام اس آیت میں مذکور ہیں / بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ یہ اللہ تعالےٰ کے بعض صالح بندوں کے نام ہیں جو آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان تھے۔ پس جب وہ مرگئے۔ تو تبرکاً ان لوگوں نے ان کی تصویریں بنالیں۔ پھر جب بہت سا زمانہ گذر گیا۔ تو اُن کی عبادت شروع کردی۔

تصویر کش بدترین مخلوقات ہیں

فقال اولئك اذا مات فیهم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدًا ثم صوروا فیه تلك الصور۔ اولئك شرار خلق اللہ۔ رواہ البخاری و مسلم

ترجمہ۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ اہل کتاب میں دستور تھا۔ جب ان میں کوئی نیک بخت آدمی مر جاتا۔ تو اس کی قبر پر مسجد تیار کرتے۔ پھر اس میں ان کی صورتیں بناتے۔ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے ہاں بدترین مخلوقات ہیں

الحاصل

قرآن حکیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ

سابق سے ثابت ہؤا۔ کہ تصویر کشی اُمتوں کو شرک کی لعنت میں گرفتار کرا دیتی ہے۔ اور ایسے لوگ بدترین مخلوقات ہیں +

مسلمانوں میں صالحین اور لیڈران قوم کی تصاویر

سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشینگوئی فرمائی تھی۔ کہ جو امراض یہود و نصاریٰ میں پیدا ہوئے تھے۔ وہی امراض مسلمانوں میں ضرور رونما ہوں گے۔ چنانچہ مرض سابق یعنی صالحین کی تصویر کشی کا مسلمانوں میں رواج ترقی پذیر ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ ہندوستان کے بعض علاقوں میں اپنے مرشد کی تصویر (فوٹو) قرآن حکیم میں رکھی جاتی ہے۔ قرآن مجید کھولنے کے بعد سب سے پہلے مرشد کے فوٹو کو آنکھوں سے لگایا جاتا ہے۔ اس سعادت سے بہرہ ور ہوکر پھر قرآن مجید کی تلاوت شروع کیجاتی ہے۔ علیٰ ہٰذہ القیاس لیڈران قوم یا بعض مخلص احباب کے فوٹو تعظیماً دیواروں پر آویزاں کئے جاتے ہیں۔ مفسرین حضرات لکھتے ہیں کہ نوح علیہ السّلام کی قوم نے ابتداءً اپنے بزرگوں کی تصاویر عبادت کے خیال سے نہیں بنائی تھیں۔ بلکہ محض اُن حضرات کی تصویر سے انکی یاد تازہ کرنے کا مقصد تھا۔ بعد ازاں شیطان نے مدّت مدید کے بعد انکے نفوس میں یہ خیال ڈالا کہ تمہارے باپ دادا ان تصاویر کو خدا سمجھ کر پوجا کرتے تھے۔ لہٰذا تم بھی اُن کی پرستش کرو تب اُن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر انکی پرستش شروع کردی۔ چنانچہ بعینہٖ اسی طرح اب مسلمانوں میں اپنے

بزرگوں کی تصاویر کی پرستش شروع ہوگئی ہے۔ اور جن لوگوں کے گھروں میں یا ڈرائنگ روموں میں ابھی یہ نتیجہ نہیں نکلا۔ لیکن آئندہ اس قسم کے نتائج مہلکہ نکلنے کا خطرہ ہے انہی خطرات کو مدِ نظر رکھ کر دربار خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تصویر کشی کی حرمت کے فرامینِ مختلفہ صادر ہوئے ہیں +

تصویر (فوٹو) کے متعلق امتناعی فرامین

اوّل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ مستحق عذاب کے تصویریں کھینچنے والے ہیں۔ رواہ البخاری ومسلم +

دوم۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر مصوّر دوزخ میں ہوگا۔ ہر ایک تصویر کے عوض اسے ایک جان دی جائیگی۔ پھر ہر ایک تصویر کے عوض اُسے دوزخ میں عذاب دیا جائیگا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہ کام ضرور ہی کرنا ہو تو درخت کی تصویر بنالو اور اُن چیزوں کی تصویریں بناؤ۔ جن میں روح نہیں ہے۔ رواہ البخاری ومسلم +

سوم۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے صفہ کے دروازہ پر ایک پردہ لٹکایا ہُوا تھا۔ جس میں تصویریں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پھاڑ ڈالا پھر حضرت عائشہؓ نے اس سے دو گدّے تکیے بنا لئے۔ جن پر آپ تشریف رکھا کرتے تھے۔ رواہ البخاری ومسلم +

چہارم حضرت جابرؓ سے روایت ہے ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے زمانے میں حضرت عمرؓ کو حکم دیا۔ جب کہ آپ بطحا میں تشریف فرما تھے کہ حضرت عمرؓ خانہ کعبے میں جائیں اور جس قدر اس کے اندر تصویریں ہیں۔ سب کو مٹا دیں۔ آنحضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم اُس وقت تک خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہوئے ۔ جب تک ساری تصویریں جو اس کے اندر تھیں مٹا نہ دی گئیں۔ انتہیٰ رواہ ابو داؤد +

تصاویر انبیاء علیہم السلام

عون المعبود شرح ابو داؤد میں ہے ۔ کہ جو تصویریں خانہ کعبہ کے اندر تھیں اُنمیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی تصویریں بھی تھیں ۔ آپ کے ہاتھوں میں فال اور قمار کے تیر پکڑے ہوئے دکھائے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا ۔ خدا تعالیٰ اِن کافروں کو ہلاک کرے (جنہوں نے یہ تصویریں بنائی تھیں) خدا تعالیٰ کی قسم ہے اِن حضرات نے تو تیروں سے کبھی فیصلہ نہیں کیا تھا +

پنجم۔ حضرت ابو طلحہؓ سے روایت ہے ۔ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ کہ جس گھر میں کُتا اور تصویریں ہوں۔ اُس گھر میں فرشتے (یعنی رحمت کے ۔ کیوں کہ اِنسان کے محافظ فرشتے کہ ہر وقت ساتھ رہتے ہیں) داخل نہیں ہوتے۔ رواہ البخاری ومسلم +

خلاصہ

احادیث مذکورۃ الصدر سے معلوم ہؤا۔ کہ جاندار کی تصویر اتارنا گناہِ کبیرہ ہے۔ کیوں کہ جس گناہ پر شارع علیہ السلام کی طرف سے وعید جہنم سنائی جائے۔ وُہ کبیرہ کہلاتا ہے۔ اگر انسان توبہ کرکے مرجائے تو فبہا ورنہ دوزخ میں ڈالے جانے کا مستحق ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہؤا۔ کہ حضور سراپا نور فداہ ابی و امی کو تصاویر سے اِس قدر نفرت تھی۔ کہ گھر میں قدم رکھتے ہی اُسے پھاڑ ڈالتے تھے۔ اور رحمت کے فرشتوں کو اِس چیز سے اتنی نفرت ہے۔ کہ ایسے مکان میں داخل ہونے سے سخت احتراز کرتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہؤا۔ کہ اسلام میں کسی کی تصویر کی کوئی قدر نہیں ہے کیونکہ خود سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ و السلام کے حکم سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی تصویروں کو حضرت عمرؓ نے محو فرمایا +

لہذا

شرعاً مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ فوٹو کھچوانے یا گھر میں رکھنے سے پرہیز کریں۔ ورنہ خطرہ ہے۔ کہ وُہ اس فعل بد کے ارتکاب کے باعث عند اللہ ذلیل کرکے جہنم رسید کئے جائیں گے البتہ جو چیزیں ہمارے اختیار سے باہر ہیں۔ اُن میں ہم مکلف نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی

رحمت سے قوی امید ہے۔ کہ ان باتوں میں مواخذہ نہ ہوگا مثلاً مروّج سکے یا نوٹ پر تصویر ہے اور ہمیں جلوت و خلوت میں اُس کے جیب میں رکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یا گھر میں رکھا جاتا ہے۔ شاہی سکے کے تبدیل کرنے کا ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اِس لئے معذور ہیں یا مثلاً فن ڈاکٹری یا انجنیئری میں تعلیم پانے والے طلبہ کے لئے تصویر کشی کی عملی مشق لازمی ہے۔ جو اس سے احتراز کرے وہ تعلیم ہی نہیں پاسکتا۔ علیٰ ہذہ القیاس اور بھی صورتیں مجبوری کی پیش آتی ہیں۔ جیسے پاسپورٹ وغیرہ۔ لہٰذا اِن مجبوریوں میں حرمت تو اُن اشیاء کی ویسی ہی رہے گی۔ البتہ اضطرار کے باعث عفو کی امید ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ +

فوٹو کے باعث

اخلاقی و اقتصادی نقصان

خصوصیات اِنسانی میں سے ایک حیا بھی ہے۔ حیا ایک ایسا خلق ہے۔ جو فطرتِ انسانی کا خاصہ ہے۔ جس میں کسی ملّت و مذہب کی تخصیص نہیں شریعت اسلامی میں تو اُسے ایمان کا ایک حِصّہ قرار دیا گیا ہے۔ فوٹو کی کثرت کے باعث آج کل بڑے بڑے شہروں کے شارع عام دکانوں پر ایسے گندے اور فحش اور بیحیائی

کے عملی پروپگنڈا کرنے والے فوٹو آویزاں ہوتے ہیں۔ کہ اگر کسی پہلے وقت میں ہوتے یا آج کل ہی کسی شریف رئیس کی بستی میں جاکر شارع عام پر رکھ دیئے جائیں۔ تو اُن کی رگِ حمیت اِس قدر جوش میں آئے۔ کہ رکھنے والے کا جوتوں سے سر گنجا کر دیں۔ اور کہیں کہ اے بدمعاش جہاں سے ہماری بہو بیٹیاں گذرتی ہیں وہاں تم ننگی عورتوں کے فوٹو لاکر رکھتے ہو؟ لیکن اِدھر شہری بھائی ہیں۔ کہ شوق سے دیکھتے ہیں۔ راستوں سے گذرتے ہیں۔ حظ اٹھاتے ہیں۔ بلکہ گھروں میں لے جاکر دیواروں پر لٹکاتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے۔ کہ اِن تصاویر کی شہرت اور جوان شادی شدہ یا کنوارے مردوں اور عورتوں پر ان چیزوں کا کیا اثر پڑے گا؟

علاوہ اس کے اے بے حس و غافل مسلمان بھائیو! تم نے کبھی سوچا؟ کہ تمہاری اس تفریح طبع سے ہندوپاک کا کتنا روپیہ برباد ہوتا ہے؟ فوٹو کے شوق میں کتنا روپیہ ہندوستانی بھوکوں کے پیٹ کو کاٹ کر غیر ممالک میں پہنچاتے ہو؟ فوٹو کی مشین کہاں سے آتی ہے؟ رنگ کہاں سے آتا ہے؟ کاغذ کہاں سے آتا ہے؟ شیشہ کہاں بنتا ہے؟ چوکھٹے کی لکڑی کہاں سے آتی ہے؟ اے مردہ دل ہندوستانیو! تمہیں یورپ کا اصطلاحی جنٹلمین بننے کا اس قدر شوق ہے کہ اپنے ملک کے کروڑوں بیکاروں کی آہیں تمہیں سُنائی نہیں دیتیں۔ اپنے تنگدست، فاقہ مست مصیبت زدہ بھائیوں اور ان کی معصوم اولاد کی افلاس زدہ

صورتیں اور میلے کچیلے پھٹے پرانے کپڑے بھی تمہاری روشن خیالی اور بیدار مغزی میں کچھ اضافہ نہیں کرتے۔

اے خدا برتر و قدوس! مجھے اور میرے سادہ لوح تہذیب و تمدنِ اغیار کے دلدادہ بھائیوں کو راہ راست پر لا۔ اور ان کے بے حس و مُردہ دلوں میں اپنے بھائیوں کی "تکالیف کی حس پیدا کر دے!

اے میرے خالق! میرے ہندوستانی بھائیوں کو یہ عقل عطا فرما۔ کہ جب تک اپنی ساری قوم کے افراد کو پیٹ بھر کر کھانا اور تن پر صاف کپڑا اپنی کفایت شعاری اور دوسری ضروری تحریکات سے نہ پہنوالیں۔ اُس وقت تک کم از کم حاکم قوم کی فضول خرچیوں کی غلامی سے تو محترز رہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ آمِيْنَ۔

تصدیقات علمائے کرام

ا۔ مولانا ابوالکلام آزاد دامت برکاتہم کی تحریر متعلقہ فوٹو محررۂ "تذکرہ" صفحہ ن۔ تصویر کا کھچوانا۔ رکھنا۔ شائع کرنا سب ناجائز ہے۔ یہ میری سخت غلطی تھی۔ کہ تصویر کھچوائی تھی۔ اور الہلال کو باتصویر نکالا تھا۔ میں اب اس غلطی

سے تائب ہو چکا ہوں۔ میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہئے نہ کہ از سر نو تشہیر کرنی چاہیے

۲۔ میں نے جناب مولانا احمد علی صاحب کے رسالہ ہذا کو اوّل سے آخر تک دیکھا۔ مضامین سب کے سب نہایت صحیح ہیں۔ استدلالات بھی بہت ہی قوی ہیں۔ مسلمانوں کے لئے ضروری اور سخت ضروری ہے۔ کہ اس رسالے کی ہدایتوں پر عمل پیرا ہوں۔ اور شیطانی وسوسوں اور جاہلوں کے بہکانے میں نہ آئیں واللہ الموفق (حضرت مولانا مولوی حسین احمد صاحب مدنی جانشین اعلیٰحضرت حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیو بند)

۳۔ یہ حقیر بھی رسالہ ہذا کے مضامین سے مستفیض ہوا۔ بڑے ضروری مقصد پر شامل ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے + فقط واللہ اعلم (حضرت مولانا مولوی) محمد عبد الشکور (صاحب مدیر جریدۂ "النجم" لکھنؤ)

۴۔ میں نے اس رسالے کے مضامین سنے ہیں یہ بہت ضروری ہیں۔ (حضرت مولانا مولوی) عبد اللہ (صاحب) دیو بندی ٹیالوی)

۵۔ اس رسالے میں جس مسئلے کی طرف حضرت مولانا احمد علی صاحب نے مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔ ہر مسلم کا فرض ہے۔ کہ اِس پر غور کرے۔ اور شریعت اسلام کے احکام پر خود بھی عمل کرے اور دوسرے دوستوں کو بھی عمل کرانے کی کوشش کرے۔ (حضرت مولنا مولوی) حبیب الرحمن (صاحب) لدھیانوی (صدر مجلس خلافت لدھیانہ)

۶۔ یہ رسالہ میری نظر سے گذرا۔ اوّل سے آخر تک اس کے تمام مضامین پر غور کیا۔ میرے خیال میں اس کے تمام استدلال اور نتائج با موقعہ اور برمحل ہیں۔ ہمارے بھائیوں کو اجانب کی ہر ایک شئے پر عمل پیرا ہونا غیر موزوں ہے۔ باقی بحکم کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن حیث وجدھا فھو احق بھا پر کاربند ہونا لازمی ہے۔ اگر حکم شرعی سے قطع نظر بھی کی جائے

تاہم اقتصادی لحاظ سے تصویر اور فوٹو اتروانا قومی گناہوں میں کبیرہ گناہ شمار ہو سکتا ہے ﴿حضرت مولینا مولوی﴾ نجم الدین ﴿صاحب﴾ پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور ﴿

۷۔ تصویر اتروانا شرعی حیثیت سے جس قدر مذموم ہے۔ اس پر زیادہ خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں علی الخصوص جب یہ دیکھا جائے کہ یورپ کے اندھے مقلد نہ صرف اپنے مختلف حالات کی تصویریں اتروائے پھرتے ہیں۔ بلکہ یورپ کے فساق کی فحش تصاویر کو آرائش مکان کالازمی جزو سمجھتے ہیں۔ جو بدترین گناہ اور اسراف اور خفی پرستش ہے۔

تصاویر کی گرم بازاری اگر دیکھنا ہو تو صرف لاہور کی چند دوکانوں کو دیکھ لیجئے۔ افسوس تو یہ ہے۔ کہ فحش سے فحش ننگ دھڑنگ تصویریں سربازار لٹک رہی ہیں۔ اور باختہ اخلاق اِن پر نظریں سینک رہے ہیں۔

لاہور کے بڑے بازار تو رہے ایک طرف۔ محلوں میں ایسی دکانیں کھل رہی ہیں ﴿ فھل من مدکر؟ ﴿حضرت مولانا مولوی﴾ محمد نورالحق ﴿صاحب﴾ پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور ﴿

۸۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی احقر نے یہ رسالہ دیکھا۔ الحمد للہ کہ جناب مؤلف نے ایک ضروری مسئلہ جو روزمرہ پیش آتا ہے۔ اور اس میں ہر طرح سے تہاون ہو گیا ہے پورا اور صحیح و درست لکھ دیا۔ اور احادیث صحیحہ سے بقدر حاجت ثابت کر دیا۔ حق تعالیٰ ناظرین کو عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

﴿قدوۃ الصالحین اسوۃ المحققین رئیس المحدثین حضرت مولینا مولوی سید﴾ محمد انور ﴿شاہ صاحب﴾ کشمیری ﴿صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند۔﴾

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دو خزانے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دو خزانے ہیں جنکا مستحق ہر ایک مسلمان ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ اُنکے حصول کیلئے تھوڑی سی کوشش اُن شرائط کے ماتحت کرے جو امام الانبیاء حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں پہلا خزانہ رحمت استغفار کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنے سے ہاتھ آسکتا ہے لیکن استغفار اور حمد وثنا کرنے کیلئے موزوں ترین الفاظ کونسے ہو سکتے ہیں جو مختصر بھی ہوں اور زیادہ سے زیادہ جاذب رحمت الٰہی بھی ہوں۔ اسکا تعین خود حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرما دیا ہے

انجمن خدام الدین لاہور کے نسخہ

قرآن عزیز

بحاشیہ جدیدہ

عکسی طباعت نہایت مزین

مرتبہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ

مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
کرنافلی سفید کاغذ	مکینکل گلیزڈ کاغذ
-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف واشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

انجمن خدام الدین لاہور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ ان ہر دو وظائف کو مع ترجمہ خواص وشرائط نہایت بہتر بن۔ خوشنما۔ دیدہ زیب۔ آرٹ کارڈ پر طبع کرایا ہے جو شخص ان ہر دو وظائف کو لینا چاہے مقامی ہو تو ایک ایک کاپی مفت دفتر سے حاصل کرسکتا ہے ایک سے زائد حاصل کرنے کیلئے فی کارڈ ایک پیسہ خرچ کرنا ہوگا۔ بیرونی حضرات ۱/ کا ٹکٹ برائے محصول پیکنگ بھیجکر ایک ایک کاپی مفت منگواسکتے ہیں زیادہ منگانے کیلئے انہیں بھی فی کارڈ ایک پیسہ علاوہ محصول بھیجنا پڑیگا جو بصورت ٹکٹ یا منی آرڈر بھیجا جاسکتا ہے پیشگی آئے بغیر تعمیل نہیں ہوگی۔ وی پی نہیں بھیجا جاتا کیونکہ واپس آنیکی صورت میں اس میں ایسی بہم کو نقصان پہنچتا ہے المعلن

ناظم شعبہ تالیف واشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

سلسلہ نمبر ۳

قال اللہ تعالیٰ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مان جاؤ جب تمہیں اس چیز کی دعوت دیتے ہیں جو تمہیں زندہ کر دے

رسالہ سوم

پیغامِ رسول

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

(فیروز سنز لمیٹڈ - لاہور)

مفت

محصول ڈاک ۱/ پیسے

مقامی حضرات دفتر انجمن سے مفت لے سکتے ہیں۔ بیرونی حضرات ۱/ پیسے کا ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں روحانی بیماریوں کا مکمل علاج

مجلس ذکر

حضرت شیخ التفسیر مجلس ذکر کے بعد جو ارشادات فرماتے رہتے تھے، وہ تمام آپ کے
محبوب ترجمان خدام الدین میں علی الترتیب چھپتے رہے ہیں، اب ان کو کتابی شکل میں شائع
کر دیا گیا ہے، کتاب کے ۹ حصے ہیں۔ ہر ایک حصہ کی قیمت ایک روپیہ ہے مکمل سیٹ کی قیمت
نو روپے، محصولڈاک ایک روپیہ ۵۰ پیسے بذمہ خریدار، وی پی ہرگز نہ ہوگا۔

مسلمان قوم کو غیرت، حمیت اور اسلام کی دعوت!

خطبات جمعہ

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جمعہ کے دن جو خطبہ شیخ التفسیرؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ وہ پہلے خدام الدین میں چھپتے رہتے
تھے، اب ان کو کتابی شکل دے کر علیحدہ شائع کر دیا گیا ہے، اس وقت تک خطبات کی آٹھ جلدیں
شائع ہو چکی ہیں۔ قیمت حصہ اول ۵۰/۱ حصہ دوم چہارم تا ہشتم ۲۵/۱ فی حصہ، حصہ سوم ۰۰/۱ روپیہ
محصولڈاک ۵۰/۱ بذمہ خریدار، وی پی ہرگز نہ ہوگا۔

المعلن: ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امّا بعد

برادرانِ اسلام۔ آج ہم مسلمانانِ ہندوستان جن گوناگون مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں ہمارا فرض ہے۔ کہ مذہب اسلام میں اُن کا علاج تلاش کریں۔ جس کے متعلق ہمارا ایمان ہے کہ وُہ کامل اور مکمل ہے ہر گمراہ کا راہنما ہے۔ ہر مغموم کا غم خوار ہے۔ ہر قلب مجروح کے لئے مرہم شفاء ہے۔ ہر مسموم کے لئے تریاق ہے اور ہر بیکس کا فریاد رس ہے

مسلمانوں کی بد حالی
غیر اقوام کے حملے

برادرانِ ملت۔ کہیں شدھی کی آندھی چل رہی ہے۔ تاکہ مسلمان بجائے کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے رام رام پڑھنے لگ جائیں کہیں سنگھٹن کا حربہ تیز کیا جا رہا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے منتشرہ افراد و مجالس کو سنگھٹن کی مشین گنوں سے اُڑا دیا جائے۔ کہیں سود در سود کے شکنجے میں پڑے ہوئے مسلمان غلاموں سے بھی بدترین زندگی بسر کر رہے ہیں اور اِنکی کہیں فریاد رسی نہیں ہو سکتی۔ حکومتِ ہند کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ کمزوروں کی حامی ہے۔ بیکسوں کی فریاد گاہ ہے۔ لیکن چونکہ سودی شکنجے میں پھنسنے والے مظلوم اکثر توحید پرست ہیں سیدالمرسلین علیہ الصلوٰۃ و السلام کے نام لیوا ہیں۔ شاید اِس لئے حکومت کے ہاں بھی اِن مصیبت زدوں کی کوئی داد فریاد نہیں ہوتی۔ حکومت کبھی کسی ہندو سے نہیں پوچھتی کہ تم نے پچاس روپیہ دیکر تین سو کہاں سے بنائے۔ اور اتنا ظلم کیوں کیا۔ شعر

کشتی شکستگانیم اے بادِ شرطہ بر خیز
باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را

مسلمانوں کے آپس کے اختلافات

مخالفینِ اسلام کے حملے تو مسلمانوں کو پیغامِ موت سنا ہی رہے تھے لیکن مسلمانوں کے اندرونی اختلافات موت کو قریب تر لا رہے ہیں۔

اختلاف کا خطرناک کیڑا

اگر خدا نخواستہ کسی چھت میں شہتیر کے اندر گھن کا کیڑا پیدا ہو جائے۔ جو کہ اسکی مضبوطی کو کھاکر آٹا بنا دے۔ تو اس کیڑے کا وجود اس شہتیر اور چھت کے لئے پیغامِ موت دے رہا ہے۔ اگر اسکو فنا نہ کیا گیا۔ تو ایک نہ ایک دِن وہ کیڑا اپنی لگاتار کوشش کی بدولت اِس اپنے مہیب و خطرناک و دیوپیکر حریف کو زمین پر دے ماریگا۔ اور وہ منقش و زرنگار مرصع چھت پُرزے پُرزے ہوکر زمین بوس ہوگی۔ اور مالِک مکان کے تمام لعل و جواہر کو ریزہ ریزہ کر دے گی +

ضروری گذارش

برادرانِ اسلام۔ اگر یہ اختلافات دور نہ کئے گئے تو ہماری حالت بعینہ اس شہتیر کی سی ہوگی۔

اختلاف کے گھن کا کیڑا اندر ہی اندر ہمیں کھا جائیگا اور محاسن اسلام جو ہمارے دم سے ہندوستان میں زندہ تھے وہ بجائے سرفراز ہونے کے ہندوستان کے اندر صفحۂ ہستی سے مٹ جائینگے اور قیامت کے دن اِس امانتِ محمدی کے ضائع کرنے کا جب سوال ہوگا۔ تو بدترین ذلت و رسوائی اور نامرادی نصیب ہوگی۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ عَنْ هٰذِهٖ الْمَصَائِبِ وَالْخُسْرَانِ

مسلمانانِ ہندوستان کے موجودہ مصائب اور اُن کا علاج

شدھ کرنے کا طریقہ - اصل واقعہ یہ ہے کہ تحریک شدھی کو تھوڑی بہت کامیابی جو نصیب ہوئی ہے اسمیں زیادہ تر طمع زر کا حربہ استعمال کیا گیا ہے مثلاً کسی مقروض کو دو چار سو روپیہ معاف کرکے اسکے صلہ میں اُسے بمعہ بال بچوں کے شدھ کر لیا گیا۔ یا گاؤں کے بڑے چودھری کو چار پانچ سو روپیہ کا لالچ دیکر شدھ کر لیا گیا۔ باقی گاؤں والے چونکہ اُس کے زیرِ اثر تھے وہ بھی مصلحت بینی کی بناء پر شدھ ہو گئے۔ یا کسی کو قومیت کا واسطہ دیکر

شدھ کر لیا۔ کہ تم لوگ در اصل ہمارے بھائی بند تھے مسلمانوں نے تم کو ہم سے علحدہ کر لیا ہے۔ اب اگر پھر تم واپس آجاؤ۔ تو ہم تمہیں اپنا بھائی بنانے کے لئے تیار ہیں بہر حال شدھی کے جائز و ناجائز طریقہ کی بحث مفید نہیں ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کا علاج سوچیں۔

علاج شدھی

مسلمانوں کے پاس تحریک شدھی کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ایسا بہترین حربہ ہے۔ جس سے بہ آسانی اس کا قلع قمع ہو سکتا ہے اور وہ حربہ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوۃ و السلام کے فقط ایک فرمان کی تعمیل ہے۔ . . . فرمانِ مصطفوی

عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ رواہ الترمذی۔

ترجمہ۔ حذیفہؓ سے مروی ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور تم نیکی کا حکم کرو۔ اور ضرور برائی سے روکو یا قریب ہوگا۔ کہ اللہ تعالے اپنے ہاں سے تم پر عذاب بھیجے۔ پھر تم اس سے (یعنی اللہ تعالے سے) دعا مانگو گے! اور قبول نہیں ہوگی۔

تبلیغ سے عالمگیری

اگر ایک ماہ مسلمانوں کا ہر "پیر و جوان" "جاہل و عالم" "عام و خاص" "شاہ و گدا" اپنی اپنی استعداد کے مطابق اِس فرمان مصطفوی پر ہمت سے عمل کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک مہینے کے اندر اندر شدھی کی رو کے سامنے سدِ سکندری کھڑی کی جاسکتی ہے۔ اور قرونِ اولیٰ میں تبلیغ ہی کی بدولت اسلام کو عالمگیری کا تمغۂ امتیاز ملا تھا۔ علاوہ اِس کے جب مسلمانوں کو اپنے ایمان کی قیمت معلوم ہو جائے گی۔ کہ وہ دنیا و مافیہا کے خزائن سے گراں قیمت ہے تو پھر طاغوتی صیاد اپنے سنہری جالوں میں کِسی سچے محمدی کو ہرگز نہیں پھنسا سکیں گے۔

شدھی ترکِ تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ آگرہ۔ گوڑگانوہ وغیرہ مراکز شدھی میں جاکر دیکھئے کہ وہاں کے لوگوں کو عموماً کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک کا بھی علم نہیں ہے۔ ارکانِ اسلام۔ فرائض و واجبات و مستحبات و مباحات کی تمیز تو الگ رہی۔ میلوں تک سفر طے کر جایئے آپ کو کوئی مسجد ہی نہیں ملیگی۔ جمعہ و عیدین وغیرہ شعائرِ اسلامی کا زندہ کرنا تو دور رہا

لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ دائرہ تبلیغ کو وسیع کریں اپنے میں سے ہر مرد و زن کو تعلیم مذہبی سے آراستہ کرکے مبلغ بنادیں۔ وما علینا الا البلاغ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ط

سنگھٹن

تحریک سنگھٹن سے ہندوؤں میں تنظیمی روح پھونکی جارہی ہے ہندوؤں نے تو آج اس قومی بہبودی کا قدم اٹھایا ہے لیکن اسلام نے آج سے تیرہ سو سال قبل دنیا میں آتے ہی مسلمانوں کو سنگھٹن کا سبق پڑھایا تھا۔

اسلامی سنگھٹن کی عزت

اسلام نے سنگھٹن کو اتنی عزت دی ہے کہ جو شخص سوائے کسی عذر معقول کے سنگھٹن اسلامی میں شریک نہ ہو اور اسلام کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے یہی نہیں بلکہ قتل کا مستحق ہے۔

حدیث اوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمٰی فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اِنَّهٗ لَیْسَ لِیْ

تَمَنْ يَقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرَخِّصَ لَہٗ فَیُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِہٖ فَرَخَّصَ لَہٗ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاہُ فَقَالَ ھَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوۃِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَجِبْ مسلم

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک نابینا آیا۔ پس عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی مسجد میں لیجانے والا نہیں۔ اس نابینا نے حضور سے سوال کیا۔ کہ اُسے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیجائے۔ تب آپنے اُسے اجازت دیدی۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا۔ پھر آپ نے اُسے بلا کر فرمایا۔ کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو۔ اُس نے عرض کی۔ ہاں۔ تو آپنے فرمایا تب کاہی میں آیا کرو

حدیث دوم

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُمِّ مَکْتُوْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْمَدِیْنَۃَ کَثِیْرَۃُ الْھَوَامِ وَالسِّبَاعِ وَاَنَا ضَرِیْرُ الْبَصَرِ فَھَلْ تَجِدُ لِیْ مِنْ رُخْصَۃٍ قَالَ ھَلْ تَسْمَعُ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَحَیَّ ھَلًا وَلَمْ یُرَخِّصْ۔
رَوَاہُ ابوداؤد و النسائی صفحہ ۹

ترجمہ۔ عبداللہ بن ام مکتوم رضہ سے مروی ہے۔ اُسنے عرض کی یا رسول اللہ مدینہ (منورہ) میں سانپ بچھو اور درندے زیادہ ہوتے ہیں اور میں نابینا ہوں۔ پس کیا آپ مجھے (گھر میں نماز پڑھنے کی) اجازت دیتے ہیں آپنے فرمایا۔ کیا تو حیَّ علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح سنا کرتا ہے اُس نے عرض کی ہاں۔ آپنے فرمایا پس ضرور (مسجد میں) آیا کرو۔ اور آپنے اُسے رخصت نہیں دی

حدیث سوم

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیْ فَلَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ اِتِّبَاعِہٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْمَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ صَلّٰی۔ رواہ ابوداؤد والدارقطنی صحہ ۹۶ +

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رض سے مروی ہے۔ اُس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مؤذن کی آواز سُنے پھر اُس کو مؤذن کے کہا ماننے میں کوئی عذر بھی نہ ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کی کیسا عذر ہو۔ آپ نے فرمایا خوف یا مرض ہو تو جو نماز پڑھیگا قبول نہیں ہوگی +

حدیثِ چہارم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبُ بِہٖ ثُمَّ آمُرُ بِالصَّلٰوۃِ فَیُؤَذَّنَ لَھَا ثُمَّ آمُرُ رَجُلًا فَیَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفُ اِلٰی رِجَالٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَشْھَدُوْنَ الصَّلٰوۃَ فَاُحَرِّقُ عَلَیْھِمْ بُیُوْتَھُمْ۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُھُمْ اَنَّہٗ یَجِدُ عَرْقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَھِدَ الْعِشَاءَ رَوَاہُ الْبُخَارِیْ وَالْمُسْلِم صہ ۹۵

ترجمہ - ابوہریرہ رض سے مروی ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب جمع ہو جائیں - پھر میں نماز کے لئے اذان کا حکم دوں - پھر کسی شخص کو امام بنا دوں - پھر ان لوگوں کے ہاں جاؤں - اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگ نماز میں حاضر نہیں ہوئے پھر اُن کے گھروں کو جلا دوں خدا (تعالیٰ) کی قسم ہے - اگر ان کو یہ معلوم ہو جائے - کہ اُنہیں موٹی ہڈی (نمازِ عشاء میں شریک ہونے سے) ملیگی یا بکری کے دو عمدہ کھُر مل جائینگے تب تو نماز عشاء میں ضرور حاضر ہوں - ٭

خلاصۃ الاحادیث

مذکورۃ الصدر احادیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص مسلمانوں کی تنظیمی صدا پر عملاً لبیک نہ کہے اور روزانہ پانچ وقتہ صبح و شام اس اجتماع ملّی میں شریک نہ ہو وہ سچے مخلص - دیانتدار مسلمانوں کی جماعت میں شمار کے قابل نہیں ہے - بلکہ اگر بغیر کسی عذر معقول (مرض یا خوفِ دشمن) کے غیر حاضر ہوتا ہے - تو حدیثِ چہارم کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی تعزیری سزا قتل ہے

تنظیمِ (اسنگھٹن) اسلامی کے محاسن

(۱) اس اجتماع کے موقعہ پر قانون الٰہی کی تعلیم

ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (قرأۃ فی الصلوٰۃ)

(۲) سارے مجمع میں علم و عمل کے لحاظ سے جو بہترین آدمی ہو اسکو اس اجتماع کا صدر (ہیڈ) قرار دیا جائے (امام)

(۳) سارا مجمع صدر کے اشارے پر نقل و حرکت کرے (اقتداء)

(۴) سارا مجمع صدر (افسر) کا اسقدر مطیع ہو کہ اسکی اجازت کے بغیر اناج کا ایک دانہ نہ کھائے پانی کا ایک قطرہ نہ پیئے۔ ایک لفظ منہ سے نہ نکالے {نماز میں اکل و شرب و تکلم کی حرمت}

(۵) ایک آواز پر ہر شخص دنیا و مافیہا کو چھوڑ کر جھٹ میدان میں آکودے (اجابت مؤذن)

(۶) اشد مجبوری کے سوا پیچھے رہے تو برادری سے خارج کیا جائے {ما یتخلف عن الصلوٰۃ الا منافق}

(۷) مساوات کی روح پھونکی جاتی ہے۔ شاہ و گدا ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں {اتموا الصف المقدم ثم الذی یلیہ مشکوٰۃ ۹۸}

(۸) ایثار کا سبق دیا جاتا ہے۔ مثلاً کبھی

پہلی صف میں	دوسری صف میں
گدا	بادشاہ
غریب	امیر
مرید	مرشد
شاگرد	استاد

الحاصل

ہمارا دعویٰ ہے کہ اس قسم کی تنظیم تمام ملل

و مذاہب موجودہ عالم میں کہیں نہیں پائی جاتی - اگر سارے مسلمان اِس محمدی تنظیم (سنگھٹن) پر آج بھی عمل پیرا ہو جائیں - پھر ہندو سنگھٹن کیا چیز ہے بلکہ تمام عالم کا مقابلہ کر سکتے ہیں - اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔

سودی قرضہ

سودی قرضہ کا اژدہا بھی ہر صوبۂ ہند میں مسلمانوں کو بیدریغ نگل رہا ہے۔ بعض مقررین سے دوران اجلاس عامہ میں سنا گیا ہے کہ سات کروڑ ہندوستانی مسلمانوں پر پچھتر کروڑ روپیہ غیر اقوام کا قرضہ ہے جسکا سود انہیں ہر سال پندرہ کروڑ روپیہ دینا پڑتا ہے جس قوم کی جیب سے اتنا روپیہ ہر سال بمد جرمانہ نکل جائے اور پھر پچھتر کروڑ کی مقروض ہو - بھلا ایسی مصیبت زدہ قوم کو کب چین و آرام نصیب ہو سکتا ہے - ایسی قوم سے بحیثیت مجموعی خوشحالی و فرحت قلبی کوسوں دور ہوگی - ادبار و پژمردگی کے آثار چہروں سے رونما ہونگے - اپنے افلاس کے باعث دوسری قوموں کی نظروں میں بے عزت و ذلیل ہوگی - فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ۔

سبب مرض

اِس مہلک ترین مصیبت کا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے جو کہ نوے فیصدی مقروضوں پر یقیناً صادق آئیگا کہ مسلمانوں میں کفایت شعاری نہیں بلکہ مسرف اور خراج ہیں۔ شادی اور غمی کی فضول رسموں میں محض ناموری کے خیال سے ہزاروں روپیہ برباد کرتے ہیں۔ مکان گروی رکھتے ہیں۔ سودی قرض اٹھاتے ہیں تادمِ زیست ساہوکاروں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں فقط یہی نہیں بلکہ انکی آئندہ آنے والی نسل بھی غلامی کی ذلت میں حیاتِ مستعار کے دن کاٹتی ہے۔(اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ)۔

علاج مرض

انسان کے اندر قوتِ ارادی کی اسٹیم ہے۔ جس طرف اِس اسٹیم کا رُخ ہو اُدھر ہی انسان کے تمام اعضا نقل و حرکت کرتے ہیں انسان کی اصلاح یا فساد کا دارو مدار فقط اپنی قوت ارادی پہ ہے لہذا اگر انسان کی قوتِ ارادی سود لینے اور دینے سے متنفر ہو جائے دُنیا کی ہزار ذلتیں آئیں۔لاکھ رسوائیاں اور بدنامیاں اِس پر نازل ہوں لیکن سود کی لعنت

کو اپنے حق میں بدترین لعنت خیال کرے۔ اور اسکو یقین ہو جائے۔ کہ اگر میں نے سود لیا یا دیا تو دربار رسالت پناہ فداہ ابی و امی سے مجھ پر لعنت کی مار پڑیگی۔ اور وہ لعنت فقط دربار نبوی کی نہوگی بلکہ بارگاہ رب العزت سے نازل شدہ ہوگی تو یقیناً سود سے احتراز کرے گا ۔

فرمان نبوی

عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰو وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابر رض سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے اور اُسکے لکھنے والے اور اُسکے دونوں گواہوں پر لعنت کی ہے اور حضورؐ نے فرمایا۔ کہ وہ سب برابر ہیں یعنی گنہگار ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہیں۔ اگرچہ گناہ کے مدارج میں فرق ہو۔

عبرت

میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان دنیا میں ایسا بھی ہوگا۔ کہ محض عارضی بے بقاء نام و نمود حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لعنت اپنے سر پر لے۔ مسلمان کے حق میں یہ چیز محال قطعی ہے

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ
وَالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ؂
ترجمہ۔ کوئی تم میں سے ایماندار نہیں ہوسکتا۔ جب تک
کہ میں اُسکے دل میں اس کے ماں باپ اور اولاد اور
سارے لوگوں سے زیادہ پیارا نہ بن جاؤں ؂

لہٰذا

مسلمان کا فرض ہے کہ ساری دنیا کے لوگوں کے
مقابلہ میں سیدالمرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیّت کو ترجیح دے۔ اگر
حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامنگیر
ہوتے ہیں سب الگ ہو جاتے ہیں تو ہو جائیں
جب ہمارا ایمان ایسا کامل ہو جائے۔ تو انشاء اللہ
تعالےٰ پھر کسی سودی قرضہ کی ضرورت پیش نہ آئیگی
اور ایسے مومن صادق کی ضروریات پوری کرنے
کے لئے اللہ تعالےٰ خود اُسکے حامی و مددگار ہونگے
قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ
مَخْرَجًاوَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ترجمہ
اور جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُسے (ہر مصیبت
سے نکلنے کیلئے) کوئی نہ کوئی راہ نکال دیتا ہے۔ اور اُس کی

ضروریات پوری کرنے کیلئے ایسے سامان مہیا کر دیتا ہے جہاں سے اُسکا وہم وگمان بھی نہ تھا انتہیٰ۔ اَللّٰھُمَّ وَ فِقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضیٰ وافتح لنا ابواب رحمتک آمین یا الہ العالمین

ضرورتِ اتحاد

مسلمانانِ ہندوستان مختلف غیر مسلم اقوام کے نرغے میں آئے ہوئے ہیں۔ اگر ایک طرف سلطنت عیسائیوں کی ہے۔ تو دوسری طرف تجارت و ملازمت کے دروازے پر ہندو قابض ہیں۔ اگر ایک طرف عیسائی حکومت توپ و تفنگ مشین گنوں اور ہوائی جہازوں سے مسلح ہے تو دوسری طرف سکھ قوم حربۂ کرپان سے آراستہ ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مسلمانِ ہند کے پاس نہ سلطنت[۱] نہ ملازمت[۲]۔ نہ تجارت[۳] نہ آلات[۴] حرب (سامانِ جنگ تلوار۔ بندوق وغیرہ) نہ (عیسائیوں کی سی) مساوات[۵] نہ (ہندو جاتی کا سا) جوشِ[۶] حمیت[۷] ملی۔

اِن تمام جگر خراش مصیبتوں اور تباہی خیز آندھیوں اور خطرناک گردابوں میں پھنسنے کے باوجود پھر آپسمیں سر پھٹول ہو کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکے۔ بریلوی حضرات کا یہ خیال ہو کہ جو فرقہ

ہمارے معتقدات و اعمال محدثہ کا قائل نہ ہووہ بے ایمان و کافر اور بعض اہلحدیث حضرات کہیں کہ جو تقلید کا نام لے وہ مشرک۔ خواہ حنفی ہو یا شافعی مالکی ہو یا حنبلی۔ شیعہ حضرات کہیں کہ جو عشرۂ محرم کا ماتم نہ کرے اور خلفائے راشدین کا سب وشتم نہ کرے وہ دشمن اہل بیت

راہِ نجات

برادرانِ اسلام۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے اندر آپکا نام و نشان باقی رہے۔ اور ایام اندلس کے خونی منظر کا اعادہ نہ ہو تو آپ کا فرض ہے۔ کہ اندرونی اختلافات سے آنکھیں بند کرلیں اور اس وقت ایک میدان میں سب جمع ہو جائیں۔ اور سیدالمرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین کے مندرجہ ذیل فرمان واجب الاذعان پر عمل کریں تاکہ بیرونی حملوں اور مصیبتوں سے نجات پالیں۔ جب ہندوستان میں اسلام اعدائے اسلام کے حملوں سے بچ کر محفوظ و مامون ہو جائیگا پھر آپسمیں نپٹ لینگے

فرمان واجب الاذعان

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَ اَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَ ذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ رواہ البخاری ۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضہ سے مروی ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے ہماری نماز ادا کی اور ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہوُا ۔ اور ہماری ذبح کی ہوئی چیز کھالی۔ پس یہ وُہ مسلمان ہے۔ (بشرطیکہ بقیہ ضروریات وقطعیات اسلامی میں سے کسی کا منکر نہو) جس کی حفاظت کا اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ذمہ اُٹھایا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے ذمہ کی خیانت نہ کرو۔

خطرناک سیلاب

برادرانِ ملت تہذیب و تمدن و تعلیم مغربی کے باعث ایک خطرناک سیلاب آ رہا ہے جسکی طوفان خیز رو میں تہذیب اسلامی مفقود۔ تمدنِ اسلامی معیوب تعلیم اسلامی معدوم ہو رہی ہے۔

برادرانِ ملت جس دورِ دُنیا میں ہم حیاتِ مستعار کی گھڑیاں گذار رہے ہیں۔ اسمیں ایک سچے مسلمان کو مذہبی نصب العین سامنے رکھ کر چلنا سخت دشوار ہو رہا ہے۔ قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیگا ذلتیں اُٹھائیگا تمسخر برداشت کرے گا۔ مخالفتیں

سہیگا۔ اِن تمام مصائب کو رضاء مولیٰ برہمہ اولیٰ
کے عشق صادق کی بھینٹ چڑھائیگا۔ تب کہیں
اپنے متاع ایمان کو بچاکر لحد قبر میں داخل ہوکر چین
پائیگا۔ بالخصوص یہ دقتیں شہری زندگی میں زیادہ
رونما ہو رہی ہیں۔

(۱) مثلاً جو شخص اتباع حدیث کی تبلیغ کرے تو (بقول
چکڑالوی حضرات کے باطل پرست بنے۔

(۲) مثلاً جو شخص ارکانِ خمسہ نماز روزہ وغیرہ کی تبلیغ
کرے تو (بقول جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے) مُلّا کہلائے

(۳) مثلاً جو شخص تقلید آئمہ مجتہدین کی تبلیغ کرے تو
(بقول بعض تیز مزاج اہلحدیث کے) مشرک کہلائے۔

(۴) مثلاً جو شخص خالص توحید اسلامی کی تبلیغ کرے تو
(بقول بعض حضرات احناف کے) وہابی (بے ایمان)
کہلائے۔

(۵) مثلاً جو شخص تھیٹر اور سینما کے مخالف تبلیغ کرے
تو (بقول مغربی تمدن پرست کے) غیر مہذب کہلائے۔

(۶) مثلاً جو شخص مرد کا خلقتی شعار ڈاڑھی رکھنے کی تبلیغ
کرے تو (بقول مغربی جنٹلمینوں کے) سائن بورڈ
کا حامی کہلائے۔

علاج سیلاب

اِس خطرناک سیلاب کے روکنے کے لیئے ایک

بہترین نسخہ ہے جسکے دو اجزاء ہیں ہر مرد و زن کا سینہ تعلیم اسلام (کتاب و سنت) سے روشن کر دیا جاوے اور سیدالمرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اُنکی نظروں میں محبوب بنا دیا جائے۔ چونکہ ہمارے علماء عموماً بے عمل اور صوفی بے علم ہوتے ہیں۔ اس لیئے علماء کے علم سے نورِ الٰہی اور صوفیوں کے عمل سے عشق الٰہی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔

کھروں کی تمیز

عالموں۔ پیروں اور لیڈروں میں کھرے یا کھوٹے سچے یا جھوٹے اصلی یا نقلی کی پہچان کے لئے علاج سیلاب کا مذکور الصدر نسخہ بہترین کسوٹی ہے۔

لہذا

مسلمانوں کا فرض ہے کہ جس مقتدا کا سینہ کتاب وسنت کے نور سے منور نہ ہو اور عملی طور پر محمدی طرز معاشرت جن کے ہاں محبوب نہ ہو اُسکو راہنما نہ بنائیں۔ بلکہ اُسکے وجود کو ترقی اسلام کے لیئے سنگ راہ سمجھیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط۔

تصدیقات علمائے کرام

۱- الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ اصطفٰے احقر نے اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک سنا۔ یہ مضامین دردمند دل سے نکلے ہیں۔ جو انشاء اللہ دل پر اثر ضرور کرینگے اور امید قوی ہے کہ مؤلف دام ظلہٗ کا اخلاص ضرور تاثیر کرے گا۔ حق تعالٰے جملہ اہل اسلام کو اس کے پڑھنے اور دیکھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے اور مؤلف ممدوح کو اجر جمیل نصیب ہو۔
(قدوۃ الصالحین اسوۃ المحققین رئیس المحدثین صدر المدرسین دار العلوم دیوبند حضرت مولانا مولوی (سید) محمد انور (شاہ صاحب عفاء اللہ عنہ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۴۷ھ

۲- میں نے یہ رسالہ دیکھا اور مولٰنا صاحب سے سنا۔ اس وقت کے مصائب کا اسمیں پورا علاج ہے۔ اللہ تعالٰے مؤلف کو مسلمانوں کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے۔ فقط
(مولانا مولوی) محمد عبد العزیز (صاحب) امام مسجد جامع گوجرانوالہ

۳- میں نے یہ رسالہ اوّل سے آخر تک سنا۔ زمانہ موجودہ کے مصائب کا حقیقی علاج اگر ہے تو یہی ہے کہ جس کو حضرت قبلہ مخدوم مولٰنا احمد علی صاحب مدظلہ نے رسالہ کی صورت میں مسلمانان ہند کے سامنے پیش کیا جزاہ اللہ عنی وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔ فقط
(مولٰنا مولوی محمد عبد العزیز (صاحب) جامع صدر لاہور

۴- (مولوی) محمد نذیر (صاحب) حنفی نقشبندی مجددی عفاء اللہ عنہ

۵- (مولوی) سید انوار احمد (صاحب) جالوی جہلمی

۶- بندہ نے یہ رسالہ اوّل سے آخر تک سنا۔ واقعی علاج مذکورہ کے سوا مصائب موجودہ سے رہائی پانا ناممکن ہے (مولوی) غلام صدیق (صاحب) ڈیرہ غازیخانی (حال مقیم لاہور)

۷- ہم نے اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک دیکھا۔ اور میرا یقین ہے کہ اس دور آلام میں اگر اہل اسلام رسالہ ہذا پر پورا عمل کریں تو انشاء اللہ العزیز مصائب کی سب گتھیاں طے ہوجاوینگی۔ اللہ تعالٰے حضرت مؤلف کو جزاء خیر عطا فرمائے (مولانا مولوی) محمد چراغ صاحب مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع گوجرانوالہ

۸- ہم نے اس رسالہ کو دیکھا اس مصیبت کیوقت میں فاضل مؤلف نے مسلمانوں کی دستگیری فرمائی اللہ تعالٰے سے دعاء ہے کہ فاضل مؤلف کو جزاء خیر دے اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے (مولٰنا مولوی) محمد خلیل (صاحب)

۹- مولٰنا مولوی محمد (صاحب) مدنی حال وارد لاہور

نمبر ۱۲

قولہ تعالیٰ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

ترجمہ: بیشک اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بندوں کیلئے پیغام ہے اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے

تحفۂ میلاد النبی ﷺ

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۂ التالیف و الاشاعۃ انجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

مفت

محصول ڈاک ۷ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اَمَّا بَعْدُ

وِلادت باسعادت خیر الخلائق سیّد البشر صلی اللہ علیہ وسلم

برادرانِ مِلّت! وہ کونسا کلمہ گو ہے جسے خیر الخلائق سیّد البشر خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی ولادتِ باسعادت پر فخر نہیں؟ ہر مسلم حضورِ سراپا نور کے وجود باجود کو ابرِ رحمت خیال کرتا ہے یہی نہیں۔ بلکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔

عِیدُ مِیلَادُ النَّبِیّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مسلمانوں کو حضورِ سراپا نور کے ظہور کی خوشی اس لئے ہے کہ آپکی برکت سے انہیں وہ آبِ حیات ملا۔ جس سے وہ دنیا میں مردہ قوم سے زندہ قوم بن گئے

ذلیل سے عزیز قوم بن گئے	بداخلاق سے بااخلاق بن گئے
مفسد سے مصلح بن گئے	بدامن سے امن پسند بن گئے
راہزن سے محافظِ راہ بن گئے	غیر متمدن سے متمدن بن گئے
چور سے پاسبان بن گئے	بُت پرست سے خدا پرست بن گئے

انسان کی محسنِ حقیقی جلّ مجدہ سے سرکشی

حضور سراپا نور کے ظہور سے پہلے دنیا کیا تھی۔ ایک ظلمت کدہ تھی محسنِ حقیقی جل مجدہ کی احسان فراموشی کا بازار گرم تھا۔ عموماً ہر دِل محسن کشی کے جذبات ردیہ سے لبریز تھا۔ خدا پرستی جو انسان کا فطرتی جذبہ تھا اس کی بجائے حجر پرستی۔ شجر پرستی اور بُت پرستی وغیرہ کا دَور دَورہ تھا۔ بلکہ وہ قومیں (یہود و نصارٰی) جنہیں خالص خدا پرستی کا دعویٰ تھا۔ اور جو انبیاء علیہم السلام کے نقشِ قدم پر چلنے کی مدعی تھیں۔ وہ بھی انسان پرستی کے مرضِ مہلک میں مبتلا ہو چکی تھیں۔ قولہٗ تعالیٰ۔ قَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُنِ ابْنُ اللہِ وَ قَالَتِ النَّصَارٰی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللہِ۔

ترجمہ:۔ یہود کہتے ہیں۔ کہ عُزیر علیہ السلام خدا تعالیٰ کا بیٹا ہے اور نصارٰی کہتے ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ انتہٰی ۔

باہمی تعلقات کی خرابی

بعض طبقاتِ انسانی میں اس قدر سنگدلی آگئی تھی۔ کہ اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے (عرب) یا گلا گھونٹ کر مار دیتے تھے۔ (ہندوستان)، بد چلنی پر فخر ہوتا تھا۔ کہیں بعض انسانوں کو پیدائشی کمینہ اور خِلقتی غلام سمجھا جاتا تھا۔ اور اس خِلقتی کمینہ کا سایہ دوسری قِسم کے پاک انسانوں پر پڑ جائے تو وہ ناپاک ہو جاتے تھے۔ حاصل یہ ہے۔ کہ ساری دنیا میں ظلمتِ کفر و شرک کی گھٹائیں چاروں طرف چھا رہی تھیں۔ بد اخلاقیوں کا دَور دَورہ تھا۔ مذہب ایک بازیچۂ اطفال بنا ہوا تھا۔ جیسے چاہا موڑا توڑا۔ جسے چاہا کافر بنایا۔ جسے چاہا جہنم کا مستحق ٹھہرایا۔ علماءِ اہل کِتاب ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلا کرتے تھے۔ خود کو مذہبی مقتدا ظاہر کر کے ہر قسم کے اموال الٰہی پر قابض ہوتے تھے۔ اور ادائے حقوق اللہ میں سب سے زیادہ خود سُست تھے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ

ضرورۃِ مُصلح

نظامِ عالم کو ان تمام آلائشوں سے پاک کرنے کے لئے ایک ایسے مصلح کی ضرورت تھی۔ جس کی برکت سے یہ تمام نقائص دُور ہو جاتے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مخزنِ برکات

نظامِ عالم کو جس جامع ہادی کی ضرورت تھی۔ ان تمام خوبیوں کا حامل عالمِ تقدیر میں سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین کا وجودِ باجود تھا اس لئے دستِ غیب نے قرعۂ فال بنامِ فخر الاولین والآخرین فداہ ابی و امی ہی نکالا۔

مسلمانوں کا فرض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے تھے۔ اور جو فرائض منصبیہ آپ پر عائد کئے گئے تھے۔ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ہر فرد پر لازم ہے۔ کہ ان کمالاتِ محمدیہ کا مظہر و مترجم بنے۔ اسی حالِ محمدی کو سب سے پہلے اپنا حال بنائے اور بعد ازاں اس قول و فعلِ محمدی کی تبلیغ کو اپنا فرض قرار دے۔ تاکہ کہیں مندرجہ ذیل جرم کا مجرم قرار نہ دیا جائے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝

سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرض

قولہٗ تعالیٰ۔ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ ترجمہ۔ خدا تعالیٰ

وہ ذات بے نیاز ہے، جس نے اَن پڑھوں میں رسُول بھیجا جو (فرض اول)
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰاتِهٖ (ترجمہ) ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتا ہے انتہٰی۔
تلاوۃ مسنونہ کے دو جزو ہیں۔ الفاظ کا دہرانا۔ اور معانی کا سمجھنا۔
حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح تلاوۃ کا حقِ صحیح تب ہی ادا ہو سکتا ہے
کہ پڑھنے والا دونوں کا لحاظ تام کرے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ قرآن
حکیم کی تلاوت کا فائدہ بھی جب ہی ہو گا۔ ہاں یہ جو قاعدہ شرعی ہے کہ ہر
ایک حرفِ تہجیٔ قرآن کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ وہ مسلّم ہے مثلاً الحمد کی
تلاوت سے تیس نیکیوں کا مستحق ہو جائے گا۔ لیکن فرض کریجیئے کہ ایک
شخص قرآن حکیم کے ایک پارے کی تلاوت صبح کرتا ہے۔ بیشک اُس نے
بفضلہٖ تعالےٰ نیکیوں کا ایک انبار اپنے اعمالنامے میں جمع کر لیا۔ لیکن بازار یا
دفتر میں جاکر اُنہی احکام قرآنی کی اپنی جہالت علمی کے باعث عملی مخالفت
کرتا ہے۔ جن کی تلاوت صبح کر کے آیا ہے۔ تو وہ شخص قرآن حکیم کی روزانہ
تلاوت کے باوجود فاسق بلکہ اپنے فسق پر مصرّ (ضد کرنے والا) رہیگا۔ یاد رہے۔ کہ
اصرار علی الصّغیرۃ (چھوٹے گناہ پر ضد کرنا) گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کرنے والا اگر بغیر
توبہ مر جائے۔ تو اس کی سزا جہنّم ہے۔ قرآن حکیم کے معنی سے ناواقف
تلاوۃ کرنے والا ممکن ہے۔ کہ صغائر کو بھی نہ سمجھے اور ان میں مبتلا رہے
معنی سمجھ کر پڑھنے والا اگر ایک رکوع کی تلاوت کرتا ہے۔ لیکن جو حکم
احکم الحاکمین کی بارگاہ سے اسے ملتا ہے۔ اُسے سمجھ کر قوتِ ایمانی
کی برکت سے اس پر عمل کرنے کا عہد کر کے اُٹھتا ہے تو وہ تھوڑے سے

دنوں میں انشاء اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجہ کا پرہیزگار بن جائے گا +

ازالۂ غلط فہمی

مذکورہ الصدر عرضداشت سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں تلاوۃ سادہ یعنی معنی سمجھے بغیر پڑھنے کا مخالف ہوں۔ میں تو تلاوتِ مسنونہ کی تفصیل عرض کر رہا تھا۔ اگر تلاوۃ کا حقِ تام ادا نہ ہو سکے۔ تو پھر جتنا ہو سکے۔ اس سے قاصر نہ رہنا چاہیئے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ٭ (فرض دوم) وَيُزَكِّيهِمْ (ترجمہ) اور انکے باطن کو پاک کرتا ہے

توضیحِ مزید

یعنی امراضِ روحانی (حسد۔ بغض۔ کینہ۔ عداوت۔ تعصب ہٹ دھرمی غرور۔ انانیت۔ تکبر۔ جاہ طلبی۔ زر پرستی۔ بدنیتی و بدخواہی وغیرہ) سے پاک کرتا ہے۔ سرورِ کائنات فداہ ابی و اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں سوائے قرآن حکیم کے اور کوئی نصاب تعلیم نہ تھا۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اندر ان اوصاف حمیدہ کا پیدا ہو جانا محض قرآن حکیم کی تعلیم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی تاثیر سے تھا +

تزکیۂ تصوّف

طرائق اربعہ (یعنی صوفیائے کرام کے چار طریقے۔ نقشبندی۔ قادری۔

سہروردی یا چشتی) کے ذریعے سے جو تزکیہ کرایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ ذاکر کے دِل میں محبت الٰہی کا ذوق اسطرح غالب ہو جائے۔ جس طرح محبّ و محبوب کا تعلق ہوتا ہے۔ محبّ اپنے محبوب کی ہر اَدا پر فدا ہوتا ہے۔ اِسی طرح خدا پرست مومن اپنے محبوب و معشوق حقیقی جل مجدہٗ کے ہر ایک حکم کی تعمیل بخوشی کرے اور حجابات طبعیہ و رسمیہ مانع نہ ہوں۔ **مثال** ۔ صوفیائے کرام کی صحبت اور اشغال و لطائف تزکیہ کی مثال بعینہٖ اسی طرح پر ہے۔ جس طرح تختی کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ تاکہ قلم بآسانی لکھ سکے۔ اور لکھا ہوا صاف پڑھا جائے۔ حضرتِ مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرّہٗ العزیز اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ طریقت اور حقیقت شریعت کی خادمہ ہیں +

لہٰذا

تزکیۂ تصوف متعارف لوحِ دل کو احکام شریعت کے لکھنے کی خاطر صاف ستھرا کرنے کا نام ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ

فرض سوم وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ - ترجمہ:- اور انہیں کتاب (اللہ تعالےٰ کی نازل کی ہوئی) پڑھاتا ہے +

تالی و معلم کا فرق

تالی (تلاوۃ کرنے والا) نفظ الفاظ کے دہرانے والے کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ مخاطبین کے شکوک و شبہات میں سے ایک کا بھی جواب

دینے کی استعداد نہ رکھتا ہو۔ لیکن معلمِ قرآن میں اس استعداد کا ہونا ضروری ہے۔ جس سے متعلمین کے شکوک وشبہات رفع ہوں۔ اور اُن کا دِل کتابُ اللہ کے معانی کے علاوہ مصالح اور حِکَم سے بھی روشن ہو۔ اور ان کے قلوب میں کتابُ اللہ کے حقائق ومعارف سے منزلِ کِتاب جَلَّ مجدُہٗ وعزّ اسمہٗ کی عظمت ورفعت کا سِکّہ بیٹھ جائے اور اس کتابِ پاک کی تعلیمِ ربّانی کا وہ نشہ ان پر چڑھے کہ جب تک ساری دُنیا کو پیغامِ حق پہنچا نہ لیں۔ چین نہ آئے۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (فرضِ چہارم) وَالْحِكْمَةَ (ترجمہ اور وہ نبی انہیں حکمت سکھاتا ہے انتہٰی ؛

حِکمت کے معنی دانش ہے۔ یعنی مقاصدِ قرآنِ حکیم پڑھا لینے کے بعد درسگاہِ نبوی سے صحابۂ کرام کو وہ فہم ودانش وعقل وشعور سکھایا جاتا ہے۔ جس سے مقاصد بہمہ قرآن بفضلہ تعالےٰ بآسانی حاصل ہو جاتے ہیں قرآنِ حکیم تو آج بھی مسلمانوں میں موجود ہے۔ لیکن وہ دانش نہیں ہے جو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو رسولُ اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کی صحبت میں حاصل ہوتی تھی۔ دنیا بھر کے بہادر جرنیلوں سے بڑھ کر وہ بہادر جرنیل تھے

دنیا بھر کے علماء سے بڑھ کر وہ بڑے عالم تھے

〃 〃 〃 منصفوں 〃 〃 عالی دماغ منصف 〃

دُنیا بھر کی منظّم فوجوں سے بڑھ کر وہ منظّم فوج تھے
" " کے سپاہیوں " " فرمانبردار سپاہی "
" " مبلّغین " " بہترین مبلّغ "
غرضیکہ ان کے تمام اقوال و افعال میں دانشمندی کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ ایک آج ہم ہیں۔ کہ ہم پر یہ ضرب المثل صادق آتی ہے
اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی ٭

آخری عرضداشت

مسلمانوں کا فرض ہے کہ میلاد النبی صلّے اللہ علیہ وسلم کی اس حکمت کو پیش نظر رکھیں۔ جو آپ کے وجود مسعود کے ساتھ وابستہ تھی۔ جس کا ذکر گزشتہ چار فرضوں میں آچکا ہے اور اس کے احیاء میں سرگردان و ساعی ہوں۔ فقط یہی کافی نہیں کہ شیعہ حضرات کی طرح سال میں فقط ایک دفعہ اس واقعے کی یاد تازہ کردی جائے اُس دن کچھ کھایا یا کچھ کھلایا یا کچھ وعظ کرایا۔ بس ختم شد۔ بلکہ ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ سال کے بارہ مہینے اور ہر مہینے کے تیس دن اور ہر دن کے چوبیس گھنٹوں اور ہر گھنٹے کے ساٹھ منٹوں میں حکمتِ میلاد النبی صلّے اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال بنائے۔ اور دوسرے بنی نوع انسان کو اس نعمت عظمٰی کی شرکت کے لئے دعوت دیتا رہے وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ اٰمِیْن یَا اِلٰہُ الْعَالَمِیْنَ ٭

موجودہ مجالِس ہائے میلاد

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت یا مناقب کا ذکر خیر موجبِ نزولِ رحمت آلیتہ ہے۔ اِس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا۔ اور ایسی مجالس متبرکہ کا انعقاد جب کوئی چاہے ہوسکتا ہے۔ ان مجالس میں ایسے علماءِ باخبر کو بلایا جائے۔ جن کے دلوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سچا عشق ہو۔ اور آپ کے اتباع سے ان کے اقوال وافعال صورت وسیرت رنگی ہوئی ہو۔ تاکہ ان کی زبان میں تاثیر ہو۔ اور سننے والوں پر بھی اثر ہو۔ ایسی مجالس کیلئے نہ تعیین تاریخ کی ضرورت ہے۔ نہ تکلفاتِ روشنی اور سامان خورد و نوش کی احتیاج ◆

موجودہ مجالسِ میلاد میں مندرجہ ذیل نقائص پائے جاتے ہیں:۔

۱۔ بجائے علمائے ربانی کے عموماً خوش الحان نعت خواں بلائے جاتے ہیں ◆

۲۔ نعت خوان عموماً جاہل بےدین۔ داڑھی منڈے۔ بے نماز۔ غیبت کرنے والے جھوٹے بولنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی خوش آوازی کے باعث انہیں اس مجلسِ مبارک کا روح رواں بنایا جاتا ہے ◆

۳ - نعتیں عموماً جاہلوں کی لکھی ہوئی ہوتی ہیں - جن میں شریعت محمدیہ کے قواعد و ضوابط کا لحاظ نہیں رکھا جاتا - مثلاً ایک نعت کا ایک شعر بطورِ نمونہ مشاہدہ ہو ؎

شریعت کا ڈر ہے نہیں صاف کہدوں خدا خود رسولِ خدا بن کے آیا

۴ - ایسی مجالس کے انعقاد کے وقت ضرورت سے زائد روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے - جو اسراف ہے اور شرعاً حرام ہے - مثلاً ایک چراغ سے مسجد روشن ہو سکتی ہے - تو اس کی بجائے دس پندرہ جلا دیئے جاتے ہیں +

مذکور الصدر نقائص پر جو شخص اپنے بھائیوں کو متنبہ کرنا چاہے - تو بجائے اپنی اصلاح کے اُلٹا مصلح کو وہابی - بے ایمان - دشمنِ رسولؐ کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ - وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ؁

تصدیقِ فقہائے علماء کرام

۱ - بندہ نے یہ رسالہ اول سے آخر تک سُنا - واقعی صحیح میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہونا چاہیئے جس طرح حضرتِ مؤلف نے بیان فرمایا ہے نہ وہ خرافات جو رائج ہو چکی ہیں دستخط (حضرت مولانا مولوی) بندہ غلام صدیق (صاحب فاضل دیوبند) ڈیرہ غازی خانی

۲ - رسالہ ہذا کو احقر نے دیکھا - واقعی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت عمدہ رسالہ ہے جو افراط و تفریط سے بالکل خالی ہے - اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جن کی محنتوں اور کاوشوں کا صحیح نتیجہ اس رسالہ کو قرار دیا جا سکتا ہے جزائے خیر عطا فرمائے اور سامعین و قارئین رسالہ ہذا کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح راہ کی ہدایت فرمائے - آمین - (مولانا مولوی) احقر عبدالحنان (صاحب فاضل دیوبند) ہزاروی مقیم مدرسہ قاسم العلوم متعلقہ انجمن خدام الدین لاہور

۳ - هکذا ینبغی لاهل العلم ان یصرفوا اعمادهم فی مشاغل الخیر کما فعل مصنف هذه الرسالة (العبد محمد مولانا مولوی محمد مدنی (فاضل دیوبند)

۴ - میں نے اس رسالہ کو سنا ہے واقعی میلاد سرور کائنات کا اس طرح ہونا چاہیئے نہ وہ خرافات جو اہل بدعت نے اپنی طرف سے اختراع کیے ہیں مؤلف رسالہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے (مولانا مولوی) بندہ سید انوار احمد (صاحب جالوی) جہلمی مقیم مدرسہ قاسم العلوم لاہور

۵ - اس مختصر رسالے کو دیکھا - تو معلوم ہوا یعنی کثیر اوراقِ قلیل پر رکھ کر حضرت مولٰنا نے تقسیم فرمائی ہے - جہاں نظر پڑی بحر زخار کے چشمے دیکھے - یعنی قرآن شریف ہی ہر پہلو پر پیش فرمایا - پھر ترتیب مضامین وہ پیاری کہ جی چاہتا ہے کہ بار بار دیکھا کروں - معلوم ہوتا ہے حضرت مولٰنا نے بہت خلوص کے ساتھ لکھا ہے اللہ تعالٰے کی ذات سے قوی امید ہے - کہ نفع کثیر فرمائیں + (مولانا مولوی) احقر عبداللہ (صاحب) گوڑ گانوی - دیو بندی

انجمن خدام الدین لاہور کے نسخے

قرآن عزیز

بہ تحشیہ جدیدہ

عکسی طباعت نفیسے مُزیّن

مرتبہ :-

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ھدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
	کرنا فلی سفید کاغذ	مکینکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔

ناظم شعبہ تالیف واشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

نمبر ۱۵

قولہ تعالیٰ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

رسالہ موسومہ تحفہ

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التبلیغ والاشاعۃ انجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ لاہور
مطبوعہ: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

نوٹ: مقامی حضرات دفتر سے مفت لے سکتے ہیں بیرونی حضرات پیسے کے ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں

الحمد للہ رب العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الکریم

خلاصۂ عقائدِ اسلامی

برادرانِ اسلام! ہم خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے بندے ہیں۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت ہیں مذہب ہمارا اسلام ہے جس کا مجموعۂ احکام قرآن ہے۔ اس کی شرح حدیثِ خیر الانام ٭

فرقۂ ناجیہ کی راہ عمل

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ آپؐ کی اُمت میں بہتر فرقے ہوں گے۔ بہتر دوزخ میں جائیں گے۔ اور ایک بہشت میں جائیگا۔ نجات پانے والے فرقے کی راہِ عمل وہی ہوگی جس کا ذکر خلاصۂ عقائدِ اسلامی کے عنوان میں آچکا ہے۔ وہ اس دائرے سے کبھی باہر نہیں جاتے۔ قرآن وحدیث کے اجمال کی تفصیل یا اُن کے کسی اشارے "دلالت" یا عبارت کامل واضح تو کردیتے ہیں۔ لیکن اپنی طرف سے کوئی ایسی ایجاد نہیں کرتے جس سے مقصدِ اسلامی فوت ہو مخصوصیات اسلامی فنا ہوں۔ حلقہ بگوشانِ اسلام میں افلاس آئے۔ اور تفریق ہوجائے

افلاس و ذلت کا شکار ہوں ؛

اہل السنۃ والجماعۃ

اہل السنۃ والجماعۃ حقیقت میں مسلمانوں کے اسی مقدس گروہ کا نام ہے جس کے اندر اسلام حقیقی (جس کا ذکر فرقۂ ناجیہ کی راہِ عمل میں ہو چکا ہے) کی جھلک ہو۔ اور مذکورۃ الصدر ایجادات سے پاک ہو۔

ہندوستان کا وہابی

ہندوستان میں وہابی کا لفظ استعمال کے لحاظ سے ایک جنس قرار پا گیا ہے جس کے ماتحت دو نوع ہیں۔ ایک وہ وہابی جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہم خیال و ہم مشرب و ہم مذہب ہوں۔ دوسرے وہ لوگ جو ائمۂ اربعہ خادمانِ اسلام میں سے کسی کے فروعات میں متبع بھی ہوں۔ لیکن اسلام محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے روشن و منور چہرے سے بدعات کا سیاہ نقاب چاک کر کے دکھانا چاہیں۔ تو یہ بھی علماء سوء کے ہاں وہابی ہی کہلاتے ہیں۔ مقلدین آئمہ اربعہ ہزار دفعہ پکاریں کہ ہم کتاب و سنت کے بعد بقیۃ خیالات فروعات مسائل میں محمد بن عبدالوہاب کے متبع نہیں ہیں۔ بلکہ آئمۂ اربعہ میں سے فلاں امام کے متبع ہیں۔ لیکن بدعت پسند علماء ایک نہیں سنتے ؛

لاپرواہی کا باعث

بدعت پسند علماء کی لاپرواہی کا باعث اصلی یہ ہے کہ جہّال کو

فرقہ وہابیہ کے متعلق صحیح و غلط الزامات سُنا سُنا کر اس قدر متنفر کیا ہوا ہے۔ کہ اس فرقے سے بدتر دنیا میں کوئی چیز ہی نہیں اس لئے اب بدعت پسند علماء جس وقت کسی شخص پر وہابی کا لقب لگا دیتے ہیں۔ تو جاہل اس شخص سے اس قدر متنفر ہو جاتے ہیں کہ شائد خنزیر اور پاخانے سے بھی اتنے متنفر نہ ہوتے ہوں۔ ایسے شخص کی ہر بات کو گمراہی سمجھا جاتا ہے خواہ وہ کتاب و سنت ہی سے کہے۔ اور اس تنفر کے باعث علماء سوء (بُرے عالم) کی خوب شکم پروری جُہال کے دروازوں سے ہوئی رہتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

معراج مبارک

گذشتہ تمہید کے بعد اب معراج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند عنوان قائم کرکے ان پر ترتیب وار بحث کی جاویگی ؛

عنوانات

(۱) معراج جسمانی ہوا یا روحانی
(۲) معراج کا عقلی ثبوت
(۳) روایات معراج میں سالوں کا اختلاف
(۴) روایات معراج میں مہینوں کا اختلاف
(۵) نتیجۂ اختلاف۔
(۶) معراج کے متعلق بعض خلاف شرع رسوم
(۷) حدیث المعراج
(۸) تحفۂ معراج
(۹) وعید تارک تحفۂ معراج

معراج جسمانی ہوا یا روحانی

خلاصۂ عبارات تفاسیر

خازن:- وَالْحَقُّ الَّذِی عَلَیْهِ اَکْثَرُ النَّاسِ وَمُعْظَمُ السَّلَفِ وَعَامَّةُ الْخَلَفِ مِنَ الْمُتَاَخِّرِیْنَ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ وَ الْمُتَکَلِّمِیْنَ اَنَّهٗ اُسْرِیَ بِرُوْحِهٖ وَجَسَدِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَیَدُلُّ عَلَیْهِ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا وَ لَفْظُ الْعَبْدِ عِبَارَةٌ عَنْ مَجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ وَالْاَحَادِیْثُ الصَّحِیْحَةُ الَّتِیْ تَقَدَّمَتْ قَبْلَ هٰذَا الْفَصْلِ تَدُلُّ عَلٰی صِحَّةِ هٰذَا الْقَوْلِ لِمَنْ طَالَعَهَا وَبَحَثَ عَنْهَا وَالصَّحِیْحُ مَا عَلَیْهِ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ ۔ (خازن جلد ثالث)

معالم التنزیل:- رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا کَانَتْ تَقُوْلُ مَا فَقَدَ جَسَدُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَسْرٰی بِرُوْحِهٖ وَالْاَکْثَرُوْنَ عَلٰی اَنَّهٗ اُسْرِیَ بِجَسَدِهٖ فِی الْیَقْظَةِ وَ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ الصَّحِیْحَةُ عَلٰی ذٰلِکَ (معالم التنزیل)

بیضاوی

وَاخْتُلِفَ فِیْ اَنَّهٗ کَانَ فِی الْمَنَامِ اَوْ فِی الْیَقْظَةِ بِرُوْحِهٖ اَوْ بِجَسَدِهٖ وَالْاَکْثَرُ عَلٰی اَنَّهٗ اُسْرِیَ بِجَسَدِهٖ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ عُرِجَ بِهٖ اِلَی السَّمٰوٰتِ حَتَّی انْتَهٰی اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَلِذَالِکَ تَعَجَّبَ قُرَیْشٌ وَاسْتَحَالُوْهُ (بیضاوی شریف جلد اوّل) ۔

الحاصل

عبارات مفسرین کا حاصل یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور جسم مبارک دونوں کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور الٰہی جل شانہ وعز برہانہ میں پہنچایا گیا۔ اور یہی مذہب صحیح ہے۔ انتہٰی۔ اس مذہب کے مخالفین کی تعداد بمشکل ایک فیصدی ہوگی۔ اور اس مذہب کا منشاء بعض صحابہ کرام (مثلاً حضرت عائشہ رض) کا قول ہے لیکن اس کا جواب محدثین یہ دیتے ہیں۔ کہ اسراء یعنی رات کو بیت المقدس کی سیر دو دفعہ آپ کو کرائی گئی ہے۔ ایک دفعہ خواب میں جس کا ذکر حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں اور دوسری دفعہ واقعہ معراج میں اور یہ سیر جو واقعہ معراج میں ہوئی ہے۔ یہ بیداری کی حالت میں ہوئی ہے۔ اسی لئے تو کفار مکہ نے انکار کیا تھا۔ اگر وہ لوگ بیداری کا واقعہ خیال نہ کرتے تو کبھی اس واقعے کو بعید از عقل نہ سمجھتے۔ اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی عمارت کے متعلق امتحانی سوالات نہ کرتے۔

معراج جسمانی کا عقلی ثبوت

انسان کے دو جز وہیں۔ ایک جسم جس کی ترکیب عناصر کے اجزاء لطیفہ سے ہے۔ اس حصہ کے نشو و نما کے لئے انہی اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے جن کی ساخت عناصر سے ہو۔ اور دوسرا جزء انسان کی روح ہے۔ روح کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ چار ماہ کے بعد جب ساخت

عضاء ماں کے رحم میں مکمل ہو جاتی ہے۔ تب خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک برقی طاقت اس جسم بے جان کے اندر آگھستی ہے اور وہ فوراً متحرک ہو جاتا ہے۔ اور زندہ کہلاتا ہے۔ گویا کہ زندگی اس روح کے اثر کا نام ہے بدن کے ڈھانچے میں روح ہے تو انسان زندہ ہے۔ ورنہ مُردہ۔ بلکہ تمام اقوال وافعال انسانی کا منبع فقط یہ روح ہے۔ جب یہ رُوح بدن انسانی سے خارج ہو جاتی ہے تو انسان مُردہ بے کار اور سپرد زمین کرنے کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ تحریر سابق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان دراصل اس رُوح کا نام ہے۔ اور جسم عنصری اس کا آلۂ کار ہے۔ ان دونوں کی نسبت انجن اور سٹیم کی سی ہے۔ نقل وحرکت تو انجن کے پرزے ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر سٹیم نہ ہو تو انجن ایک انچ حرکت نہیں کر سکتا سٹیم ہی کی بدولت ہزاروں کام انجن سے لئے جاتے ہیں یہی سٹیم جب زیادہ طاقتور ہو جائے تو سالم انجن لکڑی کا کافی بوجھ اور کئی انسانوں کو اُٹھا کر ہوا پر اُڑنے لگ جاتا ہے ۔

بعینہٖ اسی طرح جب انسانی روحانیت کا سٹیم زیادہ تیز اور طاقتور ہو جاتا ہے تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اُڑتا ہے۔ جس چیز کو انسان اپنی ناقص عقل اور محدود فہم سے ایک محدود حد تک پہنچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کام کو اپنے کلمۂ کُن سے بے انتہا درجے تک لے جا سکتا ہے لہذا بالفرض انسان اگر لوہے لکڑی اور آدمی کو دو میل کی بلندی تک آسمان پر اُڑا سکتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کی قدرت میں انہی اشیاء کو دو کروڑ یا دو سنکھ میل بلکہ اس سے زاید مسافت پر پہنچانا کوئی بعید نہیں ہے ۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝

اختلاف روایات

معراج شریف کس سال ہُوا

نمبر شمار	سال	حوالہ کتاب
۱	ہجرت سے پہلے چھ ماہ ہُوا	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
۲	ہجرت سے پہلے آٹھ ماہ ہُوا	〃 〃 〃
۳	ہجرت سے پہلے گیارہ ماہ ہُوا	〃 〃 〃
۴	ہجرت سے پہلے ایک سال ہُوا	فتح الباری و عینی شرح بخاری
۵	ہجرت سے پہلے چودہ ماہ ہُوا	فتح الباری
۶	ہجرت سے پہلے پندرہ ماہ ہُوا	فتح الباری و عینی شرح بخاری
۷	ہجرت سے پہلے سترہ ماہ ہُوا	〃 〃 〃
۸	ہجرت سے پہلے اٹھارہ ماہ ہُوا	〃 〃 〃
۹	ہجرت سے پہلے تین سال ہُوا	عینی شرح بخاری
۱۰	ہجرت سے پہلے آٹھ سال ہُوا	〃 〃 〃

معراج شریف کس مہینہ میں ہُوا

نمبر شمار	نام ماہ	حوالہ کتاب
۱	شوال	فتح الباری و عینی شرح البخاری
۲	ذی الحجہ	〃 〃 〃
۳	ربیع الاوّل	〃 〃 〃
۴	ربیع الاخر	فتح الباری
۵	رجب	فتح الباری و عینی شرح بخاری
۶	رمضان	فتح الباری

نتیجۂ اختلاف

جو رسم و رواج حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عمل میں لائے گئے یا جن عبادات کو اس مبارک زمانے میں عملی جامہ پہنایا گیا۔ آپؐ سے صحابہ کرامؓ نے سیکھے اور صحابہ کرامؓ سے انکے شاگردوں نے سیکھے۔ علیٰ ہذا القیاس ایسی چیزوں میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مثلاً فرضی روزے ہر ایک مسلمان ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہی دیکھتا اور کرتا آیا ہے۔ کہ رمضان مبارک ہی میں رکھے گئے۔ لہذا کوئی شخص اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ کہ روزے بجائے رمضان شریف کے ربیع الاوّل یا شعبان میں رکھے جائیں۔ لہذا برسوں اور مہینوں کے اختلاف مذکورہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ یا صحابہؓ کرام یا تابعین کے زمانے میں معراج شریف کے نام سے کسی تقریب کے منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔ جسمیں خورد و نوش یا لباس و پوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کیجاتی ہو۔ اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو نا ممکن تھا کہ اسقدر اختلاف باقی رہتا۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جسے حضور سرورِ کائنات فداہ ابی و امی کی اس عزت افزائی سے فرحت و سرور نہ ہو جو آپؐ کو معراج شریف کی رات دربارِ الٰہی میں نصیب ہوئی ہے لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی پسندیدہ بلکہ جائز نہیں ہے جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے۔ اس خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ آئندہ تحفہ معراج کے عنوان میں آئیگا۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

خلاف شرع رسوم

پنجاب میں شب معراج شریف ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے

دن کو حلوا بھی پکایا جاتا ہے۔ رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں رات کو آتشبازی چلائی جاتی ہے۔ اور مٹی کی چھوٹی رکابیوں پر رنگین کاغذ منڈھے جاتے ہیں۔ جن میں چراغ رکھکر رات کو در و دیوار پر چراغان کیا جاتا ہے۔ پنجابی میں اس رسم کو کوّل جلانا کہتے ہیں جو شخص ان رسموں کی مخالفت کرے اُسے وہابی کا لقب دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عموماً آئمہ مساجد جاہلوں کی اس گالی سے ڈر کر ان کی مخالفت نہیں کرتے۔ حالانکہ پہلی رسم کو عبادت سمجھنا بالکل فضول ہے۔ دوسری تیسری اور چوتھی میں تبذیر اور اسراف پایا جاتا ہے۔ جو شرعاً حرام ہے اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

حدیث المعراج

مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معراج کا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا۔ کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا اُسنے میرے سینے کو ناف تک چیرا میرا دل نکالا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھوکر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھدیا گیا ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھوکر ایمان اور حکمۃ سے بھر دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی۔ جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی جس کا نام براق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ اور جبرئیل علیہ السلام

مجھے ساتھ لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمانِ دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں میں نے آدم (علیہ السلام) کو پایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے میں نے ان پر سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ۔ پوچھا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) موجود تھے۔ اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) ہیں۔ ان دونوں کو سلام فرمایئے۔ میں نے سلام کہا۔ دونوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیلؑ۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا۔ یوسف (علیہ السلام) کو پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ یوسف (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انھوں

نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا ہاں کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ادریس (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ ادریس (علیہ السلام) ہیں ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا جبرئیل کہا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ہارون (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا یہ ہارون (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر جبرئیل مجھے لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل پوچھا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب وہاں پہنچا۔ تو موسیٰ

(علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا۔ یہ موسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں اُن کے پاس سے گذرا تو رو پڑے۔ ان سے کہا گیا۔ آپ کو کس چیز نے رلایا۔ فرمانے لگے۔ اس لئے رویا۔ کہ ایک نوجوان (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم) میرے بعد بھیجا گیا۔ اس کی امت میری امت سے زیادہ بہشت میں جائے گی۔ پھر جبرئیلؑ مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے فرمایا جبرئیلؑ کہا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ابراہیم (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ آپ کے باپ ابراہیم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب فرمایا۔ پھر کہا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر میں سدرۃ المنتہےٰ تک اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جتنا بڑا تھا۔ اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبرئیل عؑ نے فرمایا۔ یہ سدرۃ المنتہےٰ ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر۔ دو دریا باطن۔ میں نے کہا اے جبرئیل عؑ یہ کیا ہے۔ فرمایا۔ دو باطن والے جنت کے ہیں۔ اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا۔ اور میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے دودھ والے برتن کو لے لیا۔ جبرئیل عؑ نے فرمایا۔ یہی فطرت

ہے جس پر تو اور تیری امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں (دربارِ الٰہی سے) لوٹ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام پر گذرا۔ انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری اُمت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ خدا (تعالےٰ) کی قسم ہے۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں لوٹ کر جایئے۔ اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے پھر میں لوٹ کر گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں معاف فرمادیں۔ پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ کر آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ تب اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمادیں پھر میں لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر میں موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ آیا۔ پھر ایسا ہی فرمایا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ (تعالیٰ) نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی فرمایا۔ پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا۔ روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا۔ تیری اُمت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے۔ اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جایئے۔

اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجیے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے۔ اب شرم آتی ہے۔ اب میں راضی ہو جاتا ہوں۔ اور اپنا اور اُن کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں آگے گذرا۔ ایک منادی نے آواز دی۔ میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کر لیا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

تحفۂ معراج

برادرانِ اسلام۔ معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھیئے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم اپنی اُمتِ مرحومہ کے لئے کیا تحفہ لائے ہیں۔ روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ و السلام اپنی امت مرحومہ کیلئے بارگاہِ باری جل مجدہٗ و عزّ اسمہٗ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ معراج شریف کو سمجھا جائے۔ اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور تبرک جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ اس کو قبول کرے۔ اور اس تحفہ معراجیہ کو تا دم لحد ہاتھ سے جانے نہ دے۔ جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا۔ وہ گویا کہ معراج شریف کی برکت آسمانی سے محروم رہنا چاہتا ہے۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ و السلام کا وہ ہاتھ مبارک جو اپنی امت کے ہر کلمہ گو کو تحفہ معراجیہ دینے کے لئے بڑھا ہوا ہے۔ اس سے تحفہ لینے کا انکار کر رہا ہے ❊

وعید تارک تحفۂ معراج شریف

حضرت جابر رضہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کو ملا دینے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے (مسلم) یعنی جو شخص نماز ترک کرتا ہے اس میں کفر کی بو آجاتی ہے ۔ ایک دوسری حدیث شریف کا یہ مضمون ہے ۔ کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے ۔

برادران اسلام ۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے تحفۂ معراج کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

اُلٹی کھوپری

موجودہ زمانہ کے جاہل عجیب الٹی کھوپری کے واقع ہوئے ہیں حکم خدا تعالےٰ اور اتباع سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو پرواہ نہیں کرتے اور اپنی خود ساختہ بدعات و ایجادات خوب زور دیکر کرتے ہیں جو رد کرے اس پر جھٹ وہابی کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور بعض کمزور ایمان والے یا جاہل ملا جو شکم پروری کے لئے ان جاہلوں کے امام بنے ہوئے ہیں وہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں ۔ جس سے ان جہال کو سند مل جاتی ہے ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ وَ وَفِّقْنَا لِاِتِّبَاعِ نَبِیِّکَ الْکَرِیْمِ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

۵۸۶

نمبر ۱۶

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے ہاں تمہارے دل کی پرہیزگاری مقبول ہے

رسالہ موسومہ

فلسفۂ عید قربان

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشیع شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

ذی الحج سنہ ۱۳۸۰ھ

مقامی حضرات دفتر سے مفت اور بیرونجات سے ۷ پیسہ کا ٹکٹ برائے محصولڈاک بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

ہر حکم الٰہی میں حکمت

دنیا میں ہر عقلمند کا یہ قاعدہ ہے کہ اپنے ذہن
میں ہر کام کے نفع و نقصان کا موازنہ پہلے کرتا
ہے۔ جو چیز اسکے حق میں انفع ہو۔ یعنی جس کا
نفع بجائے نقصان کے زیادہ ہو اُسے پسند کرتا ہے
جب یہ ایک ایسی ہستی کا معمول ہے جس کی عقل
محدود فہم نارسا انکشاف حالات مستقبلہ سے عاجز و
بیکس ہے جسکے سارے فیصلے محض ظن و تخمین پر ہیں

تو کیا اس عالم الغیب والشہادۃ، قادر مطلق، فعال لما یرید
کا یہ دستور العمل نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ تو حکیم علی الاطلاق
ہے۔ اس کا کوئی کام اور کوئی حکم حکمت سے خالی
نہیں ہو سکتا۔

مراتب فہم

ہاں ایک امر کے تسلیم کرنے میں کسی کو چارہ نہیں
وہ یہ کہ عقل و فہم انسانی کے مراتب مختلف ہیں۔
ایک ہی چیز ایک شخص کے ہاں بدیہی ہے تو دوسرے
کے حق میں نظری۔ نظری ہونے کے بعد پھر ایک آدمی
محض اپنی فکر و غور سے اسے حل کر لیتا ہے تعلیم
کی اسے ضرورت نہیں۔ تو دوسرا اسی نظری کو بغیر
راہ نمائی کے حل نہیں کر سکتا۔ پھر راہ نمائی کے
بعد ایک شخص ادنیٰ اشارہ سے منقلب ہو جاتا ہے تو
دوسرے کیلئے معلم بہت دردسری کرتا ہے۔ تب اسے
کچھ سمجھ میں آتا ہے۔ جب فہم انسانی میں مراتب مختلف
ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے
حکمت و مصلحت کا سمجھنا ضروری قرار نہیں دیا گیا
بلکہ ایمان بالغیب پر اکتفا کیا گیا ہے۔ قولہ تعالےٰ۔
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ
يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔ ترجمہ:۔ اس کتاب (کے منزل

من اللہ ہونے) میں شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے
راہ نما ہے۔ وہ لوگ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ انتہیٰ
البتہ اللہ تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کو نعمت حکمتہ
سے بھی سرفراز فرماتا ہے وَمَنْ یُؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ
اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ ترجمہ :۔ اور جس شخص کو حکمتہ
(دانشمندی) عطا کی گئی بیشک اُسے بہت بھلائی دی گئی۔ انتہیٰ

حکمِ قربانی

اصل سابق کے مطابق حکم قربانی بھی حکمت سے خالی
نہیں ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض افراد اس حکمت
کو نہ سمجھیں اور بے سوچے سمجھے تعمیل حکم کر دیں ✦

قربانی کی ابتدا

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نسلِ انسانی کا بیج
جب سے سطح دنیا پر بویا گیا ہے۔ اسی وقت سے
یہ مبارک رسم قائم ہوئی ہے۔ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ
اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ
یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ الآیہ ترجمہ :۔ اِن لوگوں کو آدم علیہ السلام
کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنا دے۔ ان دونوں نے قربانی کی

پھر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ انتہیٰ +

ابراہیمی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے (حضرت اسماعیلؑ) کو ذبح کر رہا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب الہام الٰہی ہوتے ہیں۔ اسلئے اس خواب کو حکم الٰہی سمجھکر بیٹے سے استصواب فرمایا۔ بیٹے نے عرض کی۔ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کیجئے مجھے خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ صابر پائینگے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادے کو ذبح کرنے کیلئے لے گئے۔ جب ذبح کرنے کی غرض سے بیٹے کو لٹایا۔ اس وقت اللہ تعالےٰ سے آواز آئی اے ابراہیم (علیہ السلام) تونے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ اور اللہ تعالےٰ نے بیٹے کے عوض ایک مینڈھا عطا فرمایا۔ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

ابراہیمی قربانی کے نتائج

۱۔ جب حصول رضاء الٰہی کے لئے بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہوگئے۔ تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریق اولیٰ کوئی دریغ نہ تھا۔

۲-جب جان اور اولاد قربان کرنے کیلئے تیار تھے۔ تو مال قربان کر کے خدا تعالےٰ کو راضی کرنے میں انہیں کیا عذر ہوگا ۔
۳-جب انکے ہاں جان، اولاد، اور مال رضاء الٰہی کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ تھا۔ تو وہاں حب وطن محبّت الٰہی کا کب مقابلہ کر سکتی ہے۔
۴-جب اللہ تعلےٰ کی رضاء حاصل کرنے میں جان اولاد کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو اعزہ و اقرباء کے تعلقات انہیں دروازہ الٰہی سے کب ہٹا سکتے ہیں۔
۵-جب جان، اولاد، اور اعزہ و اقرباء اس دُرِّ یتیم رضاء الٰہی، پر ان کے قربان ہو چکے ہیں تو محبت بقیہ احباب دنیا انہیں کب یاد الٰہی سے غافل کر سکتی ہے
۶-جب رضاء الٰہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے۔ تو کوئی تجارت و زراعت یا صنعت و حرفت انکا دل کب لبھا سکتی ہے۔

تجدید ملّتِ ابراھیمیؑ

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ و السّلام در اصل ملّتِ ابراہیمی کے مجدد ہیں وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (سورۂ حج رکوع ۱۰ پارہ ۱۷)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو۔ جیسا کوشش کرنیکا حق ہے۔ اُسنے تم کو (اور امتوں سے) ممتاز فرمایا اور اُس نے) تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی تم اپنے باپ ابراہیم کی (اس) ملت پر (ہمیشہ) قائم رہو اُس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے ۔

ابراہیمی قربانی کی تازہ یاد

چونکہ شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین بنیاد ابراہیمی پر قصر شریعت محمدی تعمیر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسلئے آپ نے بھی اپنی امت کو حصول رضاء الٰہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی۔ تاکہ امت محمدیہ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے۔ اور ہر کلمہ گو کا نور ایمان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو جائے۔

تنبیہ

مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کرتے وقت جذباتِ ابراہیمی کا خیال رکھیں۔ انہی دِل کے پاکیزہ جذبات کا نام تقویٰ ہے۔ جوکہ اللہ تعالےٰ کے ہاں محبوب و مقبول ہے۔ ارشاد ہوتا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں

پہنچتے۔ اُسکے ہاں (اس) تقوی کی قدر وقیمت ہے۔ (جو قربانی کرنے والے کے دل میں حاصل ہوتا ہے۔)

بیک کرشمہ دو کار

بفضلہ تعالے اُمت محمدیہ دعوئی سے کہ سکتی ہے۔ کہ شریعت محمدیہ کے ہر حکم میں دین و دنیا، دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے ادھر خدا تعالے راضی ہوجاتا ہے۔ تو اُدھر دنیا سنور جاتی ہے۔ ادھر آخرت کی نجات کا سارٹیفکیٹ ملجاتا ہے۔ تو ادھر دنیا کی ذلتوں سے انسان رہائی پا جاتا ہے۔

فلسفۂ عید قربان

پیغام فتح اسلام

اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمیؑ کی تازہ یاد قرار دیں۔ اور ہر سال شمع رضاء الٰہی پر پروانہ وار قربان ہونے کے لئے دل و جان ظاہر و باطن سے تیار رہیں تو مالک الملک ذوالجلال والاکرام عز اسمہ وجل مجدہٗ انکی پشت و پناہ ہوگا۔ پھر ایسے سرفروش فدائیان اسلام کی جماعت جس میدان میں قدم رکھیگی۔ خدا تعالے انکی

حمایت کے لیئے زمین و آسمان کے لشکر بھیجدے گا پھر یہ دُنیا میں ستّر کروڑ نہیں۔ ستّر سو بھی ہونگے تو ہر میدان میں فتح و نصرت کا سہرا انہیں کے سر ہوگا۔ دُنیا میں کوئی قوم انکے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکے گی۔ جو قوم مقابلہ میں آئے گی مُنہ کی کھاکر جائیگی۔

رازِ فتح

اگر اصول مذہب سے قطع نظر کرلی جائے تو بھی عقلاء دنیا کے ہاں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ وحدت میں قوت اور انتشار میں ضعف لازمی ہے۔ مثلاً کچے سوت کی تاریں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ تو دو برس کا بچہ ایک ایک کو لیکر ٹکڑے کر سکتا ہے۔ لیکن انہیں میں وحدت پیدا ہو جائے تو ایک طاقتور جوان بھی کپڑے کے ایک گز کو کھینچ کر دو ٹکڑے نہیں کرسکتا یا مثلاً اینٹیں بکھری ہوئی ہیں۔ تو ان میں کوئی طاقت نہیں۔ اگر آپس میں ملکر کھڑی ہو جائیں۔ تو مضبوط قلعہ بنجاتا ہے۔ بعینہٖ اسلام اپنے متبعین کو ایک رشتہ وحدت میں پرو دیتا ہے۔ اور وہ رشتہ کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ہے ساری دنیا کے مسلمان چینی ہوں یا روسی۔ ہندوستانی ہوں یا جاپانی امریکی ہوں یا افریقی۔ ترکی ہوں یا عربی

اِنْ سَبْ کا

۱ - خدا ایک ہے - رحمٰن (عز اسمہٗ و جل مجدہٗ)
۲ - رسول ایک ہے - محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)
۳ - مذہب ایک ہے - اسلام
۴ - دستور العمل ایک ہے - قرآن
۵ - مرکز (سنٹر) ایک ہے - بیت اللہ الحرام

الحاصل

حاصل یہ ہے کہ اسلام نے رنگ و روپ - نسل و قوم - وطن و ملت کے تمام امتیازات مٹادیئے ہیں کالے اور گورے - یہودی - نصرانی اور مجوسی سب کو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (مومن آپس میں سب بھائی ہیں) اور اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ - ترجمہ:-
(اللہ تعالےٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز تم میں سے سب سے زیادہ (اللہ سے) ڈرنے والا ہے کا سبق پڑھا دیا ہے -
یہی وہ راز تھا - جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کو دنیا کا سرتاج بنایا - اعداء (دشمنان) اسلام کو گرویدہ اسلام کر دکھایا -
یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

کُفّار کی ناکامی کا سبب

اعداء اسلام ہیں اصولاً بجائے وحدت کے انتشار

ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ ناکامی و نامرادی ہونا چاہئے۔ ان کے ہاں برہمن اور شودر کبھی مذہباً مل ہی نہیں سکتے۔ عیسائیوں میں اینگلو انڈین اور یورپین کا مرتبہ ایک نہیں ہوسکتا۔ ہندوستان کے ہندو آزادی کی صدا کرتے وقت مادر وطن کو نصب العین بناتے ہیں۔ تو جرمنی فقط جرمن کی آزادی کا خواہاں نظر آتا ہے۔ اور انگریز انگلینڈ کا دلدادہ دکھائی دیتا ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّ قُلُوبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ سورہ حشر پارہ ۲۸ ع

ترجمہ۔ تو ان (کافروں) کو آپس میں متحد خیال کرتا ہے۔ حالانکہ ان کے دل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں اختلاف اسلئے ہے۔ کہ یہ بیوقوف ہیں۔ انتہیٰ۔

اظہار افسوس

ہائے افسوس۔ صد افسوس۔ آج دنیا میں الٹا قصہ نظر آرہا ہے جنکی گھٹی میں وحدت تھی وہ انتشار میں سرشار ہیں۔ اور جن کی ناکامی و نامرادی کا اعلان لوح محفوظ سے آچکا تھا وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ٥ (سورۃ الانفال پارہ ۹ رکوع ۱۷)

ترجمہ:۔ اور یہ کہ اللہ تعالےٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا۔ وہ آج سرپہ آرائی وحدت نظر آتے ہیں۔

سچ تو یہ ہے

کہ نام سے کام نہیں چلتا۔ سیدالمرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَلْوَانِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ
ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالے تمہاری صورتوں اور رنگوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے انتہی
جب عموماً مسلمانوں نے رشتہ وحدت کو عملاً چھوڑا۔ اشاعت توحید اور اتباع سنت سے موںہہ موڑا۔ تب اللہ تعالے نے اپنی رحمت کا ہاتھ اُن کے سروں سے اٹھا لیا۔ عزت و رفعت برباد گئی۔ ذلت و نکبت چھا گئی وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (سورۂ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)
ترجمہ:۔ اور اللہ تعالے نے اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے ہیں۔

فدائیان اسلام کے لئے

مواعید الٰہی کا مشتے نمونہ از خروار

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (سورۂ محمد پارہ ۲۶)
ترجمہ:۔ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے۔ تو وہ تمہاری مدد کریگا

اور تمہارے قدم جمادے گا +

(۲) وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (سورہ عنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱)

ترجمہ:- اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم اُن کو اپنے (قرب و ثواب یعنی جنت کے) راستے ضرور دکھا دینگے +

(۳) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۔ (سورہ روم رکوع ۵ پارہ ۲۱)

ترجمہ:- اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر اُن کی اُمتوں کے پاس بھیجے اور وُہ اُن کے پاس دلائل لیکر آئے۔ سو ہم نے اُن لوگوں سے انتقام لیا۔ جو مرتکب جرائم ہوئے تھے۔ اور اہل ایمان کا غالب کرنا ہمارے ذمہ تھا

(۴) وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا الآیۃ (سورۃ النور رکوع ۷ پارہ ۱۸)

ترجمہ:- (اے مجموعہ امت) تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اُن سے اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے۔ کہ انکو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائیگا۔ جیسا ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی۔ اور جس دین کو

(اللہ تعالےٰ نے) اُن کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام)
اُس کو انکے (نفع آخرت کے) لئے قوت دیگا۔ اور انکے اس خوف کے
بعد اس کو مبدل بہ امن کردیگا۔ بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں
(اور) میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں +

(۵) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورہ منافقون رکوع ع١ پارہ ٢٨)

ترجمہ:۔ اور اللہ ہی کی ہے عزت (بالذات) اور اُسکے رسول کی (بواسطہ تعلق مع اللہ کے) اور مسلمانوں کی (بواسطہ تعلق مع اللہ والرسول کے) اور لیکن منافقین نہیں جانتے

(۶) وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورہ ال عمران رکوع ١٤ پارہ ٤)

ترجمہ:۔ اور (آخرکو) غالب تم ہی رہوگے۔ اگر تم پورے مومن رہے

(۷) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (سورہ محمد رکوع ع١ پارہ ٢٦)

ترجمہ:۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں +

(۸) وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۵ (سورہ مائدہ رکوع ع٨ پارہ ٦)

ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا۔ اور اُس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے +

آخری عرضداشت

اگر آج بھی مسلمان بھولے ہوئے سبق وحدت کو پھر یاد کریں۔ حصول رضاء الٰہی کی خاطر ہر قربانی کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ تو مالک الملک ذوالجلال والاکرام ان کی پشت پناہی کے لئے ہر میدان میں اترنے پر تیار ہے۔ انکی ذلت کو عزت پستی کو سرفرازی سے بدلنے کے لئے حاضر ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝ (سورۃ نساء رکوع ۲۱ پارہ پانچواں)

ترجمہ:۔ اگر تم شکر گذار بنجاؤ اور اللہ تعالےٰ کی باتوں کو مان جاؤ۔ تو اُسے تمہارے عذاب دینے کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالےٰ قدر دان جاننے والا ہے۔ انتہیٰ ۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ و اجعل آخرتنا خیرًا من الاولیٰ آمین یا الٰہ العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہٖ اجمعین ۔

تصدیقات علمائے کرام

(۱) تمام احکام اسلامی حکم اور مصالح پر مبنی ہیں کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں شریعت کے مخاطب صرف خواص ہی نہیں بلکہ عوام الناس کو بھی تعمیل احکام لازمی ہے لہذا شریعت نے عوام الناس کو اسکی تکلیف نہیں دی کہ وہ جب تک حکمت کو نہ سمجھیں اس پر عمل نہ کریں ... سے اصل مقصد عزت و ... الٰہی کے مقابلہ

بھی اپنے مال اور جان کو فدا کرتا ہے سنتِ ابراہیمی کو ہر سال تازہ کیا جاتا ہے جس طرح ایک جانور ہمارا خریدکردہ یا پروردہ اپنی جان ہمارے حکم کے ماتحت دیدیتا ہے وہ ہمیں زبان سے سبق دے رہا ہے کہ تم بھی اپنی جان کو اپنے مالک کے حکم سے دے دو سورہ حج میں قربانی کے احکام ختم کرنے پر ارشاد ہوتا ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ۔ قربانی سے یہ استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان اپنی جان کو اپنے مالک کے حکم پر قربان کرنے کو آمادہ ہو جاتا ہے سو حج میں شعائر کا لفظ بھی اسی طرف مشیر ہے اللہ تعالےٰ اہل اسلام کو صحیح معنی میں قربانی کی توفیق دے اور سچی قربانی سے بہرہ ور رکھے آمین (حضرت مولٰنا مولوی نجم الدین (صاحب) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور ۔

(۲) فلسفہ قربانی پر مولانا کے خیالات نہایت ہی قابل قدر ہیں حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ کسی حکم کی لم اور علت سمجھے بغیر اسکی تعمیل کو شرعاً نہایت مستحسن ہے۔ مگر جو لطف اور انشراح علت وحکمت سمجھنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اُسے اہل ذوق ہی جانتے ہیں قرآن حکیم میں ہے وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ یعنی حضرت ابراہیم کا چند باتوں میں امتحان لیا گیا (۱) ترک وطن اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (۲) ذبح ولد یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰى فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ (۳) ترک جان فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ سو آپ ان سب میں کامیاب ثابت ہوئے۔ اس پر آپ کو یہ سرٹیفکیٹ ملا۔ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ یعنی اب آپ کو دنیا بھر کا پیشوا اور مقتدا بنا دیا گیا ہے چنانچہ یوں ہی ہوا الغرض قربانی کرنے والی قوم بشرطیکہ اسوۂ ابراہیمی کی جھلک اسمیں موجود ہو۔ دنیا کی شہنشاہت اور امامت کی حقدار ہے۔ واللہ اعلم (حضرت مولٰنا مولوی محمد نور الحق (صاحب) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور ۔

(۳) میں بحمدہ تعالیٰ اس رسالے کے مطالعہ سے مشرف ہو کر حیران ہوں۔ کہ مصنف علام سلمہ اللہ تعالےٰ کی کلام کے متعلق کیا رائے دوں یا تقریظ لکھوں بھلا تابع کو متبوع کے متعلق رائے دینے کا کیا حق ہے ہاں بے ساختہ یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ اس رسالہ میں بھی مولانا ممدوح کے قلم فیض رقم سے اسرار وحکم کے وہی دُر ہائے شاہوار چمک رہے ہیں جو انکے اور رسالوں میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ اس محققانہ اور مخلصانہ خدمت کو قبول فرماویں اور اہل اسلام کو اس سے مستفیض کریں واقعی مسلمانوں کو صوری قربانی کرتے ہوئے معنوی قربانی کا بھی ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے (حضرت مولٰنا مولوی حاجی) کریم بخش (صاحب) پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

(۴) درحقیقت جناب حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہم نے رسالہ فلسفہ عید قربان تحریر فرماکر مسلمانوں پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے جس دلکش انداز سے آپ نے قرآن مجید سے آیات بینات کو استشہاد میں پیش فرمایا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اللہ تعالےٰ مولانا صاحب مدظلہم کے مساعی جمیلہ میں برکت فرمائے اور انہیں جزائے خیر عطا کرے اور مسلمانوں کو عمل کرنیکی توفیق رفیق مرحمت فرمائے (حضرت مولانا مولوی) افضل احمد (صاحب) عفی عنہ محلہ کھدہ۔ کراچی ۔

(۵) فلسفہ عید قربانی میں نے پڑھا ہے قبلۂ محترم نے مدعا کے ثبوت کیلئے جو جو دلائل اور براہین پیش فرمائی ہیں نہایت ہی معقول اور قابل داد ہیں۔ اس رسالہ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ عام فہم ہے جس سے عام لوگ بہرہ ور ہو سکتے ہیں باری تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس پر عمل پیرا ہونیکی توفیق عطا فرماوے اور مؤلف کو جزائے خیر دے (حضرت مولٰنا مولوی) عبد العزیز (صاحب) مسجد شاہی لاہور ۔

(فیروز سنز لمیٹڈ لاہور)

نمبر ۱۷

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ

اے ایمان والو اپنی جانوں اور اہل و عیال کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں

رسالہ موسومہ

اسلام خطرہ میں

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ انجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور

مفت .... محصولڈاک ۷ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

امّا بعد

تمہید

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝ سورۃ فاطر رکوع نمبر ۴

ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے اس سے میوے طرح طرح کے انکے رنگ اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید اور سرخ طرح طرح کے انکے رنگ اور بھجنگے کالے۔ اور آدمیوں میں اور کیڑوں میں اور چوپاؤں میں کتنے رنگ ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے ڈرتے وہی ہیں اسکے بندوں میں جنکو سمجھ ہے تحقیق اللہ تعالیٰ زبردست ہے بخشنے والا انتھیٰ:۔

برادرانِ اسلام:۔ نظامِ عالم کے اجزاء میں مختلف اجناس نظر آتی ہیں، مثلاً جمادات۔ نباتات و حیوانات اور ہر

ایک جنس کی مختلف انواع ہیں۔ مثلاً نباتات کا باب کھولا جائے تو بُوٹیوں بیلوں۔ چھوٹے قد کے پَودوں اَور بڑے درختوں کی اِسقدر قسمیں نظر آئینگی۔ کہ عقل جن کے احاطہ سے قاصر اَور زبان انکی گِننی سے گنگی ہو جائیگی اَور پھر اُن گِنت اَور بیشمار قسموں میں ہر ایک پودے کا رنگ بُو۔ شکل پھول۔ پھل۔ تاثیر۔ ذائقہ خصوصیات علیحدہ علیحدہ ہونگی علیٰ ہذالقیاس رب العالم جل مجدہٗ کے دفترِ حیوانات کو کھولکر دیکھا جائے۔ تو عقل محو حیرت ہو جاتی ہے۔ یہاں خشکی اَور تری کے دو علیحدہ باب ہیں۔ پھر ہر ایک باب میں بے انتہا جانداروں کی فہرست موجود ہے۔ رینگنے والے۔ ٹانگوں کے بَل چلنے والے اُڑنے والے۔ علاوہ اسکے خوراک کے لحاظ سے مٹی کھانے والے کیڑے مکوڑے کھانیوالے۔ مچھلی کھانے والے گوشت کھانیوالے۔ چارہ کھانیوالے درختوں کے پتے کھانے والے اناج کھانیوالے۔ پھل کھانے والے پھر اِن میں پھُوٹ کر آگے بے شمار قسمیں نظر آتی ہیں +

اِنسان کی قِسمیں

جس طرح جمادات۔ نباتات و حیوانات کی مختلف قسمیں ہیں۔ اِسی طرح اِنسان کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ بظاہر اگرچہ سارے اِنسان اعضاءِ اِنسانی میں مشترک نظر آتے ہیں۔ لیکن قدو قامت وضع قطع۔ عادات و اطوار۔ رسم و رواج۔ اقتصادیات و سیاسیات وطبیعت۔ ذہینت۔ خوراک۔ پوشاک وغیرہ کے

لحاظ سے اِن کی بیشمار قسمیں بن سکتی ہیں اِن خصوصیات کے لحاظ سے ہر ایک جتھا ایک قوم کہلاتا ہے •

بقاء قوم

ہر ایک چیز کا بقاء اسکے اجزاء ترکیبی کے بقاء سے ہوتا ہے اگر اسکے اجزا کو کچل دیا جائے تو وُہ چیز فنا ہو جائیگی۔ مثلاً ایک درخت کا پھل توڑکر پتے جھاڑ دِئے جائیں۔ شاخیں اور تنے کاٹ دِئے جائیں۔ جڑ اُکھیڑکر پھینک دیجائے۔ تمام اجزاء اگرچہ علیحدہ علیحدہ آنکھوں کے سامنے پڑے ہوئے ہوں لیکن اُسکو درخت کوئی نہیں کہیگا۔ درخت اُسی صورت میں تھا۔ جب ہر ایک جزُ اپنی اپنی جگہ پر قائم تھی :۔

اِسی طرح پر اگر خصوصیاتِ قومی کسی قوم کی فنا ہو جائیں جن کا ذکر تمثیلاً عنوان سابق (انسان کی قسمیں) میں ہو چکا ہے تو اِس قوم کے اگرچہ اجزاء منتشرہ دُنیا میں موجود ہونگے۔ لیکن اس قوم کو زندہ نہیں کہا جائیگا بلکہ مُردوں کی صف میں شمار ہوگی۔ اس کے لئے

بجائے اسکے	یہ نصیب ہوگا
۱۔ اپنی قوت بازو کا سِکہ دوسروں پر بٹھائے	دوسروں سے ٹھوکریں کھائیگی
۲۔ دوسری قوموں کو اپنے اندر جذب کرے	خود جذب ہو جائیگی۔
۳۔ اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کرے	دوسروں کے رحم پر چھوڑ دیجائیگی
۴۔ اپنے اسلاف کی عزت کرائے	اُنکی توہین و تذلیل کرائیگی۔
۵۔ خودداری و غیرت کا پیکر ہو	ذلیل اور بے غیرت دیکھی جائیگی

اقوامِ ہند

ہندوستان میں مختلف قومیں آباد ہیں۔ مثلاً۔ ہندو پارسی عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان وغیرہ سارے کے سارے انسان اعضاء انسانی میں تو مشترک ہیں۔ لیکن اپنی اپنی خصوصیات مختصہ (جن کا ذکر عنوان سابق انسان کی قسموں میں ہے) کے لحاظ سے علیٰحدہ علیٰحدہ قومیں شمار کیجاتی ہیں +

اسلام کی حاکمانہ زندگی

مسلمان ہندوستان میں آٹھویں صدی عیسوی کے ابتداء میں آئے۔ اور انیسویں صدی کے درمیانی حصے ۱۸۵۷ء تک تقریباً ساڑھے گیارہ سو سال انہوں نے اس ملک میں حکومت کی:۔

بیانِ سابق کے لحاظ سے ساڑھے گیارہ سو سال مسلمانوں نے ہندوستان پر حکومت کی ہے۔ اسکے بعد ایک انقلاب عظیم آیا۔ اس انقلاب عظیم میں فقط مسلمانوں کی خصوصیات کا نقصان ہوا ہے۔ بعدکو بھی بجائے اس کے کہ جبرِ نقصان ہوتا۔ اُلٹا نقصان بڑھتا جا رہا ہے:۔

تفصیل نقصانات اسلامیانِ ہند

۱۔ مسلمانوں کی حکومت گئی:۔

۲۔ مسلمانوں کی عزت کھوئی گئی:۔

۳۔ مسلمانوں کے رُعب حکومت زائل ہونے کے

باعث مذہبی رُعب بھی جاتا رہا ؛۔

نوٹ:۔یہی وجہ ہے۔کہ وُہ غیر مسلم اقوام جو رعب اسلام سے لرزہ باندام رہتی تھیں۔آج اسلام اور داعیٔ اسلام پر طرح طرح کے بے بنیاد محض جھوٹے اور شرافت سے گرے ہوئے الزامات قائم کر رہی ہیں ؛

۴۔مسلمانوں کے مذہب کی اِشاعت جو سلاطین کی سیر چشمی سے ہوتی تھی۔ وُہ بند ہو گئی :۔

۵۔مسلمانوں کی تعلیم کے علاوہ تہذیب اور تمدّن اسلامی پر کاری ضرب لگی ۔

۶۔انقلاب جدید کے باعث غیر مسلم اقوام سے رُعب اسلام کا اُٹھنا تو لازمی تھا۔بلکہ ہماری شامتِ اعمال کی وجہ سے خود مسلمان اسلام سے متنفر ہو رہے ہیں ؎

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما
چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما

۷۔پیروانِ اسلام کی طبیعتوں سے خصوصیاتِ اسلامی رخصت ہو رہی ہیں۔ عموماً مسلمانوں میں نہ دیانت نہ امانت۔ نہ کفایت شعاری۔ نہ للّٰہیّت۔ نہ خوف خُدا نہ فکرِ عاقبت۔ نہ حیا اور شرم۔نہ صورتِ اسلامی نہ جذباتِ اسلامی۔ نہ غیرتِ اِسلامی۔ نہ حمیّتِ اسلامی نہ بڑوں کی عزّت۔ نہ چھوٹوں پر رحم۔ غرضیکہ ہر خوبی مسلمانوں سے کوسوں دور ہو رہی ہے ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

۸ - اسراف اِنکی گھٹی ربا اِن کا لباس - خوشامد اِنکی لونڈی غیبت اِن کا مشغلہ - آپس میں دست و گریباں ہونا اِن کی عادت - مقدمہ بازی کرنا اِنکی رسم - جھوٹی شہادتیں دینا اِن کی حمایت برادرانہ ۔

تنبیہ شدید

برادرانِ اسلام :- اپنے نقائص و عیوب جو آپ سُن چکے ہیں - جو کمزوریاں ہم میں آچکی ہیں - اُنسے صراحتاً معلوم ہوتا ہے - کہ ہم مسلمانانِ ہندوستان ایک عذاب الٰہی میں مبتلا ہیں - قولہٗ تعالےٰ :- قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ الآیہ **ترجمہ** :- کہدو وہ (اللہ تعالےٰ) اِس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجدے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب ظاہر کردے یا تمہیں مختلف گروہ بناکر آپس میں لڑادے انتہیٰ -

مسلمانوں کی جماعتیں

ہندوستان میں اِس وقت مسلمانوں کی مختلف جماعتیں نظر آتی ہیں - جن کو سرسری نظر سے چار قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے - طبقۂ[۱] علماء جدید تعلیم[۲] یافتہ طبقہ - طبقۂ اہل دولت[۳] و ثروت - طبقۂ[۴] عوام ۔

مشغلہ علماء سوء

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ (الحدیث)

ترجمہ:۔ خبردار۔ بے شک بدترین شر علماء میں سے شریر ہیں

علماء کی دو قسمیں ہیں۔ علماء سوء۔ علماء ربانی۔ علماء سوء کو تو حق سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ انکو محض اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔ اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کا بھلا ہو یا نہ ہو۔ آپسمیں لڑ مرے یا ٹبرو تنکر ہو کر رہے۔ بلکہ پنجاب میں تو علماء سوء کوشش کرکے ایسے مسائل کی ترویج و اشاعت کرتے ہیں۔ جو زمانہ رسالت مآب فداہ ابی و امی یا زمانۂ صحابہ کرام یا ائمہ اربعہؒ کے زمانہ کی پیداوار نہیں ہیں۔ بلکہ بعد میں کسی وقت کی ایجاد و اختراع ہیں۔ جن پر امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کبھی متحد ہو ہی نہیں سکتی۔ مسائل متفق علیہا کو چھوڑ کر ایسے اختلافی مسائل کو اصول دین بناتے ہیں۔ اور جاہلوں پر خوب رنگ چڑھاتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کے متعلق نفرت کا بیج بوتے ہیں۔ علماء سوء کو اس کے سوا اور کوئی مشغلہ نہیں ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن آنچہ کرد آں آشنا کرد

مشغلۂ علماء ربّانی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اَلَا اِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ (الحدیث)
ترجمہ :- بے شک بہترین خیر علماء کے چیدہ آدمی ہیں +

علماء ربّانی کی تعداد بہت ہی قلیل بلکہ اقل ہے۔ جہاں کہیں کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ پایا جاتا ہے۔ تو اسکی آواز طوطی کی نقار خانہ میں کون سنتا ہے جہاں حق پرست عالم کی آواز اُٹھتی ہے تو وہاں بدعت پسند شکم پرست علماء شور بپا کر دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص وہابی ہے۔ بے ایمان ہے۔ بزرگوں کا منکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ لہذا اِس کی بات مت سُنو۔ اسکی شکل مت دیکھو۔ اس کے پاس مت جاؤ۔ اس کو کافر کہو۔ جو اِس کو کافر نہ جانے۔ وُہ بھی کافر ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ جو آوازِ حق دس ہزار آدمیوں کو پہنچتی۔ اور انکے حق میں اکسیر کا اثر رکھتی وہ بمشکل تمام دس آدمیوں تک پہنچتی ہے +

مُصیبت عظمٰی

ایک بہت بڑی مصیبت یہ ہے۔ کہ جن علماء کو حق پرست کہا جاتا ہے۔ ان میں اعلانِ حق کی جرأت موجود ہے جو بات اُنہیں سمجھ میں آجائے۔ وُہ بلا خوف و ہراس کہ سکتے ہیں لیکن عموماً بجز مستثنیات اِس مذاق کے حضرات کو بھی مسلمانوں کی ضروریاتِ وقتیہ

کا بہت کم احساس ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر حضرات سیاسیات سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ موجودہ وقت میں غیر مسلم اقوام کی چالبازیوں۔ مکاریوں سے بہت کم واقف ہوتے ہیں اسلئے وُہ بھی صحیح طور پر مسلمانوں کی راہنمائی کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ یہی باعث ہے۔کہ مصلحین کی صف میں عُلماء کرام کا وجود بہت کم نظر آتا ہے:-

جدید تعلیم یافتہ طبقہ

زمانۂ تعلیم میں اِس طبقہ کو تعلیم اسلام سے بے بہرہ رکھا جاتا ہے۔اِس کا نتیجہ یہ ہے۔کہ یہ طبقہ نصاب تعلیم اسلام (قرآن و حدیث) کی بجائے نصاب تعلیم یورپ کا عالم ہے۔ تہذیب اِسلامی کی بجائے تہذیب یورپ کا دلدادہ ہے۔ تمدنِ اسلامی سے متنفر ہو کر تمدن یورپ کا فدائی ہے ٭

یورپین نما

عموماً یہ طبقہ وضع و قطع۔ نشست و برخاست۔ خورد و نوش لباس و پوشاک میں طرز یورپ میں رنگ کر اپنے آپ کو یورپین ثابت کرنا چاہتا ہے۔ لیکن افسوس ہے۔کہ ان بچاروں کی پھر بھی درگت بن ہی جاتی ہے کہ کالے اور گورے کا سوال حل نہیں ہو سکتا۔ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَ هُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا سورۃ نساپارہ رکوع ۲۰ ٭

زِندہ دِل تعلیم یافتہ طبقہ

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد + خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد
بفضلہٖ تعالیٰ اِس تعلیم یافتہ طبقہ میں بعض حضرات
زندہ دِل قومی ضروریات کو مِن و عن سمجھنے والے
موجود بھی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض عیسائی قوم
سے خائف اور بعض اپنی خواہشات کی بناء پر ہندوؤں
سے اس قدر مرعوب ہیں۔ کہ ع
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
کا مِصداق ہیں ایسے آدمیوں کا وجود قوم کے لئے
سود مند نہیں۔ اِن کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے ‌‌

اظہار افسوس

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے۔ کہ عموماً ہر ہندو گورنمنٹ
کا وفادار ہونے کے باوجود قوم پرست بھی ہے۔
قومی مفاد میں وہ نہ کِسی مسلمان کی پرواہ کرتا ہے
نہ کِسی عیسائی کی لیکن ہمارا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ
اِسلام اور مفاد قوم کو وفاداری کی پوری نقیض
سمجھتا ہے اسکے خیال میں یہ دونوں چیزیں جمع
نہیں ہو سکتیں۔ وہ شاید یہ خیال کرتا ہے۔ کہ
میں نے ہمدردی قوم کا نام لیا۔ تو ہتھکڑی اور
جیل خانہ تیار ہے۔ اسلئے وہ کہتا ہے۔ کہ ما بخیر
و شما بسلامت عافیت اسی میں ہے۔ کہ دنیا میں

مزے سے زندگی بسر کرو۔ آخرت کی خدا جانے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؁
ناخدا در کشتیٔ ما گر نباشد گو مباش * ماخدا داریم ما را ناخدا درکار نیست

تعلیم یافتہ سرفروش

جس طرح علماء کی تین قسمیں کی گئی تھیں۔ علماء سوء علماء ربانی بے حس۔ علماء ربانی ضروریات قومی سے آشنا اور اقدام عمل کرنے والے۔ اسی طرح تعلیم یافتہ طبقہ میں بھی تین درجے ہیں۔ فنا فی المغربیت۔ زندہ دِل مگر ڈر پوک اور مجاہد فی سبیل اللہ جو افراد اِس طبقہ میں مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ وُہ اگرچہ قلیل بلکہ اقل ہیں اِن کا وجود کفر کے لئے خارِ چشم۔ اِن کی تقریریں کفر کے حق میں پیغامِ موت۔ انکی نقل و حرکت کفر کے وجود میں نشتر جراحی۔ کَثَّرَ اللّٰہُ اَعْیَانَھُمْ وَبَارَکَ فِیْ اَفْعَالِھِمْ

اہل دولت و ثروت اور جہال

مسلمانوں کا دولتمند طبقہ عموماً اپنی زر پرستی میں محو۔ اپنے تعیش کا دِلدادہ۔ ضروریاتِ مذہبی سے ناواقف ہے۔ باقی رہا طبقۂ عوام تو وہ کالا نعام ہے وُہ نانِ شبینہ کا محتاج ہے۔ اس دور افلاس میں اسکو اتنی فرصت ہی نہیں کہ خود کچھ سمجھ سکے۔ وُہ تو جس کے ہاتھ میں پڑ گیا۔ اُسی کا راگ الاپنے لگ گیا۔ اگر کسی عالم سوء نے اُسے شکار کر لیا۔

تو اُسی کا ہو گیا۔ اگر کسی بے دین دنیادار کا ملازم ہو گیا۔ تو اسی کے خیالات میں رنگا گیا۔ اُن کی تو اپنی کوئی رائے ہی نہیں اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَنْ لَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ۔ الآیہ:۔

سخت خطرہ

قوم مسلم کا جو نوٹو پیش کیا گیا ہے۔ اُس سے ایک سخت خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر یہی لیل و نہار رہا۔ یہی غفلت شعاری رہی علمائے کرام کی یہی بے حسی بڑھتی گئی۔ تعلیم یافتہ طبقہ اسی طرح تعلیم اسلام۔ تمدن اسلام۔ تہذیب اسلام سے نفرت کرتا گیا۔ تو خطرہ ہے۔ کہ کہیں (خاکم بدہن) ہندوستانی مسلمانوں کی آیندہ نسلیں کلمۂ اسلام اور نام اسلام سے بھی بے بہرہ نہ ہو جائیں اور یہ خطرہ محض وہم ہی نہیں۔ بلکہ اس کے آثار و قرائن کا تجربہ سابق سے پتہ چل سکتا ہے۔ مثلاً اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کے کئی افراد مذہب کو محض ڈھکوسلہ اور فضول خیال کرتے ہیں۔ اور اسی ذہنیت کی پہلی سیڑھی نوجوان بھارت سبھا کا قیام ہے۔ کہ مذہب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے بھارت سبھائی ہندو اور مسلم بھائیوں کو مذہب کی حقیقت سمجھنے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین:۔

علاجِ خطرہ

۱۔ ہر کلمہ گو مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا اسلامی تعلیم کے ضروری حصّہ سے اس کا سینہ روشن کر دیا جائے۔

۲۔ اِس کے بعد کوئی تاجر بنے یا ملازمت کرے یا زراعت پیشہ ہو۔ کسی حالت میں بھی اپنے افعال و اقوال میں اِس نورِ الٰہی کی مخالفت نہ کرے۔

۳۔ کلمہ گو مسلمان بھائی کی حمایت فرض اور مخالفت گناہِ عظیم سمجھا جائے +

۴۔ علماءِ اُمت اور راہنمایانِ قوم پہلی تینوں چیزوں کے عملی نمونے ہوں۔ اور اپنی پوری طاقت صرف کرکے قوم سے تعمیل کرانا اپنا نصب العین زندگی بنائیں :۔

اِعلان ضروری

انجمن خدام الدین ہر فردِ مسلم لاہوری کو ضروریاتِ دین سے حسبۃً للہ آگاہ کرنے کیلئے بفضلہ تعالےٰ حاضر ہے :۔ فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُوْنَ ۝

تصدیقات علمائے کرام

حضرت مولٰنا مولوی مفتی سید محمد اعظم شاہ صاحب امام و خطیب مسجد شاہی لاہور

خیالِ زلفِ بتاں میں نصیر پیٹا کر دحلیہ آ دمقیلہ آگیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر غربت اسلام کا زمانہ حسب ارشاد سید الانام ہے۔ فرقہ بندی سے مقصود اگر پابندی احکام ہو۔ تو بھی غنیمت مگر قطعی حمیت و حمایت

مفقود بطمع نظر حکام دنیا حصول چندہ خود بینی شہرت ہے علماء سوء نے تبلیغ کا باب مسدود کر دیا۔ ذرا کے امت مسجد علیحدہ بناتے ہیں رحمت کو محدود۔ باب توبہ مسدود۔ خود رائی کو مندوب سب وشتم کو محبوب فرماتے ہیں بیشک سچ فرمایا حضور کریم علیہ السلام نے أفلا أنبئكم بشر من ذالك الذين لا يقبلون عثرة ولا يقبلون معذرة ولا يغفرون ذنبا۔ یعنی بغض وتوہین کرنے والوں سے بدتر وہ فرقہ ہے جو کسی کی خطا وعذر کو قبول نہیں کرتے اور گناہ کو قابل معافی نہیں سمجھتے۔ اللہ اللہ کیا ایسے لوگ قوم کو اصلاح پر لا سکتے ہیں بمطابق ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تكونوا جبابرة العلماء فيغلب جهلكم علمكم۔ ایسے سخت گیر عالم نہ ہو۔ کہ خود ہاتھی کھا جاؤ اور دوسرا مینڈک کھائے۔ تو گلا پکڑ لو۔ تاویل نہ سنو توبہ کو حساب میں نہ گنو۔ اعوذ باللہ من جنون العمل مسلمان ہونے یا کرنے کی نوبت بھی نہیں آنے دیتے اور قبل از نکاح تو لذا کا مفہوم ذرا سی خطا پر دائمی جہنم کی بشارت کفر وہابیت ورفض کی طرف اشارت ہوتی ہے۔ ہمکو حضرات انگریزی دان جنٹلمین سے خواہ زندہ دل ہوں۔ یا مذبذب یا منکر ایسی شکایات نہیں جسقدر کہ فرقہ ہند مکفرین مخطلین سے ندامت ہے کیونکہ یہ طبقہ محتاج تعلیم دین ہے اس کا اثر افراد قوم پر قطعی نہیں۔ ادنیٰ تحریک سے متاثر ہو جاتے ہیں جب کہ علما جنون عمل یعنی استکبار واستنفار واستکفار میں تاخیر فرماویں فهمما نطلب العز بغير ما اعزنا الله به اذلنا الله جب بغیر شریعت الٰہی عزت پائینگے تو ذلیل ہو جائینگے پس مؤلف دام فیضہ نے جو کچھ اظہار ہمدردی بمقتضائے الدين النصيحة کہ فرمایا ہے وہ لائق تفکر وتدبر ہے فنعم اجر العاملين وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين لنبه المفتي السيد محمد اعظم شاہ غفر اللہ لہ امام وخطیب مسجد شاہی لاہور

(۲) حضرت مولنا مولوی نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج۔ لاہور۔

اصلاح قوم کا مدار صرف تین گروہوں کی درستی پر ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والذين يكنزون الذهب والفضة جب یہ سہ جماعتیں علماء اور صوفیاء وزر پرستان یہود کی طرح اغراض نفسانی کا شکار ہو چکی ہوں تو قوم کی قومیت کالعدم ہو جاتی ہے اگر کوئی بندۂ خدا قومی شیرازہ کو درست کرنا چاہے تو ان سہ جماعتوں کی بہبودی کا خیال کرے چنانچہ مؤلف علام نے اسکو ثابت کیا اللهم وفقنا لما تحب وترضى نجم الدین پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

(۳) حضرت مولنا مولوی محمد نور الحق صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

رسالہ ہذا کو میں نے خود حضرت مؤلف دام مجدہم سے سنا۔ اسکی ضرورت اور اہمیت میں کب شبہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام ایک ایسا شاہباز ہے جس کے تین پر ہیں (۱) باعمل عالم (۲) خدا رسیدہ پیر (۳) ایثار پیشہ حق شناس سرمایہ دار۔ یہ تینوں پر ایک ایک کر کے ٹوٹ چکے ہیں جیسے حضرت مؤلف نے واضح فرمایا ہے ادھر مصر وترکی کیطرح ہندوستان اور افغانستان بھی اسی زد میں بہ نکلے ہیں جنمیں یورپ اپنے متاع ایمان کی پونجی کو بہا چکا ہے ان حالات میں بجز اس نسخہ کے کوئی علاج نہیں۔ جو حضرت مؤلف نے تجویز فرمایا ہے فهل من مدكر

۷ ستمبر ۱۹۲۹ء محمد نور الحق

ضروری اطلاع آپ اس رسالہ کو اول سے آخر تک غور ملاحظہ فرمالیا انجمن خدام الدین کیطرف اسوقت تک مختلف مضامین کے ۲ رسائل ۴۸ ہزار کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں ایک پیسہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر رجسٹرڈ پیکٹ منگوا لیجئے اکی مفصل فہرست دیکھو

(۴) حضرت مولٰنا مولوی محمد عبد العزیز صاحب مدرس شاہی مسجد لاہور

فطوبیٰ للناظرین حضرت مؤلف نے جو زمانہ کی حالت کا فوٹو لیکر نتیجہ نکالا ہے وہ لائق آفرین و تحسین ہے کیا اب بھی وہ حضرات کہ جنہوں نے شاہراہ طریقت سے دوسری طرف گام فرسائی فرمائی ہے اگر انتباہ نہ حاصل کریں۔ تو بجز افسوس کیا کہا جاوے۔ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم یا روکسی وقت تو انصاف کرو ہوش میں آؤ۔ یہ کیا طرز عمل ہے جسکو محبوب کر رکھا ہے۔ خدا راہ ہدایت جملہ مؤمنین کو دے فقط خاکسار محمد عبد العزیز عفی عنہٗ مدرس مسجد شاہی لاہور ٭

(۵) حضرت مولٰنا مولوی محمد چراغ صاحب مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع گوجرانوالہ

میں نے رسالہ کو اوّل سے آخر تک خود دیکھا۔ اِس زمانۂ آشوب میں ایک ہی خواہ اسلام و دردمند ایمان کے لئے پُر مشعل ہدایت ہے اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو استقامتِ دین کی توفیق بخشے۔ حضرت مؤلف مدظلہٗ کو اجر عطا فرماوے محمد چراغ مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع گوجرانوالہ ٭

(۶) حضرت مولٰنا مولوی محمد خلیل صاحب مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع گوجرانوالہ

رسالہ ہٰذا کے دیکھنے سے آیۂ کریمہ زبان پر آئی "ان فی ذالک لذکریٰ من کان لہٗ قلبٌ او القی السمع وھو شھید۔ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو جزاء خیر دے عام طور پر ایسے آڑے وقت میں مسلمانوں کو شاہراہ پر دلالت کرنا اللہ تعالیٰ نے فاضل موصوف کے حصہ میں رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو اس پر عمل کی توفیق بخشے اور فاضل موصوف کو زائد سے زائد اجر عطا فرمائے محمد خلیل مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع گوجرانوالہ ٭

(۷) حضرت مولٰنا مولوی فضل الرحمن صاحب پشاوری سند یافتہ دیوبند مدرسہ فتح پوری واقع دہلی

غریب الوطن نے بھی بحضرت مولٰنا مولوی احمد علی صاحب کے رسالہ ہٰذا کو اوّل سے آخر تک بچشم دل مطالعہ کرکے معلوم کیا کہ جناب مؤلف صاحب مذکورہ بالا نے نہایت ہی کامل مکمل رسالہ برائے افادہ عام و خاص جانکشی اور محض لیاقتِ علمی سے مہیا کیا ہے گویا جناب موصوف کی دردمندی قوم کا ایک نمونہ ہے اللہ تعالیٰ جناب موصوف کو اجر عظیم عطا فرماویں اور مطالعین کو پابند عمل کرکے اجر دارین عطا فرماویں آمین ثم آمین یا رب العالمین

(مولوی فضل الرحمن پشاوری سند یافتہ دیوبند و مدرسہ فتح پوری واقع دہلی)

۸ حضرت مولٰنا مولوی محمد عبد العزیز صاحب خطیب و امام مسجد صدر میانمیر لاہور

ہندوستان کے مسلم افراد کی موجودہ عملی زندگی کی حقیقی اور اصلی تصویر اگر ہو سکتی ہے تو یہی ہے جسکو مؤلف مدظلہٗ نے رسالہ ہٰذا کے اوراق میں دکھلایا ہے اور ساتھ ہی اسلامی طرز عمل کو پیش فرما کر مسلم افراد کو اس ذلت کے گڑھے سے نکالنے کا بہترین علاج تجویز فرمایا ہے جزی اللہ عنی خیر الجزاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے عبدہٗ الاحقر محمد عبد العزیز غفرلہٗ ٭

اعلان ضروری (۱) مکمل سٹ ۱ تا ۴ ایک جلد میں مجلد کرایا گیا ہے جسکا ہدیہ علاوہ محصولڈاک ۱۲ / ہے اور محصولڈاک و پیکنگ ۸ / ہے (۲) مکمل سٹ مطبوعات انجمن خدام الدین جسمیں پانچوں تفسیریں بھی شامل ہیں ایک جلد میں ہدیہ ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک معہ محصولڈاک و پیکنگ ہدیہ تین روپیہ آٹھ آنہ ہوگا ٭

سلسلہ نمبر ۱۸

وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اور اللہ تعالیٰ کے نام بڑے عمدہ ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کو ان ناموں سے پکارو

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ

تالیف:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

المشیع

شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قیمت ——— ۴۰ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

اگر نظامِ عالم پر غور کر کے دیکھا جائے تو ہر چیز کی ایک غرض و غایت نظر آتی ہے اور ہر شے کا حُسن و قبح اسی علّتِ غائی کے لحاظ سے ہے اگر وہ اپنے پیدائشی مقصد کو پُورا کر رہی ہے تو حسن (بھلی) کہلاتی ہے ورنہ قبیح (بُری) سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً چاقو قلم تراشنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔ اس کی خُوبی یہی ہے کہ قلم اچھی طرح سے تراشے۔ اگر قلم تراشنے میں وہ کُند ہے تو ردّی کہلائے گا۔ خواہ دیکھنے میں کتنا ہی خوب صُورت نظر آئے۔ علیٰ ہٰذا القیاس انسان کی پیدائش کی بھی ایک مصلحت اور حکمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ○ مَآ اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ○ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ○ (ترجمہ: میں نے اِنسانوں اور جنّوں کو سوائے اس کے اور کسی مقصد کے لیے نہیں بنایا کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں اُن سے کوئی رزق نہیں مانگتا۔ اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ مجھے لا کر کھلائیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ وہی رزّاق ہے۔ طاقت والا مضبوط۔

لہٰذا انسان کا حُسن و قبح، شرافت و رذالت، دیانت و خیانت اسی حکمت اور مصلحت پر پرکھی جائے گی۔ اگر فرائض عبُودیّت کے

ادا کرنے میں تیز گام، سرگرم اور ہوشیار ہے تو حسن، شریف، دیانتدار کہلائے گا ورنہ ان کے مخالف الفاظ کا مصداق بن جائے گا۔

صحیح معرفت حقِ عبودیت کے ادا کرنے سے پہلے انسان کے لیے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ سے صحیح معرفت یعنی اصلی اور سچی پہچان ضروری ہے۔ ورنہ درِوازۂ الٰہی کی پوری شناخت نہ ہونے کے باعث خطرہ ہے کہ ہدیۂ عبودیت بارگاہِ الٰہی میں پیش کرنے کی بجائے غیر اللہ کے دروازہ پر جائے۔ ساری عمر سرِ نیاز جھکائے پھر بھی خسارہ دنیا و آخرت اُٹھا کر دنیا سے رخصت کیا جائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے جلالی و جمالی اسماءِ حسنیٰ کی فہرست اُسے سُنا دی جاتی ہے تاکہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کو صحیح طور پر پہچان لے۔

مآخذ اسماءِ مبارک کی شرح کا بیشتر حصہ مندرجہ ذیل کُتب سے ماخوذ ہے۔ المقصدُ الاسنیٰ شرح اسماءُ اللہ الحسنیٰ۔ تالیف حجۃ الاسلام الامام ابی حامد الغزالیؒ اور قدوۃ العلماء الشیخ المحدث مولانا عبدالحقؒ دہلوی کی شرح مشکوٰۃ شریف۔

علامات غزالیؒ (المقصدُ الاسنیٰ) شیخؒ (شیخ عبدالحقؒ محدّث دہلوی) مؤلف (احمد علی عفی عنہ)

تخلّق و تعبُّد

سب سے پہلے اسماءُ اللہ الحسنیٰ کی شرح کی گئی ہے۔ بعد ازاں

تبلایاگیاہے کہ اگر انسان ان اسماء کا مظہر بننا چاہے تو کس طرح اپنے آپ کو ان کی خصوصیات سے متخلق بنائے۔ اور اگر اپنے مالک عزاسمہٗ وجل مجدہٗ کی اس صفت کے سامنے حقِ عبودیت ادا کرنا چاہے تو کس طرح ادا کرے۔ جن مقدس بزرگوں کی کتب سے شرح لکھنے میں استفادہ کیا جا رہا ہے۔ حتی الوسع ان کے تتبع کا التزام کیا گیا ہے۔ لہٰذا جہاں انھوں نے تخلق و تعبد کا ذکر کیا ہے، اتنا ہی احباب کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے۔ البتہ کہیں اشد ضرورت کے خیال سے چند کلمات اپنی طرف سے بھی لکھ دیے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ اَسْمَآءً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ.

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) اسماء ہیں جس شخص نے ان کو محفوظ کیا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ۱۲

اَللّٰهُ

معبود حقیقی کا ذاتی نام ہے

لفظ اللہ (جل شانہٗ) اس ذات کا علم (نام) ہے جو الوہیت کی تمام صفات کی جامع اسی لیے یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء میں سے عظمت و شان میں سب سے

بڑا ہے اور یہ اسم اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ حقیقۃً یا مجازاً کسی دُوسرے کے حق میں نہیں بولا جاتا۔ بخلاف دُوسرے اسماء کے مثلاً قادر، علیم، رحیم کہ وہ مجازاً بعض اوقات دُوسروں کے حق میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ (غزالیؒ)

نصیبِ بندہ

انسان کو چاہیئے کہ دل کی پُوری توجّہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مُستغرق رہے۔ اس کے سوا کسی دُوسری طرف توجّہ نہ کرے۔ کسی غیر سے کوئی اُمّید نہ رکھے۔ اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ (شیخ)

اَلرَّحْمٰنُ

بڑا مہربان

یہ دونوں اسم رحمت سے مبالغہ کے لیے مُشتق ہیں اور رحمٰن میں مبالغہ زیادہ ہے کیونکہ یہ دُنیا اور آخرت کی رحمت کو شامل ہے۔ علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔

اَلرَّحِيْمُ

نہایت رحم والا

رحمت سے مُراد یہ ہے کہ محتاجوں سے بھلائی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت دُنیا اور آخرت کی نعمتوں پر شامل ہے۔ اور یہ محض اس کی عنایت ہے جس میں کوئی غرض اور کسی معاوضہ کا خیال نہیں (شیخؒ)

تعلّق جب انسان کو علم ہو گیا کہ ساری نعمتوں کا مُنعمِ حقیقی فقط وہی ہے۔ تب اس کا فرض ہے کہ اسی پہ توکّل کرے اور اپنے سب کام اُسی کے سپُرد کرے اور اپنی توجہ فقط اس کی رحمت کی طرف رکھے۔ کسی دُوسرے سے مدد نہ مانگے۔ اسی درجہ کا نام تعلّق بالرحمٰن و رحیم ہے۔ (شیخؒ)

تخلّق ان دو اسموں سے تخلّق کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم کھائے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہوتا دیکھے تو اس کے دُور کرنے کی سعی کرے۔ جہاں تک ہو سکے محتاجوں کی حاجت روائی کرے۔ اور اس خدمت میں سوائے نیکی کے ارادہ کے کوئی غرض اور کسی معاوضہ کا خیال نہ کرے۔ اگرچہ صحیح طور پر اس منزل تک پہنچنا انسان کے لیے بجد دُشوار ہے۔ (شیخؒ)

اَلْمَلِكُ

بادشاہ

مَلِک وہ ذات ہے جو اپنی ذات اور صفات میں ہر موجود سے مُستغنی ہو اور ہر موجود ہر چیز میں اس کا محتاج ہو۔ خواہ ذات و صفات میں یا وجُود و بقا میں اور ہر موجُود اپنی ذات و صفات میں اسی کا مملوک ہو۔ (غزالیؒ)

نتیجہ جب انسان کو علم ہو گیا کہ میرا بادشاہ حقیقی فقط اللہ تعالےٰ ہے تو اسی کے دروازہ کا غلام ہو گا۔ اور اسی کے دروازہ سے

عزّت کا خواہاں ہوگا اور اسُی کی فرمانبرداری کرے گا۔ اور جب جان لے گا کہ ماسوی اللہ سب اسی کا محتاج ہے اور اسی کے حکم کا تابع فرمان ہے، تو ضرور ہی اپنا تعلق اس سے جوڑے گا اور سب لوگوں سے بے نیاز ہو جائے گا۔ اپنی حاجت روائی کے لیے اُن کے دروازہ پر ہاتھ نہیں پھیلائے گا۔ ان سے کسی قسم کی اُمید یا ڈر نہیں رکھے گا۔

تخلّق جو شخص اس اسم کا رنگ اپنے اندر لینا چاہے اور اپنے نفس کی مملکت اور قلب (دِل) اور قالب پر قبضہ جمائے اپنے اعضاء اور سب قوّتوں پر غلبہ حاصل کرے اور ان سب کو طاعتِ حق اور شریعت کے تابع بنائے تاکہ یہ اپنے وجود کا بادشاہ بن جائے۔ (شیخؒ)

اَلْقُدُّوْسُ

ہر نقصان سے پاک

بے حد پاک اور نقصان سے بری۔ ہر خیال و وہم و گمان سے بالاتر۔ اور انسان کے ہر فکر سے بلند (امام غزالیؒ)

ہرچہ اندیشی پذیرائی فناست
وآنچہ در اندیشہ ناید آں خداست (شیخؒ)

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم ٭ وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم (مؤلف)

بندہ کا فرض

قدّس علمی: انسان تقدّس علمی تب حاصل کر سکتا ہے کہ محسوسات

اور متخیلات سے اپنے علم کو بالاتر بنائے۔ اس علم کا دلدادہ اور شیدائی بنے کہ جب اُس کے حواس سلب کر لیے جائیں اور قوتِ متخیلہ پر بھی زوال آجائے۔ تب بھی اس کا رشتۂ عشق علمی علومِ الٰہیہ ازلیہ ابدیہ کے ساتھ وابستہ رہے۔

قدسِ ارادی

ارادہ کی پاکیزگی یہ ہے کہ کھانے پینے، پہننے نکاح کرنے وغیرہ وغیرہ خواہشاتِ انسانی سے بالاتر ہو جائے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کی کوئی مُراد نہ ہو۔ سوائے محبت الٰہی کے اور کسی چیز میں لذت نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کی مُلاقات کے سوا اور کسی چیز کا شوق نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کے قُرب کے سوا اور کسی چیز سے راحت نہ ہو۔ (غزالیؒ)

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

اَلسَّلَامُ

ہر عیب سے پاک

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کی ذات ہر عیب سے پاک، اُس کی صفات ہر نقص سے بالاتر۔ اس کے افعال ہر شر سے خالی ہیں۔

فرضِ بندہ۔ جس شخص کا دل حسد، کینہ، بُغض اور شرارت سے پاک ہو گیا۔ گناہ کرنے سے اس کے اعضا بچے رہے۔ شہوت اور غضب پر عقل غالب رہی۔ یہی وہ شخص ہے جو اللہ تعالےٰ کے ہاں قلب سلیم لے کر آئے گا۔ یہ شخص بندوں

میں سلام کہلانے کا مستحق ہے اور اپنی خوبیوں کے باعث سب سے زیادہ قربِ الٰہی میں جگہ پائے گا۔ (غزالیؒ)

المؤمن

امن دینے والا

مومن وہ خدائے قدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ جس نے دنیا اور آخرت کی تمام مصیبتوں سے بچنے کے لیے اسباب مہیا کردیے ہیں خواہ وہ مصائب روحانی ہوں یا جسمانی۔ مثلاً بھوک کے صدمہ کو دور کرنے کے لیے اناج پیدا کیا۔ پیاس کی مصیبت کا ازالہ پانی سے کیا۔ بیمار کے لیے ادویات اور طبیب بہم پہنچائے۔ آخرت کے عذاب سے بچنے کے لیے بذریعہ انبیاء علیہم السّلام اور کتبِ سماوی راہ نمائی کی۔

غرضیکہ

سارے جہاں میں ہر مخلوق (نباتات وحیوانات ہوں یا انسان ہو) کی ہر مصیبت سے بچنے کے لیے فقط اُسی ذاتِ حق جلّ وعلیٰ نے اسباب پیدا کیے ہیں۔ لہٰذا مومن علی الاطلاق فقط اُسی کی ذات پاک ہے۔

فرضِ بندہ: انسان اگر اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا مظہر بننا چاہے تو اس کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات اس کے شرّ سے محفوظ رہے۔ بلکہ ہر مصیبت زدہ اپنی دینی اور دنیاوی، روحانی

اور جسمانی مصیبتوں کو ٹالنے کے لیے اس کو وسیلہ بنائے (غزالیؒ)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمَنَهُ النَّاسُ عَلٰی دِمَآءِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ. (ترمذی شریف)

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان (ہر خطرہ سے) محفوظ رہیں اور مومن وہ شخص ہے جس سے لوگوں کے خون اور مال امن میں ہو جائیں۔ ۱۲ (مؤلف)

المُهَیْمِنُ
نگہبان

اپنی مخلوقات کے اعمال، رزق اور عمروں کی نگہداشت کرنے والا۔

فرض بندہ: جو شخص اپنی باطنی حالت پر مطلع ہو کر اپنے احوال اور اوصاف کی حفاظت پر قادر ہے کہ انھیں منشاء الٰہی کے مطابق چلائے تو اُسے اپنے قلب کا مُہیمن سمجھا جائے گا اور اگر دُوسرے بندگانِ خدا تعالیٰ کے باطنی حالات پر اپنی خداداد فراست اور قرآن سے اطلاع پاتا ہے اور پھر ان کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھ سکتا ہے تو وہ پہلے شخص سے زیادہ بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ (غزالیؒ)

العزیز

غالب

عزیز وہ ذات ہے جس میں تین صفتیں پائی جائیں (۱) جس کی نظیر (اس جیسا دوسرا) بہت ہی قلیل ہو۔ (۲) جس کی طرف حاجت بحد ہو۔ (۳) اس تک رسائی سخت مشکل ہو۔ یہ تینوں صفتیں ذات حق جلّ وعلیٰ میں بدرجۂ اتمّ واکمل پائی جاتی ہیں۔ اس کی نظیر قلیل تو کیا بلکہ ممتنع ہے۔ ہر چیز اپنے حال میں حتیٰ کہ اپنے وجود وصفات اور بقا میں اسی کی محتاج ہے۔ (غزالیؒ)

اور بغیر اس کی عنایت اور جذب کے اس تک رسائی (ادراکِ کُنہ) عالمِ ناسوت میں تو بجائے خود رہی۔ محشر اور جنّت میں بھی ممکن نہیں ہے۔ (مؤلف)

عبرت: جو شخص اللہ تعالیٰ کے عزیز ہونے کے معنی سمجھ لے گا، وہ اللہ تعالیٰ ہی سے عزّت چاہے گا اور وہ سوائے خدمت اور فرمانبرداری کے اور کوئی صورت اختیار نہیں کرے گا اور اس کے دل میں سوائے اس شخص کے کسی کی عزّت نہ ہوگی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مُعزّز بنایا ہو۔ ؎

عزیزی وخواری تو بخشی وبس عزیزِ تو خواری نہ بیند زکس (شیخؒ)

الجبّار

سب سے زیادہ زور آور

جبّار وہ ذات ہے جو اپنا ارادہ بالجبر بھی سب پر جاری کر سکے اور اس پر کسی دوسرے کا ارادہ نہ چل سکے اور جس کے قبضہ

سے کوئی بھی نکل نہ سکے اور اس پر کسی کا ہاتھ نہ پڑ سکے۔ ایسی ذات فقط خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہے۔

مظہرِ جباریّت

بندوں میں اسمِ جبار کا وہ مظہر ہے، جو خود سب کا متبوع ہو اور اس کو دوسرے کی تابعداری کی ضرورت نہ ہو۔ دوسروں کو اس کی صورت و سیرت کے اتباع کے لیے مجبور کیا جائے۔ جو سب کے لیے مؤثر ہو اور خود کسی سے متاثر نہ ہو۔ جو شخص اس کا مشاہدہ کرے، اپنا نفس اُسے بھول جائے اور اس متبوع کی ہر ادا پر فدا ہو جائے۔ یہ عزت و شان، یہ سربلندی و سرفرازی منعمِ حقیقی عزّ اسمہٗ و جلّ مجدہٗ نے فقط سیّد المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہے۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے کہ "اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری تابعداری کے بغیر چارہ نہ تھا۔ اور میں آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں۔ یہ جملہ تعلّی اور فخر سے نہیں کہہ رہا۔" (غزالی ؒ)

اَلْمُتَكَبِّرُ

بڑائی کرنے والا

متکبر وہ ذات ہے جو اپنی ذات کے مقابلہ میں سب کو حقیر سمجھے۔ عظمت اور بڑائی فقط اپنے نفس کے لیے جائز سمجھے۔ دوسروں کو اس نظر سے دیکھے جس طرح بادشاہ اپنے غلاموں کو دیکھا کرتے ہیں۔ اگر یہ حالات سچے طور پر پائے جائیں تو تکبر ایسی ذات کے شایانِ

شان ہوگا۔ اور اگر یہ اَوصاف نہ پائے جائیں اور تکبّر پایا جائے تو یہ تکبّر باطل اور مذموم ہوگا۔ (غزالیؒ)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ آپ نے منبر پر فرمایا۔ اے لوگو! مُتواضع بنو۔ کیونکہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کی، اللہ تعالیٰ اُس کو سرفراز فرمائے گا۔ وہ اپنے خیال میں ذلیل ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں بہت بڑا ہوگا۔ اور جس شخص نے تکبّر کیا اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کر دے گا۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل، اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کے ہاں کُتّے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ (رواہُ البیہقی۔ مؤلف)

اَلْخَالِقُ

ایک چیز سے دوسری چیز بنانے والا

اَلْبَارِئُ

عدم سے وجود میں لانے والا

یہ تینوں اسم پیدا کرنے کے معنی میں تقریباً برابر ہیں، اور ہر ایک میں ایک خصُوصیت بھی ہے۔ خلق کے معنی پیدا کرنے سے پہلے اندازہ کرنا۔ بَرَأَ کے معنی پیدا کرنا اور تصویر کے معنی صُورت دینا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں یہ تینوں درجے ایک ہی دفعہ فوراً طے ہو جاتے ہیں مگر رُتبہ میں ایک دُوسرے پر مقدّم ہیں۔ عالمِ علوی وسفلی میں عرش سے

لے کر تحت الثریٰ تک جو کچھ پیدا ہُوا ہے یا پیدا ہوگا، سب اللہ کی صفات (خلق، بَرَأَ اور تصویر) سے پیدا شدہ ہے۔

اَلْمُصَوِّرُ

صُورت دینے والا

عبرت: انسان کو چاہیئے کہ ہر مخلوق کو دیکھ کر خالق کی طرف متوجہ ہو اور ہر صُورت کو دیکھ کر اس کے مُصوّر کی یاد تازہ کرے اور ہمیشہ اسی نظر و فکر میں رہے۔ (شیخ ؒ)

اَلْغَفَّارُ

بہت گناہ بخشنے والا

غفر کے معنی پردہ ڈالنا ہے۔ غفار وہ ذات ہے جو خُوبی کو ظاہر کرے اور بُرائی پر پردہ ڈالے۔ (غزالی ؒ)

غافر کے معنی میں مبالغہ ظاہر کرنا ہو تو غفّار کا استعمال کیا جاتا ہے اور غفُور میں اس سے بھی زیادہ مبالغہ ہے۔ (شیخ ؒ)

سترِ اوّل خُدائے قدُّوس جلّ اسمہٗ وعزّ مجدہٗ نے پہلا ستر انسان پر یُوں ڈالا کہ اُس کے حُسن و جمال کو بدن کے اوپر والے حِصّہ میں نمایاں کر دیا اور ناپاکی اور بدبُو کے محل کو نیچے کے حِصّہ میں چُھپا دیا۔

سترِ دوم اللہ تعالیٰ نے انسان کے بُرے وسواس، باطل ارادے ردّی خیال کو دل کے پردہ میں چُھپا دیا کہ کوئی شخص

اِس کے اس خزینۂ دفینہ پر اطلاع ہی نہیں پا سکتا۔ ورنہ سب کی نظروں میں گِر جاتا اور کوئی بعید نہ تھا کہ اس کے خباثتِ باطنیہ پر اطّلاع پانے والے اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیتے۔

ستر سوم جن گناہوں کے باعث انسان ذلیل و خوار ہونے کے قابل ہو، اُن پر اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کا پردہ ڈال دیتا ہے۔ (غزالیؒ)

مظہرِ غفّار مظہرِ غفّار کا فرض ہے کہ لوگوں کے گُناہوں سے درگُزر کرے اور ان کے عیبوں پر پردہ ڈالے۔

اَلقَهَّارُ

زبردست

قہّار وہ ذات ہے جو اپنے بڑے بڑے جابر دشمنوں کی کمرِ ہمّت توڑ دے۔ بلکہ ہر موجُود اس کے زور کے تابع اور قبضہ میں عاجز ہو۔ (غزالیؒ)

عبرت: جو شخص اللہ تعالیٰ کی قہاریّت کا مطلب سمجھ لے گا، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قہر سے لرزاں ہو گا اور خوفِ الٰہی سے مجبُور ہو کر اُس کی بارگاہ میں لُطف و کرم کی اِلتجا کرے گا۔ (شیخؒ)

مظہرِ قہاریّت وہ شخص ہو گا جو مُعاندینِ حق کی طاغوتی قوّی کو پاش پاش کر دے۔ باطل پرستوں کیلئے اس کا وجُود پیغامِ موت ثابت ہو۔ زر پرست، جاہ کے طالبِ دُنیا

کے دلدادہ، مُلک گیری و استعمار پرستی کی ہوس میں چُور، خُدا تعالیٰ کی محبّت سے دُور رہنے والوں کو دُنیا میں چین سے نہ بیٹھنے دے[1]۔ علاوہ ازیں اپنے نفس کی خواہشات پر پُورا تسلّط حاصل ہو۔ اِس کی کوئی حرکت عقل و نقل کے خلاف نہ ہونے پائے اور رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ کا مصداق ہو جائے۔ واللّٰہُ الموفّقُ وَالمعینُ (مؤلف)

اَلْوَهَّابُ

سب کچھ دینے والا

اللّٰہ تعالیٰ کی بخشش اور اس کے فیض کی کوئی اِنتہا نہیں ہے۔ ہبہ حقیقتاً اس عطیہ کا نام ہے جس میں کوئی غرض نہ ہو اور عوض لینے کا خیال نہ ہو۔ اگر عوض کا خیال ہو تو وہ شخص واہب نہیں کہلائیگا بلکہ بائع (بیچنے والا) شمار کیا جائے گا۔ لہٰذا واہب فی الحقیقت فقط خُدائے قدُوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی ہے۔

عبرت: جب انسان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہّابِ مُطلق خُدائے قدُوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے، تب ہر چیز اُسی سے مانگے گا اور اسی سے اُمید رکھے گا۔ اس کے سوا سب سے طمع توڑ دے گا۔ (شیخؒ)

[1] بجز مواقع مُستثنیہ شریعت۔

الرَّزَّاقُ

رزق دینے والا

رزّاق وہ ذات ہے جس نے رزق پیدا کیا اور اپنی مخلوق تک پہنچایا اور ایسے اسباب مہیا دیے جن سے ہر شخص بخوبی اپنی حاجت پوری کر سکے۔ (غزالیؒ) مثلاً گیہوں، چاول اور سبزی پیدا کی اور انسان کو اتنی عقل دی جس کے باعث گیہوں، چاول اور سبزی سے مختلف چیزیں بنا سکے اور طرح طرح کی لذتیں حاصل کر سکے۔ (مؤلف)

اقسامِ رزق رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق جسم کا مثلاً اناج، میوہ جات وغیرہ، دوسرا رزق روح کا اور وہ علوم و معارف ہیں۔ دوسری قسم کا رزق پہلے سے بدرجہا بہتر ہے۔ کیونکہ پہلی قسم جسمِ فانی کو تقویت دیتی ہے اور چند روزہ زندگی میں اُسے راحت پہنچاتی ہے اور رزق نمبر دوم ابدالآباد کی زندگی کا زادِ راہ ہے (غزالیؒ)

انسدادِ شرک جب ظاہر اور باطن کے رزق کا رزّاق ایک خدائے تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے تو دوسرے کے دروازہ پر جا کر ہاتھ پھیلانے کی ضرورت ہی کیا ہے جہاں سوال کی اجازت نہیں۔ جو دوسرے کے دروازہ پر جائے گا[1] خدا تعالیٰ اُس سے ناراض ہو جائے گا۔ ہاں یوں کرے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگے

[1] یعنی اس کو مستقل سمجھ کر یا حدودِ شرع سے باہر ہو کر۔

اوراس کو اپنا مددگار بنانے کے بعد اسبابِ رزق میں جاکر ہاتھ ڈالے۔ ان میں پوری محنت اور کوشش کرے۔ اسباب کی منڈی[1] سے لاکھوں روپیہ کما کر لائے[2] اور اس رزق کو محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم خیال کرے تو ایسا شخص اگرچہ ساری دنیا کے خزانوں کا مالک بن جائے پھر بھی وہ اعلیٰ درجہ کا خدا پرست اور خدا کا دوست کہلائے گا (مؤلف)

خوشِ نصیب انسان

خوش نصیب وہ انسان ہے جس کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے ارزاقِ بدن کا خزانہ بنایا (یعنی مال و دولت میں وسعت دی اور وہ مخلوقِ خدا تعالیٰ کی جسمانی حاجتیں پوری کرتا ہے) اور اس کی زبان کو دلوں کے ارزاق (یعنی اذکارِ الٰہیہ مثلاً قرآن وحدیث شریف کا مخزن بنایا (غزالیؒ) کہ اس کے ذریعہ سے لوگ گمراہی سے نکل کر ہدایت پاتے ہیں۔ بد اخلاقی سے تائب ہو کر اخلاقِ حمیدہ کے پابند ہو جاتے ہیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد کا استحقاق فقط دو شخصوں میں ہے۔ ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے۔ پھر اس کو راہِ حق میں بے حد خرچ کرنے کی توفیق دی ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا

[1] اگرچہ بعض کے لیے ترکِ اسباب کی بھی اجازت ہے۔ [2] بشرطِ عدم انہماک۔

فرمایا ہے۔ پھر وہ اسی سے لوگوں میں فیصلہ کرتا ہے اور اسی کی تعلیم دیتا ہے۔ (متفق علیہ) (مؤلف)

اَلْفَتَّاحُ
کھولنے والا

فتاح وہ ذات ہے جس کی مہربانی سے ہر عقدہ کھلتا ہے۔ اسی کی مہربانی سے ہر مشکل حل ہوتی ہے۔ (غزالیؒ)

انسدادِ شرک

انسان کا فرض ہے کہ کسی مشکل کی عقدہ کشائی کے لیے غیر کے دروازہ پر نہ جائے[1]۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر آئے، پھر عاجزانہ دعا کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے اسباب میں جا کر ہاتھ ڈالے۔ محنت کرے اور مراد پائے۔ (مؤلف) ؎

ہمہ در ہا بکل بر خود فرو بند در او گیر دائم دل در و بند (شیخ[۲])

اَلْعَلِیْمُ
جاننے والا

علیم[2] وہ ذات ہے جو ہر چیز کے اوّل، آخر، ظاہر، باطن، ماضی، حال، مستقبل کے ذرہ ذرہ حالات سے پورے طور پر آگاہ ہے اور یہ علم اس کا ذاتی ہے یعنی اشیاء کے موجود ہونے اور دیکھنے بھالنے کے بعد کا نہیں، بلکہ چیزوں کے وجود سے پہلے ہی تھا اور علم خاصّہ

---

[1] حواشی ثلثہ صفحات سابقہ ملاحظہ ہوں۔ [2] یتصف بہ المخلوقات ایضاً وبشر وہم بغلام علیم ۱۲

خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا ہے۔ (مؤلف)
نتیجہ: جب ایسے علیم کے ساتھ ہمارا تعلق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ قدیر بھی ہے۔ جو چاہے کرسکتا ہے اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ اُس نے ہر سائل کی دُعا کے سُننے اور قبول کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ ترجمہ: میں ہر پکارنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں جس وقت وہ مجھے پکارے۔
لہٰذا ایسے علیم، قدیر، مجیب کے دروازہ کو چھوڑ کر کہیں نہ جائیں۔ ہر کام کے لیے اسی کے دروازہ پر آئیں۔ ہاتھ پھیلائیں۔ مُراد پائیں۔ دُنیا اور آخرت میں اس کے مخلص کہلائیں۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ (مؤلف)

اَلْقَابِضُ
تنگ کرنے والا

مال و دولت علم و عرفان کی کمی بیشی، تنگی اور کُشادگی اسی مالک وحدہٗ لاشریک لہٗ کے قبضہ میں ہے۔
نتیجہ: انسان کا فرض ہے کہ مال و دولت کی کُشادگی یا علم و عرفان کی وسعت کے لیے فقط اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹائے غیر کے دروازہ پر نہ جائے اور قبضِ رزق میں صبر کرے اور امیدوارِ کُشادگی رہے۔ اور جب بسط ہو تو شکر بجالائے اور قبض

اَلْبَاسِطُ
کُشادہ کرنے والا

رزق کو اللہ کی آزمائش سمجھے اور اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تشدّد بے جا کا خیال نہ کرے۔ بلکہ اپنے اعمال کا نتیجہ تصوّر کرے یا کسی مصلحت پر مبنی سمجھے۔ قولہ تعالیٰ: وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ (مؤلف)

الخافض

پست کرنے والا

فرماں برداروں کو سرفراز فرمانے والا۔ نافرمانوں کو نیچا دکھانے والا

الرافع

بلند کرنے والا

فرض مومن مومن کا فرض ہے کہ حق پرست، اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کی حمایت کرے اور نافرمانوں کی باطل پرست تحریکوں کو کچل ڈالے۔ اولیاءاللہ سے دوستی رکھے اور دشمنانِ خدا سے عداوت رکھے۔ (غزالیؒ)

لطیف نکتہ برادرانِ دین اور مشائخ اہلِ یقین کا رتبہ اپنے سے بلند سمجھنا چاہیئے بلکہ اپنا درجہ سب سے کمتر سمجھا جائے۔ (شیخؒ) تاکہ اپنے محاسن پر نظر نہ پڑے، اور دوسرے کے عیوب نظر نہ آئیں۔

بیت

ہُنر مندے کہ راہ را پا و سر دید ۔ زخودِ عیب و زبیگانہ ہُنر دید
حکیمہائے کہ دُور اندیش بُودند ۔ دوائے خلق دور و خویش بُودند (شیخ)

المُعِزُّ
عزّت دینے والا

دُنیا اور آخرت کی عزت و ذلّت کی باگ فقط مولائے حقیقی عزّ اسمہٗ و جلّ مجدہٗ کے قبضہ میں ہے۔ (غزالیؒ)

المُذِلُّ
ذلیل کرنے والا

نتیجہ عزت و ذلّت کا مسئلہ قرآنِ حکیم نے تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ سے حل فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ عزّت و ذلّت کی باگ دُنیا میں ہو یا آخرت میں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے۔ جس شخص یا قوم کو چاہیے بامِ عرُوج پر پُہنچائے اور جسے چاہے، قعرِ ذلّت میں گرائے۔ لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ مُسلمانانِ ہند و پاکستان کی موجُودہ پستی و ذلّت اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ہے۔ مُسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر ان اسباب و علل کا پتہ لگائیں۔ جس سے ان کی حکوُمت بہ محکوُمی۔ رفعت بہ پستی۔ عزّت بہ ذلّت اتحاد بہ اختلاف۔ نظام بہ اِنتشار۔ تعظیم بہ توہین۔ اخلاق بہ بداخلاقی مُتبدّل ہوگئے ہیں۔ (مؤلّف)

قولہ تعالیٰ: وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝
ترجمہ: خدا تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ انھوں نے اپنے اُوپر خود ہی ظلم کیا ہے۔
قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ
ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔
قولہ تعالیٰ: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۔ ترجمہ: جو مُصیبت تم پر آتی ہے وہ تمھارے سابقہ اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سی چیزوں سے تو اللہ تعالیٰ درگزر فرماتا ہے۔
ان تمام مصائب کا باعث اصلی اعراض عن الدین ہے۔
فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

اَلسَّمِيْعُ
سُننے والا

وہ مولیٰ جو ہر آواز کو سُنتا ہے خواہ وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کے صاف پتھّر پر چلنے کی کیوں نہ ہو وہ اپنے تعریف کرنے والوں کی تعریف اور دُعا کرنے والوں کی دُعائیں سُنتا ہے لیکن وہ ہماری طرح کان نہیں رکھتا بلکہ سمع اس کی ایک صفت ہے جس سے ساری چیزوں کو سُن لیتا ہے۔ (غزالیؒ)
بندہ کی قوّتِ سامعہ، انسان کے کانوں میں سُننے کی طاقت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ لہٰذا اُس کا فرض ہے کہ اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مُطابق خرچ کرے ورنہ خائن کہلائے گا۔ اور

خیانت کی سزا پائے گا۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا (مؤلف)

اَلْبَصِیْرُ

دیکھنے والا

بصیر وہ ذات پاک ہے جو زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو چیز ہے ہر ایک کے ذرہ ذرہ کا مشاہدہ کر رہی ہے۔ گہرے سمندر کی تہہ میں جو چیز ہو یا سر بفلک پہاڑ کی جڑ میں جو چیز پوشیدہ ہو۔ ہر ایک اس کی نظر کے سامنے موجود ہے۔ (مؤلف)

عبرت انسان کا فرض ہے کہ اپنے دل کے شیشہ کو ہر عیب سے پاک رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی حق تلفی، آبرو ریزی دل آزاری کا خیال تک دل میں نہ لائے۔ ہر وقت اس تصور کو پکائے کہ میرے دل پر ہر وقت ہر گھڑی اُس مولیٰ کی نگاہ پڑ رہی ہے۔ میں اپنے دل کا کوئی راز اس سے چھپا نہیں سکتا۔ اس تصور کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آدمی گناہوں سے پرہیز کرتا کرتا انشاء اللہ بالکل ہی پاک ہو جائے گا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

قولہ تعالیٰ: وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ط

ترجمہ: اور جو لوگ ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں، البتہ ضرور ہم ان کو اپنے راستوں کی رہنمائی کریں گے اور بیشک اللہ تعالیٰ البتہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔ (مؤلف)

الحَکَم

حُکم کرنے والا

حکَم: فیصلہ کرنے والا جس کے فیصلہ کو کوئی ردّ نہ کر سکے۔ مراتب حکم قضا قدر۔ توضیح مقصد کے لیے ایک مثال سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً سائیکل کے ایجاد کرنے والے کے ذہن میں پہلے ایک خیال آیا کہ اس قسم کی ایک چیز ایجاد کی جائے جس کے دو پہیئے ہوں۔ دونوں کے درمیان ایک زنجیر ہو۔ اُوپر بیٹھنے کی جگہ ہو۔ اس خیالی تصویر سے اس شخص کا نام حَکم ہوگا۔ اس کے بعد وہ اسباب مطلوبہ کو جمع کرتا ہے تاکہ مُسبّبات پیدا ہوں۔ اس درجہ کا نام قضا ہے۔ بعدازاں ترتیب دے کر وہ نتائج پیدا کر کے دِکھاتا ہے اس کا نام قدر ہے۔ الحکمُ الحاکمین خُدائے قُدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ نے سارے نظامِ عالم کا کلمح البصر (آنکھ جھپکنے کی دیر) بلکہ اس سے بھی پہلے ایک نقشہ تجویز فرمایا۔ اس لحاظ سے وہ ذات پاک حکم کہلائی۔ بعدازاں سارے نظامِ عالم کے اسباب کو جمع فرمایا تاکہ مُسبّبات وجُود میں آئیں۔ یہ درجہ قضا ہُوا۔ بعدازاں اسباب کو کام میں لاکر مُسبّبات پیدا کر دکھائے۔ یہ درجہ تقدیر ٹھہرا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآب (غزالیؒ)

ازالۂ غلطی

عقیدۂ تقدیر کا نتیجہ بعض مُسلمان غلط نکالتے ہیں کہ جب سب کچھ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فیصلہ سے ہونے

والا ہے تو ہمیں جدّ وجہد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ پردۂ غیب سے خود ہی ظاہر ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہی شبہ پیش کیا گیا اور آپ نے اس کا بہترین حل فرمایا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی اَفَلَا نَتَوَکَّلُ (کیا ہم تقدیر الٰہی پر بھروسہ کرکے نہ بیٹھ جائیں) آپ نے فرمایا۔ اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ (کام کیے جاؤ جس غرض کے لیے کسی کو پیدا کیا گیا ہے اس کے حق میں وہ کام آسان ہو گا۔)

حاصل یہ ہے

کہ مسلمانوں کو تقدیر پر بھروسہ کرکے ساری دُنیا ومافیہا کے دشمنوں اور موانع سے نڈر ہو کر کام کرنا چاہیئے تھا۔ تقدیر ہماری ہمت افزائی چستی وچالاکی کا باعث بننی چاہیئے تھی کہ جب ہمارے اخلاص کی برکت سے خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو پھر ڈر کس کا۔ لیکن بجائے ہمت کے آج کل عقیدۂ تقدیر پست ہمتی، بیکاری اور بربادی کا موجب بن رہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ اَعْدَآئِكَ وَ اَعْدَآءِ الدِّيْنِ۔ (مؤلف)

اَلْعَدْلُ

انصاف کرنے والا

اس کے معنی عادل یعنی اِنصاف کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عادِل ہے جس کا ہر فعل عدل محض ہے یعنی اس کا ہر کام بے عیب اور اپنی خوبیوں کے

لحاظ سے بہترین ہے۔ (غزالیؒ)

نتیجہ جب ایک مُسلمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں اور اپنی خوبیوں کے لحاظ سے عمدہ ترین ہے۔ لہٰذا اس کا فرض ہے کہ کسی مُصیبت اور رنج میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے، جو اس پر گزرے، اُس پر صابر رہے تیوری نہ چڑھائے بلکہ اس کا شکر بجالائے۔ مثلاً بیٹا مر جائے تو خیال کرے کہ اس وقت اس کا مرنا ہی بہتر ہوگا، اس لیے مرا۔ اگر یہ زندہ رہتا تو خُدا جانے اس کے باعث مجھ پر اور اس پر کس کس قسم کے وبال آتے۔ وہ خود بھی بچ گیا اور ہمیں بھی بچا گیا۔ (مؤلف)

اَللَّطِیْفُ

بھید جاننے والا

اس اسم کا مصداق وہ بن سکتا ہے جو باریک سے باریک مصالح کو سمجھ سکتا ہو اور ہر ایک چیز کو مصلحت کی بنا پر بہترین ٹھکانے پر خوش اسلوبی سے لگا سکتا ہو۔ ایسے علم اور فضل کا انتہائی کمال فقط خُدائے قُدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی میں پایا جاتا ہے۔ (غزالیؒ)

جو آسمان و زمین اور بحر و بر کی ہر چیز کی مصلحت سمجھتا ہے اور انھیں ٹھکانے لگاتا ہے۔ (مؤلف)

مثال اسمِ لطیف ہی کا لُطف ہے کہ بچّہ کو ماں کے پیٹ میں تین اندھیروں (۱پردہ جو بچّے پر لپٹا ہوتا ہے۔ ۲رحم ۳شکم مادر)

کے اندر بناتا ہے۔ اس کی وہاں حفاظت کرتا ہے۔ ناف کے ذریعہ سے غذا بہم پہنچاتا ہے۔ پھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے ماں کا پستان چوسنا الہام کرتا ہے۔ (غزالیؒ)

عبرت جب انسان سمجھ لے گا کہ اللہ تعالیٰ لطیف ہونے کے لحاظ سے میرے دل کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ اس کے بعد اُسے چاہیے کہ ظاہر و باطن کو ہر قسم کی آلائش اور بُرے اخلاق سے بچائے۔ اس کی نعمت کا شکر کرے۔ نیکی کی توفیق اس سے مانگے۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرکے اس سے معافی کا خواستگار ہو۔ (شیخؒ)

اَلْخَبِیْرُ

ہر چیز کی خبر رکھنے والا

خبیر وہ مولیٰ ہے جس سے پوشیدہ خبریں مخفی نہ رہیں۔ زمین و آسمان کے ہر ذرہ ذرہ کی نقل و حرکت بلکہ ہر ذی رُوح کے قلبی اِضطراب و اطمینان سے پُوری پُوری خبر رکھتا ہو۔ خبیر اور علیم کا مطلب قریب قریب ایک ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ علم کو جب پوشیدہ رازوں کی طرف نسبت کیا جائے تو ان کے جاننے والے کو خبیر کہتے ہیں۔

عبرت بندہ کا فرض ہے کہ اپنے دل کے پوشیدہ حالات کو جانچے کہ اس میں کس قدر خیانت، خود پسندی، زر پرستی، جاہ طلبی

کے امراضِ قبیحہ مُضمر ہیں۔ اور پھر ان سے پاک وصاف ہونے کی سعیٔ تام کرے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ط (مؤلّف)

الحلیم
بُردبار

وہ اللہ تعالیٰ جو بندوں کی نافرمانی کو دیکھتا ہے لیکن اس کا غَیظ وغضب جوش میں نہیں آتا۔ اور باوجُود قُدرت رکھنے کے بدلہ لینے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ ۵ (ترجمہ: اگر اللہ تعالے لوگوں کے اعمال پر گرفت کرتا تو رُوئے زمین پر کوئی زندہ نہ رہتا۔)

عبرت انسان اگر اس اسم کا مظہر بننا چاہے تو ضبطِ نفس، تحمّل اور بُردباری کی مشق کرے۔ جس قدر بھی خلافِ طبع یا رسمی باتیں پیش آئیں، سب کو برداشت کرے۔ اشتعال میں نہ آئے۔ وقار کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ (غزالیؒ)

العظیم
ذات وصفات میں سب سے بڑا

عظیم اصل میں عظیمُ الجسم پر اِستعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں عظیم سے مُراد وہ ذات ہے جس کی حقیقت اصلیّہ کو عقل بھی تصوّر نہیں کرسکتی۔ اور یہ فقط

ذاتِ حق جلّ وعلیٰ شانہٗ کا خاصہ ہے۔

انسانوں میں عظیم

انسانوں میں عظیم (بلند پایہ ہستیاں) انبیاء علیہم السّلام اور عُلمائے کرام کی ہیں (غزالیؒ)

رحمتِ الٰہی کی جو خصُوصیات مُقرّبین الٰہی سے ہوتی ہیں دُوسرا کوئی ان کی حقیقت کو بھی معلُوم نہیں کرسکتا۔ ہاں یہ ضرور ہے، کہ عظمتِ مُطلقہ تو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے مگر مُقرّبین کی عظمت بمقابلہ ان سے کم درجہ والوں کے ہوتی ہے مثلاً شاگرد سے اُستاد کی اور مُرید سے مُرشد کی عظمت زیادہ ہے۔ (مؤلف)

اَلْغَفُوْرُ

گناہ بخشنے والا

غفُور بمعنی غفّار ہی ہے لیکن غفُور میں ایک طرح کا مبالغہ پایا جاتا ہے۔ غفّار میں بہ لحاظ مغفرت کے مبالغہ ہے کہ بار بار مغفرت فرماتا ہے اور غفُور سے مُراد تام الغُفران ہے کہ اِنتہائی سے انتہائی مغفرت کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ (غزالیؒ)

فرضِ بندہ

بندہ کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے بے اعتدالیوں پر اس قدر عفو کرے کہ بندوں میں غفّار کہلانے کا مُستحق ہو جائے۔

وَاللہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ (مؤلف)

اَلشَّكُوْرُ

قدردان

شکُور وہ مولیٰ ہے جو تھوڑی سی اطاعت پر بہت زیادہ درجے عطا فرماتا ہے اور چند روزہ اعمالِ صالحہ کے بدلہ میں آخرت کی غیر مُتناہی نعمتوں کا مُستحق ٹھہراتا ہے۔ آخرت کی بے انتہا نعمتوں کا بدلہ دینے کے لحاظ سے شکُور کا اصلی مصداق فقط خُدائے قدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے جو ایک نیکی کا بدلہ کئی گنا دے اسے بھی شاکر کہتے ہیں۔ اور جو شخص مُحسن کی تعریف کرے اُسے بھی شاکر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات دونوں معنی میں شکُور ہے۔ پہلی معنی تو ظاہر ہے دُوسری معنی بھی اللہ تعالیٰ کے حق میں بطریق اولیٰ صادق آتی ہے کہ بندوں کو توفیق عطا فرماتا ہے۔ پھر خود ہی ان کی تعریف کرتا ہے۔ مثلاً نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ (ترجمہ: وہ کیسا ہی اچھا بندہ تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجُوع کرنے والا تھا۔) (غزالیؒ)

فرضِ انسان

انسان کا فرض ہے کہ دونوں قسم کے شکر کا عادی بنے۔ بدلہ دینے میں بھی بے نظیر ہمّت دکھائے اور مُحسن کی ثنا میں بھی رطب اللّسان نظر آئے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ (مؤلف)

اَلْعَلِیُّ

بلند مرتبہ والا

علیؔ وہ ذات ہے جس کے مرتبہ کے اُوپر کسی دُوسرے کا مرتبہ نہ ہو۔ زمین و آسمان بحر و برّ کی ساری اشیاء کے مرتبے اس سے کم ہوں۔ یہ معنی فقط ذاتِ باری عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ کے ساتھ خاص ہے۔ ہاں مخلوقات میں سے انبیاء علیہمُ السّلام اور ملائکہ عظام کے درجے بلند ہیں۔ (غزالیؒ)

تخلّق اس اسم کا تخلّق بایں صُورت حاصل ہو سکتا ہے کہ علم و عمل کے حاصل کرنے میں اس قدر سعیٔ تام کرے کہ اپنے بنی نوع پر سارے کمالات میں فائق نظر آئے۔ البتّہ یہ ضرور ہے کہ جس قدر ترقّی پائے گا، انبیاء علیہمُ السّلام کے درجہ تک نہیں پہنچ سکے گا کیونکہ اُن کا درجہ سب سے بلند ہے۔ (شیخؒ)

اَلْکَبِیْرُ

بڑی شان والا

الکبیر سے مُراد صاحبِ کبریا ہے۔ کبریا سے مُراد ذات کا کمال ہے اور ذات کا کمال وجُود کے کمال سے ہوتا ہے۔ وجُود کا کمال دو چیزوں پر منحصر ہے۔ پہلا یہ کہ ازلی اور ابدی ہو۔ (غزالیؒ) اس لحاظ سے حقیقی طور پر کبیر کا اطلاق فقط ذاتِ باری عزّ اسمہٗ پر ہی ہونا چاہیئے۔ (مؤلّف)

دُوسرا یہ کہ جس کا وجُود کامل ہو اس کو کبیر کہہ دیتے ہیں اور جس کے وجُود سے جمیع موجُودات کا وجُود حاصل ہو۔ اسے بطریقِ اولیٰ کبیر کہنا چاہیئے۔

مظہر اسم کبیر

بندوں میں اسم کبیر کا مظہر وہ کامل ہوگا۔ جس کی صفاتِ کمال اپنے اندر ہی محدُود نہ رہیں بلکہ جو اس کی صُحبت میں آئے۔ کچھ نہ کچھ فیض لے کر جائے (غزالیؒ) اور یہ صفت عُلماءِ ربّانی کی ہے۔ (موٗلف)

اَلحَفِیظُ

نقصان سے بچانے والا

حفیظ وہ حافظ ہے جو نظامِ عالم کی ہر چیز کو محفُوظ رکھتا ہے۔ باوجودیکہ آپس میں وہ متضاد اور ایک دُوسرے کی دُشمن ہیں۔ مثلاً پانی اور آگ۔ گرمی اور سردی۔ رطُوبت اور یبُوست اجسام مُرکبہ انھیں مُختلف اجزا سے مُرکّب ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود ایک دُوسرے کے دُشمن ہونے کے پھر ایک قالب میں حدِّ اعتدال پر رکھنا، تاکہ کوئی دُشمن دُوسرے کو فنا نہ کرنے پائے اور مُتضاد اجزاٗ سے مُرکّب اجسام کو ٹھیک طور پر چلانا یہ حفیظ عزّ اسمہٗ و جلّ مجدہٗ ہی کا کام ہے (غزالیؒ)

علیٰ ہٰذا القیاس مومنوں پر ایمان کا القا کر کے ان کے عقائد کو گمراہی سے محفُوظ کیا۔ حفیظ کے یہ معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں کہ سب

چیزیں اس کے علم میں محفوظ ہیں۔ سہو ونسیان کی وجہ سے کسی چیز کا اس کے علم سے خارج ہونا ممکن نہیں۔ (شیخ)

مظہر حفیظ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں مظہر حفیظ وہ کہلائے گا جو اعضا اور دل کی حفاظت کرے۔ اپنے غضب، شہوت، فریب نفس اور شیطان کی دھوکہ بازی سے دین کو بچائے یوں خیال کیجئے کہ انسان ایک ایسے کنارے پر کھڑا ہوا ہے۔ جو گرنے والا ہے۔ علاوہ اس کے آفتوں نے بھی اُسے گھیرا ہوا ہے (غزالیؒ)

اَلْمُقِیْتُ

روزی دینے والا

دل اور بدن کی غذا کا پیدا کرنے والا۔ دل کی غذا معرفتِ الٰہی اور بدن کی غذا خوراک ہے۔ (غزالیؒ)
مُقیت کے معنی توانا، نگہبان، گواہ اور حاضر بھی ہو سکتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ؕ

تخلق

بھوکوں کو کھانا کھلائے۔ غافلوں کو راہِ ہدایت بتلائے۔ اپنے نفس کے حالات پر خبردار رہے اور اپنی اصلاح پر قُدرت پائے تو اس اسم سے متخلق سمجھا جائے گا۔

اَلْحَسِيْبُ

کفایت کرنے والا

حسیب سے مُراد کافی ہے ایسا کافی کہ جس کا وہ ہو جائے اس کو پھر کسی دُوسرے کی حاجت باقی نہ رہے۔ یہ صفت حقیقتاً سوائے خُدائے قدُّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے کہیں نہیں پائی جاتی۔ (غزالیؒ)

بعض کہتے ہیں کہ حسیب بمعنے مُحاسب ہے۔ چنانچہ قیامت کے دن مخلُوقات سے حساب لے گا اور اللہ تعالیٰ ایسا مُحاسب ہے کہ انسانوں کے سانس بھی گن لیتا ہے۔ (شیخؒ)

فرض بندہ

جب انسان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اُسے چاہیئے کہ اسی پر اکتفا کرے اور سب کاموں میں اس کی حُسن تدبیر پر بھروسہ کرے۔ وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ اور جب جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سانس بھی گنتا ہے اور ان کا حساب لے گا، تو چاہیئے کہ اپنے تمام افعال اور حالات کو نقائص اور عیُوب سے صاف رکھے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ (شیخؒ)

اَلْجَلِیْلُ

عزت والا

جلالت سے مُراد بلند مرتبہ ہونا ہے جلیل مُطلق فقط خُدائے قدُّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ کَبِیْر۔ جَلِیْل۔ عَظِیْم۔ امام غزالی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اسم کبیر کمالِ ذات کی طرف راجع ہوتا ہے۔

اور جلیل کمال اور عظیم صفات اور ذات دونوں کے کمال کے لیے مُستعمل ہوتا ہے۔

تخلّق انسان اپنے نفس کو کمال سے موصُوف بنائے باطنی صفات کو دُرست کرے، بد اخلاقیوں سے باز آجائے تاکہ جلیل اور جمیل ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوقات سب اسے دوست رکھیں۔ (شیخ رح)

اَلْکَرِیْمُ

سخی۔ بندوں کا حاجت روا

کریم وہ ذات ہے جب قُدرت پائے تو عفو کر دکھائے۔ جب وعدہ کرے پُورا کرے۔ جب دینے لگے تو اُمید سے بڑھ کر دے۔ اس کی پرواہ نہ کرے کہ کتنا دیا اور کسے دیا۔ اس کے دروازہ کو چھوڑ کر جانے سے ناراض ہو۔ جو شخص اس کے دروازہ پر پڑ جائے اور التجا کرتا رہے اس کو کبھی ضائع نہ ہونے دے۔ بلکہ اس کو تمام وسیلوں اور سفارشیوں سے مُستغنی کر دے۔ جس شخص کے لیے یہ صفتیں بلاتکلف جمع ہو جائیں وہ کریم مُطلق ہو گا۔ ان صفات کا اعلیٰ درجہ فقط خُدائے قُدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ میں پایا جاتا ہے۔

عبرت یَاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ (ترجمہ: اے انسان تمہیں اپنے عزت والے رب کے معاملہ میں کس چیز نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔)

اے غافل انسان! جب ان خُوبیوں والا تیرا رب موجُود ہے تو پھر کیوں غیر کے ہاں جاتا ہے۔ ہاتھ پھیلاتا ہے۔ سچ تو بتلا کہ وہاں سے کیا پاتا ہے۔ فاحذروا ایھا العصاۃ (غزالیؒ)

اَلرَّقِیْبُ
نگاہ رکھنے والا

رقیب کے معنی نگہبان، لہٰذا رقیب وہ ہو سکتا ہے جو علیم اور حفیظ بھی ہو تاکہ حفاظتِ اشیاء میں کوئی لحظہ غافل نہ ہونے پائے اور بالالتزام نگرانی فرمائے۔

فرضِ بندہ : انسان اگر اسم کا مظہر بننا چاہے تو کم از کم اتنا کرے کہ اُسے اپنے مولیٰ سے جو قلبی رابطہ ہے، اس کی ہر لحظہ پُوری حفاظت کرے۔ اس امر کا ہر وقت خیال رکھے کہ میرا نفس اور شیطان دو دشمن اس تعلّق میں خلل انداز ہونا چاہتے ہیں اور وہ اس تلاش میں رہتے ہیں کہ مجھے مولیٰ سے ہٹائیں لہٰذا ان کی مکّاریوں اور فریب بازیوں سے بچتا رہے اور کوئی موقع اُنھیں مطلب برآری کا نہ دینے پائے۔ یہی اس کا مُراقبہ ہے۔
اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی (غزالیؒ)

اَلْمُجِیْبُ
قبُول کرنے والا

سائلوں کی مدد کرنے والا۔ دُعا کرنے والوں کی دُعا قبول کرنے والا۔ بیکسوں کا حاجت روا بلکہ مُحتاج کی حاجت سے پہلے حاجت روائی کے اسباب پیدا کرنے

والا۔ یہ کام فقط اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ ہی کے شایانِ شان ہے۔ کیونکہ وہی محتاجوں کی حاجتیں ان کے سوال اور بیان سے پہلے اپنے علمِ ازلی سے جانتا ہے۔

مظہر مجیب

انسان کا فرض ہے کہ پہلے تو امر و نواہی میں اپنے رب کے حکم کی اجابت کرے یعنی ہر حکم کی تعمیل کرے۔ پھر بندوں پر اسی صفت کا اظہار کرے کہ ہر سائل کی حاجت روائی کرے بشرطیکہ استطاعت ہو۔ ورنہ نہایت نرمی سے جواب دے دے۔ (غزالیؒ)

اَلْوَاسِعُ

کشائش کرنے والا

واسع سِعَۃٌ سے مشتق ہے جس کے معنی کشادگی ہے۔ بعض اوقات اس سے مُراد وسعتِ علمی ہوتی ہے جبکہ معلومات کی بہتات ہو اور بعض اوقات احسانات کی کثرت مُراد لی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات دونوں معنی کے لحاظ سے واسع ہے۔ اگر اس کے معلومات کو دیکھا جائے تو بحرِ بے پایاں ہیں۔ سارے سمندر بلکہ ان جیسے سات سمندر اور سیاہی بنا کر معلوماتِ الٰہی لکھے جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں اور معلومات ویسے کے ویسے رہ جائیں اور اگر اس کے احسانوں کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھی جائے تو بے اِنتہا نظر آئیں۔ لہٰذا واسع مطلق فقط ذاتِ باری عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ ہی ہے۔ (غزالیؒ)

تخلّق اگر اس اسم سے متخلّق ہونا چاہے تو علوم و معارف میں وُسعت پیدا کرے۔ اپنے دل اور ہاتھوں کو کشادہ رکھے۔ گردشِ ایّام اور جاہلوں کی اِیذا سے تنگ دل نہ ہو۔ غرضیکہ ہر شخص سے حُسنِ سلوک سے پیش آئے۔ بیت

بند ہا بردار گر خواہی کُشاد دست دل بکُشا اگر خواہی مُراد (شیخؒ)

اَلْحَکِیْمُ
دانا

حکمت کی معنی یہ ہے کہ بہترین چیز کا بہترین علم کے ذریعے سے پہچان لینا تمام چیزوں میں بہترین چیز خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ اور یہ طے شدہ امر ہے کہ اس مالکُ الملک عزّ اسمہٗ و جلّ مجدہٗ کی حقیقتِ اصلیّہ کو سوائے اُسی کی ذات کے اور کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا حکیمِ مُطلق ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہاں مجازی طور پر حکیم کا لفظ ایک ایسے شخص پر بھی بولا جاتا ہے جو کسی صنعت و حرفت میں پُورا کمال رکھتا ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر قسم کی صنعت و حرفت کی تہ تک بھی وہی مولیٰ جلّ مجدہٗ پہنچ سکتا ہے۔ انسان کا علم ہر جگہ ناقص ہی رہتا ہے۔

اصلی علمِ حکمت علم کا مرتبہ بلحاظ اس کے معلوم کے ہے۔ جو معلوم مُعزّز قابلِ قدر ہو اس کا علم بھی قابلِ توقیر ہوگا۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، اُس

کے متعلقہ علوم کا عالم ہو، وہ حکیم کہلائے گا۔ کیونکہ حکمت اعلیٰ ترین علم کا نام ہے۔ اگرچہ وہ دُنیاوی علوم میں کم درجہ رکھتا ہے اور جو شخص علومِ رسمیّہ کا پورا ماہر ہو لیکن علوم الٰہیّہ (مذکورۃُ الصدر) سے ناواقف ہو۔ وہ حکیم کہلانے کا مستحق نہ ہوگا۔

نتیجۂ حکمت جس شخص کو اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرمائے اس کی نظر دُنیا سے اُٹھ جاتی ہے اور عاقبت پر پڑ جاتی ہے اُس کی زبان سے کلمات بھی اسی ذوقِ سلیم کے مطابق ہی نکلتے ہیں۔ چنانچہ سیّدُ المرسلین، خاتمُ النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلماتِ حکمت ملاحظہ ہوں۔ (جو چیز تھوڑی ہو اور کافی ہو جائے وہ بہتر ہے بمقابلہ اس زیادہ چیز کے جو انسان کو اپنے فرضِ منصبی سے غافل کر دے۔ بھلا وہ آدمی ہے جو دُوسرے کے واقعات سے اپنے لیے سبق حاصل کرے۔ قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ (غزالیؒ)۔

اَلْوَدُوْدُ
محبت کرنے والا

وَدُود وہ ذات ہے جو ساری مخلوقات کے لیے بھلائی کی خواہاں ہو اور ان سے بھلائی ہی کرے۔ (غزالیؒ) یہ معنی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے شایانِ شان ہے۔ (مولّف)

مظہرِ ودود: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں وَدُود وہ شخص ہوگا جو مخلوقات

کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور اس سے بھی اعلیٰ درجہ اس شخص کا ہے جو دُوسرے کو اپنے نفس سے بھی زیادہ ترجیح دے۔ چنانچہ ایک باخُدا کا مقولہ مشہُور ہے "میں چاہتا ہوں کہ دوزخ پر پُل بن جاؤں۔ میرے اُوپر سے بندے گزریں اور اُنھیں دوزخ کی آنچ نہ آئے۔" (غزالیؒ)

اَلْمَجِیْدُ

اپنی ذات اور کاموں میں معزز

جس کی ذات شریف ہو اور افعالِ جمیلہ ہوں۔ عطا بے انتہا ہو۔ وہ مجید ہے۔ گویا اس میں اسم جلیل، وہاب اور کریم تینوں کا مجموعہ پایا جاتا ہے۔ (غزالیؒ)

فرضِ بندہ: انسان کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لائے۔ اس کی نعمت اور عطا کا شکر کرے۔ (شیخؒ)

اَلْبَاعِثُ

مُردوں کو جلانے والا

وہ اللہ تعالیٰ جو رُوح اور جسم کو دوبارہ ملائے گا قبروں سے اُٹھائے گا۔ جو کچھ سینوں میں مُضمر ہے اسے ظاہر کرائے گا۔

مظہر اسم باعث

بعث کا ماحصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ جہالت ایک طرح کی موت اور علم زندگی ہے۔ (غزالیؒ)

چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے: مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ کَمَثَلِ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ ؕ (ترجمہ: اپنے رب کو یاد کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مُردہ کی ہے انتہیٰ یعنی ذاکر زندہ اور غافل مُردہ ہے)۔

لہٰذا جو شخص خلق خدا کو جہالت سے نکال کر نورِ علم سے مُنوّر کر رہا ہے وہ گویا کہ جامِ حیات پلا رہا ہے۔ یہ درجہ انبیاء علیہمُ السلام اور ان کے جانشین وُرثاء عُلماءِ ربّانیین کا ہے۔ (مؤلف)

اَلشَّهِیْدُ

حاضر۔ موجود

اس کے معنی قریب قریب علیم کے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عالمُ الغیب والشّہادت ہے۔ غیب سے مُراد پوشیدہ باتیں اور شہادت سے مُراد ظاہر کی چیزیں ہیں اگر مُطلق علم کا لحاظ کیا جائے تو وہ علیم ہے اور اگر پوشیدہ اور باطنی اُمور کو دیکھا جائے تو وہ خبیر ہے اور اگر ظاہری اُمور کو مدِّنظر رکھا جائے تو وہ شہید ہے۔ (غزالیؒ)

عبرت جب ہمارا مولیٰ عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ ہمارے ظاہر اور باطن کے حالات کو پُورے طور پر جاننے والا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اپنے ظاہر و باطن کو ان باتوں سے پاک وصاف رکھیں جو اُسے ناپسند ہیں مثلاً کُفر، شرک، حسد، کینہ، بُغض، عداوت وغیرہ۔

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قُلُوْبَنَا وَاَبْدَانَنَا بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؕ

اَلْحَقُّ

ثابت سب صفتوں سے

حق بمقابلہ باطل کے ہے۔ کیوں کہ بعض اوقات چیزیں اپنی ضد سے نمایاں ہوتی ہیں۔ محاوراتِ انسانی میں جن اشیاء کا ذکر ہوتا ہے ان کی تین قسمیں ہیں۔ حق مطلق، باطل مطلق۔ من وجہ حق، من وجہ باطل۔ ممتنع بالذّات (شریک باری) تو باطل مطلق ہے واجب بالذّات حق مطلق ہے اور ممکنات من وجہ حق اور من وجہ باطل ہیں ممکن کو اپنی ذات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ باطل ہے۔ (غزالیؒ)

اس کی کوئی ہستی نہیں ہے (مؤلف) اور چونکہ حق کے وجود سے وہ موجود ہے اس لیے حق ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ کا یہی مطلب ہے۔

فرضِ انسان

انسان کا فرض ہے ماسوی اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ باطل اور فانی تصوّر کرے اور فقط خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات کو حق اور باقی تصوّر کرے (غزالیؒ)

اگر یہ تصوّر پختہ ہو جائے تو انسان کی خواہشات خود بخود کم ہو جائیں۔ دل میں جاہ طلبی، تکبّر، غرور، انانیّت نہ رہنے پائے۔ یادِ الٰہی میں ذوق آئے دربارِ الٰہی کی عزّت کا دل دادہ ہو جائے۔ اسی کو چاہے۔ اسی کا ہو کر رہے، اسی کے لیے جیے، اسی کی راہ میں مرے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ (مؤلف)

اَلْوَكِيْلُ

کام بنانے والا

وکیل وہ ذات ہے۔ جسے کام سپرد کیے جائیں۔ وکیل کی دو قسمیں ہیں: ناقص اور کامل۔ وکیل ناقص وہ ہے جو بعض امور کی ذمہ داری اُٹھائے نہ سب کی اور اس ذمہ داری میں بھی اپنی ذاتی طاقت کو کام میں نہ لائے بلکہ غیر (یعنی اللہ تعالیٰ) کی مانگی ہوئی طاقت کو کام میں لائے اور کام کر دکھائے۔ وکیل کامل وہ ذات ہے جو ساری چیزوں کی ساری ضروریات کا ذمہ اُٹھائے اور اپنی ذاتی طاقت سے سب کی حاجت روائی کر سکے۔ یہ کمال فقط مالکُ الملک عزّ اسمہٗ میں پایا جاتا ہے۔ اس لیے حقیقی طور پر وکیل فقط اسی کا نام ہے (غزالیؒ)

فرضِ بندہ

انسان کا فرض ہے کہ اپنی ضروریات میں قادرِ مُطلق وکیل حقیقی کے دروازہ پر جائے۔ اس کے دروازہ کو پہلے کھٹکھٹائے وہاں منظوری کی درخواست دینے کے بعد پھر اسباب میں ہاتھ ڈالے۔ کام ہو جائے تو خُدا تعالیٰ کا شُکریہ بجا لائے۔ ورنہ رضائے مولیٰ بر ہمہ اولیٰ اپنے حق میں بہتر خیال کرکے خاموش ہو جائے۔ (مؤلف)

الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ

زور والا۔ بہت بڑی طاقت والا

قوی سے مراد پوری طاقت والا اور متین سے مُراد سخت طاقت والا۔

فرضِ بندہ جب ایسی زبردست طاقت والے کے ساتھ انسان کا رشتۂ عبودیّت وابستہ ہے تو اس کا دروازہ چھوڑ کر اور کہیں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (مؤلف)

اَلْوَلِیُّ

حمایت کرنے والا

ولی سے مُراد دوستی کا حق ادا کرنے والا، مدد کرنے والا ہے۔ وہ ایسا دوست نواز ہے کہ اپنے دوستوں کی مدد میں ان کے دُشمنوں کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ ۵ (سورہ محمدؐ) (غزالیؒ)

مظہرِ ولی اِنسانوں میں اس اسم کا وہ مظہر ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے دوستوں کو دوست رکھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے دوستوں کی مدد کرے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دُشمنی رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے دُشمنوں سے انسان کا اندرُونی دُشمن نفس انسان ہے۔ (غزالیؒ)

اور بیرونی دُشمنوں میں بدترین دُشمن دشمنانِ اسلام ہیں۔ جس

شخص نے ان دونوں کا کہا نہ مانا۔ اور وہ کام کیے جو دونوں کے لیے سوہانِ روح اور پیغامِ موت ہوں۔ وہ مظہر اسم ولی ہوگا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ (غزالیؒ)

اَلْحَمِیْدُ
خوبیوں والا

حمید سے مُراد تعریف کی ہوئی ذات ہے اللہ تعالیٰ اپنی ذات پاک کے لیے ازل سے تعریف کرنے والا ہے، اور اپنے بندوں کی تعریف سے ابدًا تعریف کیا ہُوا ہے۔

مظہر حمید اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اسم حمید کا وہ مظہر ہوگا جس کے عقائد، اخلاق، اعمال اور اقوال محمُود ہوں اور ان میں کسی قسم کی میل نہ پائی جائے۔ یہ خوبی سیّدُالمرسلین خاتمُ النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دُوسرے انبیاء علیہم السّلام اور ان کے ماسوا اولیاء کرام اور عُلماء عظام میں بھی اپنے اپنے درجہ کے لحاظ سے پائی جاتی ہے۔ حمید مطلق فقط خدائے قدُوس وحدہٗ لا شریک لہٗ کی ذات ستُودہ صفات ہی ہے۔ (غزالیؒ)

اَلْمُحْصِیُ
ہر چیز شمار کرنے والا

محصی وہ ذات ہے جو اپنے معلُومات کا پُورے طور پر احاطہ کرلے اور محصی مطلق وہ ہے جس کے علم میں ہر معلُوم کی حد، اس کی گنتی۔ غرضیکہ ہر حالت کا پُورا

نقشہ ہو چونکہ انسان اپنے معلومات میں اس قسم کا علم بہم پہنچانے سے عاجز ہے اس لیے اس کو محصی نہیں کہا جائے گا۔ (غزالیؒ)

الْمُبْدِئُ

پہلی بار پیدا کرنے والا

انسان کو اللہ تعالیٰ ہی نے ابتداءً پیدا کیا ہے اور پھر دوبارہ مرنے کے بعد اٹھائیگا۔ بلکہ تمام اشیاء کی ابتدا اسی سے ہوئی اور انتہا اسی کے ہاں ہو گی۔ (غزالیؒ)

فرض بندہ

انسان کا فرض ہے کہ ہر ایک معاملہ میں سوائے خُدائے قدُّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اور کہیں نہ جانے پائے کیونکہ تمام نظامِ عالم کی ابتدا و انتہا اُسی کے قبضہ میں ہے۔ لہٰذا جو ملے گا اُسی سے ملے گا۔ (مؤلف)

الْمُعِيْدُ

دُوسری بار پیدا کرنے والا

الْمُحْيِي
الْمُمِيْتُ

زندہ کرنے والا۔ مارنے والا

موت اور حیات کا خالق فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا مُحی (زندہ کرنے والا) اور مُمیت (مارنے والا) سوائے خُدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اور کوئی نہیں ہو گا۔

لہٰذا مُسلم کا فرضِ اوّلین یہ ہے کہ حصُولِ

اولاد وغیرہ ضروریات کے لیے اس مالک کے دروازہ کو چھوڑ کر کہیں نہ جائے۔ (غزالیؒ)

اَلْحَیُّ

زندہ رہنے والا

ساری موجُودات مادّہ اور صُورت سے مُرکّب ہیں۔ حیّ اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جو سارے جہان کے موجُودات کی مُفیض ہے۔ اگر اس حی سے فیضانِ صُوَر نہ ہوتا تو جہان میں کوئی چیز موجُود نہ ہوتی۔ (مؤلّف)

اَلْقَیُّوْمُ

سب کا تھامنے والا

بعض چیزیں ایسی ہیں جو اپنے وجُود میں دُوسرے محل کی مُحتاج ہیں۔ مثلاً ہر قسم کے رنگ اور صفتیں بعض ایسی ہیں کہ دوسرے محل کی طرف مُحتاج نہیں ہیں مثلاً سارے جواہر۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ فی الحقیقت وہ بھی بہ سرِخود قائم نہیں ہیں۔ اگرچہ محل کے مُحتاج تو نہیں ہیں لیکن پردۂ عدم سے صفحۂ ہستی پر آنے کے لیے مُوجِد کے مُحتاج ہیں۔ جو موجُود ایسا ہو کہ اپنی ذات میں کسی کا مُحتاج نہیں اور اس کا قیام بھی بسرِخود ہو اور اس کے وجُود کے دوام میں دُوسرے وجُود کی ضرورت نہیں ہے، اس کو قائم بالذّات کہتے ہیں۔ اپنی ان خُوبیوں کے باوجود اگر ہر موجود کا وجُود اس کے ساتھ وابستہ ہو کہ ان کا وجُود اور دوام اس کے

بغیر ہو ہی نہیں سکتا تو اس ذات کو قیوم کہتے ہیں اور یہ کمال سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کسی میں نہیں۔ (غزالیؒ)

نصیبِ بندہ جس قدر کوئی شخص ماسوی اللہ سے بے پرواہ اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے غنی ہوگا، اسی قدر اس اسم کا ایک طرح پر مظہر ہوگا۔ (شیخؒ)

اَلْوَاجِدُ
ہر چیز کا پانے والا

اپنی صفاتِ اُلوہیّتہ اور ان کے کمال میں جو جو چیز شرط ہے اُسے وہ موجود پانے والا اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی صفات کمال میں کسی کو بھی ہر ایک کمال نصیب نہیں ہے اگر ایک چیز موجود ہو تو کئی طرح کی حاجت باقی ہے۔ (مؤلف)

تخلّق جن کمالات کی انسان کو ضرورت ہے ان کے حاصل کرنے میں سعیٔ تام کرے تاکہ اپنی مُراد اور مقصود کا واجد ہو اور بفضلِ خُدا تعالیٰ ماسوا اللہ سے مُستغنی ہو جائے۔

اَلْوَاحِدُ
اکیلا

واحد وہ ذات ہے جس کی تقسیم نہ ہو سکے اللہ تعالیٰ اس لیے واحد ہے کہ اس کی ذات میں تقسیم محال ہے اور وہ مالکُ الملک عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ ایسے وجودِ خصوصی سے موجود ہے کہ اس میں غیر کی شرکت کا تصوّر

بھی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ازلاً، ابداً واحد مطلق اسی کی ذات ہے بندے پر بھی واحد کا اطلاق آتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ مثلاً کوئی شخص کسی خاص خوبی میں اپنے وقت میں ممتاز ہے۔ وہ واحد ہے۔ لیکن اس کی احدیت اسی وقتِ خاص میں مخصوص ہے۔ ممکن ہے کہ کسی دُوسرے زمانہ میں کوئی دُوسرا شخص اسی صفت میں اس جیسا یا اس سے بھی زیادہ باکمال پایا جائے۔ (غزالیؒ)

واحد اور احد میں فرق بعض حضرات کا خیال ہے کہ احد باعتبار ذات کے اور واحد باعتبار صفات کے ہے اور بعض اس کا عکس خیال کرتے ہیں۔

تخلّق انسان کو چاہیئے کہ فضل و کمال میں یگانۂ روزگار ہو کر رہے اور جس طرح خُدائے قُدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ الوہیّت میں یکتا ہے۔ اسی طرح یہ فرائض عبُودیّت کے ادا کرنے میں یکتا ہو۔ (شیخؒ)

اَلْمَاجِدُ

بزرگی والا

ماجد کے معنی مجید ہی کے ہیں جس طرح عالم بمعنی علیم ہوتا ہے۔ البتّہ وزن فعیل میں مُبالغہ ملحُوظ ہوتا ہے۔ مجید کے معنی اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ (غزالیؒ)

بے نیاز

صمد مُطلق وہ ذات ہے جس کی طرف تمام حاجتوں میں رجُوع کیا جائے اور یہ فقط ایک خدائے قُدّوس وحدہٗ لا شریک لہٗ کی ذات ہے۔

عبرت : جب ایسی ذات بے نیاز ہماری حاجت روائی کے لیے موجُود ہے جو سارے جہان کے لیے ملجا و ماویٰ ہے تو بندہ کا فرض ہے کہ اس کے سوا کسی کے دروازہ پر نہ جائے۔ (غزالیؒ)

قدرت والا

ہر چیز کر سکنے والا

دونوں کی معنی قدرت والا ہے۔ البتہ مُقتدر کے معنی میں مبالغہ ہوتا ہے۔ قادر وہ ذات ہے جو چاہے سو کرے اور چاہے نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ قادرِ مُطلق ہے کیونکہ اس نے ہر موجود کو اکیلے بلا مدد غیر خود بنایا ہے۔ بندہ کی قدرت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ اور وہ بھی بعض ممکنات پر حاصل ہے۔ (غزالیؒ)

نتیجہ جب انسان کو معلُوم ہو گا کہ میرا مولیٰ بدلہ لینے پر قادر ہے تو شخص اسے ستائے گا۔ یا اس پر ظلم ہو گا اس سے بدلہ لینا اللہ

تعالیٰ کے سپرد کر دے گا۔ (شیخ رح)

المقدم المؤخر

آگے بڑھانے والا پیچھے ہٹانے والا

ہر چیز کو مرتبہ میں آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹانے والا اور یہ تقدم و تاخر اپنے (یعنی بندہ کے) علم اور عمل کی بنا پر نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ جسے چاہے، اپنے مخفی مصالح کی بنا پر بڑھائے یا ہٹائے

عبرت: انسان کا فرض ہے کہ اپنے مولیٰ سے تعلق درست رکھے تاکہ وہ اپنی رحمت سے اسے اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ (غزالی رح)

الاول الآخر

سب سے پہلا۔ سب سے پچھلا

اس کی اولیت ازلی ہے کہ اس کے وجود اور ہستی کی کوئی ابتدا نہیں اور اس کے بقاء کی کوئی انتہا نہیں۔

الظاہر

آشکارا

اللہ تعالیٰ بذریعہ حواس معلوم ہونے سے باطن ہے۔ اور اگر استدلال عقلی سے معلوم کرنے کی کوشش کی جائے تو بالکل ظاہر ہے مثلاً اگر کوئی کلمہ کہیں لکھا ہوا پایا جائے تو تمھیں ضرور یقین ہوگا کہ یہ

اَلْبَاطِنُ
پنہاں

کسی کاتب کا لکھا ہوُا ہے اور وہ یقیناً عالم، قادر اور حیّ (زندہ) بھی ہو گا۔ ورنہ اس کا لکھا جانا محال ہوتا۔ اسی طرح زمین و آسمان کا ہر ذرہ آسمان، ستارے، سُورج، چاند، حیوان، نباتات وغیرہ اس امر پر گواہ ہیں کہ ضرور ان کا بنانے والا اور چلانے والا کوئی ہے جس نے ان کو خاص طریقہ پر بنایا اور خصُوصیّاتِ خاصہ سے مختص فرمایا۔

الحاصل حاصل یہ ہے کہ خُدائے قدّوُس وحدہٗ لاشریک لہٗ ایسا ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز ظاہر نہیں ہے اور حجاباتِ نوریہ میں اس قدر محجُوب ہے کہ حواس ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگائیں تو بھی اسے محدُود نہ کرنے پائیں اِس لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز باطن بھی نہیں ہے۔ (غزالیؒ)

نصیب بندہ انسان کو چاہیئے کہ اپنی ابتداء و انتہا میں غور و فکر کرے اور اپنے ظاہر اور باطن کی اِصلاح کرے (شیخؒ)

اَلْبَرُّ
احسان کرنے والا

برّ سے مُراد احسان کرنے والا ہے۔ برّ مُطلق کا اطلاق فقط خدائے قدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تمام جہان کی ہر نیکی اور احسان فی الحقیقت

اسی کی طرف سے ہے۔ (غزالیؒ)

نصیب بندہ انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر بجا لائے اور خلقِ خدا تعالیٰ کے ساتھ احسان سے پیش آئے۔ (شیخؒ) یہاں تک کہ کسی صاحبِ حق کا حق اس پر نہ رہنے پائے (مؤلف)

اَلتَّوَّابُ

رحمت کو عود کرنے والا

توّاب وہ مولیٰ ہے جو توبہ کے اسباب بہ آسانی اپنے بندوں کو بہم پہنچاتا ہے۔ کبھی تو انھیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے۔ کبھی تنبیہات سے کام لیتا ہے۔ کبھی طرح طرح کے ڈر دلاتا ہے۔ پھر وہ توبہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ کا فضل بصورت قبولیت ان پر نازل ہوتا ہے۔

متخلّق بصفۃ التوّاب جو شخص اپنی رعایا، احباب اور متعلقین کے عذروں کو ہمیشہ قبول کرے وہ اس خلق سے متخلّق سمجھا جائے گا۔ (غزالیؒ)

اَلْمُنْتَقِمُ

بدلہ لینے والا

جو دشمن کو ڈرائے، رفعِ عذر کرے لئے پورا موقع دے اور کافی مہلت عطا فرمائے۔ اس اتمامِ حجت کے بعد مخالفین کی کمر ہمت توڑ دے اور نافرمانوں کو سخت

عذاب میں مُبتلا کر دے۔

انتقامِ محمود انسان کا فرض ہے کہ اعدائے الٰہی سے انتقام لے۔ اور سب سے بدترین اندرونی دُشمن اس کا اپنا نفس ہے۔ لہٰذا جب وہ گناہ کرے یا عبادت میں خلل ڈالے تو اُسے پُوری سزا دے اور بیرونی بدترین دُشمن دُشمنانِ دینِ مُبین ہیں۔ لہٰذا مُسلم کا فرض ہے کہ ان کے وار سے بچے اور خود ان کو عبرت ناک سزا دے تاکہ ان کے حوصلے آیندہ پست ہو جائیں۔ (غزالیؒ)

اَلْعَفُوُّ

درگزر کرنے والا

وہ ذات ہے جو بُرائیوں کو نیست و نابُود کر دے اور گناہوں سے درگزر کرے۔ یہ معنی غفور کے قریب ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ کیونکہ غفران کے معنی چھُپانا اور عفو کے معنی مٹانا ہے۔ گناہ پر پردہ پوشی سے گناہ کا نیست و نابود کرنا زیادہ مُفید ہے۔

مظہرِ عفو جو شخص اپنے اُوپر ظلم کرنے والوں سے درگزر کرے بلکہ ان سے نیکی کرے، وہ اس اسم کا مظہر ہو جائے گا۔ ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی اَحسِن اِلیٰ من اساءَ (مؤلف)

الرؤف

نرمی کرنے والا

رأفت کے معنی سخت رحمت ہے۔ رؤف کے معنی رحیم والے ہی ہیں۔ البتہ اس میں باعتبار رحیم کے معنی ابلغ ہیں۔

مالک الملک

مالک سلطنت کا

وہ ذات ہے جو اپنی بادشاہی میں جو چاہے حکم دے۔ خواہ وہ حکم کسی چیز کے موجود ہونے کا ہو یا معدوم ہونے کا، بقا کا ہو یا فنا کا۔
(غزالیؒ)

ذوالجلال والاکرام

بزرگی والا اور تعظیم والا

اللہ تعالیٰ وہ ذوالجلال ذات ہے جس کے سوا دراصل کسی کا نہ جلال ہے نہ کمال اور اللہ تعالیٰ ذوالاکرام بھی ہے یعنی جہان میں جو تعظیم اور عزت ہے، وہ اسی خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف سے ہے (غزالیؒ)

الوالی

سب کا مالک

والی وہ ذات ہے جو ساری مخلوقات کے سارے اُمور کی تدبیر کرے۔ اور اس تدبیر کی اُسے قدرتِ تامّہ ہو۔ اور اسی کی قدرتِ تامّہ جہان میں کام کر رہی

ہو۔ جب تک یہ ساری طاقتیں جمع نہ ہوں اس کو والی نہیں کہا جا سکتا۔ اور یہ معنی سوائے احکم الحاکمین، مالکُ الملک، عزّ اسمہٗ و جلّ مجدہٗ کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی لہٰذا حقیقت میں والی فقط اُسی کی ذات ہے۔ (غزالیؒ)

اَلْمُتَعَالِیْ
برتر مخلوق کی صفات سے

اس اسم کے معنی اسم علیّ کے ہیں۔ البتہ اس میں ایک طرح کا مبالغہ پایا جاتا ہے۔
(غزالیؒ)

اَلْمُقْسِطُ
عدل کرنے والا

مُقسِط سے مراد عادل ہے۔ جو مظلوم کی دادرسی کر کے ظالم سے بدلہ دلوائے۔ اور اس معنی میں کمال وہ ہے جو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کریں گے کہ ظالم اور مظلوم دونوں کو ایک دوسرے سے راضی کر دیں گے۔ (شیخؒ)

فرضِ بندہ انسان کو چاہیئے کہ اس قسم کا انصاف کرنا سیکھے جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہو، اس پر یہ چیز آسان ہے۔ (مؤلف)

اَلْجَامِعُ

اکٹھا کرنے والا

جو آپس میں موافق اور ایک دُوسری سے مخالف چیزوں کو جمع کرنے والا ہے۔ آپس میں موافق چیزوں کے جمع کرنے کی مثال آدمی ہیں جو کروڑوں کی تعداد میں سطح زمین پر موجُود ہیں اور ایک دُوسری کے مخالف اشیاء کی بے شمار مثالیں ہیں۔ جس طرح آسمان، ستارے، ہوا، زمین، سمندر، حیوانات، نباتات، معادن۔ یہ سب چیزیں رنگ، شکل اور صفتوں میں ایک دُوسرے سے علیحدہ ہیں۔

اِنسان جامع اِنسان جامع وہ ہے جو ظاہری آداب اور باطنی حقائق میں جامعیت رکھتا ہو۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ۔

اَلْغَنِیُّ

بے پرواہ

غناء کے معنی بے نیاز ہونا۔ اغناء کے معنی بے نیاز کرنا۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں سب سے بے پروا ہے۔ باوجُود اس کے اپنے بندوں کو غنی کرنے والا ہے۔ جو غیر کے غنی کرنے سے غنی بنے، وہ غنی مطلق نہیں ہوسکتا۔ واقع میں وہ محتاج غیر ہے۔ لہٰذا غنی مُطلق فقط خدائے قدُّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی ہے۔
تخلّق باسمُ الغنی۔ جب انسان کو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ سب سے

المُغنی

بے پرواہ کرنے والا

بے نیاز ہے تو فقط اللہ تعالیٰ کے سامنے سرِ نیاز خم کرے گا۔

تخلّق باسمِ المغنی

جب انسان کو علم ہو گا کہ بے نیاز کرنے والا فقط خدائے قدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے تو سب سے اپنی طمع منقطع کر دے گا۔ اور سوائے اس کے اور کسی سے نہیں مانگے گا اور سب سے بے نیاز ہو جائے گا۔ (شیخؒ)

المانع

روکنے والا

جو ہلاکت اور نقصان کے اسباب کو دفع فرمائے۔ (غزالیؒ)

نتیجہ

جب انسان کو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہلاکت اور نقصان کے اسباب کو اس سے روکتا ہے اور اسے اپنی حفاظت میں رکھتا ہے تو محسنِ حقیقی جلّ مجدہٗ کا شکریہ بجا لائیگا۔ (شیخؒ)

الضّآرُّ النّافِعُ

ضرر پہنچانے والا ۔ نفع دینے والا

جس کی طرف سے خیر و شر اور نفع و ضرر کے فیصلہ جات ہو کر آئیں۔ ہر ایک چیز میں جو نفع یا ضرر پایا جاتا ہے وہ اس کا ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ ہی

نے ہرایک چیز میں ایک تاثیر رکھی ہے جس کا ظہور ہوتا ہے۔ (غزالیؒ)

کرشمۂ قدرت جس مالکُ الملک عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ نے اشیاء میں تاثیریں پیدا کی ہیں۔ وہ چاہے تو ان تاثیروں کو سلب بھی کر سکتا ہے لیکن اس کی ہمیشہ کی عادت یہی ہے کہ وہ دی ہوئی طاقتوں کو سلب نہیں کرتا تاکہ اسبابِ دُنیاوی سے خلقِ خُدا کا اعتماد اُٹھ نہ جائے اور نظامِ دنیا میں خلل نہ آئے۔ ہاں بعض اوقات اپنی قدرتِ کاملہ کا تماشا دکھاتا ہے اور بعض تاثیرات کا نفاذ (جاری ہونا) روک لیتا ہے۔ مثلاً آگ ہو اور جلانے نہ پائے۔ جس طرح ابراہیم علیہ السّلام کی نار کو گلزار بنا دیا یا جس طرح دجّال پہلی دفعہ ایک مومن کو قتل کرے گا۔ پھر اسے زندہ کرے گا۔ پھر دوبارہ قتل کرنا چاہے گا لیکن قتل نہیں کر سکے گا۔

نتیجہ جب تمام نفع وضرر کی باگ اس احکمُ الحاکمین خُدائے قدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنی قُدرتِ کاملہ سے کسی مُضر چیز کے ضرر کو یا مفید چیز کے نفع کو روکنے اور زیادہ کرنے پر قادر ہے اور یہ طاقت سوائے اس ایک مالک کے اور کسی میں نہیں ہے تو پھر انسان کا فرض ہے کہ ہر نفع کے لیے فقط اسی کے دروازہ پر دستک دے اور ہر ضرر سے بچنے کے لیے اسی کے دروازۂ رحمت پر ہاتھ پھیلائے۔ اس کا دروازہ چھوڑ کر کہیں نہ جائے۔

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ ط

اَلنُّوْرُ
روشن

جو خود ظاہر اور دُوسروں کے ظہور کا باعث ہو وہ نور ہے۔ چنانچہ تمام اشیاء کو پردۂ عدم سے صفحہ ہستی پر لانے والا فقط اللہ ربُّ العالمین عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ ہے۔ لہٰذا اسم نور کا مُستحق بھی فقط وہی ہے (غزالیؒ)

اَلْھَادِیْ
بہت ہدایت کرنے والا

ہدایت کے معنی راہ دکھانا اور منزلِ مقصُود تک پُہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر راہ رَو کا رہنُما ہے خواہ وہ دُنیا کا طالب ہو، یا آخرت کا۔ اور اس کی ہدایت کے اقسام کی کوئی انتہا نہیں۔ ؎

گر نہ چراغ لطف تو راہ نماید از کرم ٭ قافلہ ہائے شب رواں پے نہ برد بمنزلے (شیخؒ)

مظہرُ الہادی

انسانوں میں انبیاء علیہمُ السّلام اور اُن کے بعد علماء کرام ہادی ہیں جو انسانوں کو سعادتِ اُخروی کی راہ بتاتے ہیں اور انھیں ہر مرحلہ میں سیدھی راہ دکھاتے ہیں۔ (غزالیؒ)

اَلْبَدِیْعُ
نئی طرح پیدا کرنے والا

جس کی ذات، صفات اور افعال میں کوئی نظیر (مثل) نہ مل سکے وہ بدیعِ مُطلق ہے۔ اور یہ اسم سوائے خُدائے قُدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اور کسی کے لائق نہیں ہے۔ بدیع بمعنی مُبدع از سرِ نو

پیدا کرنے والا بھی ہے۔ (غزالیؒ)

نصیب بندہ بندہ کو چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ عجائبات کو دیکھے تو اپنا دل اس بے نظیر و بے مثل ذات کی طرف متوجہ کرے۔ (شیخؒ)

اَلْبَاقِیْ

باقی رہنے والا

وہ موجود جو بالذّات واجبُ الوجود ہو۔ جب اس کی نسبت مستقبل کی طرف کی جائے گی تو وہ باقی کہلائے گا اور جب ماضی کی طرف منسوب ہوگا تو قدیم کہلائے گا ازلی و ابدی۔ جب یہ خیال کیا جائے کہ اس کے وجود کی مستقبل میں کہیں انتہا نہ ہوگی تو ابدی بھی کہا جائے گا اور قدیم مطلق جس کے وجود کی ماضی میں کہیں ابتدا نہیں تو وہ ازلی کہلائے گا۔ (غزالیؒ)

واجبُ الوجود بالذّات کا لفظ قدیم، باقی، ازلی، ابدی سب پر شامل ہے۔

اَلْوَارِثُ

سب کا وارث

حقیقی وارث وہ ہے جو سب مالکوں کے فنا ہو جانے کے بعد تمام اشیاء کا مالک ہوگا اور یہ درجہ فقط اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ کیونکہ سب مخلوقات کے فنا ہونے کے بعد وہی باقی رہے گا۔ (غزالیؒ)

عبرت انسان کو چاہیئے کہ دُنیا کے مال و متاع میں دل نہ لگائے۔ ہمیشہ یہ خیال رکھے کہ یہ سب چیزیں چھوڑ کر مجھے یہاں سے جانا ہے۔ ؎

دل بریں منزلِ فانی چہ نہی رخت بر بند کہ اِنَّا لِلّٰہ (شیخؒ)

اَلرَّشِیْدُ
بھلی راہ بتانے والا

جس کی تمام تدبیریں اپنی منزلِ مقصود تک صحیح طور پر پہنچ جائیں اور اس میں اسے کسی دُوسرے رہنما اور مُشیر کی ضرورت نہ ہو۔ (غزالیؒ) بعض کا خیال ہے کہ یہاں رشید سے مراد مرشد ہے کہ اپنے بندوں کو دین و دنیا اور مبدأ و معاد میں اپنی کتاب اور شریعت سے اس نے صحیح راہ نمائی فرمائی ہے۔ (شیخؒ)

اَلصَّبُوْرُ
بہت صبر کرنے والا

صبُور وہ ہے جو گنہگاروں کی گرفت میں جلدی نہ کرے۔

صبُور اور حلیم صبُور اور حلیم کے معنی میں فرق یہ ہے کہ صبُور اس وقت کے صبر اور آخرت کی گرفت کا پتہ دیتا ہے اور حلیم عام ہے۔ بعض کی رائے ہے، کہ صبُور میں عذاب کا خوف غالب ہے اور حلیم میں اُمید عفو۔ بعض کی رائے ہے کہ صبُور بمعنی صبر دینے والے کے ہے۔ اللہ تعالیٰ

انسان کو مندرجہ ذیل اشیاء میں صبر دینے والا ہے۔ مصیبت میں۔ بارِ امانت کے اُٹھانے میں۔ خواہشاتِ نفسانی کی مخالفت میں۔ دشمنانِ اسلام کی فریب کاری میں۔ اُن کی طرف سے ایذا رسانی میں۔

تخلق انسان اپنے کام میں جلد بازی نہ کرے۔ ہمیشہ آرام و اطمینان سے سوچ سمجھ کر کام کرے۔ (شیخ رح)

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

(فیروز سنز لمیٹڈ لاہور)

نمبر ۱۹

قولہ تعالیٰ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

ترجمہ: بیشک نماز تمام بے حیائیوں اور برائیوں سے روکتی ہے

رسالہ موسومہ

فلسفۂ نماز

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ

مطبوعہ:
فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

ہدیہ مفت

محصول ڈاک [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ
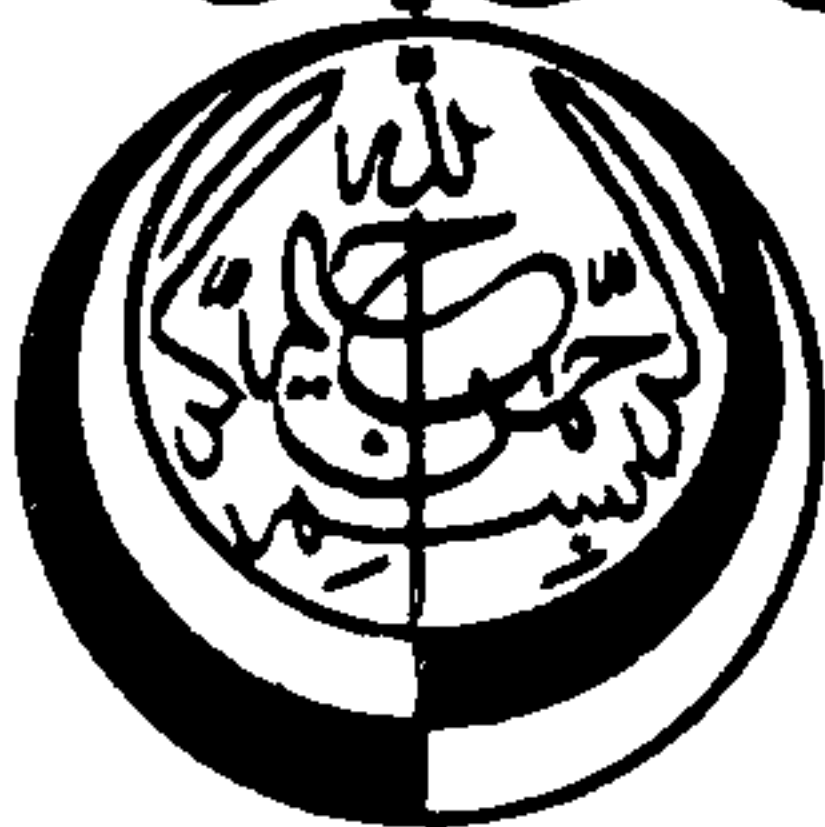
برادران اِسلام۔ اِسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے پیدا ہونے کے بعد تئیس سالہ زندگی میں وہ انقلاب کر دکھایا۔ کہ اُس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں۔ چنانچہ

جاہلوں	کو	عالم	بنادیا
ظالموں	”	عادل	
وحشیوں	”	مہذّب	
بداخلاقوں	”	بااخلاق	
گڈریوں	”	بادشاہ	
ڈاکوؤں	”	پاسبان	
غیر متمدنوں	”	متمدن اور مہذب	

اتنا ہی نہیں۔ بلکہ اِن خوبیوں میں اِنہیں ساری دُنیا کا اِمام

بٹھایا۔ اور خلافت (شاہنشاہیت) کے تخت پر بٹھایا ؛

غرضیکہ

اِن کے ہر قبح کو متبدل بہ حسن کر دیا ؛

اِنقلاب کا سبب وحید

ساری دُنیا جانتی ہے۔ کہ اس انقلاب کا سبب وحید فقط قرآن تھا۔ جس نے اِنہیں قعرِ مذلّت سے اٹھا کر بام عروج پر پہنچا دیا۔ اُس نے اِن کے دلوں پر ایسا قبضہ جمایا۔ کہ نادانوں نے اُس کے معلّم (سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) پر جادوگر کا الزام لگایا — عملی تعلیم — عقیدۂ توحید ذہن نشین کرنے کے بعد قرآن حکیم نے انہیں نماز۔ روزہ۔ حج اور زکواۃ پر عمل کرایا۔ اسی مختصر سے لائحہ عمل نے اُن پر ایسا رنگ چڑھایا۔ کہ اُن کی فوج بے نظیر اُنکی اطاعت بے مثیل۔ اُن کے جج سراپا انصاف اُن کی مساوات ضرب المثل اور اُن کا ایثار بے مثل ہو گیا۔ وہ محنت کے عادی۔ مشقّت کے دِلدادہ۔ بھوک اور پیاس سے مانوس۔ رات کو یادِ الٰہی میں بیدار۔ اور دن کو شہسوار نظر آنے لگے ؛

پیغام حیات

اسلام کے پانچ ارکان کے اندر آج بھی وہی پیغامِ حیات موجود ہے۔ بشرطیکہ مسلمان اُنہیں صحیح طور پر عملی جامہ

پہنائیں۔ اس صحبت میں فقط اسرارِ نماز بیان کیئے جائینگے۔ تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ آبِ حیات خود ان کے گھر میں موجود ہے۔ انہیں دوسروں کے دروازوں پر جانے کی مطلق ضرورت نہیں۔

مقصدِ نماز

نماز میں خدا تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنا مقصود ہے تاکہ اسکی نعمتوں کا شکریہ بجالائیں۔ ہاتھ جوڑیں۔ سر جھکائیں سجدے میں گریں۔ اسکی عظمت کے گن گائیں اور روحانی لذت پائیں۔ اس کے علاوہ اپنی لغزشوں سے توبہ کریں غرضیکہ اپنے حقیقی مولیٰ سے غلامی کا تعلق تازہ کرکے آئیں۔

نماز کے فائدے

نماز کا اصلی مقصد پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اب نماز کے وہ فائدے بھی سُن لیجئے۔ کہ اگر انہیں ذہن میں رکھ کر نماز پڑھی جائے۔ تو مُردہ قوم زندہ ہو سکتی ہے۔ محکوم قوم حاکم بن سکتی ہے۔ آپس میں دست دگریبان ہونے والی جماعت شیر و شکر ہوکر رہ سکتی ہے۔

فائدوں کی فہرست	عنوانِ شرعی
۱۔ مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا	مسجد
۲۔ بہترین آدمی انتخاب کرکے صدر بنانا	امام
۳۔ امام کے ماتحت چلنا۔	اقتداء

۴- امام کے اتباع میں ہمہ تن ادب کا مجسمہ بنجانا اور کھانا پینا- بولنا یا ضروریات زندگی سے بھی اجتناب کرنا- — **اطاعت**

۵- اپنے آپکو منظم کر کے امام کی آواز پر نقل وحرکت کرنا — **اتّباع**

۶- اور ان ساری پابندیوں میں امام پر احسان نہ دھرنا بلکہ اس کی تابعداری کو سب سے ضروری فرض خیال کرنا- — **احساس فرض**

۷- اس تمام فرمانبرداری میں کسی اُجرت کا خواہاں نہ ہونا بلکہ گھر سے کھا کر اطاعت کرنا — **اخلاص**

۸- مساوات کا جذبہ پیدا کرنا- تاکہ کام کے وقت شاہ و گدا ایک صف میں کھڑے ہو جائیں — **مساوات**

۹- ایثار کی روح پھونکنا- کہ جو پہلے آئے آگے کھڑا ہو جائے اور جو بعد میں آئے وہ پچھلی صف میں بیٹھ جائے خواہ بادشاہِ وقت ہی کیوں نہ ہو — **ایثار**

الحاصل

حاصل یہ ہے- کہ اس خدا پرست منظم جماعت کی خدا ایک- سردار ایک- مرکز ایک- مقصد ایک- قبلہ ایک- قول ایک- فعل ایک- صورت ایک- اور ان ساری وحدتوں میں مقصود ایک (خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ)

کامیابی کا سہرا

جب یہ خدا پرست جماعت وحدت کا درسِ عبرت

پاکر دنیا میں قدم اُٹھائیگی۔ تو۔ خدائی طاقت انکی مدد کیلئے آئیگی۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ۔ ترجمہ:۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کروگے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا +

علاوہ اس کے زمین و آسمان کے خزانے اِنکی خدمت کے لئے وقف کر دیے جائینگے۔ اور ہر میدان میں کامیابی کا سہرا ان کے سر باندھا جائے گا +

نتیجۂ نماز

جب ایسی ایثار کرنیوالی جماعت ایک امام کے ماتحت ہوجائے تو پھر دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ جو گھر سے کھاکر امیر کے اشارے سے جان پر کھیلنے تک کیلئے تیار ہو۔ اور امام وہ شخص ہو۔ جس کے سینے میں علم و عرفان ہو۔ اور وہ غیرت و شجاعت ہو۔ جو سید المرسلین۔ خاتم النبیین علیہ الصلواۃ والسلام کے سینہ اطہر میں تھی۔ اور وہ سوائے خدائے تعالےٰ کے کسی سے نہ ڈرے نہ کسی کی پروا کرے۔ نہ کسی سے طمع رکھے۔ بات وہ کہے۔ جو خدا تعالےٰ اور اسکے رسول کو پسند آئے۔ اور جس سے اسلام کا بول بالا ہو۔ مسلمانوں کا بھلا ہو۔ انہیں عزت نصیب ہو۔ عدل و انصاف پھیلے۔ دنیا میں امن قائم ہو حق سے سرکشی کرنیوالے نیست و نابود ہوں ایسے امام کی پشت و پناہ خدا ہوگا۔

وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ط (سورۂ روم)

ترجمہ:۔ اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے +

جب مسلمانوں میں یہ نظام پیدا ہو جائے۔ تو یہ لوگ کسی

دوسری قوم کے محکوم نہیں رہ سکتے۔ جب یہ آزادی کیلئے قدم بڑھائینگے۔ تو آزادی استقبال کیلئے آئیگی۔ اور کامیابی کا سہرا ان کے سر بندھیگا۔ یہ قوم پہلے اگر مردہ نظر آتی تھی۔ تو اب زندہ ہوگی۔ بیکار تھی۔ تو باکار نظر آئیگی مفلس تھی۔ تو خزائن الٰہی کے دروازے اس پر کھل جائیں گے اور مالا مال ہو جائے گی۔ قولہٗ تعالےٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (الآیہ مائدہ رکوع ۹)

ترجمہ- اور اگر وہ قائم رکھیں۔ توریت اور انجیل کو اور جو اُتارا گیا اُنکی طرف انکے رب سے۔ کھائیں اپنے اُوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے ؛

شاہنشاہی سلام

نماز در اصل شاہنشاہی سلام ہے۔ جو شخص شاہنشاہ حقیقی عزاسمہٗ وجل مجدہٗ کے دربار میں آنے اور سلام شاہی کے بجالانے سے جی چرائے۔ وہ باغی خیال کیا جاتا ہے۔ جرم بغاوت کی فرد لگنے کے بعد بھی اُسے ایک مدت یعنے زندگی دنیا تک مہلت دی جاتی ہے۔ اگر پیغام موت پانے تک اپنی ضد سے باز نہ آئے۔ تو پھر الٰہی جیلخانے میں بھیج دیا جاتا ہے ؛

ترکِ سلام کی سزا

(۱) جیل میں داخلہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا

كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) ترجمہ عبدالرحمن بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا کہ جس شخص نے نماز کی حفاظت کی نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی۔ اور اسکے ایمان کی دلیل ہوگی اور اس کیلئے ذریعہ نجات قرار دیجائیگی اور جس شخص نے اسکی حفاظت نہ کی نہ اُس کیلئے نور ہوگی اور نہ ایمان پر دلیل بنیگی اور نہ اُس کیلئے ذریعہ نجات ہوگی اور وہ شخص قیامت کے دن قارون۔ فرعون۔ ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (یعنی دوزخ میں) رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان

(۲) وفاشعاروں کی فہرست سے اخراج

عن جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی کو کفر سے ملانے والی چیز نماز کا چھوڑ دینا ہے (یعنی جس نے نماز چھوڑی۔ اس نے گویا کفر سے بھائی بندی جوڑی) +

(۳) قانونِ شاہی حفاظت سے بیزار

عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰے عنہ قَالَ اَوْصَانِىْ خَلِيْلِىْ۔ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتَ اَوْ حُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً

مُتَعَمِّدًا مَنْ تَرَکَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّہٗ مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:- ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا میرے یار جانی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے وصیت کی۔ کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے یا جلا دیا جائے۔ اور فرض نماز کو جان بوجھ کر مت چھوڑو جس شخص نے نماز کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا۔ اس (کی حفاظت) کی ذمہ داری جاتی رہی اور شراب نہ پینا۔ کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ انتہی

پنجاب کے ایک کروڑ چودہ لاکھ مسلمانوں کا متفقہ لیڈر اور اس کی طاقت

اگر آج سیزدہ صد سالہ تنظیم کی پھر تجدید ہو جائے مثلاً لاہور (پنجاب کے اُمّ القریٰ) کی شاہی مسجد میں فریضۂ نماز ادا کرنے کے لئے سب مسلمان آئیں۔ اس میں وزرائے حکومت ہائیکورٹ کے جج۔ بیرسٹرایٹ لا۔ پی۔ ایچ۔ ڈی وکلاء۔ تحصیلدار۔ قانونگو۔ پولیس اور فوج کے تمام مسلمان افسران موجود ہوں۔ دیہات کے نمبردار اور ذیلدار بھی اس مقدس جلسے میں شامل ہوں۔ تاکہ جو حکم پائیں بستیوں میں جاکر اُسے عملی جامہ پہنائیں۔ اور امامِ مسجد صحیح معنی میں سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانشین ہو۔ جس کے خطبے میں جان ہو۔ ہر ایک فقرے میں تڑپ ہو ایک ایک لفظ میں زندگی کا پیام ہو۔ حاضرین کے دلوں کا

تار اس کی پانچ انگلیوں میں ہو جب دبائے جو آواز
چاہے نکلوائے۔ کسی چھوٹے یا بڑے کو اسکی حکم عدولی
کی طاقت نہ ہو پھر دیکھئے کہ کیا ہوتا ہے۔ تمام طاغوتی
اور مادی طاقتیں اس خدائی طاقت سے لرزہ براندام نظر
آئینگی۔ انہیں جرأت نہ ہوگی کہ اس منظم جماعت سے
آنکھ ملائیں۔ اور اپنی ہستی معرضِ خطر میں ڈالیں۔ شعر

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ ۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

غیر مسلم کی شہادت

Whoever has seen the Muslims assembled at prayer in rows, carrying out the observances with astonishing uniformity, order and dignity, will not fail to recognize the educational value of this disciplinary prayer. The regular meeting of all the faithful at this common prayer warnished the spirit of solidarity, implanted the feeling of the equality of man.

"All later military successes of Islam were due to the qualities which were now for the first time brought forth and developed among the Arabs, discipline and contempt for death."

(Joseph Hell's "Arab Civilization")

ترجمہ:۔ جس شخص نے مسلمانوں کو حیرت انگیز یک آہنگی

ترتیب اور وقار کے ساتھ صفیں باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا ہے وہ اس انضباط سکھانے والی نماز کے تعلیمی افادے کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اِس نمازِ باجماعت میں مومنین کا باقاعدہ اجتماع ان کے قلوب میں اتحادِ ملّت کی روح اور مساواتِ انسانی کا اِحساس پیدا کر رہا تھا +

بعد کے زمانے میں اسلام نے جو عسکری کامیابیاں حاصل کیں وُہ اُن اوصاف کی شرمندۂ احسان تھیں جنہوں نے اِبتدائے اسلام کے زمانے میں سب سے پہلے عربوں کے اندر نشوونما پایا اور وہ خصوصیتیں دو تھیں یعنی ضبط و تنظیم۔ اور موت سے بے پروائی۔
(جوزف ہل۔ عرب سولایزیشن)

ازالہ غلط فہمی

اگر ایک صحیح قانون کے غلط استعمال سے اچھے نتائج نہ نکلیں۔ تو اس میں قانون کا کیا قصور ہے؟ بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ساری خرابی کا ذمہ دار ہوگا۔ اگر آج کل ہماری نمازوں سے وہ نتائج پیدا نہیں ہوتے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ تو اس میں قانونِ نماز کا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ یہ ہماری اپنی بے راہ روی کا نتیجہ ہے +

اشعار ضروری

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالیؓ نہ رہی ۔۔۔ فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالیؒ نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے ۔۔۔ یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود؟
(اقبال)

اللہ تعالیٰ کا فرمان واجب الاذعان ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا) یہ تو نہیں فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ العٰقِلِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ عاقلوں کا اجر ضائع نہیں کرتا فاعتبروا یا اُولی الاَبصار ۔

ضمیمہ ترکیب نماز

نمبر شمار	ترتیب افعال	فرض واجب سنتہ کی تفصیل	کیفیت
۱	نیت	فرض	
۲	تکبیر تحریمہ کہنا	فرض	
۳	تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا ۔	سنت	
۴	ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا	سنت	عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا
۵	سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھنا	سنت	
۶	اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ پڑھنا	سُنت	
۷	بِسْمِ اللّٰہِ الخ پڑھنا	سُنت	
۸	قیام	فرض	

نمبر شمار	ترتیب افعال	فرض واجب سنتہ کی تفصیل	کیفیت
۹	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الخ پڑھنا	واجب ﴿ قرآن حکیم کی مطلق	
۱۰	کوئی سورت ملانا	واجب ﴾ قرأة فرض ہے	
۱۱	اللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر رکوع میں جانا	سنت	
۱۲	رکوع کرنا	فرض	
۱۳	رکوع میں کم از کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کرنا	سنت	
۱۴	رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا	سنت	
۱۵	سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہکر رکوع سے اٹھنا	سنت	
۱۶	سیدھا کھڑا ہو جانا	واجب	
۱۷	سجدے کیطرف جاتے ہوئے اللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا	سنت	
۱۸	سجدہ کرنا	فرض	
۱۹	سجدے میں کم از کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰے کہنا	سنت	
۲۰	دو سجدوں کے درمیان ایک تسبیح کے قدر ٹھہرنا	واجب	
۲۱	پہلا قعدہ	واجب	
۲۲	اَلتَّحِیَّاتُ الخ پڑھنا	سنت	
۲۳	دوسرا قعدہ	فرض	
۲۴	اَلتَّحِیَّاتُ الخ پڑھنا	واجب	
۲۵	دونوں قعدوں میں بائیں پاؤں پہ بیٹھنا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرنا	سنت	عورتوں کو دونو پاؤں دائیں طرف نکالکر سرین پر بیٹھنا چاہیے
۲۶	درود شریف پڑھنا	سنت	

نمبر شمار	ترتیب افعال	فرض واجب سنت کی تفصیل	کیفیت
۲۷	درود شریف کے بعد دعاؤں کا پڑھنا	سنت	
۲۸	اپنے ارادے سے نماز ختم کرنا	فرض	
۲۹	السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے ختم کرنا	واجب	
۳۰	سلام کیوقت دونو طرف منہ پھیرنا	سنت	
۳۱	سلام میں فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کرنا	سنت	

تعریف

فرض ۔ اگر رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی
واجب۔ اگر رہ جائے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اگر قصداً چھوڑ دیا جائے تو فرض نماز نہایت نقص کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے لیکن دوبارہ پڑھنا واجب ہے +
سنت۔ سنت کے رہ جانے سے نہ سجدہ سہو لازم آتا ہے اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے مگر قصداً چھوڑنا برا ہے +

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط

تصدیقات علمائے کرام

(۱) خداوند کریم کے احکام تو ہر طرح واجب العمل ہی ہیں خواہ کسی حکم کی حکمت اور علم ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے لیکن مشکل العمل احکام کے علل و فوائد اور نتائج کو علما اور ربانیین نے بیان فرما کر علمی اور عملی قوتوں کو مختلف اوقات میں امداد کی ہے اور ختم نبوت کے بعد اسی صورت میں انہوں نے نبیوں کی مخلص خدمت میں انبیاء علیہم السلام اور شریعت مطہرہ کی مدد کی ہے جزاہم اللہ عنہا وعن جمیع المسلمین خیراً
مولانا احمد علی صاحب کا یہ مضمون بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے تعلیم حکمت اور موعظہ حسنہ کو خوب سمجھا اور اچھا سمجھایا خدا کرے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں ۔ اور اس کی بدولت اپنے مالک کے ساتھ تعلقات کو استوار کر لیں ۔۔ آمین فقط

(حضرت مولانا مولوی عبد العزیز صاحب، خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ)

(۲) اس رسالہ کا میں نے مطالعہ کیا جس موضوع پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے میرے خیال میں عوام کے لئے کافی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلقین ایک حدیث میں فرمائی ہے قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی اگر انسان ان اقوال اور افعال اور ہیئات میں اسرار مقصودہ کا خیال کرے تو یقیناً وہ نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ جو اہل اسلام قرون اولیٰ میں پائے گئے تھے مگر ہماری نماز تو اس وقت حکم ارشاد الٰہی الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون کا مصداق ہے جس کی سزا میں فویل للمصلین وارد ہوئی اللہ تعالیٰ ہمیں حقائق کی طرف راہ نمائی فرما کر فائز المرام کرے۔ آمین (حضرت مولانا مولوی نجم الدین صاحب، پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور)

(۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ رسالہ ہذا کو میں نے شروع سے آخر تک دیکھا۔ جس مقصد کے پیش نظر اس پر خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ بحمد اللہ یہ اس کے لئے کافی ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ ابناء زمان کا مذاق لطیف اور نکتہ رس ہو رہا ہے۔ دنیا آج عقل کی دلدادہ ہو کر حیرت انگیز موشگافیوں میں منہمک ہے۔ تکلف برطرف آج اگر کوئی مشکل ترین نظریہ شرعی ہو یا غیر شرعی مضبوط دلائل کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ تو دنیائے علم و عقل اس کے سامنے تسلیم خم کرنے کو تیار ہے۔ یہی راز ہے۔ کہ آج غیر مسلم اقوام اسلام سے زیادہ قریب ہو رہی ہیں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ میں واشرقت الارض بنور ربھا سے اسی شستہ مذاق کی طرف تلمیح کی ہے۔

دیانات الاسلام کا عام فہم فلسفہ بیان کرنے سے ایک تو احکام الٰہیہ کی قدر و قیمت اور ان سے محبت اور شیفتگی بڑھے گی یعنے مکلفین ان کو سمجھ بوجھ کر کریں گے۔ اس طرح پر اعمال شرعیہ کا امتثال حقیقت "احسان" کی تخم ریزی ہوگی اور اعمال شرعیہ سے وہ روح پیدا ہوگی جو تعلیم اسلام کا نصب العین ہے جس کی طرف ارشاد لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم مشیر ہے اس کے علاوہ غیر مسلم اقوام کو سوچنے کا موقع ملے گا جس کے بعد صحیح دماغ انسان تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔

وقت آگیا ہے۔ کہ شرائع اسلامیہ علی الخصوص ارکان اربعہ کو تعلیم اسلام کے وزنی بنانے کے لئے ابناء زمان کے مذاق کے مطابق فلسفیانہ رنگ میں حل کیا جائے۔ کیا علماء امت ادھر توجہ فرمائیں گے؟ (حضرت مولینا مولوی محمد نور الحق صاحب، پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور)

(۴) قبلہ حضرت مولانا نے نماز کی فلسفیت کے متعلق جو دلائل عقلی اور نقلی پیش کئے ہیں میرے

خیال میں اہل بصیرت کیلئے جکے دل میں ذرہ برابر بھی خدا کا خوف ہو کفایت کرتے ہیں باری تعالیٰ
مسلمانوں کو اس پر عمل پیرا ہونے کی طاقت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین
(مولانا مولوی محمد عبد العزیز (صاحب) مدرس اعلیٰ شاہی مسجد لاہور
(۵) میں نے اس رسالہ کو حرف بحرف پڑھا۔ نہایت عمدہ طریق سے نماز کی حکمت اور غایت سمجھائی گئی
ہے۔ قرآن و حدیث سے جابجا استشہاد موجود ہے کاش ہمارے مسلمان بھائی اس سے جیسا چاہئے مستفید
ہوں (حضرت مولانا مولوی سید طلحہ (صاحب) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور (۶) میں نے حضرت
مولانا احمد علی صاحب کا رسالہ شروع سے آخر تک دیکھا اور اس دور پُرآشوب میں جبکہ الحاد و زندقہ کی موجیں
ٹکرا رہی ہوں سارکان اسلام کا فلسفہ پیش کر کے حلقہ بگوشان اسلام پر ایک عظیم احسان کرتا ہے کیونکہ آج
رجال تو تہذیب یافتہ اپنی عقل ناقص کو عقل شرعی پر فوقیت دیکر اپنی خواہشات کی تقلید کرنا چاہتے ہیں
تو اس قعر ذلت سے انہیں نکالنے کیلئے حضرت مؤلف نے بہترین کام کا آغاز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ
انہیں جزاء خیر دیوے آمین (حضرت مولانا مولوی محمد چراغ (صاحب) مدرس مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ
(۷) اللہ تعالیٰ جزاء خیر دیوے حضرت مصنف علام کو جو کہ عموماً مسلمانوں کی خیر خواہی میں منہمک رہتے ہیں
اس زمانہ میں حالات حاضرہ کو مطالعہ کر کے ایسے رسالے کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ
نے اس خیر خواہی مسلمانوں کو بھی حضرت مؤلف ہی کے حصہ میں کیا۔ یہ رسالہ دیکھ کر معاً یہ آیت زبان
پر آئی ان فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید اللہ تعالیٰ مسلمانوں
کو عمل کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین (حضرت مولانا مولوی محمد خلیل (صاحب) مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع گوجرانوالہ
(۸) میں نے اس مضمون کو خود مولانا کی زبان مبارک سے سماعت کیا مولانا نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ نماز اور فلسفہ
نماز کے بہت موزوں اور مناسب ہے اور میں خیال کرتا ہوں اس سے بہت لوگ مستفید ہونگے واللہ الموفق فقط
(حضرت مولینا مولوی محمد عبد الستار (صاحب) عفی عنہ مقیم مسجد شاہی لاہور۔
(۹) حضرت مصنف نے رسالہ ہذا میں مسائل نماز کو فلسفیانہ طریق پر بیان فرما کر اہل اسلام کیلئے ایجاد دستور العمل
پیش کیا ہے جس پر ہر مسلمان کو عمل کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ کو جزائے خیر عطا فرماوے ۔
(مولانا مولوی غلام محمد عفر لہ السید محمودی مدرس دینیات اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ)
(۱۰) حضرت مؤلف نے رسالہ زیر تنقید میں شرائع اور احکام دین کے حکم فلسفیانہ انداز سے بیان
کر کے اہل اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے مسلمانوں کے لئے یہ رسالہ یقیناً ایک دستور العمل ہے جس پر
عمل کر کے انسان طمانیت قلب حاصل کر سکتا ہے (مولانا مولوی احمد علی (صاحب) مدیر العدل گوجرانوالہ

۴۹۶

نمبر ۲۰

بعونک یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بقرہ ۲۳

ترجمہ: اے مسلمانو تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے جس طرح پہلے لوگوں پر فرض تھا

رسالہ موسومہ

فلسفۂ روزہ

مرتبہ

احمد علی عفی عنہ

امیر شعبۃ التالیف والاشاعۃ انجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور

ضروری گذارش (۱) بیرونی حضرات ۲ پیسے کا ٹکٹ برائے محصولڈاک وپیکنگ بھیجکر مفت منگا سکتے ہیں
(۲) مقامی حضرات یہ رسالہ دفتر سے مفت لے سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

برادرانِ عزیز! اِس سے پہلے اسلام کے پانچ ارکان میں سے توحید اور نماز کے متعلق انجمن خدام الدین ہزارہا کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے تبلیغی رسائل شائع کر چکی ہے۔ اس صحبت میں روزے کا فلسفہ عرض کرنا مقصود ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :- شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ؕ (سورۃ البقرہ رکوع ۲۳)

ترجمہ۔ مہینہ رمضان کا ہے۔ جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔ سو جو کوئی پاوے۔ تم میں سے اس مہینے کو تو ضرور

روزے رکھے اُس کے۔ اور جو کوئی ہو بیمار یا
مُسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیئے اور
دنوں سے اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں
چاہتا تم پر دشواری۔ اور اس واسطے کہ تم پوری
کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات
پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو ٭

قرآنِ حکیم کی سالگرہ

لوحِ محفوظ سے قرآنِ حکیم کا نزول رمضان المبارک
میں ہوا ہے۔ سارا قرآنِ حکیم ایک ہی مرتبہ آسمانِ
دُنیا پر نازل ہوا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً تھوڑا
تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ ہر قوم میں ایک قاعدہ ہے
کہ جس دن اس پر کوئی نعمت نازل ہو۔ اس کی
یاد تازہ کرنے کے لئے سالگرہ مناتے ہیں۔ مثلاً
یہود میں عاشوراء کا روزہ۔ عیسائیوں میں نزول مائدہ
آسمانی کا دن۔ مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم ایک
عظیم الشان نعمت ہے۔ اس لئے اس کی سالگرہ
رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے۔ چنانچہ سارے
رمضان المبارک میں مسلمان رات کو قرآن حکیم سنتے
ہیں۔ علاوہ اس کے اس نعمتِ عظمیٰ کے شکر میں دن
کو روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ شکرِ نعمت میں روزہ رکھنا

بھی سابقہ اُمتوں میں رائج تھا۔ جس طرح یہود میں
عاشوراء کا روزہ اسی لئے رائج تھا کہ اُس دِن
فرعون غرق ہُوا۔ اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تھی

تمام اُمتوں میں روزہ

قرآن حکیم میں ارشاد ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا
کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ +

ترجمہ تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے۔ جس
طرح تم سے پہلی اُمتوں پر فرض تھا +

اس سے معلوم ہُوا۔ کہ پہلے انبیاء علیہم السّلام کی
شریعت میں بھی روزہ اسی طرح رکھا جاتا تھا۔ کہ
روزہ کے دِن کھانا پینا اور عورتوں سے صُحبت کرنا
حرام تھا۔ روزہ کا یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام
سے لیکر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شریعت تک یوُں
ہی رہا۔ چنانچہ ابتدا میں جب مُسلمانوں پر روزہ
فرض ہُوا اور اُس کی شرائط کا انہیں علم نہیں تھا
تو اہل کتاب کی طرح روزہ رکھنا شروع کیا کہ
افطار کے بعد سونے سے پہلے پہلے کھانے پینے وغیرہ
سے فراغت پا لیتے۔ سونے کے بعد پھر دوسرا روزہ
شروع ہو جاتا۔ کچھ عرصہ کے بعد اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ
الصِّیَامِ والی آیت نے اس طرز کو منسوخ کیا +

اوقاتِ روزہ میں اختلاف

البتہ علم تاریخ کی ورق گردانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کے اوقات ہر اُمت میں علیحدہ علیحدہ تھے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے اور یہود پر عاشوراء اور ہر سینچر کے علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے تھے۔ نصاریٰ پر در اصل رمضان کے روزے فرض تھے۔ لیکن جب انہیں سخت گرمی اور سردی کے روزے میں دقت محسوس ہوئی۔ تو یہ فیصلہ کیا۔ کہ موسم ربیع میں بجائے تیس کے پچاس رکھا کرینگے +

روزہ کی صورت بغیر روح بیکار ہے

ہر عقلمند کا قاعدہ ہے۔ جب کوئی کام کرتا ہے اُسکا فائدہ پہلے سوچ لیتا ہے۔ وہ فائدہ اس کی روح اور جان ہے لہذا روزے کی بھی ایک صورت ہے اور دوسری اُسکی روح صورت تو یہ ہے کہ صبح صادق سے لیکر غروب

آفتاب تک کھانا پینا ترک کر دیا جائے ۔ عورت اور مرد آپس میں ملنے نہ پائیں لیکن اگر مقصد روزہ اس صورت کے اندر نہ پایا جائے۔ تو وہ بیکار ہے چنانچہ دربار نبوت سے ارشاد ہوتا ہے مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ترجمہ:۔ جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پرواہ نہیں (یعنی روزہ سے قرب الٰہی اور حصول رضا مولیٰ کا جو نتیجہ مرتب ہونا چاہیئے (وہ نہیں ہوگا)

اور دوسری روایت میں مروی ہے اَلْغِيْبَةُ تُفْطِرُ الصَّائِمَ ترجمہ:۔ گلہ کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ۔ انتہیٰ

اس سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں جس طرح مذکورہ بالا افعال ناجائز ہیں۔ اسی طرح دوسرے کی غیبت جو زبان کا جُرم ہے وہ بھی ممنوع ہے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ روزے کا مقصد فقط کھانے پینے سے روکنا ہی نہیں بلکہ اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے +

رُوح روزہ

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاقِ حسنہ پیدا ہوں صفاتِ حمیدہ سے آراستہ ہو بداخلاقی

سے اُسے نفرت ہو۔ خواہشاتِ نفسانی پر قابو پائے ضبطِ نفس اور تحمل کا خوگیر ہو۔ فتنہ انگیزی سے باز آئے شرارت نہ کرنے پائے اِن تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے اِس زہر کے نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔ قوت حیوانی کی شدّت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں اگر قوتِ حیوانی کو کمزور کر دیا جائے تو بہت سی بُرائیوں سے یقیناً انسان رُک جائیگا چنانچہ اسی قاعدے سے اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ و السّلام نے روزے کے ذریعے سے اپنی امت کو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے *

احادیثِ نبویہ اور اُن کی حکمتیں

پہلی حدیث

قولہ صلے اللہ علیہ وسلّم فَلَا یَرْفَثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ

ترجمہ:۔ روزہ دار نہ عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے اور نہ شور و غل مچائے اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا لڑائی کرے (تو خود اس کے مقابلے میں کچھ نہ کرے) اتنا کہدے کہ میں روزہ دار ہوں *

شرحِ حدیث

ترکِ رفث۔ یہں اقوال و افعال شہوانی سے روکنا مراد ہے۔
ترکِ صخب۔ یہں درندوں کی طرح شور و غل کرنے سے روکنا مطلوب ہے +
ترکِ سب۔ یہں مطلق اقوالِ قبیحہ سے روک تھام ہے +
ترکِ قتل۔ سے مُراد مطلق افعالِ قبیحہ سے ممانعت ہے

اِنّی صائمٌ

روزہ دار پر جب کسی بیہودہ گو۔ ظالم اور جاہل کی طرف سے حملہ ہو تو اتنا کہدے (بشرطیکہ اس کہنے سے اس کی طبیعت یں ریا نہ آجائے) کہ مجھے روزہ ہے اِس لئے یں تمہارا مقابلہ کرنے سے معذور ہوں +
بعض شارحین حدیث کا خیال ہے۔کہ زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں بلکہ دل یں روزے کا خیال کرکے مقابلہ سے باز رہے +

دُوسری حدیث

قولہٗ صلےّ اللہ علیہ وسلم اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ ترجمہ:۔روزہ ڈھال ہے + ڈھال کے ذریعہ انسان دشمن کے وار سے بچتا ہے
پہلی حدیث شریف یں جو بیان ہوُا ہے کہ روزہ دار اقوال و افعال شہوانی اور درندگی سے اپنے آپ کو بچالے۔فتنہ و فساد کی آگ کو بجھلئے (کیونکہ اگر گالی اور لڑائی کا

جواب اسی طرح دیتا تو فتنہ بپا ہوتا۔ اب روزہ کے
سبب سے وہ آگ بجھ گئی) حاصل یہ نکلا۔ کہ اس نے
گویا روزے کی ڈھال سے شیطان اور نفس کے وار کو روکا

روزے سے اخلاقی اور معاشرتی اصلاح

گذشتہ احادیث سے ثابت ہوچکا ہے۔ کہ روزہ دار کے
اخلاق کا معیار اعلےٰ ہو جائیگا۔ ضبط نفس اور تحمل اس
میں آئیگا۔ شرارت اور فتنہ سے اپنے آپ کو بچائیگا۔
دنیا میں اعلےٰ درجہ کا امن پسند اور مرنجان مرنج شریف
نظر آئیگا۔ ساتھ ہی اس کے معاشرتی اصلاح بھی ہو
جائیگی۔ جب ہر ایک مسلمان اِن اوصاف حمیدہ سے
مزین ہوگا۔ تو معاشرتی تعلقات میں کبھی بگاڑ پیدا ہی
نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہر سال ماہ رمضان میں روزہ رکھانے
کی غرض ہی یہی ہے۔ کہ سال بھر کے بعد پھر اس نصاب
کی یاد تازہ ہو جائے ؛

سیاسی فایدہ

دنیا میں ہمیشہ وہی قوم عزت سے زندہ رہ سکتی
ہے۔ جس کے پاس حیات قومی کے اعلےٰ اصول
ہوں۔ اور وُہ ان کی پابندی کے لئے ہر مصیبت
کو جھیلے۔ اور ہر مشقت کے سامنے سینہ سپر ہو رہنے

میں اس بات کی مشق کرائی جاتی ہے۔ کہ بارہ یا چودہ بلکہ بعض اوقات چوبیں گھنٹے بے آب و دانہ رہے۔ خواہ شدید گرمی کا موسم ہی کیوں نہ ہو۔ سحور کو آنکھ نہیں کھلتی اور روزہ چھوڑ نہیں سکتے۔ دن کے کاروبار کا حرج بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن کاشتکار ملازمت پیشہ اور مزدور غرضیکہ ہر ایک کام والا باوجود سحور نہ کھانے کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ دن کو یہ مشقت اور رات کو بیدار رہنا۔ اور کافی وقت کھڑا ہوکر نماز تراویح ادا کرنا ہے +

الحاصل

حاصل یہ نکلا کہ ہر مسلمان ایک فوجی سپاھی ہے بسکٹ اور کیک۔ سوڈا اور لیمونیڈ تو بجائے خود رہے۔ بلکہ پانی پیئے اور کھانا کھلئے بغیر اگر ضرورت پیش آجائے۔ تو دن اور رات کے چوبیں گھنٹے مسلسل کام کر سکتا ہے اور اس بات کا بھی عادی ہے۔ کہ ان مصیبتوں میں وہ کسی پر احسان نہیں کر رہا۔ بلکہ اُسے محض اللہ تعالےٰ کی رضاء مطلوب ہے۔ چنانچہ فتوحات اسلامی میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں۔ کہ مسلسل چوبیں گھنٹے لڑائی جاری رہی دُشمنانِ اسلام کے لشکر یکے بعد دیگرے آتے رہے اور مسلمان اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے۔ جب تک میدان جیت نہیں لیا +

پیغام فتح اسلام

جو قوم سطح زمین پر اپنے چالیس کروڑ افراد رکھتی ہو۔ اور وہ ان اصولوں کی پابند ہو جائے۔ جو ارکانِ اسلام کے اندر انہیں سکھائے گئے ہیں۔ اور پھر فیصلہ کرے۔ کہ یا تخت یا تختہ وہ قوم کبھی مٹ نہیں سکتی۔ بلکہ دنیا کی قوموں میں سردار ہو کر رہیگی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اسکی پشت پناہی فرمائیگا۔ ظاہر و باطن اور زمین و آسمان کی تمام خدائی طاقتیں اس کی خدمت کے لئے وقف ہو جائینگی۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔ الآیۃ

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

روزے کے اخروی فائدے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے روزہ رکھا درآنحالیکہ اس کے

دل میں ایمان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کے خیال سے کھا
اس کے سارے پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص رمضان کی
راتوں میں عبادت کرے درآنحالیکہ ایماندار ہو۔ اور ثواب پانے کا ارادہ
رکھے۔ اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس شخص
نے لیلۃ القدر کی رات کو قیام کیا درآنحالیکہ ایماندار ہو اور اللہ تعالیٰ سے
اجر پانیکا ارادہ رکھتا ہو اسکے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائینگے۔

حکمت مغفرت

روزے کے باعث سابقہ۔ سارے گناہ معاف ہونے کی
حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا روزہ دار زبانِ حال سے
یہ کہہ رہا ہے۔ کہ اے اللہ میں نے کھانے پینے اور
خواہشاتِ نفسانی وغیرہ کے پورا کرنے میں جو تیری مرضی
کے خلاف قدم اٹھایا ہے۔ اس سے باز آتا ہوں اور تیری
رضا حاصل کرنے کے لئے سب کو چھوڑتا ہوں۔ اور مسلسل
روزہ رکھنے سے یہ ثبوت دیتا ہوں کہ تیری رضا کی پابندی
مسلسل کرونگا تیری مرضی کے خلاف خواہشاتِ نفسانی کو
ہمیشہ چھوڑ دونگا۔ اور رمضان شریف کے علاوہ شوال کے
چھ روزے رکھ کر اس امر کا مزید ثبوت دیتا ہے کہ اے
اللہ تو نے اپنی شفقت و رحمت سے اعلان کیا ہوا ہے
کہ میں ہر نیکی کا دس گنا کم از کم اجر دوں گا۔ لہذا
رمضان المبارک کے علاوہ چھ روزے شوال کے اس
حساب سے کم از کم ۳۶۰ روزوں کا اجر پائیں گے۔ اور

سال کے ۳۶۰ دن ہوتے ہیں تو گویا کہ میں تیری رضا حاصل کرنیکے لیئے سارا سال ہی روزہ دار رہا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَاعْفُ عَنَّا۔ علی ہذا القیاس رمضان المبارک کی راتوں کے قیام کی بھی یہی غرض ہے۔ کہ اے اللہ میں نے تیرے قرآن حکیم سے جو اعراض کیا ہے۔ اس سے تائب ہو کر تمسک بالقرآن کرنے کا عملی ثبوت دیتا ہوں (گویا کہ نمازی اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہا ہے) اور مسلسل قیام کرنے سے عملاً یہ ثابت کر رہا ہے کہ میرا تمسک بالقرآن آیندہ ہمیشہ کیلئے رہیگا + عَنْ اَبِی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ (قال اللہ تعالیٰ) اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ متفق علیہ ؕ

ترجمہ:- ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی گئی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے انسان کے ہر نیک عمل کا کئی گن زیادہ اجر ملتا ہے — ہر نیکی کم از کم دس درجہ پاتی ہے اور سات سو درجہ تک بھی اللہ تعالیٰ عمل کا اجر بڑھا کر دیتے ہیں (غرضیکہ ہر عمل کا اخلاص وللہیت اور اس کے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (بروایت دیگر

میں ہی اسکا بدلہ ہوں) روزہ دار اپنی خواہشات نفسانی اور کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے ہاں مُشک سے بھی بہتر ہے۔ اور روزہ (شیطان کا وار روکنے کیلئے) ڈھال ہے جس دن کسی کو روزہ ہو۔ تو عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے۔ اور بیہودہ شور و غل نہ مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی کرے۔ تو کہدے۔ کہ میں روزہ دار ہوں (لیکن لڑائی نہ کرے) انتھی

حِکمتُ اَنَا اَجزِیْ بِہٖ

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے اور روزے کی جزا ذات حق جل وعلےٰ خود دیتا ہے۔ (یا بنتا ہے) کیونکہ جب روزہ دار نے ان چیزوں کو رضا الٰہی کے لئے چھوڑ دیا۔ جن پر اسکی زندگی کا دار و مدار تھا۔ گویا کہ اس نے زندگی کو خیر باد کہکر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا وصال پسند فرمایا بارگاہ الٰہی میں ہر عمل کی جزا اس کے مناسب حال ہُوا کرتی ہے۔ ایسے متوکل علے اللہ محبِ خدا کی جزا یہی ہو سکتی ہے۔ کہ خدائے قدّوس اسے تسلی دیں۔ کہ جب تو میرا ہے تو میں تیرا ہوں۔ عَنْ عبدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّہَوَاتِ بِالنَّہَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ:- عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن انسان کیلئے (قیامت کے دن) شفاعت کرینگے۔ روزہ کہیگا اے میرے رب میں نے اسے دن کو کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکا تھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمایئے اور قرآن کہیگا میں نے اسے رات کو سونے سے روکا تھا۔ لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حقیقت شفاعت

جس جہان میں ہم بود و باش رکھتے ہیں اسے عالم ناسوت کہتے ہیں اس کے علاوہ تین جہان اور بھی ہیں عالم ملکوت عالم جبروت عالم لاہوت۔ عالم ملکوت کو عالم مثال بھی کہتے ہیں عالم مثال میں یہاں کی ہر ایک چیز کا وجود ہے بلکہ وہاں اُن چیزوں کا بھی وجود ہے۔ جن کا وجود اس جہان میں نہیں ہے۔ مثلاً انسان کے اعمال یا روزہ قرآن وغیرہ لہٰذا قیامت کے دن روزہ اپنے اس مثالی وجود سے مجسّم ہوکر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا۔ اور روزہ دار کے حق میں شفاعت کریگا۔ انسان نے اپنے وطن میں روزے کی حمایت و ہمدردی کا حق ادا کیا تھا۔ اس کے بدلے میں روزہ اپنے وطن (عالمِ مثال) میں روزہ دار کی حمایت کرے گا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الصَّوْمَ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا وَ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَ اجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تصدیقات علمائے کرام

۱۔ میں نے یہ رسالہ پڑھا اور بہت خوشی ہوئی الحمد للہ کہ اب بھی اہل اسلام میں ایسے افراد موجود ہیں جو احکام شرعیہ کو ایسے دلچسپ پیرایہ میں بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکے مؤلف کو جزائے خیر دے اور ہم مسلمانوں کو احکام شرعیہ کی حکمت سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین (حضرت مولٰنا مولوی ابو محمد احمد امام مسجد صوفی کشمیری بازار لاہور۔

۲۔ فلسفہ صوم کو بندہ نے سنا اُس کے تمام مضامین سے میرا اتفاق ہے بالکل درست ہے جب انسان حکم احکام شرعیہ اور مصالح علیہ کو ملحوظ رکھ کر کام کرے تو اسکا اثر معمول عمل سے کہیں بالاتر ہوتا ہے عشر امثالہا الی سبعمائۃ ضعف کا یہی مصداق ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضات کے حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے:۔
حضرت مولٰنا مولوی حافظ نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

۳۔ رسالہ فلسفہ صیام میں نے حضرت مؤلف کی زبانی سُنا خود مجھے مدت سے خیال تھا کہ ارکان اسلام کو آج کل کی فضا میں ایسے مؤثر انداز میں پیش کرنا لازم ہے جس سے ان کی ظاہری گرانباری کا غلط خیال دلوں سے محو ہو اور عوام کے دلوں میں بھی یہ جذبہ پیدا ہو کہ اسلام سراسر رحمت اور اس کے احکام سہل اور آسان عقل وفطرت کے مطابق اور ہر وجہ سے مفید محض ہیں بحمد اللہ کہ یہ دیرینہ مراد بر آئی اور حضرت مؤلف نے ادھر توجہ فرماکر اس کمی کو پورا کیا فجزاہم اللہ عنا خیر الجزاء۔
(حضرت مولٰنا مولوی) محمد نور الحق (صاحب) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔ ۱۰ ردسمبر ۲

۴۔ میں نے رسالہ فلسفہ روزہ جو قبلۂ محترم حضرت مولٰنا احمد علی صاحب زاد مجدہ نے تحریر فرمایا ہے دیکھا اور سُنا ہے مولٰنا موصوف نے روزے کی فلسفیت کو دلائل نقلی اور عقلی سے ثابت فرماکر یہ امر واضح فرمادیا ہے کہ روزہ کس قدر اہم اور دنیا و آخرت کے لحاظ سے کس درجہ فضیلت کی چیز ہے باری تعالیٰ مسلمانوں کو روزہ کے محاسن سمجھنے اور عمل کرنے کی طاقت عطا فرمائے آمین
(حضرت مولٰنا مولوی) عبد العزیز (صاحب) مدرسہ شاہی مسجد لاہور

نمبر ۲۱

قولہ تعالیٰ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ الآیہ

ترجمہ: اور دشمنانِ اسلام کے مقابلے کیلئے جتنی طاقت ہو سکے تیار رکھو اور بندھے ہوئے گھوڑوں

اسلام کا فوجی نظام

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ

انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

(مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور)

مفت

محصول ڈاک ۷ پیسے

انجمن خدام الدین لاہور کے نسخے

قرآن عزیز

بہ تحشیہ جدیدہ

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینکل گلیز کاغذ
۲۰/- روپے	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔

ناظم شعبہ تالیف واشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

استفتاء

جس طرح دنیا کی زندہ قومیں اپنے حفظ و بقاء کی خاطر تیر و تفنگ سے مسلح رہنا ضروری خیال کرتی ہیں کیا اسلام بھی اپنے تابعداروں کو اغیار کی خورد و برد سے بچانے کی خاطر کیل کانٹے سے لیس رہنے کا حکم دیتا ہے یا نہیں بَیِّنُوْا مِنَ الْکِتَابِ تُوْجَرُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ۔

الجواب

اسلام اپنے تابعداروں کو ہر شعبۂ زندگی کی

بہترین تعلیم دیتا ہے۔ اخلاقی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ سیاسی غرضیکہ ہر ایک چیز کا اسلام بہترین معلم ہے لہذا ناممکن ہے کہ اسلام اپنے متبعین کو ایسی تعلیم سے محروم رکھے۔ جس کے بغیر کوئی قوم دنیا میں زندہ رہ ہی نہیں سکتی اور نہ ہی اپنے وقار اور واجب التعظیم چیزوں کی حفاظت کر سکتی ہے۔ اس مختصر سی تحریر میں قرآن حکیم اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی روشنی میں فوجی تعلیم کا مسئلہ پیش کیا جائے گا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۞

فوجی تعلیم کے متعلق قرآن حکیم کے ارشادات

(۱) ہر مسلمان کو اپنی حفاظت کا سامان تیار رکھنا ضروری ہے

قَوْلُهٗ تَعَالٰی۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ج لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۞ سورہ انفال رکوع نمبر ۸

ترجمہ اور اپنے دشمنوں کے ضرر سے بچنے کے لئے جتنی قوت جمع کر سکو تیار رکھو۔ اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اُس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے

دشمنوں پر اور دوسروں پر اُنکے سوا - جن کو تم نہیں جانتے - اللہ اُن کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کروگے اللہ کی راہ میں وُہ پورا ملیگا تُم کو اور تمہارا حق نہ رہ جائیگا

لفظ قوۃ کی تفسیر

سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ -
ترجمہ :- خبردار قوت سے مراد رمی یعنی وُہ چیز ہے جسے دور سے پھینک کر دشمن کو مغلوب کیا جا سکتا ہے چونکہ حضور انورؐ کے زمانے میں دور سے پھینک کر صرف تیروں سے لڑائی ہوتی تھی - اس لئے لوگوں نے رمی کی تیر اندازی سے تفسیر فرمائی - ورنہ اصل مقصد یہ ہے کہ وہ آلات جنگ تیار رکھے جائیں جو لڑائی میں دشمن کو مغلوب کرنے میں کام آسکیں :-

(۲) ہر مسلمان کا فرض ہے جب وہ باطل کے مقابلہ اور دشمن سے جنگ کیلئے بلایا جائے فوراً حاضر ہو

قَوْلُهٗ تعالیٰ :- يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ط اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ج فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سورۂ توبہ رکوع

ترجمہ:- اے ایمان والو۔ تم کو کیا ہُوا۔ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے دُنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دُنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا اگر تم نہ نکلوگے تو دے گا تم کو عذاب درد ناک اور بدلے میں لاویگا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑ سکوگے تم اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے :-

(۲) ہر مسلمان حصول رضاء الٰہی اور دشمن کو شکست دینے کیلئے جان اور مال دونوں چیزیں خرچ کر دے

قولہٗ تعالیٰ:- اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سورہ توبہ رکوع ع۶

ترجمہ:- نکلو ہلکے اور بوجھل اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں انتہائی کوشش کرو۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تمکو سمجھ ہے۔

(۳) ضرورت کے وقت جان اور مال دینے سے جی چرانا علامت نفاق ہے

قولہٗ تعالیٰ۔ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ ؕ اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِیْ رَیْبِهِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ ؕ سورہ توبہ رکوع نمبر ۷ -

ترجمہ :- نہیں رخصت مانگتے (بوقت ضرورت) تجھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اس سے کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے ڈر والوں کو رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل اُنکے سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں۔

قَوْلُهٗ تعالیٰ :- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ؕ (سورہ حجرات رکوع نمبر ۲)

ترجمہ :- ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اسکے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے

(۵) مسلمان محض اپنے مالک کی رضا کیلئے جان اور مال دیتا ہے

یہ دونوں چیزیں اب اسکی نہیں رہی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے خرید لی ہیں لہٰذا اب اسکو انکے بچانے اور مالک کی راہ میں خرچ نہ کرنے کا اختیار نہیں ہے

قَوْلُهٗ تعالیٰ :- اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ

وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ؕ

سورہ توبہ رکوع ۱۴

ترجمہ :- بیشک اللہ تعالٰی نے مومنوں سے اُنکے مال اور جانیں بہشت کے عوض میں خرید لی ہیں اللہ تعالٰی کی راہ میں لڑائی کرینگے پھر یہ لوگ کفار کو قتل بھی کرینگے اور قتل بھی کیے جائینگے اللہ تعالٰی کا یہ وعدہ سچا ہے توراۃ انجیل اور قرآن میں بھی کیا گیا ہے اور اللہ تعالٰی سے بڑھ کر اپنے وعدہ کا ایفاء کرنے والا کون ہو سکتا ہے سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی :-

(۴) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو بغیر اجازت شرعی قتل کریگا تو خدا تعالٰی کے غضب اور لعنت اور دوزخ کا مستحق ہوگا!

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :- وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ؕ سورہ نساء رکوع ۱۳

ترجمہ :- اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جانکر تو اسکی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب :-

احادیث نبویہ متعلقہ جہاد

(۱) دارالاسلام اور ملتِ اسلامیہ کی حفاظت سے جی چرانا علامتِ نفاق ہے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ رواہ مسلم ؀

ترجمہ :- ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو شخص بغیر غزوہ (جنگ دشمنانِ اسلام بصورت وقوع) اور بغیر ارادہ جنگ دشمن (بصورت عدم وقوع) مرگیا تو وہ ایک قسم کے نفاق کی حالت میں مرا - ؀

عن ابی ھریرۃ - قال قال رسول اللہ صلی اللہُ عَلَیْہِ وسلم مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ بِغَیْرِ اَثَرٍ مِّنْ جِهَادٍ لَقِیَ اللّٰهَ وَفِیْهِ ثُلْمَةٌ (رواہ ترمذی)

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی (یعنی مرا) اور اس (کے اعمال) میں جہاد کا کوئی اثر نہ پایا گیا۔ تو اس کے ایمان میں نقص ہوگا !

(۲) ملت اسلامیہ کی حفاظت کیلئے تیاری کی ترغیب

عن ابی ھریرۃ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِہٖ فَاِنَّ شِبَعَہٗ وَرِیَّہٗ وَرَوْثَہٗ وَبَوْلَہٗ فِیْ مِیْزَانِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی جہاد وغیرہ) میں گھوڑا باندھ رکھا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرنے کے خیال سے پس تحقیق اس کا کھانا اور پانی اور لید اور پیشاب اس پالنے والے کے ترازو (اعمال صالحہ) میں قیامت کے دن شمار کئے جائیں گے۔ انتہیٰ

اسلامی نقطۂ نگاہ میں فوجی کی عزّت

(۳) عن سھل بن سعد۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اَلرَّوْحَۃُ وَالْغَدْوَۃُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَفْضَلُ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ:۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا دن کا پچھلا یا پہلا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دشمنوں سے جنگ وغیرہ میں) خرچ کرنا ساری دنیا اور جو چیز اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ انتہیٰ

فقہائے عظام کے ہاں!

ملکی و ملّی حفاظت کی فوجی خدمت کیلئے تیاری ہر مسلمان پر فرض ہے

هُوَ فَرْضُ كِفَايَةٍ :- كُلُّ مَا فُرِضَ لِغَيْرِهِ فَهُوَ فَرْضُ كِفَايَةٍ إِذَا حَصَلَ الْمَقْصُوْدُ بِالْبَعْضِ وَإِلَّا فَفَرْضُ عَيْنٍ (در المختار)

ترجمہ :- جہاد فرض کفایہ ہے جو چیز کسی دوسری غرض سے لازم کی جائے تو وہ فرض کفایہ ہوتی ہے بشرطیکہ بعض کے ادا کرنے سے مقصد حاصل ہو جائے ورنہ فرض عین ہوگی

قَوْلُهُ هُوَ فَرْضُ كِفَايَةٍ :- قال فی الدر المنتقی وَلَيْسَ بِتَطَوُّعٍ اَصْلاً هُوَ الصَّحِيْحُ فَيَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ اَنْ يَبْعَثَ سَرِيَّةً اِلٰى دَارِ الْحَرْبِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَعَلَى الرَّعِيَّةِ اِعَانَتُهُ اِلَّا اِذَا اَخَذَ الْخَرَاجَ فَاِنْ لَمْ يَبْعَثْ كَانَ كُلُّ الْاِثْمِ عَلَيْهِ الخ (رد المختار)

ترجمہ:- جہاد فرض کفایہ ہے در المنتقی والے نے کہا ہے کہ صحیح یہ مذہب ہے کہ جہاد کو نفلی عبادت ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ لہذا امام پر واجب ہے کہ سال میں ایک یا دو مرتبہ دشمنان اسلام پر لشکر بھیجے۔ اور رعایا پر اس کی مدد لازم ہے ہاں اگر خراج لے کر دشمنوں سے صلح کرے تو پھر لشکر کشی کی ضرورت نہیں رہیگی اگر امام دار الحرب پر لشکر کشی نہیں کرے گا تو سارا گناہ اسی پر ہوگا۔ (انتہی)

الحاصل

قرآن حکیم کی آیات بینات احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور تصریحات فقہائے عظام سے صاف طور پر واضح ہو چکا ہے کہ ہر مسلمان (بشرطیکہ جسمانی نقائص کی وجہ سے معذور نہ ہو) کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال اور جان دینے کے لئے ہر وقت تیار رہے جب ضرورت پیش آئے تو کبھی جی نہ چرائے ہوس ملک گیری کے لئے میدان جنگ میں نہ جائے بلکہ مالک حقیقی عز اسمہ و جل مجدہٗ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جائے گویا کہ ہر مسلمان فوج الٰہی کا ریزرو۔ (مخصوص) سپاہی ہے :-

مسلمانانِ ہندوستان کا فرض

برادرانِ اسلام۔ جس طرح قرآن حکیم میں دوسرے فرائض کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے مثلاً اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ترجمہ (نماز پڑھو) آتُوا الزَّکٰوۃَ (ترجمہ زکوۃ دو) بعینہٖ اسی طرح اسلام کی حفاظت کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّةٍ (ترجمہ) جہاں تک ممکن ہو سکے اعدائے اسلام کے مقابلہ کے لئے آلات جنگ اور ان کا علم اور مشق تیار رکھو :-

لہٰذا مسلمان کا فرض ہے کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ کی طرح اپنی حفاظت کا سامان بھی تیار رکھے۔

مشورہ!

میں ہرگز نہیں کہونگا - کہ جس ہتھیار کا رکھنا قانوناً جرم ہو وُہ رکھا جائے اور اِس کی مشق کی جائے البتہ یہ ضروری ہے کہ جو چیز قانون کے دائرہ کے اندر رہ کر مسلمان رکھ یا کر سکتا ہے وُہ ضرور رکھے اور کرے مثلاً جن مسلمانوں کو قانوناً بندوق رکھنے اور چلانے وغیرہ کی اجازت ہے وہ بندوق رکھیں جو تلوار رکھ سکتے ہیں وُہ تلوار رکھیں اور اِن ہتھیاروں کا استعمال سیکھیں اور جنھیں اِن چیزوں کے رکھنے کی قانوناً ممانعت ہے وُہ کوشش کریں کہ قانون اِن کی شرعی ضرورت کو پورا کرے :-

پروانۂ امن

ہر قوم کے لئے ہتھیار پروانۂ امن ہے جس قدر کوئی قوم کھیل کانٹے سے لیس ہو گی - اُسی قدر اُس کا رُعب ہو گا اور دوسری قوموں کی غاصبانہ نگاہوں سے محفوظ اور اُنکی دستبرد سے مامون رہیگی :-

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا
اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ - وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ؕ

تصدیقات علمائے کرام

۱- حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند دہلی اس رسالے میں حضرت مولانا احمد علی صاحب دام فیضہٗ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ فداکاری کی اُس تعلیم کا ایک

شمہ ہے جو اسلام نے اپنے حلقہ بگوش کو دی ہے اسلام ہر قدم پر مسلمانوں کو مستعدی، تیاری
اور خودداری و جاں نثاری کی تعلیم دیتا ہے ہاں یہ ضروری شرط ہے کہ یہ تمام جذبہ اعلاء کلمۃ اللہ اور
حفظ امن اور رواداری کیساتھ حدود شرعیہ کے اندر رہ کر بروئے کار لائے (محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی)

۲۔ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر الشریعہ صوبہ بہار۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً
اما بعد میں نے رسالہ ہذا کے بعض مضامین کو دیکھا جناب مولانا احمد علی صاحب مدفیوضہ نے
استفتاء کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے نہایت صحیح و درست ہے ہر مسلمان کو چاہئے کہ رسالہ ہذا
کا بغور مطالعہ کرے دوسروں کو سنائے اور اسکے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ اس زمانہ
میں عموماً تمام مسلمان اس اہم فریضہ سے بالکل غافل ہیں فقط ابوالمحاسن محمد سجاد و کان اللہ لہ ۴ ربیع ۱۳۵۰ھ

۳۔ حضرت مولانا سلطان محمود صاحب مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی بندہ نے اس رسالہ کو اول سے آخر
تک مولانا صاحب کی زبان مبارک سے سنا مولانا صاحب نے اس رسالہ میں مسلمانوں کو ایک اہم ترین ضرورت
اسلامی کیطرف رہنمائی فرمائی ہے خصوصاً ایسے وقت میں کہ مسلمان اس اہم کام کے سرانجام دینے سے بالکل
خواب غفلت میں ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مولانا صاحب
اسکو قبول فرماکر اجر عظیم عطا فرمائے خادم العلماء سلطان محمود مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی ٭

۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب (سابق مفتی ریاست مالیر کوٹلہ) مالک الٰہی دار الشفاء لاہور
اسلام کا دعویٰ ہے کہ جملہ انسانی ضروریات اور انتہائی ترقیات کا متکفل ہے اسلام اپنے دعویٰ
میں حق بجانب خیال کیا جاتا اگر وہ ایسے اصول کی تعلیم نہ دیتا کہ جس سے انسان کی انفرادی ملی قومی حیات
کی بہترین حفاظت متصور ہو سکتی۔ اسلام نے جہاں ایک طرف انسان کی روحانی ترقیات کی حفاظت
کے قوانین کی تشریح فرما دی ہے وہاں دوسری طرف انسان کی انفرادی ملی قومی حیات کی حفاظت
کے اصول کی تفصیل فرما دی مگر افسوس کہ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں نے اسلام کے ایسے
مفید اسباق کو فراموش کر رکھا ہے۔

اہل اسلام کی یہ حالت ملاحظہ فرما کر حکیم امت محی سنت قاطع بدعت حامی ملت حضرت مولانا
احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین و صدر جمعیۃ علماء پنجاب لاہور نے اپنے مخصوص انداز میں
مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق اسلامی یاد دلایا ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ مولانا صاحب ممدوح کے
ارشادات کیطرف توجہ فرمائیں اور ملکی قوانین کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے عملی جامہ پہنائیں۔ اپنے
حفاظتی سامان سے غافل نہ رہیں اضعف عباد الجلیل محمد جلیل عفی عنہ مالک الٰہی دار الشفاء لاہور

۵۔ حضرت مولانا مولوی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رکن جمعیۃ علماء ہند جن امور کی طرف مجیب
موصوف نے سوال جواب کی شکل میں توجہ دلائی ہے نہایت اہم ہیں جبتک اہل اسلام ان پر عامل
رہے ہر قسم کی کامیابی و کامرانی انہیں حاصل تھی نہ صرف مسلمان بلکہ ہر انسان کی کامیابی

کا بھی ایک داستہ ہے جسے قرآن کریم نے بیان کردیا ہے اللہ تعالیٰ مجیب موصوف کی اس سعی کو قبول فرمائے بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہٗ لودھیانوی رکن جمعیۃ علماء ہند ۔

۶۔ حضرت مولانا محمد اسد اللہ خاں صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ضلع میرٹھ درحقیقت حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث و مفسر لاہوری نے جو مسلمانوں کی اسلامی سپاہیانہ خدمات اور مجاہدانہ حالات کے فضائل کو تحریر فرمایا ہے اسکی صحت میں کسی متنفس کو کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مولانا نے آیات بینات واحادیث نبوی و آثار صحابہ کبار و مقالات آئمہ عظام کو اصل ماخذ قرار دیا ہے:۔

بندہ محمد اسد اللہ خان غفرلہٗ ناظم جمعیۃ علماء ضلع میرٹھ

۷۔ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب رکن جمعیۃ علماء ہند دہلی حضرت مولینا احمد علی صاحب ظلہ العالی نے قیام لاہور میں اسلام کی صحیح طور پر جسقدر خدمات جلیلہ انجام دی ہیں وہ ہر طرح قابل تحسین ہیں اس رسالہ میں جو جواب دیا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہے (بشیر احمد عفی غفرلہٗ ۱۹/ مارچ ۱۹۴۳ء)

۸۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب بہاری نائب ناظم جمعیۃ العلماء بہار مسلمانوں نے سب سے زیادہ اپنی جس خصوصیت کو زائل کردیا وہ انکی مجاہدانہ زندگی ہے اور یہی انکی تمام تباہی و بربادی کی بنیاد ہے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مولانا احمد علی صاحب نے اپنے اس فتوی سے مسلمانوں کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا ہے مسلمانوں کو بیش از بیش اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے

نورالدین عفی عنہٗ بہاری

۹۔ حضرت مولانا مولوی عبدالصمد صاحب رحمانی مونگیری نائب ناظم جمعیۃ العلماء ہند دہلی اسلام میں فوجی خدمت کے متعلق حضرت مولانا احمد علی صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اور اسلامی زندگی اور مسلم شعار کیلئے مجاہدانہ زندگی کی نسبت جو تصریحات پیش کی ہیں وہ اسلامی زندگی کے ایسے خصوصیات لازمی ہیں جو ہر مسلمان کا عملی سرمایا ہونا چاہیے ان آیات اور احادیث کا حاصل یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنی جگہ پر مجاہد ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اسکی توفیق دے کہ وہ اسکو مطالعہ کرکے اپنے اندر عملی زندگی پیدا کریں اور مجاہدانہ زندگی گزارنے کے خوگر ہوجائیں ناچیز عبدالصمد رحمانی مونگیری ۱۹ مارچ ۔

۱۰۔ حضرت مولانا مولوی عبدالحلیم صاحب الصدیقی رکن جمعیۃ عاملہ جمعیۃ علماء ہند اسلام میں فوجی خدمت کا درجہ اور اسکی اہمیت جس خوبصورتی سے حضرت مولانا احمد علی صاحب فیضہم نے جواب استفتا میں ظاہر فرمائی وہ مولانا کی مطالب قرآنیہ پر عمیق نظر اور موصوف کی خداداد قابلیت کا حصہ ہے میں نے اس مختصر مگر بڑی حد تک جامع رسالہ کو حرف بحرف سنا جواب درست مسئلہ نہایت مدلل اور استدلالات بیحد مستحکم اور دل آویز ہیں حق تعالیٰ حضرت مجیب کو مسلمانوں کی خالص مذہبی خدمت کا اجر جزیل عطا فرمائے اور امید ہے کہ اس رسالہ کا مطالعہ مسلمان نوجوانوں کے قلوب میں وطن و ملت کی آزادی کیلئے خالص اسلامی بنیاد پر فوجی روح پیدا کریگا:۔ عبدالحلیم الصدیقی رکن جمعیۃ عاملہ جمعیۃ علماء ہند ۔

نمبر ۲۲

قولہ تعالیٰ لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَہْلِ الْکِتٰبِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ

ترجمہ: اے مسلمانو نہ تمہاری آرزوؤں پر اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر فیصلہ ہوگا جو برائی کرے گا بدلہ پائے گا

رسالہ موسومہ

بہشتی اور دوزخی کی پہچان

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشیع شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور

ہدیہ ۲۰ پیسے

انجمن خدام الدین لاہور کے نسخہ

قرآن عزیز

بہ تحشیہ جدیدہ

عکسی طباعت نفیسے مزین

مرتبہ:

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنا فلی سفید کاغذ	مکینکل گلیز کاغذ
۲۰/- روپے	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امّا بعد

ضروری تمہید

برادرانِ اسلام! قدرتِ خداوندی نے مخلوقات میں بے انتہا قسموں کی چیزیں پیدا کی ہیں اور ہر ایک چیز کی صورت۔سیرت۔خاصیت علیحدہ علیحدہ بنائی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی اِس اَن گِنت مخلوقات میں سے ایک چیز کو دوسری سے علیحدہ کرنے والے بھی اسباب ہیں۔اور پھر بھی نہیں بلکہ ایک قسم کی چیزوں میں سے ہر ایک کو دوسری سے الگ کرنے کے لئے علیحدہ علیحدہ علامتیں مقرر کردیں۔ مثلاً دیکھئے کہ حیوانات میں سے اونٹ۔ گائے۔بھینس۔بھیڑ۔ بکری علیحدہ علیحدہ قسمیں ہیں۔ پھر ایک قسم کے جانوروں میں سے ہر ایک کی علیحدہ پہچان ہے۔

کوئی سفید ۔ کوئی سیاہ ۔ کوئی سُرخ ۔ دیکھنے والا ظاہری ڈیل ڈول اور وضع قطع کو دیکھ کر حکم لگاتا ہے ۔ اور وہ حکم صحیح اور واقعہ کے مطابق ہوتا ہے ۔ مثلاً بظاہر وضع قطع بھینس کی ہے ۔ تو بھینس ہی کہیگا گائے کی ہے تو گائے ہی کہیگا ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ شکل بھینس کی ہو اور اندر میں بکری ہو ۔ یا بظاہر گائے ہو اور اندر میں گدھا ہو ۔ یا مثلاً نباتات میں دیکھئے ۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک درخت پر پھول اور پھل تو انار کا نظر آئے اور حقیقت میں آم ہو ۔ یا پھول ۔ پھل اور پتے تو آم کے ہوں اور واقعہ میں جامن ہو ؛

ایک قیاس

جو قاعدہ اوپر آپ سمجھ چکے ہیں ۔ اسی پر مسلمان کو بھی قیاس کر لیجئے ۔ مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں ۔ نیک اور بد ۔ اچھا اور بُرا ۔ بھلامانس اور بدمعاش ۔ مؤمنِ کامل اور ناقص ۔ قانونِ اسلام کا پابند اور مخالف ۔ اِن ناموں میں سے جو چاہیں آپ کہدیں بہر حال قسمیں دو ہی ہیں ۔ جس طرح یہ نہیں

کہا جا سکتا کہ ایک چیز سیاہ بھی ہے اور سفید بھی۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ ایک ہی شخص نیک بھی ہو اور بد بھی۔ مؤمن بھی ہو اور مشرک بھی۔ اسلام کے قانون کا پابند بھی ہو اور مخالف بھی۔ ان میں سے ایک ہی چیز ہو سکتی ہے دونوں کا جمع ہونا ممکن نہیں ؛

قانونِ خداوندی

اللہ تعالےٰ نے قرآنِ حکیم میں ایک فیصلہ فرمایا ہے۔ قولہٗ تعالےٰ۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ۔ ترجمہ۔ جو بد معاش ہیں وہ کیا سمجھتے ہیں کہ ہم اُن کے ساتھ نیکوکاروں کا سا سلوک کرینگے۔ اُن کی زندگی اور موت اِن جیسی ہو گی۔ (اگر ان کا یہ خیال ہے) تو یہ کیسا بڑا فیصلہ کیا ہے۔ انتہیٰ۔ (سورۃ الجاثیہ رکوع ۲۔ آیت ۱۰) ؛

اِس فیصلے کے معلوم ہونے کے بعد اگر ہم چاہیں کہ اُس دربارِ شاہنشاہی میں عزت پائیں۔

تو ہمارا فرض ہے کہ اُس کے نازل کردہ قانون (قرآن حکیم [جس کی شرح احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں]) کی پابندی کریں ۔ اپنے مُنہ میاں مِٹھو کہلانے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان موجود ہے :۔ "لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَ لَآ اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتَابِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً یُّجْزَ بِہٖ"

ترجمہ :۔ اے مسلمانو! نہ تمہاری آرزوؤں اور نہ یہود و نصاریٰ کی آرزوؤں پر فیصلہ ہوگا ۔ (بلکہ) جو بھی بُرائی کریگا اُس کی سزا پائیگا + انتہےٰ

انسان کی گفتار و کردار سے پتہ چل سکتا ہے اگر اقوال و افعال میں نیکی پائی جاتی ہے تو یہ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں بھی اسلام کی عزت ہے اور سچا مسلمان ہے ۔ اور اگر عادات و اطوار میں اسلام کی مخالفت کا رنگ غالب ہے تو یہی کہا جائیگا کہ اِس شخص کے دل میں اسلام کی عزت نہیں ۔ خدا تعالےٰ کا خوف نہیں ہے +

مَوضُوعِ رسالہ

یہ چھوٹا سا رسالہ اسی لئے ہدیۂ ناظرین ہو رہا

ہے تاکہ وہ اپنے اقوال و اعمال کو اس آئینہ میں دیکھ کر پرکھ لیں کہ وہ قانونِ الٰہی کے موافق یا مخالف میں سے کس فہرست میں آسکتے ہیں +

اِزالۂ غلط فہمی

اس رسالے میں دوزخیوں اور بہشتیوں کے علیحدہ علیحدہ علامات ذکر کئے گئے ہیں۔ تاکہ مسلمان اپنے اندر بہشت میں لے جانے والے اخلاق و اعمال پیدا کریں۔ اور دوزخ رسید کرنے والی بد اعمالیوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔ لیکن ایک بات کا لحاظ رہے کہ اگر جذبۂ توحیدِ خداوندی ایک شخص کے دل میں موجود ہے۔ تو وُہ مشرکین و کُفّار کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہیں رہیگا۔ اللہ تعالےٰ چاہے تو ایسے شخص کو دوزخ میں بھیجے بغیر ہی گناہ معاف فرما دے اور سیدھا جنّت میں بھیجدے اور اگر چاہے تو گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں ڈال دے۔ اور سزا بھگتنے کے بعد بہشت میں داخل کر دے ؂

معذرت

ہمارا مقصد قانونِ الٰہی کی اشاعت ہے۔اِس مختصر سے رسالہ میں کتاب و سنّت سے چند ایسے اوصاف کا ذکر کر دیا گیا ہے۔جن پر صراحۃً رحمت (جنّت) یا غضب (دوزخ) کا اظہار ہوًا ہے۔اِسی قسم کی تمام دفعات کا ذکر اِس مختصر سی عرضداشت میں ناممکنات میں سے ہے۔ لہذا مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ ترجمہ۔(جو چیز ساری حاصل نہ ہوسکے جتنی ممکن ہو اُتنی پر اکتفا کیا جائے) کے اصول پر چند سطور مرتب کر دیگئی ہیں۔وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد۔ **بہشتیوں کی علامتیں** (قرآن حکیم)

(۱)

وَ الَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْھَا وَ اَنَابُوْٓا اِلَی اللّٰہِ لَھُمُ الْبُشْرٰی ج فَبَشِّرْ عِبَادِ ہ	اور جو لوگ بچے شیطانوں سے کہ اُن کو پوجیں (مراد غیر اللہ کی عبادت ہے) اور رجوع ہوئے اللہ کی طرف۔ اُنکو ہے خوشخبری۔ سو تو خوشخبری سُنادے

(زمر۔ع ۲۔پ ۲۳) + میرے بندوں کو +

خلاصہ۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اپنی ہر ضرورت کے لئے فقط اسی کے دروازے پر جاتے ہیں +

(۲)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ کامیاب ہو گئے ایمان والے +

(مؤمنون۔ع ۱۔پ ۱۸)

خدا تعالےٰ کے حکموں کو دل سے سچا ماننے والے اور زبان سے اقرار کرنے والے

(۳)

اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ (مؤمنون ع۔پ ۱۸) جو اپنی نماز میں عاجزی کرنیوالے ہیں +

عاجزی سے نماز پڑھنے والے +

(۴)

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ (ایضاً) اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے +

بے فائدہ کاموں سے بچنے والے +

(۵)

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں +

فَاعِلُوْنَ ٥ (مؤمنون ع پ۱۸)

اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے +

(۶)

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ٥ (ایضاً)	اور جو اپنی شرمگاہوں کی (حرام شہوت رانی سے) حفاظت کرنے والے ہیں +

زنا سے بچنے والے +

(۷)

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ٥ (ایضاً)	اور جو اپنی امانتوں اور اپنے اقرار کا خیال رکھنے والے ہیں +

امانت میں خیانت نہ کرنے والے اور وعدے کے پکے +

(۸)

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ٥ (ایضاً)	اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں +

نمازوں کو پابندی سے ادا کرنے والے +

(۹)

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ	اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر عاجزی سے۔ اور جب

هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ؀	بات کرنے لگیں اُن سے بے سمجھ لوگ کہیں صاحب سلامت (فرقان ع۶ پ۱۹)

اکڑفوں سے بچنے والے اور بیہودہ گوئی کا جواب نہ دینے والے +

(۱۰)

وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ؀ (فرقان ع ۶ - پ ۱۹) +	اور جو اپنے رب کے آگے راتوں کو سجدے اور قیام میں گزار دیتے ہیں +

رات کو اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنے والے یہ اُن کے سچے مؤمن ہونے کی علامت ہے۔ کیونکہ ریاکار کو یہ نعمت نصیب نہیں ہوتی +

(۱۱)

وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ؀ (فرقان ع ۶ - پ ۱۹)	اور وہ جو کہتے ہیں اے رب! ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب۔ بے شک اُس کا عذاب بڑی چٹی ہے +

عذابِ دوزخ سے پناہ مانگنے والے +

(۱۲)

وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ	اور وہ کہ جب خرچ کرنے لگیں

يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ | نہ اُڑا دیں اور نہ تنگی کریں۔
كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ | اور ہے اس کے بیچ ایک
(فرقان ع ۶ - پ ۱۹) | سیدھی گزران ؞

ہر جگہ صحیح اندازے سے خرچ کرنے والے ؞

(۱۳)

وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ | اور وہ جو نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا | کے ساتھ کسی اور معبود کو۔ اور
يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ | نہیں خون کرتے جان کا جو منع
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ | کی اللہ تعالیٰ نے۔ مگر جہاں چاہئے
لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ | اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی
ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ (ایضاً) | کرے یہ کام وہ بھڑے گناہ سے

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو معبود نہ بنانے والے
قتل ناحق سے بچنے والے
زنا سے پرہیز کرنے والے ؞

(۱۴)

وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْ | اور جو شامل نہیں ہوتے جھوٹے
نَ الزُّوْرَ وَ اِذَا مَرُّوْا | کام میں۔ اور جس وقت گزرتے
بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ | ہیں ساتھ بیہودہ کے، گزرتے
(ایضاً) | ہیں شریفانہ ؞

جھوٹی گواہی وغیرہ سے بچنے والے۔
بُرائی کے پاس سے شریفانہ گزرنے والے +

(۱۵)

وَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا ۝ (فرقان ع ۶ پ ۱۹)

اور وہ کہ جب اُن کو سمجھائیے اُن کے رب کی باتیں۔ نہ ہو پڑیں اُن پر بہرے اندھے +

احکام الٰہی کو پوری توجہ سے سمجھنے والے +

(۱۶)

وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ (فرقان ع ۶ پ ۱۹)

اور وہ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا +

اپنی بیوی اور بچوں کی نیکی کے خواہاں اور پرہیزگاری میں سب سے اول رہنے کے خواہشمند +

(۱۷)

اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْمُنْفِقِیْنَ

وہ جو صبر کرنے والے ہیں اور سچے۔ اور فرمانبرداری کرنے والے

وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝	اور خرچ کرنے والے اور پچھلی
(آل عمران ع ۲ : پ ۳)	رات میں بخشش مانگنے والے ۔

راہِ حق میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کرنے والے۔ ہمیشہ سچ بولنے والے۔ اللہ تعالےٰ کے حکم میں چلنے والے۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے۔ سحور کے وقت اللہ تعالےٰ سے معافی مانگنے والے ۔

(۱۸)

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ	جو خرچ کرتے ہیں خوشی میں
وَ الضَّرَّآءِ وَ الْکَاظِمِیْنَ	اور تکلیف میں اور دبا لیتے
الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ	ہیں غصہ اور معاف کرنیوالے
النَّاسِ ط وَ اللّٰهُ یُحِبُّ	ہیں لوگوں سے۔ اور اللہ تعالےٰ
الْمُحْسِنِیْنَ ج (آل عمران ع ۱۴ پ ۴)	دوست رکھتا ہے نیکی والوں کو ۔

آسودہ حالی اور تنگی دونوں حالتوں میں اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے۔ غصے کو پی جانے والے۔ لوگوں کو معاف کرنے والے ۔

(۱۹)

فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا	پھر جن لوگوں نے وطن چھوڑا
مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ	اور اپنے گھروں سے نکالے گئے

سَبِیۡلِیۡ وَ قٰتَلُوۡا وَ قُتِلُوۡا لَاُکَفِّرَنَّ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ۝ (آل عمران ع ۲۰ پ ۴)

اور میری راہ میں ستائے گئے۔ اور لڑے اور مارے گئے۔ اُن سے اُن کی برائیاں دُور کردُونگا۔ اور باغوں میں داخل کرونگا جن کے نیچے بہتی ندیاں۔ بدلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے ہاں سے اچھا بدلہ ہے +

خُدا پرستی کے باعث گھروں سے نکالے جانے والے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں تکلیف اُٹھانے والے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والے۔ شہید ہونے والے +

(۲۰)

وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُہُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ۘ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ یُطِیۡعُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ؕ اُولٰٓئِکَ

اور ایمان والے مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ سکھاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری سے۔ اور قائم رکھتے ہیں نماز کو۔ اور دیتے ہیں زکوٰۃ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ وہ لوگ

سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ہ (توبہ ع پ)

اللہ تعالےٰ اُن پر رحم کریگا۔ البتہ اللہ زبردست حکمت والا ہے +

ایمان دار۔ نیکی کا حکم کرنے والے۔ بُرائی سے روکنے والے۔ نماز کی پابندی کرنے والے۔ زکوٰۃ دینے والے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسُول صلعم کے فرمانبردار +

(۲۱)

وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ط ہ (رعد ع پ۱۳)

اور وہ جو جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں +

اپنے تعلقات کو عمدگی سے نباہنے والے۔ خدا تعالےٰ سے ڈرنے والے۔ اللہ تعالےٰ کے سخت حساب سے خوف کھانے والے +

(۲۲)

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا ہ (مریم ع پ۱۶)

وہ بہشت ہے جو ہم اپنے بندوں میں سے میراث دینگے جو کوئی پرہیزگار ہوگا +

بہشت کے وارث وہ لوگ ہیں جو ہر ایسی چیز سے بچتے ہیں جو انسان کے تعلق باللہ کو خراب کرنے والی ہو +

بہشتیوں کی علامتیں (احادیث شریفہ)

(١)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَضْمَنُ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ (رواہ البخاری)

سہل رض بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کا میرے لئے ضامن ہو جائے۔ میں اُس کے لئے بہشت کا ضامن ہو جاتا ہوں (بخاری)

یعنی جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق صرف کریگا وہ بہشتی ہوگا۔ کیونکہ اکثر گناہ انہی دو چیزوں سے ہوتے ہیں +

(٢)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں

وَسَلَّمَ: اَتَدْرُوْنَ مَآ اَكْثَرُ مَايُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ (رواه الترمذی)

معلوم ہے زیادہ تر کونسی چیز لوگوں کو بہشت میں پہنچائیگی اللہ تعالےٰ سے ڈرنا اور عادتوں کا اچھا ہونا (ترمذی)

(۳)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِضْمَنُوْا لِى سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَ اَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُمْ وَ اَدُّوْا اِذَا اؤْتُمِنْتُمْ وَ احْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَ كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ (رواه احمد و البیهقی)

عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلےؐ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے لئے چھ چیزوں کے ضامن ہو جاؤ۔ میں تمہارے لئے بہشت کا ضامن ہو جاتا ہوں (۱) ہمیشہ سچ بولو۔ (۲) اپنے وعدے کو ہمیشہ پورا کرو (۳) امانت کو ہمیشہ پورا ادا کرو۔ (۴) اپنی شرمگاہ کی حفاظت رکھو (کہ بے جا نہ صرف ہو) (۵) اپنی نگاہ نیچی رکھو (ناجائز نگاہ کہیں نہ پڑے)۔ (۶) اپنے ہاتھوں کو روکو (ان سے کوئی بُرا کام نہ ہو) (احمد۔ بیہقی)

(۴)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ :- یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِمَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا؟ قَالَ :- ھُمَا جَنَّتُكَ وَ نَارُكَ (رواہ ابن ماجہ) ۔

ابی امامہؓ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا :- وہی تیری بہشت اور دوزخ ہیں (ابن ماجہ)۔

یعنی اگر انہیں راضی کر کے دعائیں لیں۔ تو تیرے لئے بہشت ہے اور اگر ستایا تو دوزخ ۔

(۵)

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ لَہٗ وَ لِغَیْرِہٖ فِی الْجَنَّۃِ ھٰکَذَا وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَۃِ وَالْوُسْطٰی وَ فَرَّجَ بَیْنَھُمَا شَیْئًا (رواہ البخاری) ۔

سہلؓ بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں اس طرح ہونگے۔** یتیم خواہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار۔ آپ نے تشہد کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا۔ (اشارہ فرماتے وقت) آپ نے ان دونوں کو ذرا جدا جدا کھڑا کیا (بخاری) ۔

(۶)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: مَنْ اٰوٰی یَتِیْمًا اِلٰی طَعَامِہٖ وَ شَرَابِہٖ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ اَلْبَتَّۃَ اِلَّآ اَنْ یَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا یُغْفَرُ وَ مَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَھُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَھُنَّ وَ رَحِمَھُنَّ حَتّٰی یُغْنِیَھُنَّ اللّٰہُ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ اثْنَتَیْنِ قَالَ اَوِ اثْنَتَیْنِ حَتّٰی لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَۃً لَقَالَ وَاحِدَۃً وَ مَنْ اَذْھَبَ اللّٰہُ بِکَرِیْمَتَیْہِ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ۔ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا کَرِیْمَتَاہُ

ابن عباس رضؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلمؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنے کھانے پینے میں یتیم کو شریک کر لیا۔ اللہ تعالےٰ نے اُس کے بہشت میں جانے کا قطعی فیصلہ فرما دیا۔ مگر ایسا گناہ کر بیٹھے جو کسی حالت میں بخشا ہی نہ جائے۔ (ایسا گناہ شرک ہی ہے) اور جس شخص نے تین بیٹیاں یا تین بہنیں پرورش کیں۔ پھر اُنہیں ہر طرح کا سلیقہ سکھایا اور اُن پر رحم کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُنہیں اس کی خدمت سے بے پرواہ کر دیا۔ (مثلاً شادی ہوگئی) ایسے شخص کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے

قَالَ عَيْنَاهُ (رواہ شرح السنۃ) ٭

بہشت کا فیصلہ فرمایا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ! اور اگر دو ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ یا دو (بیٹیاں یا بہنیں ہوں۔) اگر ایک کے متعلق سوال کیا جاتا۔ تو آپؐ ایک کا بھی یہی جواب فرماتے۔ اور جس شخص کی دو پیاری چیزیں اللہ تعالےٰ چھین لے۔ اس کے لئے بہشت لازم ہو جاتی ہے۔ عرض کی گئی۔ یا رسولؐ اللہ! دو پیاری چیزوں سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ دو آنکھیں (شرح السنۃ) ٭

(۷)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ اُنْثٰی فَلَمْ یَئِدْھَا وَلَمْ یُھِنْھَا وَلَمْ یُؤْثِرْ وَلَدَہٗ عَلَیْھَا یَعْنِی الذُّکُوْرَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ۔ (رواہ ابوداؤد) ٭

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ رسولؐ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے گھر میں بیٹی ہو پھر نہ اُسے زندہ زمین میں دفن کیا (عرب میں یہ رسم تھی) اور نہ اُسے ذلیل سمجھا اور نہ اپنے بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دی (یعنی کھانے پینے یا عزت میں) اُسے اللہ تعالےٰ بہشت میں داخل کریگا (ابوداؤد) ٭

(۸)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلَاتِھَا وَصِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا غَیْرَ اَنَّھَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَھَا بِلِسَانِھَا قَالَ ھِیَ فِی النَّارِ ۔ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ قِلَّۃُ صِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا وَصَلَاتِھَا وَاِنَّھَا تُصَدِّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِھَا جِیْرَانَھَا ۔ قَالَ ھِیَ فِی الْجَنَّۃِ (رواہ احمد و البیھقی فی شعب الایمان)

ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! فلاں عورت کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بڑی نمازیں پڑھتی ہے بڑے روزے رکھتی ہے اور بڑی خیرات دیتی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ اپنی زبان سے (یعنی گالی گلوچ سے) اپنے ہمسایوں کو بڑا ستاتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی اُس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! فلانی عورت کے متعلق مشہور ہے کہ وہ (پہلی عورت سے) روزے کم رکھتی ہے۔ خیرات کم کرتی ہے اور نمازیں کم پڑھتی ہے (یہ مطلب نہیں ہے کہ فرض بھی قضا کرتی ہے بلکہ نفلی نماز۔ نفلی روزہ اور نفلی صدقہ میں کم ہے) اور وہ پنیر کے ٹکڑے

(یعنی بچے کچھے واللہ اعلم) خیرات کرتی ہے اور وہ اپنے ہمسایوں کو زبان سے ایذا نہیں دیتی۔ آپ نے فرمایا۔ وہ بہشت میں جائیگی (احمد و بیہقی) +

(۹)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ قَضٰى لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِيْ حَاجَةً يُّرِيْدُ اَنْ يَّسُرَّهٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِيْ وَ مَنْ سَرَّنِيْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَ مَنْ سَرَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ (رواه البيهقى فى شعب الايمان) +

انس رض سے روایت ہے۔رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان کا کام کردیا تاکہ اُسے خوش کرے۔ تو اُس نے مجھے خوش کیا۔ اور جس نے مجھے خوش کیا اُس نے اللہ (تعالےٰ) کو خوش کیا۔ اور جس نے اللہ (تعالےٰ) کو خوش کیا۔ اللہ (تعالےٰ) اُسے بہشت میں داخل کرے گا + (بیہقی)

(۱۰)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ

انس رض سے روایت ہے۔رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی شخص سوائے شہید کے بہشت میں داخل ہونے کے بعد دُنیا میں

يُحِبُّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَ لَهٗ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ (متفق عليه)

آنا پسند نہیں کرتا۔ حالانکہ اُسے بہشت میں ساری نعمتیں حاصل ہیں۔ شہید اُس عزّت کے باعث جو اُسے وہاں ملی ہے چاہتا ہے کہ دُنیا میں آئے اور دس دفعہ قتل کیا جائے (متفق علیہ)

(۱۱)

عَنْ اَبِىْ عَبْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ (رَوَاهُ الْبُخَارِى)

ابی عبس رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی انسان کے پاؤں اللہ تعالےٰ کی راہ میں غبار آلودہ ہوں۔ پھر وہ دوزخ میں جائے (بخاری)

(۱۲)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:۔ لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِى الضَّرْعِ وَ

ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالےٰ کے ڈر سے رویا۔ وہ دوزخ میں نہیں داخل ہوگا۔ یہاں تک

لَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ دُخَانُ جَھَنَّمَ (رواہ الترمذی)۔ کہ دُودھ تھنوں میں واپس جائے (یعنی جس طرح یہ ناممکن ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ سے ڈر کر رونے والے کا دوزخ میں جانا ممکن نہیں)۔ اور کسی انسان پر اللہ تعالےٰ کی راہ میں غبار اور دوزخ کا دُھوآں جمع نہیں ہو سکتے (ترمذی)۔

دوزخیوں کی علامتیں (قرآن مجید)

(۱)

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَکُوْا بِاللّٰہِ مَالَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَمَاْوٰھُمُ النَّارُ وَ بِئْسَ مَثْوَی الظّٰلِمِیْنَ۝ (آل عمران ع ۱۶۔ پ ۴) اب ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالینگے۔ اس واسطے کہ اُنہوں نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک ٹھیرایا جس کی اُس نے سند نہیں اُتاری۔ اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور ظالموں کے رہنے کی بُری جگہ ہے۔ (خلاصہ) اللہ تعالیٰ کی صفتوں (مثلاً خالق۔ مالک۔ رازق۔ نافع ضار) میں دوسرے کو شریک بنانا شرک ہے اور اُس کی سزا دوزخ ہے۔

(۲)

وَمَنْ یَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ○ (نساء ع۱۳ پ۵)

اور جو کوئی مسلمان کو جان کر مار ڈالے۔ تو اس کی سزا دوزخ ہے۔ اس میں ہمیشہ رہنے والا۔ اور اللہ تعالےٰ اُس پر غضبناک ہوا اور اُس پر لعنت کی اور اُس کے واسطے بڑا عذاب تیار کیا +

قصاص یا رجم میں قتل کرنے کا حق فقط مسلمان بادشاہ کو حاصل ہے۔ ویسے اگر کوئی مسلمان کو مار دیگا تو اُس پر خدا تعالےٰ کا غضب اور لعنت نازل ہوگی۔ اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے +

(۳)

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ○ (نساء ع ۲۱- پ ۵) +

منافق آگ کے سب سے نیچے درجے میں ہیں۔ اور تو اُن کے واسطے ہرگز مددگار نہ پاوے گا +

دل میں اسلام کا مخالف اور بظاہر موافق ہونا نفاق ہے۔ اور اس کی سزا دوزخ ہے +

(۴)

وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ہ (مائدہ ع ۱۱ پ ۶)

اور جو منکر ہوئے اور ہماری آیتیں جھٹلانے لگے۔ وہ دوزخی ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے حکم ماننے سے انکار کرنا بلکہ یہ کہنا کہ یہ حکم ہی غلط ہے۔ اس کی سزا دوزخ ہے +

(۵)

وَ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَ الْفِضَّۃَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ہ (توبہ ع ۵ پ ۱۰) +

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں اُسے خرچ نہیں کرتے۔ سو اُنہیں درد ناک عذاب کی خوشخبری سُنادے +

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا دوزخ ہے +

(۶)

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِھَا وَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا

جو لوگ ہمارے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے۔ اور دُنیا کی زندگی پر راضی ہوئے اور اُسی پر چین پکڑا۔ اور جو ہماری قدرتوں سے

غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ مَاْوٰاهُمُ	غافل ہیں - ایسوں کا ٹھکانا
النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ	آگ ہے اُس کے بدلے جو
(یونس ع ۱- پ ۱۱)	کماتے تھے ✦

قیامت کا انکار کرنے والا اور دُنیا کی زندگی پر مطمئن ہونے والا دوزخی ہے ✦

——(۷)——

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ	جو میرے بندے ہیں تمہیں
عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ	اُن پر زور نہیں- مگر جس
اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ۝ وَ	نے تیری پیروی کی گمراہوں
اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ	میں سے- اور دوزخ پر ان
اَجْمَعِیْنَ ۝ (حجر ع۳ پ۱۴)	سب کا وعدہ ہے ✦

عبادت یا لین دین کے معاملات یا رسم و رواج میں قانونِ اسلام کی مخالفت کرنے والا شیطان کا تابعدار ہوگا اور دوزخ میں جائیگا ✦

——(۸)——

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا	اور نہ مقرر کر اللہ تعالےٰ کے
اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ	ساتھ معبود- پس ڈالا جائے گا
مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝	دوزخ میں ملامت کیا ہؤا-
(بنی اسرائیل ع۴- پ۱۵)	راندہ ہؤا ✦

اللہ تعالےٰ کے سوا دوسرے کی عبادت (مثلاً نماز پڑھنا یا سجدہ کرنا۔ یا اس سے ڈر کر اُس کے نام کی اُسے راضی کرنے کے لئے خیرات کرنا) کرنے والا دوزخی ہے +

(۹)

وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا وَ لَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۝ (نساء ع ۲- پ ۴)

اور جو کوئی اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اُس کی حدّوں سے گزر جائے۔ اُسے آگ میں داخل کرے گا۔ اُس میں ہمیشہ رہنے والا۔ اور اُس کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے +

اِس آیت سے پہلے قانونِ میراث ذکر کیا گیا ہے۔ جو شخص اپنی جائداد شریعت کے مطابق تقسیم نہ کرے۔ اُس کی سزا دوزخ ہے +

(۱۰)

وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی

اور جو کوئی رسولؐ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اُس کیواسطے ہدایت ظاہر ہوئی۔ اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ پر

وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (نساء ع ١٧ پ ۵) — ہو لیا۔ ہم اُسے اُدھر ہی متوجہ کرینگے جدھر متوجہ ہُوا اور اُسے دوزخ میں داخل کرینگے۔ اور بہت بُری جگہ پہنچا +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے طریقہ کے خلاف کرنے کی سزا دوزخ ہے +

(۱۱)

وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ (رعد ع ۳۔ پ ۱۳) — اور جو لوگ اللہ تعالےٰ کا عہد پکا کرنے کے بعد توڑتے ہیں۔ اور کاٹتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے کو کہا اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لعنت ہے اور اُن کے لئے بُرا گھر ہے +

بندگی کا عہد کرکے توڑنے والے۔ قطع رحم وغیرہ کرنے والے۔ زمین میں فساد کرنے والے دوزخی ہیں +

(۱۲)

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ — یہ بدلا ہے اُن کا دوزخ بسبب

بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا ابِلٰتِیْ وَرُسُلِیْ ھُزُوًا ○ (کہف۔ع ۱۲۔ پ ۱۶)

اس کے کہ اُنہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور پیغمبروں پر ٹھٹھا کیا +

خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوئے پیغامبروں اور اُس کے حکموں پر ٹھٹھا کرنے والے دوزخ میں جائیں گے +

(۱۳)

وَمَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِیْمًا ○ (فتح۔ع ۲ - پ ۲۶)

اور جو شخص روگردانی کریگا اُس کو درد ناک عذاب کی سزا دے گا +

حکمِ الٰہی کو سمجھ کر تعمیل سے جی چرُانا تَوَلِّی کہلاتا ہے ایسے آدمی کے لئے دردناک سزا ہے +

(۱۴)

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ○ وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی ○ (نازعات۔ع ۲۔ پ۔۳۰)

سو جس شخص نے سرکشی کی ہوگی۔ اور دُنیاوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی۔ سو اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے +

جس شخص نے دُنیا کی زندگی کو محبوب بنایا اور خدا تعالےٰ سے سرکش ہؤا اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے +

دوزخیوں کی علامتیں (احادیث شریفہ)

(۱)

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ نَمَّامٌ (رواہ مسلم)

حذیفہ رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں چغلخور داخل نہیں ہو گا (مسلم)

اگرچہ کفار کی طرح ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔ البتہ چغلخور کی سزا دوزخ ہے ؛

(۲)

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ ذَا وَجْھَیْنِ فِی الدُّنْیَا۔ کَانَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِسَانٌ مِّنْ نَّارٍ (رواہ الدارمی)

عمار رض سے روایت ہے۔ جو شخص دنیا میں دو رخا ہو گا۔ قیامت کے دن اُس کی زبان آگ کی ہو گی (دارمی) ؛ دو رخا وہ شخص ہے۔ جو روبرو تو بڑی دوستی کا اظہار کرے اور پسِ پشت زہر اُگلے ؛

(۳)

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ

جبیر رض بن مطعم سے روایت ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (متفق علیہ)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قطع رحم کرنے والا بہشت میں نہیں جائیگا (بخاری و مسلم) + قطع رحم سے یہ مراد ہے کہ رشتہ داروں سے بدسلوکی سے پیش آنے والا +

(۴)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَ لَا مُدْمِنُ خَمْرٍ (رواہ النسائی والدارمی)

عبد اللہ رضؓ بن عمرو سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان کرکے جتلانے والا اور قطع رحم کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا بہشت میں نہیں جائیگا (نسائی، دارمی)

(۵)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ (رواہ مسلم)

انس رضؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے ہمسائے اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہیں رہتے وہ بہشت میں نہیں

جائے گا (مسلم) •

(۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ (رواه احمد وابوداؤد)	ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام وکلام میں قطع تعلق کرے۔ جس شخص نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کیا پھر ایسی حالت میں

مر گیا تو دوزخ میں جائے گا (احمد وابوداؤد) •

(۷)

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَكَلَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ اُكْلَةً فَاِنَّ اللّٰهَ یُطْعِمُهٗ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُسِیَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ	مستورد رضؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کے سبب سے لقمہ کھایا تو اللہ تعالے اُسے دوزخ سے ویسا ہی کھلائیگا۔ اور جسے کسی مسلمان کے سبب سے کپڑا پہنایا گیا

مُسْلِمٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَکْسُوْہُ مِثْلَہٗ مِنْ جَھَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَۃٍ وَّ رِیَاءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ لَہٗ مَقَامَ سُمْعَۃٍ وَ رِیَاءٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (رواہ ابو داؤد)	تو اللہ تعالٰے اُسے ویسا ہی دوزخ سے کپڑا پہنائے گا۔ اور جو شخص کسی آدمی کے سبب سے اپنے آپ کو سُنانے اور دکھلانے کی جگہ پر کھڑا کرے۔ تو اللہ تعالٰے قیامت کے دن اُس کے سُنانے اور دکھلانے کے لئے کھڑا ہو گا (ابوداؤد)

مثلاً زید اور عمرو آپس میں دُشمن ہیں۔ بکر زید کے پاس جاکر عمرو کی بُرائیاں بیان کرتا ہے۔ اسلئے زید بکر کی خوب خاطر تواضع کرتا ہے یا اُسے ہدیۃً کپڑا پہناتا ہے تو بکر کی سزا دوزخ ہو گی۔ حدیث شریف میں جو تیسرا شخص ذکر کیا گیا ہے اُس کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی امیر آدمی پر اثر ڈالنے کے خیال سے کوئی شخص نیکبخت۔ پرہیزگار متقی۔ فقیر بن جاتا ہے تاکہ وُہ اِس کا معتقد ہو جائے۔ اور اُسے مال و متاع دے۔ قیامت کے دن اللہ تعالٰے اُس کے مکر و فریب کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دے گا۔

—— (۸) ——

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ	ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ثَلٰثَۃٌ لَّا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَّ مَلِکٌ کَذَّابٌ وَّ عَائِلٌ مُّسْتَکْبِرٌ (رواہ مسلم)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن بات نہیں کریگا۔ اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کریگا اور ایک روایت میں ہے اور نہ اُن کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھیگا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بوڑھا زانی اور جھوٹا بادشاہ اور غریب متکبر (مسلم)

(۹)

عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یُجَآءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُہٗ فِی النَّارِ فَیَطْحَنُ فِیْہَا کَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاہُ فَیَجْتَمِعُ اَھْلُ

اُسامہؓ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لاکر دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ اُس کی انتڑیاں باہر نکل آئینگی۔ پھر وہ اپنی انتڑیوں کے گرد اگرد پھریگا۔ جس طرح گدھا چکی

النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَیْ فُلَانُ مَا شَأْنُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهٰكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ (متفق علیہ)

کے چاروں طرف پھرتا ہے۔ (عرب میں خراس میں بجائے بیل کے گدھا جوتا جاتا ہے) دوزخی اکٹھے ہو کر اُس سے کہینگے اے فلانے تمہیں کیا ہوا؟ تم تو ہمیں نیکی کا حکم کیا کرتے تھے اور بُرائی سے روکا کرتے تھے۔ وہ کہیگا۔ ہیں تمہیں نیکی کا حکم کیا کرتا تھا اور خود وہ کام نہیں کرتا تھا۔ اور تمہیں بُرائی سے روکا کرتا تھا اور خود وہی کام کرتا تھا (متفق علیہ)

دوزخ سے بچنے کا طریقہ

برادرانِ ملت! جن جرموں کی سزا آپ سُن چکے ہیں کہ دوزخ ہے۔ اگر اِن گناہوں کے ہوئیکے بعد آپ چاہیں کہ دوزخ کی سزا سے بچ جائیں۔ تو اُس کا طریقہ یہ ہے کہ گناہ ہونے کے بعد دل میں شرمندگی پیدا ہو۔ اور سچے دل سے پختہ عہد کر لیں کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کرینگے۔ اِسی کا نام توبہ ہے۔ اِس ارادے سے دروازۂ الٰہی پر بخشش کیلئے ہاتھ پھیلائینگے تو خالی نہیں آئینگے۔ عَنْ سَلْمَانَؓ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَيْهِ اَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا (رواہ الترمذی و ابوداؤد)

سلمان رضؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک تمہارا رب بہت بڑی شرم والا ہے۔ سخی ہے۔ اپنے بندے سے اُسے شرم آتی ہے۔ جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اُس کی طرف اُٹھائے اور وہ اُنہیں خالی واپس کر دے (ترمذی وابوداود)

اگر مذکورۂ بالا طریقہ پر توبہ کرنے کے بعد پھر دوبارہ اسی گناہ میں مبتلا ہو جائے۔ اور اسی طریقہ پر توبہ کرے تو پھر معافی مل جاتی ہے اور کسی شخص پر توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ جب تک سکراتِ موت کا غرغرہ شروع نہ ہو جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ (رواہ الترمذی وابن ماجه)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالےٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک (موت کا) غرغرہ شروع نہ ہو (ترمذی ابن ماجہ)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

تصدیقات علمائے کرام!

(۱) حضرت مولنا مولوی نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹیل کالج لاہور بظاہر تو ہر ایک آدمی کا ہی
تقاضا ہے کہ میں جنت میں جاؤں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ سے واضح ہوتا ہے وقالوا لن یدخل
الجنة الا من کان هودا او نصاریٰ تلک امانیهم قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین
مگر جنت میں جانے کیواسطے دلیل کی ضرورت ہے جب انسان صرف زبانی دعوی کرے اور کوئی عملی
ثبوت پیش نہ کرے تو وہ مستوجب جنت نہیں ہو سکتا بہت سے لوگ اپنے حسن اعتقاد سے جنت
کے خواستگار تو ہیں اور اپنے معلومات کی بنا پر سعی بھی کرتے ہیں مگر علم سے بہرہ ور نہ ہونے کے
باعث اکثر غلط اعمال میں گرفتار اور بری عادات کے پابند بنے رہتے ہیں ضروری تھا کہ ایسے لوگوں کی
رہنمائی کیجائے اور ان کو آگاہ کیا جائے کہ فلاں فلاں عمل جنت تک پہنچانے میں مدد دیتا ہے۔ اور
فلاں عمل جنت سے بعید اور جہنم کے قریب پہنچا دیتا ہے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے جناب
مولنا احمد علی صاحب نے یہ رسالہ ارقام فرمایا۔ تاکہ عوام پر حجت قائم ہو جائے۔ جزاہ اللہ جزاء
الخیر عنی وعن المسلمین اور قارئین کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے نجم الدین +

(۲) حضرت مولینا مولوی ابو محمد احمد صاحب امام مسجد صوفی لاہور خاکسار نے اس رسالہ کو
بغور اول سے آخر تک پڑھا اللہ تعالیٰ مؤلف رسالہ کو جزائے خیر دے جنہوں نے باوجود اختصار
رسالہ نہایت وضاحت سے اس غلط فہمی کو زائل کر دیا جس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں۔ ہر شخص اور ہر
گروہ اپنے آپ کو جنت کا وارث سمجھتا ہے اور اپنے مخالف کو جہنمی ٹھیراتا ہے۔ لیکن حق تعالیٰ فرماتا
ہے لیس بامانیکم ولا امانی اهل الکتاب من یعمل سوءا یجز به۔ یعنی نہ تمہاری
آرزوؤں پر مدار کار ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر جو برائی کریگا۔ بدلہ پائیگا۔ یہ مختصر رسالہ آئینہ ہے
ہر ایک کو اس آئینہ میں اپنا چہرۂ دل دیکھ لینا چاہیئے معلوم ہو جائیگا کہ جنتی ہے یا جہنمی اللہ تعالیٰ
مجھے اور سب مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ اہل جنت کے اوصاف و اخلاق سے متصف ہوں
اور اہل جہنم کے اوضاع و اطوار سے دور رہیں (آمین) وانا العبد العاجز ابو محمد احمد عفی عنہ

(۳) حضرت مولینا مولوی عبد العزیز صاحب خطیب جامع مسجد صدر میاں میر
طالبین فلاح ونجات کے لیئے عربی زبان میں تو بہت ذخیرہ ترغیب وترہیب کا اور اخلاق حمیدہ کے
تحصیل کیلیئے بے انتہا اقوال قرآن وحدیث کے پاکیزہ ارشادات موجود ہیں۔ مگر تکاسل و تجاہل کا
پردہ وسیع نظر کو مانع ہو رہا ہے بنابریں ضروری تھا کہ اختصار کے طور پر عام فہم زبان میں ان
اعمال وحالات کو جمع کیا جاتا جو انسان بالخصوص مسلمان کی دائمی نجات کیلئے قوی ترین ذریعہ ہیں۔
اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولینا احمد علی صاحب کو کہ جو اتنی مصروفیتوں کے باوجود
بھی اس اہم فریضہ کی سرانجام دہی میں مصروف رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے سبق
حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے عبد العزیز عفا اللہ عنہ +

(۴) حضرت مولینا مولوی عبد العزیز صاحب مدرس مسجد شاہی لاہور۔
میں نے یہ رسالہ شروع سے اخیر تک پڑھا میری رائے میں جو انسان ذرا بھی عقل رکھتا ہے تو
اس رسالہ کے پڑھنے کے بعد اپنے آپ کو فوراً معلوم کر سکتا ہے کہ میں کس زمرہ اور گروہ میں
داخل ہوں مولنا موصوف نے اس چھوٹے سے رسالے کے اندر ایسی آیات و احادیث درج

فرمائی ہیں کہ اگر ان پر تھوڑا سا غور وخوض کیا جائے تو اس سے بہت کچھ عبرت ونصیحت حاصل ہو سکتی ہے باری تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ایسے اعمال وافعال کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ جس سے جنت کا استحقاق اور جہنم سے اجتناب ہو عبد العزیز +

(۵) حضرت مولینا مولوی عبد الحنان صاحب فاضل دیوبند وامام مسجد آسٹریلیا لاہور

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ اما بعد احقر نے رسالہ موسومہ بہشتی اور دوزخی کی پہچان مؤلفہ حضرت مولٰنا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین ادام اللہ فیوضہم اول سے آخر تک دیکھا تو معلوم ہوا کہ مولینا موصوف نے مسلمانوں کی حیات مستعار کو سنوارتے میں آیات اللہ البینات و احادیث سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم پیش فرما کر بہشتی ودوزخی کو ایک دوسرے سے بالکل ممیز اور جدا کر دیا۔ اور قرآن عزیز نے بھی اس امتیاز کو اپنے ذرین الفاظ میں یوں پیش فرمایا ہے (لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ واصحاب الجنۃ ھم الفائزون) مسلمانوں کو بہشت کی طرف رہنمائی کرنے اور دوزخ سے بچانے میں یہ رسالہ انشاء اللہ تعالےٰ خضر راہ ہوگا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وتبارک حضرت مولینا کی مساعی جمیلہ کو مقبول ومشکور فرمائے اور گم گشتگان مرحلہ جنت الزہوں کو اس رسالہ سے مستفید فرما کر (فان الجنۃ ہی الماوی) کے آخری اور بہترین ٹھکانے تک پہنچائے آمین ثم آمین۔ احقر عبد الحنان عفا اللہ عنہ

(۶) حضرت مولینا مولوی محمد عبد اللہ صاحب فاروقی مدرس اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ لاہور

حق سبحانہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق "وذکر فان الذکری تنفع المومنین" ایسا کون مسلمان ہے جسے رستگاری ونجات کے سلسلے میں قرآنی ہدایات ووصایا کی جستجو نہ ہو اور جو تذکیر وتعبئط سے مستفید ہونے کیلئے بیتاب نہ ہو۔ یوں تو قرآن حکیم وارشادات نبی امی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اسی تشنگی تلاش کے لئے سرمایہ تسکین ہیں۔ لیکن عام مسلمانوں کی علوم دینیہ سے بے خبری وبیگانگی کے پیش نظر حضرت مولینا احمد علی صاحب دامت برکاتہم نے بہشتی اور دوزخی کی پہچان" نامی مختصر گرجامع رسالہ تالیف فرما کر طالبان فوز وفلاح دینی ودنیوی پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ مولینا کم فیضہم کے اس شغف خدمت تبلیغ کو مضاعف فرماکر اسے ذریعۂ رضا وقرب ٹھہرائیں۔ اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

خاکسار محمد عبد اللہ عفی عنہ فاروقی

(۷) حضرت مولینا مولوی قمر علی صاحب مدرس مدرسہ قاسم العلوم متعلقہ انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

احقر نے یہ رسالہ بہشتی اور دوزخی کی پہچان مؤلفہ حضرت مولینا مولوی احمد علی صاحب من اولہ الی آخرہ دیکھا جس موضوع کو پیش نظر رکھتے ہوئے مولینا ممدوح نے خامہ فرسائی فرمائی ہے واقعی حضرت ممدوح اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ضروریات زمانہ کے مناسب اگرچہ کافی جگہ سے مختلف ٹریکٹ شائع ہوتے رہے ہیں مگر احقر کا یہ خیال ہے کہ یہ رسالہ اپنی جامعیت میں پہلا رسالہ ہے جو کہ منصۂ شہود پر آیا ہے اور جس کے لئے تمام دنیا اسلام مولینا کی مرہون منت رہیگی اور حلقہ بگوشان اسلام سے استدعا ہے کہ وہ مولینا کے اس ایثار کا خیر مقدم کریں۔

نیاز کیش:۔ قمر علی عفی اللہ عنہ +

نمبر ۲۳

قوله تعالیٰ - یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا

ترجمہ: اے مسلمانو اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ

رسالہ سوم

خدا کی نیک بندیاں

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

مفت

محصول ڈاک ۷ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

تمہید
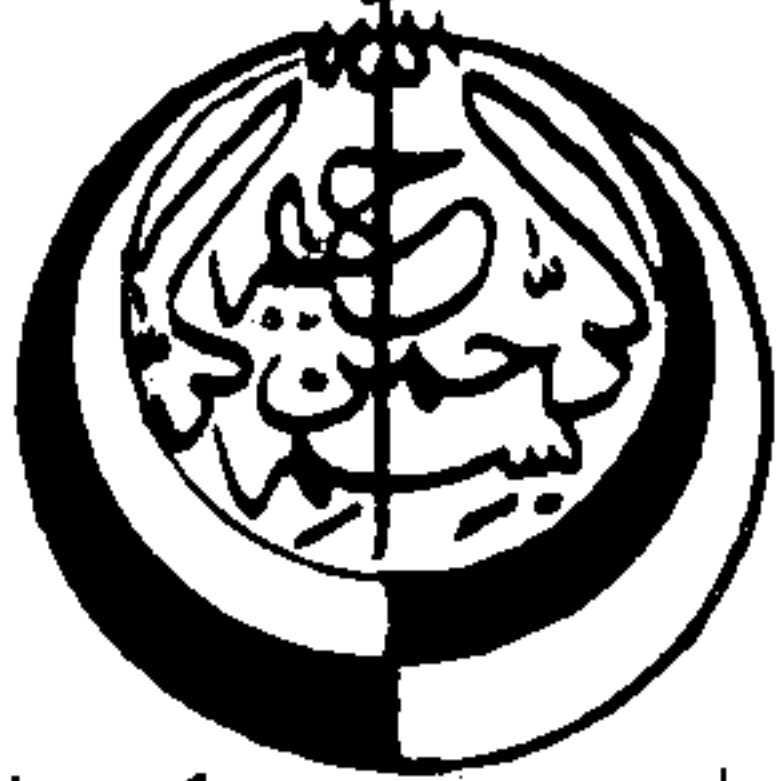
مسلمان بہنو۔ ہمارا خدا وُہ ہے۔جس نے مٹی سے انسان بنایا۔ہمارے لئے آسمان سے مینہ برسایا۔اس سے ہمارے کھانے کے لئے ہزاروں قسم کے میوہ جات سینکڑوں قسم کی ترکاریاں۔بیسیوں قسم کے اناج پیدا کئے۔ہماری خدمت کیلئے قِسما قِسم کے جانور پیدا کئے۔ کسی سے بوجھ اٹھواتے ہیں۔کسی سے ہل چلواتے ہیں۔کسی کا دُودھ پیتے ہیں۔کسی کا گوشت کھاتے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کی نعمتوں کو گِننے بیٹھیں تو حساب و شمار سے باہر ہیں ۔

محسن کی قدر

میری بہنو۔ ہم دیکھتے ہیں ۔کہ حیوانات میں محسن کی قدر کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ کتا جس مالک کے دروازہ سے رُوکھا سُوکھا ٹکڑہ کھاتا ہے ۔جب مالک گھر آئے تو دُم ہلاتا ہوا اُس کے قدموں پر سر جھکاتا ہے ۔۔ بلّی جس گھر میں پالی جاتی ہے ۔ وہ اُس گھر والوں کے پاؤں میں پھرتی ہے۔ اور کبھی کسی کی ۔کبھی کسی کی گود میں پیار اور لاڈ سے جا بیٹھتی ہے +

ایک سوال

میری بہنو ۔جب حیوانات میں یہ جذبہ پایا جاتا ہے ۔ تو بتلاؤ کیا انسان اِس جذبہ سے خالی ہے ۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر اُس بے انتہا احسان کرنے والے خدا تعالےٰ کا شکریہ بھی انسان کے ذمہ واجب ہے یا نہ +

جواب

ہر عقلمند بہن یہی جواب دیگی ۔کہ واقعی ایسے محسن مالک رحیم اور کریم کا شکریہ بجا لانا ہمارے ذمہ ضروری ہے

شکر ادا کرنے کا طریقہ

میری بہنو۔ شکر ادا کرنے کا طریقہ وُہی بہتر ہو سکتا ہے ۔جسے ہمارا محسن حقیقی جلّ شانہٗ پسند کرے ۔مثلاً اگر

ہم کسی پیارے عزیز کو عمدہ اور لذیذ کھانا کھلانا چاہتے ہیں۔ تو مناسب یہی ہے۔ کہ اس سے پوچھ لیں۔ کونسی چیز اُسے مرغوب ہے۔ ممکن ہے۔ جس چیز کو ہم نے اپنی طبیعت کے لحاظ سے مرغوب سمجھکر پکایا۔ اُسے اس چیز سے انتہائی نفرت ہو۔ مثلاً بعض لوگوں کے لئے مچھلی نہایت مرغوب غذا ہے۔ اور بعض لوگوں کو اس سے انتہائی نفرت ہے۔ علیٰ ہذالقیاس رب العالمین کا شکر بجالانے کے لئے اسی سے دریافت کرنا چاہیئے۔

بہترین طریقۂ شکر سکھانیکا استاد

ایک انسان دوسرے انسان کے دل کی بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ جب تک کہ وہ خود نہ بتلائے۔ اسی طرح جبتک ہمارا آقائے حقیقی خدائے قدوس خود نہ بتلائے۔ ہم اسکی مرضی کو معلوم نہیں کر سکتے۔ اس کی مرضی بتلانے کے لئے ہمیشہ مختلف زمانوں میں مختلف استاد آتے رہے۔ جن کو اصطلاحِ شریعت میں نبی کہا جاتا ہے۔ ان نبیوں کی تعداد بعض کتابوں میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تک آئی ہے۔ اِن نبیوں میں سب سے آخری نبی ہمارے نبی کریم سردار دو جہاں

سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئیگا۔ اللہ تعالےٰ کی مرضی معلوم کرنے کے لئے ان سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ان کے دامنگیر ہوئے بغیر مرضی مولیٰ معلوم کرنا ناممکن ہے +

تنبیہ

میری بہنو۔ لڑکی کا کسی اعلےٰ خاندان میں سے ہونا۔ یا امور خانہ داری میں اعلےٰ درجہ کی سلیقہ شعار ہونا یا اپنے فضل و کمال ظاہری سے اپنی ہمجولیوں میں عزت پانا۔ خدا تعالےٰ کی نظر میں یہ سب چیزیں ہیچ ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا۔ اور نہ تمہارے مالوں کو دیکھتا ہے۔ بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے +

یعنے اگر تمہارے دل میں خوف خدا نہیں۔ اور اُسکی محبت کے آثار نہیں۔ اور تمہارے عملوں میں اُسکی بندگی کا حق ادا کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ تو اللہ تعالےٰ کے ہاں تمہاری کوئی قدر و قیمت نہیں ہے +

ایک مثال

یہ یاد رکھو۔جس طرح دنیا کے بادشاہ کسی کی خوبصورتی کا لحاظ نہیں کرتے۔کسی کی خاندانیت کا لحاظ نہیں کرتے۔کسی کے مالدار ہونے کی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ جو مرد یا عورت اُن کے قانون کی خلاف ورزی کرے۔ اُسے جیل خانہ میں ڈال دیتے ہیں۔بلکہ ایسا بھی اکثر ہوتا ہے۔ کہ باپ بادشاہ کا وفادار ہونے کے لحاظ سے کسی معزز عہدہ پر ممتاز ہے۔اور بیٹا باغی ہونے کی وجہ سے پھانسی کے تختہ پر لٹکایا جا رہا ہے۔ اور بعض اوقات بیٹا وفا شعار ہے۔اور باپ باغی ہے۔ تو بیٹا انعام و اکرام شاہی سے سرفراز ہے۔ اور باپ تختہ دار سے ہم کنار ہے۔بعینہٖ اسی طرح خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں ہے۔ وہاں کسی کی صورت۔خاندانیت۔ اور دولت وغیرہ موجب نجات نہیں وہاں فقط قانون الہٰی سے وفاداری کا حق ادا کرنا باعث عزت ہے ؂

نتیجہ

میری بہنو۔ گذشتہ تحریر کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اگر تم چاہتی ہو۔کہ احکم الحاکمین خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی

نگاہ میں تمہیں عزت نصیب ہو۔ اور عذاب الٰہی (دوزخ) سے بچو۔ تو اس کا فقط ایک ہی راستہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے نازل کردہ قانون یعنی قرآن حکیم کی خلاف ورزی نہ کرو۔ اور اس کا مطلب سمجھنے کے لئے سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو بطورِ شرح قرآن کے کام میں لاؤ +

اِس مختصر سے رسالہ کی غرض

میری بہنو۔ اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ کہ اس نے اِس عاجز (احمدؐ علی عفی عنہ) کی قلم سے محض اپنے فضل و کرم سے اب تک تیس رسالے مختلف مضامین پر مسلمانوں کو پیغام ربانی پہنچانے کے لئے لکھوائے۔ اور فدایانِ دین الٰہی کی ایک چھوٹی سی جماعت (انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور) کی کمائی سے چار لاکھ اٹھائیس ہزار کی تعداد میں اس وقت رمضان ۵۷ھ تک مفت شائع کرائے۔ والحمد للہ (اور یہ رسالہ جات ۲۵۰۰۰ ہزار نسخہ جات تفسیر کے علاوہ ہیں۔ والحمد للہ) مگر ان تمام رسالوں میں عام مسلمانوں کی اصلاح کا خیال رکھا گیا ہے۔ اپنی مسلمان بہنوں کی

خدمت میں پیغام ربانی پہنچانے کا خاص طور پر خیال نہیں کیا گیا۔ یہ پہلا رسالہ ہے جو اس غرض سے لکھا جا رہا ہے۔ اللہ تعالٰے اِسے قبول فرمائے۔ اور اِس میں حِصّہ لینے والوں کی نجات آخرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

مضامین کا اجمالی خاکہ

اس مختصر سے رسالہ میں قرآن حکیم کی فقط ایک آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقط ایک حدیث کی شرح عرض کی جائیگی۔

آیتہ القرآن

قولہ تعالٰے :۔ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا) (سورۃ الاحزاب رکوع ۵ پارہ نمبر ۲۲)

ترجمہ :۔ اسلام لانے والے اور اسلام لانے والیاں اور ایمان لانے والے اور ایمان لانے والیاں اور فرمانبرداری کرنے والے اور فرمانبرداری کرنے والیاں اور سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں۔ اور

صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں۔ اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے اور حفاظت کرنیوالیاں اور خدا تعالیٰ کی بہت یاد کرنے والے اور بہت یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ تعالےٰ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

شانِ نزول

ام عمارہ انصاریہ سے روایت ہے۔ وُہ کہتی ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ مجھے تعجب ہے۔ ہر چیز مردوں کے حق میں ہی نازل ہوتی دیکھتی ہوں۔ اور میں نہیں دیکھتی۔ کہ عورتوں کا ذکر بھی کسی حکم میں آیا ہو اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترمذی شریف)

وعدہ بخشش کی دس شرطیں

میری بہنو۔ گذشتہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے مردوں اور عورتوں دونوں کا ذکر فرمایا ہے۔ مگر ہمیں اس رسالہ میں چونکہ فقط مسلمان بہنوں سے پیغامِ حق عرض کرنا ہے۔ اس لئے انہیں کو مخاطب کر کے تفصیل عرض کی جائیگی۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے عورتوں

کی بخشش اور اُن کے لئے بہت بڑے اجر کا وعدہ دس شرطوں پر کیا گیا ہے۔ اسلام - ایمان - قنوت صدق - صبر - خشوع - تصدق - صوم - حفظ الفروج کثرت ذکر الٰہی +

ہر ایک کی تفصیل

(۱) اسلام

اسلامی شریعت جو حکم دے۔ اس پر عمل کرکے دکھانا اسلام ہے۔ مثلاً شریعت کہتی ہے +

(۱) کہ زبان سے لاالٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھو۔ تو پڑھیں

(۲) پانچ وقت نماز .... پڑھو۔ تو پڑھیں

(۳) جب رمضان شریف آئے۔ روزہ رکھو۔ تو رکھیں

(۴) سال کے بعد سونا چاندی وغیرہ کی زکوٰۃ دو۔ تو دیں۔

(۵) تمہارے پاس سفر حج کے لئے روپیہ کافی موجود ہے تو ..... حج کرو۔ تو حج کریں۔

(۲) ایمان

فقط ظاہری احکام کا بجا لانا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔ جب تک کہ دل سے ان چیزوں کو سچا نہ جانے۔ جن کے متعلق اسلام دل کی تصدیق چاہتا ہے۔ مثلاً خدا تعالےٰ ایک ہے۔ اور وہ

حیّ ۔ قدیر ۔ مرید ۔ علیم ۔ سمیع ۔ بصیر ۔ کلیم ہے ۔ ان صفات کے یہ معنی ہیں ۔ زندہ ۔ قدرت والا ۔ ارادہ کرنے والا ۔ جاننے والا ۔ سننے والا ۔ دیکھنے والا ۔ بولنے والا ۔ اسکے فرشتوں کا ہونا حق ہے پہلے سارے نبی اور ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے پیغمبر ہیں ۔ پہلی ساری کتابیں جو آسمان سے نازل ہوئیں ۔ وہ سچی تھیں ۔ اور قرآن حکیم جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ۔ وہ حق ہے ۔ اور ہر چیز نیک و بد کی تقدیر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتی ہے ۔ اور مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب و کتاب ہونا یقینی ہے ۔

(۳) قنوت

قنوت کے معنی مطلق فرمانبرداری بھی ہے ۔ اور قنوت کے معنی اخلاص بھی ہے ۔ یہاں اس آیت میں مراد اخلاص ہے ۔ اگر ایک عورت دل سے اسلام کی ساری باتوں کو سچا مانتی ہے ۔ اور ظاہری احکام کو بھی بجا لاتی ہے ۔ لیکن ظاہری احکام بجا لانے میں اخلاص نہیں ہے ۔ تو بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہونگے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ سب سے زیادہ خطرہ مجھے اپنی اُمت کے متعلق جس چیز کا ہے ۔ وُہ شرک اصغر (چھوٹا شرک) ہے ۔ لوگوں نے عرض کی ۔ یا رسول اللہ

چھوٹے شرک سے آپ کی کیا مراد ہے۔آپ نے فرمایا
رِیَاء یعنی لوگوں کے دکھلاوے کے لئے کوئی کام کرنا +

(۴) صِدق

اللہ تعالےٰ کی مقبول بندیوں کی چوتھی صفت سچ بولنا
ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔کہ ایک
آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ اور جھوٹ بولتے بولتے یہاں
تک نوبت پہنچتی ہے۔کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں
اُسے جھوٹوں کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے +
میری بہنو۔ خدا تعالےٰ سے ڈرو۔ عورتوں میں اکثر جھوٹ
بولنے کی عادت ہوتی ہے۔کہیں ایسا نہ ہو۔کہ محض
جھوٹ بولنے کی وجہ سے جھوٹی عورتوں کی فہرست
میں تمہارا نام لکھ دیا جائے۔ اور نیکیاں ساری
برباد ہو جائیں +

(۵) صبر

اللہ تعالےٰ کی مقبول بندیوں کی پانچویں صفت صبر ہے
مطلب اس کا یہ ہے۔کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے
جو حکم ملے۔ اس پر ہمت سے عمل کرنا۔ خواہ وُہ حکم
کسی کام کے کرنے کے متعلق ہو۔ یا کسی چیز سے روکنے
کے متعلق ہو۔طبیعت اس کام سے خوش ہو۔یا ناخوش ہو+

(۶) خشوع

بارگاہِ خداوندی میں نیک بیبیوں کی چھٹی صفت عاجزی کرنا ہے۔ دل سے بھی اللہ تعالیٰ کے روبرو عاجزی کرتی ہیں۔ اور ظاہری اعضاء سے بھی اپنی عاجزی کا اظہار کرتی ہیں۔ مثلاً زبان سے عاجزی کے الفاظ کہتی ہیں۔ اے اللہ تو ہمارا مالک ہے۔ ہم تیرے غلام ہیں۔ تجھے سب طاقتیں ہیں۔ اور ہم عاجز بندے ہیں۔ علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ کے روبرو ہاتھ پھیلا کر عاجزی سے دعا مانگتی ہیں۔ جس طرح کوئی گداگر کسی سخی کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ تو اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے۔ کہ اُسے خالی لوٹائے۔ باقی اعضاء کی عاجزی نماز میں رکوع اور سجدہ کرنے سے ادا ہو جاتی ہے۔

(۷) صدقہ

دربار الٰہی میں مقبول بندیوں کی ساتویں صفت خیرات کرنا ہے۔ انسان کو دو چیزیں زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہیں۔ جان اور مال۔ اللہ تعالیٰ کی پیاری بندیاں جسطرح اپنی جان کو تکلیف میں ڈالکر (مثلاً سردیوں میں ٹھنڈے

پانی سے وضو کرکے نماز پڑھنا۔ گرمی کی راتوں میں دیر
سے سوکر صبح سویرے باوجودیکہ جی نہ چاہتا ہو۔ لیکن
خوفِ خدا سے مجبور ہو کر میٹھی نیند سے اٹھنا۔ اور
نماز ادا کرنا وغیرہ خدا تعالےٰ کو راضی کرنیکی کوشش
کرتی ہیں۔ اسی طرح وہ اپنا پیارا مال جسے راہ خدا میں
خرچ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ وہاں نام و نمود کے لئے
شیطانی راستہ میں انسان بآسانی خرچ کر دیتا ہے۔ طبیعت
کو مجبور کرکے خرچ کرتی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضاء
حاصل کرتی ہیں۔ عورتوں کی عادت ہے۔ کہ برادری میں
بیاہ شادی کی رسموں پر بھاجیوں میں بیسیوں روپیہ خرچ
کر دیتی ہیں۔ لیکن کسی بیوہ بہن یا یتیم بچے یا کسی دین
کے کام میں چندہ کے لئے کہا جائے۔ تو چار پیسے خرچ
کرنا بھی بار خیال کرتی ہیں +

نیک بہنو۔ بھاجیوں میں نام و نمود کے طور پر
خرچ کرنے سے سوائے نقصان اور قیامت کے دن
سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اگر چاہتی ہو
کہ مال خرچ کرنا تمہارے کام آئے۔ تو نیکی کے کاموں
میں خرچ کیا کرو +

حدیث شریف میں آیا ہے۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ

کو اس طرح بجھا دیتا ہے۔ جس طرح پانی آگ کو +

(۸) صوم

خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں بخشش کی حقدار عورتوں کی آٹھویں علامت روزہ رکھنا ہے۔

میری بہنو۔ آپ جانتی ہیں۔ کہ دنیا کے سارے دھندے پیٹ پالنے کے لئے ہیں۔ اور پیٹ بھرنے کا دھندہ ہی صبح سے لیکر شام تک عورتوں کو مصروف رکھتا ہے صبح سویرے اٹھیں۔ سارے گھر کے ناشتہ کی فکر کی اس سے فارغ ہوئیں۔ تو دوپہر کے کھانے کی فکر دامنگیر ہوئی۔ اس سے فارغ ہوئیں۔ تو رات کے کھانے پینے کی فکر شروع ہوئی۔ اسی طرح ساری عمر ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام موت کا پروانہ لیکر سر پہ آکھڑے ہوئے۔ اور چل بسیں۔ یاد الہٰی کے لئے وقت ہی نہیں ملا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے سال میں ایک مہینہ تمہیں خالی کر دیا ہے۔ تاکہ کھانے پینے کا قصہ رات کو سمیٹ سماٹ لیا کرو۔ اور رات کو بال بچوں سے فراغت پاکر یاد الہٰی میں مصروف رہا کرو۔ اور دن کو یاد الہٰی کے لئے کافی سے زائد وقت تمہارے پاس بچ جائیگا۔ بڑوں نے تو کھانا ہی نہیں کھانا۔ اور

چھوٹے بچوں کو سحور کا بچا کچھا کھلا دو۔ اور گیارہ ماہ
میں یاد الٰہی میں جو کسر باقی رہ گئی ہو - وہ اس
رحمت کے مہینہ میں پوری کر لو۔ اس مہینہ میں نفل
پڑھوگی تو دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر درجہ
ملیگا۔ اور اگر فرض ادا کروگی۔ تو دوسرے مہینوں کے
ستر فرض کے برابر ثواب ملیگا +

فضیلت ماہِ رمضان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد ہے۔ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے۔
درآنحالیکہ وہ ایماندار تھا۔ اور اللہ تعالےٰ سے ثواب
حاصل کرنے کی نیت سے رکھے۔ تو اس کے پہلے
سارے گناہ معاف کر دیئے جاوینگے۔ اور جس شخص
نے رمضان کی راتوں میں اللہ تعالےٰ کی عبادت کی۔
درآنحالیکہ وہ ایماندار تھا۔ اور اللہ تعالےٰ سے ثواب
حاصل کرنے کی خاطر عبادت کی۔ تو اس کے پہلے
سارے گناہ بخش دیئے جاوینگے +

بہنو۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ تمہیں ان نیک کاموں
کی توفیق دے۔ اور عذاب الٰہی سے بچائے۔ آمین +

(۹) حفظ الفروج

خدا تعالےٰ کی نیک بندیوں کی نویں علامت پاکدامن ہونا

ہے۔ پاکدامن عورت اپنے گھر" سارے خاندان" بلکہ سارے شہر کے باشندوں کی نگاہ میں عزت سے دیکھی جاتی ہے۔ خواہ وہ ہندو ہوں۔ یا مسلمان۔ سکھ ہوں یا عیسائی اور بدچلن عورت کو ہر شخص حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ہر شخص اسے بے حیا۔ بدمعاش کمینی اور لچی خیال کرتا ہے۔ یہ تو دنیا کی ذلت ہے۔ آخرت کی سزا ملاحظہ ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس جہان کی سیر کی۔ وہاں دیکھا۔ کہ آگ کا ایک تنور ہے اُس میں ننگے مرد اور عورتیں جل رہی ہیں۔ اس تنور میں اُبال اُٹھا ہے۔ تو وہ اُوپر آجاتے ہیں۔ جب تنور کے منہ کے قریب آتے ہیں۔ تو پھر وہ ابال نیچے چلا جاتا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ فرشتے نے عرض کی کہ یہ زناکار ہیں۔

اے اللہ۔ تو اپنے فضل و کرم سے تمام مسلمان بہنوں کو دُنیا اور آخرت کی اس ذلت سے بچا۔ آمین۔ ثم آمین

(۱۰) کثرت ذکر الٰہی

اللہ تعالیٰ کی نیک بندیوں کی دسویں علامت اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنا ہے۔ بہت زیادہ یادِ الٰہی

کرے کا یہ طریقہ ہے۔ کہ اُٹھتے بیٹھتے لیٹے سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط
ایسے کلمات کا وِرد کرتی رہتی ہیں۔ خواہ تو سارے کلمات پڑھیں۔ یا ان میں سے کسی ایک کلمہ کا وِرد کریں یا قرآن شریف اُٹھتے بیٹھتے پڑھیں۔ یا دین کی کتابوں کا زیادہ مطالعہ کریں +

یاد دہانی

مضامین کے متعلق پہلے عرض کی گئی تھی۔ کہ ایک آیت اور ایک حدیث شریف کا مضمون اس رسالہ میں عرض کیا جائیگا۔ چنانچہ آیت کا مضمون عرض کر دیا گیا ہے اب حدیث شریف عرض کی جاتی ہے +

حدیث شریف

عَنِ ابْنِ عمرؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْاَمِیْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ (بخاری شریف جلد دوم ص۷۸۳)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک محافظ ہے اور ہر ایک سے اپنی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی بادشاہ محافظ ہے اور خاوند اپنے گھر والوں پر محافظ ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اسکے بچوں پر محافظ ہے پس ہر ایک تم میں سے محافظ ہے اور ہر ایک سے اپنی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی +

عورتوں سے خطاب

چونکہ اس رسالہ میں اپنی مسلمان بہنوں سے خطاب ہے۔ اس لئے گذشتہ حدیث شریف میں سے فقط اتنے حصہ کی تشریح کی جائیگی۔ جتنے کا تعلق عورتوں سے ہے اور وہ یہ ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں پر محافظ ہے"۔

تشریح

مرد کی تین چیزیں عورت کے سپرد ہیں۔ عزت۔ مال اور اولاد

حفاظت عزت

عزت کی حفاظت کا یہ طریقہ ہے۔ کہ اس کی اجازت کے سوا کسی کو گھر میں نہ آنے دے۔ اور جس شخص سے بات کرنے میں مرد ناراض ہوتا ہے۔ اس سے بات نہ کرے۔ جس کے گھر جانے سے مرد روکتا ہے۔ وہاں نہ جائے ایسا نہ ہو۔ کہ مرد تو دفتر کارخانہ یا دکان پر جائے۔ اور عورت برقعہ اوڑھ کر سیر کرنے کے لئے ادھر اُدھر چلی جائے۔ ایسا کرنا خیانت ہے۔ اور یقیناً گناہ ہے بارگاہِ الٰہی سے اس کی سزا ملیگی۔

خاوند کی فرمانبرداری کا نتیجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس عورت نے پانچ وقت کی نماز ادا کی۔ اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی۔ اور اپنے خاوند کی فرمانبردار رہی۔ وہ عورت بہشت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔

حفاظتِ مال

مرد جو مال کما کر لاتا ہے۔ عورت کے پاس وہ بطور امانت ہے۔عورت کا فرض ہے۔ کہ مرد کی امانت اسکی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔ مثلاً بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ اگر اس کے اپنے رشتہ دار آجائیں۔ تو "دودھ" ملائی" پھل" "حلوہ" گوشت" "سیویاں" اور پلاؤ وغیرہ دل کھول کر پکاتی اور کھلاتی ہیں۔ حالانکہ مرد اتنی خوشامد اور اس فضولخرچی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ایسا کرنا خیانت ہے۔ کھلانے والی گناہ گار اور کھانا شرعاً حرام ہے۔ اور اگر کھانے والیونکو اس ناراضگی کا علم ہے۔ تو وہ گناہ گار اور عنداللہ مستحق سزا ہیں۔ یا مثلاً بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ اعلیٰ اور قیمتی کپڑے پہننا چاہتی ہیں۔ مرد تو ایسے کپڑے خرید کرکے

لا نہیں دیتا۔ اب گلی کوچہ میں کپڑہ بیچنے والوں سے خود بھاؤ ٹھہرا کر خرید کر لیتی ہیں۔ تو گویا مرد کے مال کو اس کی مرضی کے خلاف خرچ کر کے عنداللہ مجرم بنتی ہیں۔

تنبیہ

مسلمان بہنو۔ یاد رکھو۔ مرد کی مرضی کے بغیر اس کے مال سے کپڑا خرید کر اور پہن کر عبادت بھی کروگی۔ تو قبول نہیں ہوگی۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ قیامت کے دن شاہنشاہ کی عدالت میں یہ سوال ہوگا۔ کہ جو روپیہ تمہارے پاس آیا تھا۔ وہ تم نے کہاں کہاں خرچ کیا

حفاظت اولاد

مرد چونکہ بال بچوں کی ضروریات کی فکر میں کمانے کے لئے باہر چلا جاتا ہے۔ اور اولاد گھر میں ماں کے پاس رہتی ہے۔ ماں جس طرح چاہے بچوں کی تربیت کرے۔ ماں اگر نیک بخت ہے۔ جھوٹ نہیں بولتی۔ گلہ نہیں کرتی اور گلہ کرنیوالیوں کو بُرا سمجھتی ہے۔ نماز کی پابند ہے۔ نماز نہ پڑھنے والیوں کو بُرا خیال کرتی ہے۔ روزہ باقاعدہ رکھتی ہے۔ اور روزہ نہ رکھنے والیوں کو خدا تعالیٰ کی نافرمان سمجھتی ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت کرتی ہے۔ گالی گلوچ

نہیں دیتی۔ تو بچوں اور بچیوں کے اندر بھی اسی قسم کے
اوصافِ حمیدہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ماں جھوٹی۔ گلہ
کرنیوالی۔ بدزبان فضولخرچ اور بے دین ہے۔ تو بچوں کے
اندر بھی یہی بڑی صفتیں پیدا ہونگی۔ اور یہ بچپن کی
برائیاں اخیر عمر تک رہینگی۔ جس کے نتائج دنیا اور آخرۃ
میں انہیں بھگتنے پڑینگے۔ اور یہ سب نالائق ماں کا بیج
بویا ہوا ہوگا۔ علاوہ اس کے ایک بہت بڑی غلطی عورتوں
میں یہ ہے۔ کہ وہ اپنے فرائض کو نہیں سمجھتیں خاص
کر یہ غلطی لڑکیوں کے متعلق ان سے زیادہ واقع ہوتی
ہے۔ وہ یہ خیال کرتی ہیں کہ بیٹی کو کھلاتا پلانا عمدہ
کپڑے پہنانا اور بیمار ہو جائے۔ تو سمجھدار حکیم یا ڈاکٹر
کو فیس دیکر دوا کرانا اور پال پوس کر جب گھر سنبھالنے
کے قابل ہو جائے۔ تو شادی کر دینے سے ہم نے اپنا فرض
ادا کر دیا۔ اس بات کا مطلق خیال نہیں آتا۔ کہ بچیوں کو
اس خدا تعالیٰ کی پہچان کرائیں۔ جس نے انہیں پیدا کیا
اس کی بندگی کا حق ادا کرنے کی تلقین کریں۔ انہیں
سمجھائیں۔ کہ بیٹی تمہیں خدا تعالیٰ نے اپنی یاد کے لئے
پیدا کیا ہے۔ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ مرنے
کے بعد ایک دوسرے جہان میں تم جاؤ گی۔ اگر یہاں

سے نیکیاں کرکے جاؤ گی۔ تو وہاں آرام پاؤ گی۔ اور بُرائیاں کیں۔ تو احکم الحاکمین کے دربار میں ندامت اُٹھاؤ گی۔ اور سزا پاؤ گی۔ لہذا دنیا میں فقط عمدہ کھانا کھانے قیمتی اور نفیس لباس پہننے اور بناؤ سینگار کرنے میں زندگی برباد نہ کرنا۔ اپنے متعلقین کی ضروری خدمات سے فارغ ہو کر ہمیشہ زندگی کے اصل مقصد میں مصروف رہنا۔ مسلمان بہنو۔ یاد رکھو۔ قیامت کے دن تمہیں اللہ تعالیٰ کے رو برو ان باتوں کا جواب دینا ہوگا ؃

آخری درخواست

مسلمان بہنو۔ خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ کا فرمان اور سیّدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام عربی زبان میں تھا۔ اس عاجز نے اُردو زبان میں لکھ کر آپکی خدمت میں عرض کر دیا ہے۔ اس پر عمل کرکے دنیا سے جاؤ اور بارگاہ الٰہی سے عزت پاؤ ؃

تنبیہ

ورنہ یاد رکھو۔ قیامت کے دن تم اللہ تعالیٰ کے رو برو یہ عذر نہیں پیش کر سکو گی۔ کہ ہم نے تیرے فرمان کا مطلب نہیں سمجھا تھا۔ اس لئے عمل نہیں کیا ؃

دُعا خاتمہ

اے اللہ تو اپنے فضل و کرم سے ہماری مسلمان بہنو کو ان نیکیوں کی سمجھ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ انہیں اپنی نیک بندیوں میں شامل فرما۔ انہیں گناہوں سے پاک کر کے دُنیا سے اُٹھا۔ عذاب قبر سے بچا۔ عذاب حشر سے بچا عذاب جہنم سے بچا۔ اور بہشت میں جگہ عطا فرما۔ آمین یا الہ العالمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

تصدیقات علمائے کرام

۱۔ خاکسار نے یہ رسالہ موسومہ (خدا کی نیک بندیاں) مطالعہ کیا حضرت مؤلف کے چند اور مفید رسالے بھی خاکسار نے دیکھے ہیں۔ یہ رسالہ اور دیگر رسائل بہت مفید اور غرض تبلیغ کو بوجہ احسن پورا کرنیوالے ہیں حق تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمان عورتوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے آمین (محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ نیو سنٹرل جیل ملتان ۸ جولائی ۱۹۳۲ء)

۲۔ فقیر نے یہ رسالہ موسومہ (خدا کی نیک بندیاں) خود اس کے مؤلف حضرت مولٰنا احمد علی صاحب سے ملتان جیل میں سُنا۔ رسالہ مختصر اور جامع ہے۔ خدا تعالےٰ مؤلف مدظلہ کو جزائے خیر دے اور مسلمان عورتوں کو اس رسالے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے
فقیر احمد سعید کان اللہ لہٗ ۲ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۳۲ء نیو سنٹرل جیل ملتان

۳۔ ناچیز نے رسالہ زیر نظر (خدا کی نیک بندیاں) کا بغور مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ یہ رسالہ باوجود مختصر ہونے کے ایک عورت کے تمام فرائض دنیوی و اخروی کو بتانے کے لئے کافی دوائی ہے حضرت مؤلف کے لئے بیساختہ دل سے دُعا نکلتی ہے کہ اللہ پاک دارین میں اجر عظیم عطا فرماوے۔ اللہ پاک عورتوں کو توفیق دے کہ اس رسالہ کو برابر پیش نظر رکھ کر مشعل ہدایت بنائیں آمین
(مولینا) نور الدین عفی عنہ بہاری (نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند) نیو سنٹرل جیل ملتان ۸ جولائی ۱۹۳۲ء

سلسلہ نمبر ۲۲

وَقَالَ تَعَالٰی مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

ترجمہ: جو شخص نیک عمل کریگا۔ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ہم اسکی زندگی اچھی طرح

بسر کرائیں گے

رسالہ موسومہ

مسلمان عورت کے فرائض

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشیع شعبۃ التالیف والاشاعۃ

انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

مفت

محصول ڈاک ۷ پیسے

انجمن خدام الدین لاہور کے نسخہ

قرآن عزیز

بہ حاشیہ جدیدہ

عکسی طباعت نہایت مزیّن

مرتبہ:-

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

هدیہ

مجلّد قسم اوّل	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم سوم
	کرنا فلی سفید کاغذ	مکینکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

ناظم شعبہ تصنیف انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

مسلمان بہنو! یاد رکھو۔ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ ایک دوسرا جہان ہے۔ جہاں جا کر ہم نے ہمیشہ رہنا ہے۔ اُس جہان کا نام عالمِ آخرت ہے۔ اس سے پہلے دنیا اور آخرت کے درمیان زندگی کا ایک دور ہے جسے عالمِ برزخ کہا جاتا ہے۔

پیاری بہنو۔ تم جانتی ہو کہ اس دنیا میں آرام سے زندگی بسر کرنے کیلیے دُنیاوی اسباب کی ضرورت ہے جسے وہ میسّر ہیں وہ آرام میں ہے۔ اور جسے مُیسّر نہیں۔ اس کی زندگی تلخ ہے۔ اسی طرح آخرت کی زندگی کا حال ہے۔ وہاں جن لوگوں کو راحتِ آخرت کے اسباب میسر ہونگے۔ راحت پائینگے۔ اور جو بدقسمت اُن اسباب سے محروم ہونگے۔ وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہونگے۔

میری بہنو۔ یاد رکھو۔ دنیا میں تم باپوں اور خاوندوں کی کمائی سے فائدہ اٹھا سکتی ہو۔ اُن کی عزت سے عزت پا سکتی ہو۔ مثلاً لوگ تمہاری اس واسطے عزت کر سکتے ہیں۔ کہ تم کسی عالم یا کسی بزرگ کی بیٹی ہو۔ یا

تمہارا باپ دنیاوی لحاظ سے بہت بڑا معزز ہے۔ مثلاً بادشاہ کی بیٹی شاہزادی اور اس کی بیوی بیگم بادشاہ کہلاتی ہے۔ مگر یاد رکھو۔ آخرت میں عزت و آرام پانے کے لیے فقط اپنی نیکیاں کام آئینگی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا "اے فاطمہ رسول اللہ کی بیٹی میرے مال سے جتنا چاہو۔ مانگ لو۔ مگر اللہ کے عذاب سے میں نہیں چھڑا سکتا" جس خدا تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اس نے جو فرائض تمہاری دنیا کی زندگی کے مقرر کیے ہیں۔ وہ ادا کر کے دنیا سے جاؤ گی۔ تو آخرت میں عزت پاؤ گی۔ ورنہ عذابِ الٰہی میں مبتلا کی جاؤ گی۔

پیاری بہنو۔ اس چھوٹے سے رسالے کا مقصد یہ ہے۔ کہ تمہارے ذمے جو فرائض ہیں۔ اُن سے آگاہ کیا جائے۔ تاکہ اُن پر عمل کر کے بارگاہِ الٰہی میں عزت پاؤ۔ عذابِ الٰہی سے بچ جاؤ۔ دنیا میں ان فرائض کے ادا کرنے کے باعث عزت و آرام سے زندگی بسر کرو۔ قبر میں جاؤ تو وہ تمہارے لیے بہشت کا باغ بن جائے۔ میدانِ حشر میں جاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حوضِ کوثر سے پانی پلائیں۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت تمہارے شاملِ حال ہو۔ اور پل صراط سے صحیح و سلامت پار اُتر کر بہشت میں جا پہنچو۔

فرائض کی اجمالی فہرست

(۱) اللہ تعالیٰ کا حق (۲) رسول اللہ کا حق

(۳) ماں باپ کا حق　　(۴) رشتہ داروں کا حق
(۵) اولاد کا حق　　(۶) خاوند کا حق
(۷) پڑوسی کا حق　　(۸) باقی لوگوں کا حق

(۱) اللہ تعالیٰ کا حق

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔ أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِيْ الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ۔ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ أَمْرٍ عَظِيْمٍ۔ وَإِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ الْحَدِيْث۔

ترجمہ۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ مجھے ایسا عمل تبلائیے۔ جو مجھے بہشت میں پہنچائے۔ اور دوزخ سے دور ہٹائے۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے بہت بڑی چیز پوچھی ہے۔ اور جس پر اللہ تعالےٰ آسان کر دے اُس کے لیے آسان بھی ہے۔ (وہ یہ ہے) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا۔ نماز اچھی طرح سے پڑھ۔ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھ۔ اور بیت اللہ الحرام کا حج کر۔

تنبیہ میری بہنو۔ اگر تمہارا یہ ایمان ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں اور واقعی تم دوزخ سے بچنا اور بہشت میں جانا چاہتی ہو۔ تو تمہارا فرض ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے

ہوئے طریقے پر عمل کرو۔ ورنہ تمہاری مثال ایسی ہوگی جس طرح ایک مریض اعلیٰ درجے کے حکیم حاذق سے نسخہ تو دریافت کر لیتا ہے۔ مگر استعمال نہیں کرتا۔ وہ کبھی شفایاب نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کے معنے

میری بہنو۔ شرک کے معنے حصہ داری ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں شرک سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شانِ خصوصی میں کسی غیر کو حصہ دار بنا دینا

اللہ تعالیٰ کی شانِ خصوصی کا اجمالی نقشہ

(۱) اِس جہان کا بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ (۲) اس جہان کا چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ (۳) رزق میں تنگی یا کشادگی کرنے والا وہی ہے۔ (۴) بیمار یا تندرست کرنے والا وہی ہے۔ (۵) ہر چیز کا نفع یا نقصان اُسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ (۶) زندگی اور موت کی باگ اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے (۷) انسان کو جب ضرورت پیش آئے اُسی سے مانگے (۸) جب چیز مل جائے شکر فقط اُسی کا بجالائے۔

(اگرچہ مجازی اور عارضی طور پر اُس انسان کا شکریہ بھی ادا کر دے۔ جس کے ہاتھ سے ہو کر یہ نعمت ملی ہو۔ مثلاً استاد سے کہے۔ میں آپ کا بڑا ممنون ہوں کہ آپ نے تکلیف اٹھا کر مجھے پڑھایا۔ مگر دل میں یہ خیال کرے۔ کہ ایسے قابل استاد کا بہم پہنچانا اور اسے ایسا کمال عطا فرمانا

یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے۔ اگر وہ میرے استاد کو کمال عطا نہ فرماتا تو میں کیسے فیض حاصل کرتا چنانچہ قرآن شریف میں ہے " وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ یعنی تمہاری ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں)

(۹) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو سجدہ نہ کرے۔ (۱۰) مستحق عبادت کا۔ فقط اسی کو ٹھہرائے۔

میری بہنو۔ اوپر کی بیان کردہ دس چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو حصہ دار سمجھو گی۔ تو مشرک ہو جاؤ گی۔ اور شرک کبھی معاف نہیں ہوگا۔ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہیگا۔ (قولہ تعالیٰ) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ترجمہ اللہ تعالیٰ شرک کبھی معاف نہیں کریگا۔ اور شرک کے سوا جو گناہ جسے چاہے معاف کرے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ۔ وَاِنِّيْ اَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ۔ فَاَطَاعَهٗ طَآئِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِيْ

نَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِہٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَاجِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (ترجمہ) ابو موسیٰؓ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر بھیجا ہے۔ اُس کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا۔ پھر کہا اے لوگو۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے۔ (یعنی جو تمہیں لوٹنے کے لیے آرہا ہے) اور میں برہنہ بدن ڈرانے والا ہوں۔ (عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی شخص خطرناک دشمن کے آنے کی اطلاع دیتا۔ تو برہنہ بدن ہو کر واویلا کرتا) پس جلدی جلدی (یعنی جلدی نکل جاؤ) پھر اُس کی قوم میں سے ایک جماعت نے اس کا کہا مان لیا اور رات کے اندھیرے میں چل نکلے۔ نہایت آرام سے چلے گئے۔ اور نجات پا گئے۔ اور ایک جماعت نے اُسے جھٹلایا۔ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے۔ صبح ہوتے ہی (دشمن کا) لشکر اُن پر آ پہنچا۔ اور اُن کا ستیاناس کر دیا۔ یہی مثال ہے۔ اُس شخص کی جس نے میری فرمانبرداری کی۔ اور جو چیز میں لایا ہوں۔ اُس کی تابعداری کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) جو حق میں لایا ہوں اُسے جھٹلایا۔

(۳) ماں باپ کا حق

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُہٗ۔ رَغِمَ اَنْفُہٗ۔ رَغِمَ اَنْفُہٗ۔ قِیْلَ مَنْ یَّارَسُوْلَ اللّٰہِ

قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رواہ مسلم (ترجمہ) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُس کی ناک خاک آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ (یہ کلمہ ایک طرح کی بددعا ہے) آپ سے عرض کی گئی۔ کس شخص کے لیے یہ بددعا فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص بڑھاپے کی حالت میں دونوں ماں باپ یا ان میں سے ایک کو پائے۔ پھر بہشت میں داخل نہ ہو

شرح الحدیث

یعنی بڑھاپے میں ماں باپ کی خدمت کرتا۔ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا۔ اور بہشت میں داخل فرما دیتا۔

تنبیہہ میری بہنو۔ آج کل فتنہ وفساد کا دور دورہ ہے۔ شرم وحیا رخصت ہو رہے ہیں۔ ماں باپ۔ ساس اور خسر کا ادب نہیں رہا۔ عام طور پر آپ دیکھینگی۔ کہ بیٹیاں اپنی بوڑھی ماؤں کو اس طرح ڈانٹ دیتی ہیں جس طرح خادمہ کو ڈانٹا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ اگر ماں باپ سے کوئی غلطی ہو جائے۔ تو اُف بھی مت کہو۔ وہ بڑی ہی بدبخت ہونگی۔ جو ماں باپ جیسے شفیق مہربانوں کو راضی نہ کرسکیں اور جہنم میں جائیں۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُ وَجَمِيْعُ الْمُسْلِمِيْنَ

(۴) رشتہ داروں کا حق

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا۔ رواه البخاري۔

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔ متفق عليه۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلہ رحمی (رشتہ داروں سے اچھا سلوک) کرنے والا وہ شخص نہیں ہے۔ جو (رشتہ داروں کے اچھے سلوک کا) بدلہ دینے والا ہو۔ بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے۔ جب اُس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑے۔

۲۔ جبیر بن مطعم نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قطع رحم کرنے والا بہشت میں نہیں جائیگا (یعنی ابتداءً نہیں جائیگا۔ ہاں سزا بھگت کر جا سکتا ہے)

تنبیہ حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ جو رشتہ دار ہم سے اچھی طرح سے ملتے ہیں۔ ہماری عزت کرتے ہیں۔ غرضیکہ دستور کے مطابق ہم سے ہر لحاظ سے اچھی طرح پیش آتے ہیں۔ اُن کی عزت کرنے اور اُن سے ہر طرح کا نیک سلوک کرنے سے صلہ رحمی کا پورا حق ادا نہیں ہوتا۔ بارگاہِ الٰہی سے صلہ رحمی کا سارٹیفکیٹ اُن لوگوں کو ملیگا جو قطع رحمی کرنے والوں سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ قَرَابَةً

اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِيْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَيَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ رواہ مسلم صفحہ ۳۱۴ باب البر والصلہ

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ میرے رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے صلہ رحمی (رشتہ داروں سے عمدہ سلوک) کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں اُن سے نیکی کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں۔ میں اُن سے بردباری سے پیش آتا ہوں۔ اور وہ مجھ پر سختی کرتے ہیں۔ آپؐ نے (ساری بات سن کر) فرمایا۔ اگر ایسا ہی ہے۔ جیسا تو کہہ رہا ہے؛ تو گویا کہ تو اُن کے منہ پر راکھ ڈال رہا ہے۔ اور جب تک تم اسی طرح رہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ ان کے مقابلہ میں ہمیشہ مدد شامل ہو گی

تنبیہ: نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جو شخص رشتہ داروں کی بدسلوکی پر صبر کرے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اسی کے ساتھ رہتی ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ اُسے عزت دیگا۔ اور وہ ذلیل ہونگے۔ اور آخرت میں بھی یہ نجات پا جائیگا۔ اور وہ قطع رحمی کے جرم میں گرفتار ہو جائینگے۔

(۵) اولاد کا حق

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ

الَّذِی عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ
متفق علیہ۔

لڑکیوں کی خدمت کا ثواب

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنَا وَھُوَ ھٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے دو لڑکیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی۔ قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح پر آئینگے۔ اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ (یعنی جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں اس طرح وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا)

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَاءَتْنِی اِمْرَاَۃٌ وَمَعَھَا ابْنَتَانِ لَھَا تَسْأَلُنِیْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ غَیْرَ تَمْرَۃٍ وَاحِدَۃٍ فَاَعْطَیْتُھَا اِیَّاھَا فَقَسَمَتْھَا بَیْنَ ابْنَتَیْھَا۔ وَلَمْ تَاْکُلْ مِنْھَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُہٗ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ ھٰذِہِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْھِنَّ کُنَّ لَہٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ

متفق علیہ صد ۱۳/۴

ترجمہ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے! انہوں نے فرمایا۔ کہ میرے پاس ایک عورت سائلہ آئی۔ اور اُس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں۔ اُس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے اُسے وہی دے دی۔ اُس نے خود تو نہ کھائی۔ اور دونوں بیٹیوں کو تقسیم کر دی۔ پھر اُٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے انہیں ساری بات سنائی۔ آپ نے فرمایا جس شخص کی بیٹیوں کے ذریعے سے آزمائش کی گئی۔ اور اُس نے اُن کے ساتھ اچھا سلوک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا۔ یہ بیٹیاں اُس کے لیے دوزخ کے سامنے آڑ بن جائینگی۔

تنبیہہ ۔ دنیا دار عموماً بیٹیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب بیٹی پیدا ہو۔ تو خوش نہیں ہوتے۔ اور اُن کی خدمت کو چٹی خیال کرتے ہیں۔ ہمارے پنجاب میں ذراسی بات میں ماں اگر ناراض ہو جائے تو بیٹی کو اِن الفاظ سے کوستی ہے۔ (۱) نیں توں مرجائیں۔ (۲) نیں توں ڈب جائیں۔ (۳) نیں توں مگروں لہہ جائیں۔ اور اگر ماں باپ راضی ہوں تو دنیا دار مندرجہ ذیل الفاظ سے یاد کرتے ہیں (۱) ناس ہو نیں گلاں کیہاں سوہنیاں کردی اے۔ (۲) تیری کلیجی کڈھ لواں۔ (۳) تیری کلیجی بھُن کھانواں۔

میری بہنو۔ یہ سارے فقرے پتہ دے رہے ہیں۔ کہ تمہیں بیٹی کے پیدا ہونے سے خوشی نہیں ہے۔ تم ہی انصاف کرو۔ کیا بیٹوں کے

حق میں بھی خوشی کے وقت ایسے الفاظ استعمال کیا کرتی ہو۔
عزیز بہنو۔ یاد رکھو۔ گزشتہ دونوں حدیثوں میں غور کر کے دیکھو۔ کہ دو بیٹیاں آخرت میں وہ کام دینگی۔ کہ بیٹے سو بھی نہیں دے سکتے۔ اس سے بڑھ کر کوئی شرف ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ قیامت کے دن سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تمہیں بہشت میں جگہ ملے لہذا یاد رکھو۔ بیٹیوں کی خدمت کرنا اپنی سعادت خیال کیا کرو۔ اور خوشی سے اُن کی خدمت کیا کرو۔ تاکہ تمہارے لیے ذریعہ نجات ثابت ہوں یہ بھی یاد رکھو کہ آنحضرت کے صاحبزادیاں ہی تھیں اور صاحبزادے تو دودھ پینے کی حالت میں وفات پا گئے۔ حضرت فاطمہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سلوک تھا کہ جب وہ تشریف لاتیں۔ تو آپ کھڑے ہو جاتے سفر سے تشریف لاتے۔ تو پہلے اُن کے ہاں تشریف لے جاتے۔

بیٹی کا حق

میری بہنو۔ بیٹی کا حق فقط کھلانا۔ پلانا۔ پہنانا اور بیمار ہو جائے۔ تو دوائی کرنا اور جوان ہو جائے تو جہیز دے کر بیاہ دینا ہی نہیں ہے بلکہ تمہارا فرض ہے کہ بیٹی کو ضروریات دین کی تعلیم دو۔ جب تک تمہاری زیر نگرانی رہیں۔ احکام دینی کی پابندی کراؤ۔ مثلاً باقاعدہ نماز پڑھیں روزے رکھیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کریں۔ بڑوں کا ادب سیکھیں۔ ورنہ یاد رکھو۔ قیامت کے دن اولاد کی تربیت کے متعلق تم سے بازپرس ہو گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کے گناہوں کے باعث کہیں تمہیں جہنم میں

جانا پڑے *

غلط فہمی کا ازالہ

میری بہنو۔ آجکل بڑے شہروں میں لڑکیوں کی تعلیم کی طرف خاص طور پر توجہ کی جارہی ہے۔ لڑکیاں سکولوں کالجوں میں تعلیم پارہی ہیں لیکن یاد رکھو۔ ان سکولوں اور کالجوں کی تعلیم میں دینی تعلیم نہیں دی جاتی۔ اس تعلیم جدید کے نصاب سے خوفِ خدا محبت الٰہی۔ فکرِ عاقبت۔ نجاتِ آخرت کے ذرائع بتلانا اُن پر عمل کروانا یہ سب چیزیں حرفِ غلط کی طرح مٹادی گئی ہیں۔ بلکہ آج کل کی تعلیم میں لڑکیوں کو گانا بجانا سکھایا جاتا ہے۔ ڈرامہ اور سینما عورتوں کی تعلیم کا جزو بنائے جارہے ہیں۔ میری بہنو۔ خود ہی اندازہ کر لو۔ کہ اس تعلیم کے کیا نتائج نکلینگے۔ لہذا یہ نہ سمجھنا کہ یہ تعلیم دلاکر تم عنداللہ بری الذمہ ہو جاؤ گی۔

(۶) خاوند کا حق

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَہَا وَصَامَتْ شَہْرَہَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَہَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَہَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَاءَتْ۔

رواہ ابونعیم فی الحلیۃ باب عشرۃ النساء صفحہ ۲۷۳

ترجمہ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت پانچ نمازیں پڑھا کرے۔ اور رمضان کے روزے رکھے۔ اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے (یعنی اپنے خاوند کے

سوا غیر سے ناجائز تعلق نہ رکھے) اور اپنے خاوند کی فرماں برداری کرے۔ تو بہشت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔

تنبیہ (۱) میری بہنو۔ فقط مسلمان کہلوانے۔ مسلمانوں کے نام رکھوانے مسلمانوں کے گھر میں بیاہی جانے۔ مسلمانوں کے تہواروں میں خوشیاں منانے (مثلاً عید الفطر آئی۔ تو عمدہ کپڑے پہن لیے۔ اور عید اضحیٰ آئی۔ تو کپڑے پہنے اور قربانی کا گوشت کھا لیا) سے بارگاہِ الٰہی میں تم مسلمان نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ عذاب الٰہی سے نجات پا سکتی ہو۔

۲۔ بعض عورتوں میں یہ مرض ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ مردوں کی فرمانبردار ہوں۔ مردوں کو اپنا تابع بنانا چاہتی ہیں۔ کہ مرد جو کمائے اُن کی ہتھیلی پر لا کر رکھ دے نہ ماں کو دے نہ باپ کی خدمت کرے۔ نہ کسی بہن بھائی کا حق ادا کرے۔ اور جن سے ان کی صلح ہو اُس سے مرد ملے جلے اور جہاں ان کی لڑائی ہو اُن لوگوں سے مرد بھی کوئی تعلق نہ رکھے ایسی صورت میں اگر مرد نے بیوی کا کہا مان لیا تو دونوں ہی دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا (رواہ الترمذی)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں کسی شخص کو کسی کے سجدہ کرنے کا حکم دے سکتا

تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

تنبیہہ میری بہنو۔ آپ سمجھ گئی ہونگی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے خاوندوں کا کتنا درجہ بلند کیا ہے۔ کہ اگر غیر اللہ کا سجدہ جائز ہوتا تو بیویوں سے خاوندوں کو سجدہ کروایا جاتا۔ لہذا یاد رکھو۔ کہ اگر مرد تم سے ناراض ہے تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہے۔

مرد کی ناراضگی کے اسباب

(۱) عورت بدزبان ہو۔ بولتے وقت مرد کی عزت کا لحاظ نہیں رکھتی غصہ کے وقت اُس کی پت اتار کر رکھ دیتی ہے۔

(۲) بعض عورتیں مرد کے ماں باپ کو برا بھلا کہہ دیتی ہیں۔ جسے مرد برداشت نہیں کر سکتا۔

(۳) عورت فضول خرچ ہو۔ مرد کی مرضی کے بغیر عورت کو اس کا مال خرچ کرنا حرام ہے۔

(۴) مرد کی مرضی کے بغیر عورت گھر سے باہر جائے۔ خواہ رشتہ داروں کے ہاں جائے۔

(۵) جن لوگوں کے سامنے کھلے منہ ہونا مرد پسند نہیں کرتا۔ اُن ہی کے سامنے ہونا۔

عزیزہ بہنو۔ اس قسم کی غلطیوں سے اپنے آپ کو بچایا کرو۔ تاکہ عذاب الٰہی میں مبتلا نہ ہونے پاؤ۔

ہاں یہ الگ بات ہے۔ کہ آپ نے اُن کی فرمانبرداری میں کوئی کمی نہیں

کی۔ اور پھر بھی مرد خواہ مخواہ ناراض رہتا ہے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ گرفت نہیں ہوگی۔

(۷) پڑوسی کا حق

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلٰوتِھَا وَصِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا غَیْرَ اَنَّھَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَھَا بِلِسَانِھَا قَالَ ھِیَ فِی النَّارِ۔ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ قِلَّۃُ صِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا وَصَلٰوتِھَا وَاِنَّھَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِھَا جِیْرَانَھَا قَالَ ھِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ رواہ احمد والبیہقی۔

ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ بڑی نمازیں اور بڑے روزے اور بڑی خیرات کرتی ہے۔ مگر وہ اپنے ہمسایوں کو زبان سے ایذا پہنچاتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ دوزخ میں جائیگی۔ (پھر) اُس نے کہا یا رسول اللہ فلانی عورت (پہلی سے) روزے تھوڑے اور خیرات تھوڑی اور نماز تھوڑی پڑھتی ہے۔ (یعنی فرضوں کے بعد نفل نمازیں تھوڑی پڑھتی ہے۔) اور وہ پنیر کے ٹکڑے خیرات کرتی ہے (یعنی پنیر کے بچے کھچے ٹکڑے گداگروں کو دیتی ہے۔) اور اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے نہیں ستاتی۔ آپ نے فرمایا وہ بہشت میں جائیگی۔

تنبیہ مسلمان بہنو۔ تم نے دیکھا۔ زبان دراز ہمسایوں کو ایذا دینے والی عورت باوجود نماز روزہ خیرات کرنے کے دوزخ میں جائیگی۔ اگر تم دوزخ سے بچنا چاہتی ہو۔ تو تمہارا فرض ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کرو۔ جس سے ہمسایہ کو تکلیف ہو۔ بطور نمونہ بعض باتیں ذکر کردی جاتی ہیں۔تاکہ عبرت ہو۔ مثلاً

۱ - لڑائی کسی اور بات پر تھی مگر محض ہمسائی کو ذلیل کرنے کے لیے اُسپر بہتان باندھ دیا کہ فلاں شخص سے تیرا ناجائز تعلق ہے۔

۲ - یا ہمسائی کی بہو۔ بیٹی کو محض ذلیل و خوار کرنے کے لیے اُن پر تہمت لگادی کہ اُن کا فلاں شخص سے ناجائز تعلق ہے۔

۳ - یا گھر میں سے کوئی چیز گم ہوئی تو بلا تحقیق اپنے گمان سے ہمسائی کے ذمہ لگادی۔ کہ وہ یا اُسکے بچے لے گئے ہونگے۔ یہ خیال نہیں کرتیں۔ ممکن ہے ہمارے بچے نے ہی کہیں ضائع کی ہو۔

۴ - عموماً ہمسائے ایک دوسرے کے حالات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہمسایوں کے پوست کندہ حالات جہاں گئیں وہیں سناتی رہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیبت (گلہ کرنا) کا گناہ زنا سے بھی سخت ہے۔ اور غیبت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جھوٹی بات کہی جائے۔ جو بات بھی کسی کے پس پشت کہی جائے غیبت ہے اگر روبرو کہی جاتی تو اُسے ناگوار طبع ہوتی۔ خواہ وہ سچی بات ہو۔ تو یہی غیبت ہے

(۸) عام انسانوں کے حقوق

عَنْ جَرِيْرِبْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ جریرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم نہیں کرتا۔

تنبیہہ:۔ عزیز بہنو۔ اگر تم چاہتی ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ تو تمہیں چاہیے۔ کہ ہر ایک انسان پر (خواہ مسلمان یا کافر ہو) رحم کرو۔ (یعنی جہاں تک ممکن ہو۔ ہر ایک انسان کی مدد کرکے دعا لیا کرو) ۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ رواہ ابوداؤد والترمذی ۔

ترجمہ عبداللہ بن عمروؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحمت نازل کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ (اللہ تعالےٰ اور اسکے فرشتے) رحم کرینگے۔ جو آسمان پر ہیں۔

عزیز بہنو۔ زمین پر رہنے والے انسان بلکہ پرند چرند حیوانات پر رحم کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ غرضیکہ ہر ایک جاندار کو دُکھ دینے سے پرہیز کیا کرو۔ مثلاً حیوانات پر اسطرح ظلم ہو سکتا ہے

کہ گائے۔ بھینس۔ بھیڑ۔ بکری ہم نے پالی ہوئی ہے۔ اُسے وقت پہ پانی نہ پلائیں۔ چارہ کم کھلائیں۔ ہروقت باندھ رکھیں۔ اِن جانوروں کے بچوں کو بھوکا ماریں۔ اور دودھ سارا خود دوہ لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا۔ جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ خود کھانے کے لیے اُسے دیا اور نہ چھوڑا۔ کہ خود تلاش کر کے اپنا رزق کھاتی۔ اسی حالت میں وہ مرگئی

آخری گذارش

عزیز بہنو۔ جن بہنوں کا خدا تعالےٰ پر ایمان ہے۔ قیامت پر یقین رکھتی ہیں۔ عذابِ الٰہی سے نجات چاہتی ہیں۔ انہیں اپنی ایمانی قوت سے فرائض اسلامی کے بجالانے کا شوق پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ کی مدد سے وہ ادا کر سکینگی۔ مگر جنہیں دنیا ہی کی زندگی کا آرام وراحت مقصود ہو نہ خدا تعالےٰ پر ایمان نہ عذاب وثواب سے سروکار اُنہیں کیا ضرورت ہے کہ مسلمان عورت کے اسلامی فرائض سے آگاہ ہوں یا سینما اور تھیئٹر دیکھنا چھوڑ دیں یا کھلے بندوں اجنبی غیر محرم مردوں سے تنہائی میں میل جول سے پرہیز کریں۔ یا گانے بجانے کی بجائے تلاوت قرآن حکیم کریں۔ یا ذکر الٰہی سے روح کو آرام پہنچائیں۔

آخری دُعا

اے اللہ۔ تو ہماری بہنوں کو مسلمان بنا۔ اپنے فرائض کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

مغربی عورتوں کے نقائص و عیوب سے نفرت دلا۔

دوزخ سے بچا

جنت میں داخل فرما

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تصدیقات علمائے کرام

حضرت مولانا محمد خلیل صاحب سابق مفتی ریاست مالیر کوٹلہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ محسن قدیم منعم عمیم خدائے عظیم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُسنے ہماری دنیاوی اور اخروی بہبودی کے لیے نبوت کا سلسلہ جاری فرمایا جب یہ سلسلہ حضرت شفیع المذنبین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات سے مکمل ہوگیا تو پھر جناب رسالتماب کے متبعین میں خلافت نبوت کا سلسلہ قائم فرمایا تاکہ علماء کرام تابقاء دنیا تحریر و تقریر کے ذریعہ سے خلق خدا کی اصلاح میں ساعی رہیں الحمد للہ یہ حضرات تیرہ سو سال سے اپنے فرائض کی ادائیگی میں ساعی رہے لیکن جب ان حضرات کی مساعی جمیلہ پر نظر پڑتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے صنف ذکور کی اصلاح کی طرف ہی زیادہ تر اپنی توجہ مبذول فرمائی ہے الا صنف نسواں کی جانب کماحقہ التفات نہیں فرمایا اس امر کو محسوس کرتے ہوئے محی السنۃ قامع البدعۃ اخلاص مجسم حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور نے اصلاح نسواں کا

سلسلہ جاری فرمایا اس سلسلہ میں یہ رسالہ مسلمان عورت کے فرائض احقر کی نظر سے گذرا بخیال احقر یہ رسالہ مستورات کی اصلاح کے لیے نہایت مفید ہے خداوند تعالیٰ مولانا کو اجر جزیل اور طبقہ نسواں کو اس سے مستفید ہونیکی توفیق عنایت فرمائے واللہ ھو الموفق وھو المستعان احقر عباد الجلیل محمد خلیل عفی عنہٗ

(۲) حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ شاہی مسجد لاہور
میں نے رسالہ موسومہ بہ مسلمان عورت کے فرائض اول سے لیکر آخر تک پڑھا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اس فتنہ و فساد کے زمانہ میں کہ جہاں ہر طرف سے زندقہ اور الحاد نمودار ہو رہا ہے اور ارکان دین اور شعار اسلام کی پھبتی اڑائی جا رہی ہے۔ کہیں پردے سے انکار ہے اور کہیں ضروریات مذہب سے اعراض۔ ضرورت تھی کہ مستورات کو اس طرف خاص طور پر توجہ دلائی جائے۔ کیونکہ اولاد کی پرورش کا معتدبہ وقت ماں کی گود میں گذرتا ہے۔ اگر بچے کی ماں مذہب سے پورے طور پر واقف ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ بچے کے اخلاق و عادات اچھے نہ ہوں حضرت مولانا نے اس ضرورت کو ایک حد تک پورا کر دیا ہے اگر مستورات اس طرف تھوڑی سی توجہ کریں۔ تو کافی اصلاح ہو سکتی ہے باری تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل پیرا ہونیکی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ (عبد العزیز)

(۳) حضرت مولانا حافظ سید طلحہ صاحب ایم۔ اے پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور
حضرت مولنا کا رسالہ میں نے تقریباً پورا پڑھا۔ انکا نام ہی پوری گارنٹی ہے کہ یہ چیز کتاب اور سنت کو پیش نظر رکھکر لکھی گئی۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اس قسم کے لٹریچر سے ضرور مستفید ہوں (سید طلحہ)

(۴) حضرت مولانا ابو محمد احمد صاحب تلمیذ ارشد شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ
عاجز نے یہ رسالہ تماماً مطالعہ کیا۔ دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو جزاء خیر دے۔ بہت اچھی نصیحتیں ہیں جن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے اُن کو اللہ تعالیٰ ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین العبد العاجز ابو محمد احمد عفی عنہ امام مسجد صوفی لاہور

(۵) حضرت مولنا عبد العزیز صاحب خطیب جامع مسجد صدر میاں میر لاہور
حامداً و مصلیاً۔ مذہب اسلام کامل ہو کر دنیا میں آیا اُسکی وسعت تعلیم نے جہاں مردوں

کی تربیت واصلاح اخلاق و نظام ملی اور فرائض انفرادی اور اجتماعی کے سدھارنے اور صحیح بنانے کا ذمہ اٹھایا وہاں عورتوں کے حقوق اور فرائض کو بھی اس خوش اسلوبی سے پیش کیا تھا کہ عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش فطری تعلیم کے اصول پر عمل پیرا ہو کر شہداء اللہ فی الارض ہو سکیں عرصہ سے ہندوستان میں اسلامی تعلیم و تربیت سے لاپرواہی برتی جا رہی ہے انسانی کمال کا معیار اخلاق حسنہ کی بجائے سرمایہ داری صلح رحمی کی بجائے قطع رحمی عصمت وعفت کی بجائے بے حیائی کو قرار دیا جا رہا ہے اکثر اوقات مردوں کی اخلاقی اصلاح کے لیے تقریریں کی جاتی ہیں اور تحریریں لکھی جاتی ہیں اور یہ گروہ تا حال اسی نظریہ کے ماتحت ہے کہ چونکہ عورت کی تخلیق مؤخر ہے لہذا اصلاح میں بھی مؤخر رکھا جائے حالانکہ عورت کی اصلاح مردوں سے ہر طرح مقدم ہونی ضروری ہے کیونکہ اسکی تربیت تعلیم سے متاثر ہو کر آنے والی نسلیں اسلام کا صحیح معنوں میں مصداق بننے کی قابلیت رکھ سکتی ہیں الحمد للہ کہ حضرت مولانا احمد علی صاحب قبلہ امیر انجمن خدام الدین لاہور نے اس ضرورت کو محسوس فرما کر رسالہ موسومہ عورتوں کے فرائض تحریر فرمایا جس میں عورت کی صحیح تعلیم اور فطری فرائض کو عام فہم زبان میں مرتب فرمایا ایک اہم وقتی خدمت اسلامی کو سرانجام دیا اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے اور مسلمان عورتوں کو اس پاک تعلیم پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرماوے آمین راقم عبدالعزیز چھاونی لاہور

نمبر ۲۵

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ

کسی انسان سے یہ بات بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا میری بندگی کرو۔

رسالہ موسومہ

پیر اور مرید کے فرائض

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

امیر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور

مفت

محصول ڈاک ۷ پیسے

انجمن خدام الدین لاہور کے نسخہ

قرآن عزیز

بہ تحشیہ جدید

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ:

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد

سوال

پیر اور مُرید کے کیا فرائض ہیں؟

الجواب

برادرانِ اسلام سیدالمرسلین خاتم النبیّن علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذات گرامی پر چار فرض عاید کیے گئے تھے جن کا ذکر خیر پارہ اوّل کے پندرھویں رکوع میں

ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا فرماتے ہیں۔
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ
(اے ہمارے رب ان میں (مکہ والوں میں) ایک رسول بھیج۔ جو انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے۔ تیری کتاب کی تعلیم دے۔ حکمت ودانش سکھلائے اور ان کو پاک ومزکی کردے)

چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے یہی چار فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش ہمت پر ڈالے سورہ جمعہ میں ارشاد ہے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۔
(اللہ تعالیٰ وہ ذات برتر ہے جس نے ان ناخواندوں کے اندر انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے ان کو پاک کرتا ہے انہیں کتاب کی تعلیم دیتا اور دانش وحکمت سے بہرہ مند فرماتا ہے۔)

الحاصل

حاصل یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سراپا اکسیر تھی جس کے باعث جاہل زیور علم سے آراستہ ہو جاتے تھے اور ان کا باطن کدورت بشری

کے غبار سے پاک ہو جاتا تھا۔ اُنکی زبان پر قال اللہ تعالےٰ و قال الرسول تھا اور دِل غرور۔ تکبر۔ انانیت جاہ طلبی۔ زر پرستی۔ حسد۔ بغض اور کینہ سے قطعاً ناآشنا تھے۔ آج کل کی اصطلاح میں جِس مسلکِ حق کو تصوّف کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے یہ اسی تزکیۂ نفس کا تبدیل شدہ نام ہے۔ "وکانَ السلف یسمون اہل الدین والعلم القراء فید خل فیھم العلماء والنسّاک ثم حدث بعد ذالک اسم الصوفیہ والفقراء۔

(سلف صالحین اہل دین اور اصحاب علم کو قاری کے نام سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ اِن میں عالم اور عابد بھی آجاتے تھے۔ اِس کے بعد صوفیہ اور فقراء کا لفظ ایجاد ہُوا ہے (الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطن))

صوفیائے کرام کی بیعت بدعۃ نہیں

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام اور جہاد کی بیعت تو سنت سے ثابت ہے لیکن دوسری قسم کی تمام بیعتیں بدعات و محدثات میں داخل ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ "عن جریرؓ بن عبد اللہ قالَ بَایَعتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ"۔ (متفق علیہ)

(جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جیسے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے نماز کا پابند رہنے۔ زکواۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی مشکواۃ صـ۳ـ۴۲ (بخاری ومسلم)

اس سے ثابت ہوُا کہ نیکی کے جس کام پر بھی مرشد کامل بیعت لینا چاہے جائز ہے ۔

طریقیۃ اور شریعت کی نسبت

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز اپنے مکتوبات (جلد اوّل مکتوب سی و ششم) میں فرماتے ہیں :۔

شریعت کے تین جزء ہیں۔علم۔عمل۔ اخلاص۔ جب تک اِن تینوں کی تکمیل نہ ہو۔ شریعت کا حق ادا نہیں ہوتا اور جب شریعت کا حق ادا ہوگا تو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل ہوگی۔ جو دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے اعلیٰ ہے۔ ورضوان من اللہ اکبر (اللہ تعالےٰ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے) لہذا شریعت مطہرہ دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی کفیل ہے" ۔

طریقت اور حقیقت

طریقت اور حقیقت جن سے صوفیائے کرام ممتاز ہیں۔ دونوں شریعتِ غرّاء کی خادم ہیں۔ اِن دونوں سے شریعت کے تیسرے جزء (اخلاص) کی تکمیل ہوتی ہے۔ اسلئے اِن دونوں کے حاصل کرنے کا مقصد وحید شریعت کی تکمیل ہے۔ دوسرے احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیاء کرام کو راستہ میں پیش آتے ہیں یہ مقاصد میں داخل نہیں ہیں ...... اِن سب چیزوں سے گذر کر مقام رضا تک پہنچنا چاہیئے جو مقامات سلوک کی انتہا ہے۔ کیونکہ طریقت اور حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے اخلاص کے سوا کوئی اور چیز مطلوب نہیں اور اخلاص رضا کو مستلزم ہے تجلیات سہ گانہ اور مشاہدات عارفانہ میں سے ہزاروں کو گزار کر کسی ایک کو دولتِ اخلاص اور مقامِ رضا تک پہنچاتے ہیں۔ سطحی خیال کے لوگ احوال و مواجید کو مقاصد خیال کر لیتے ہیں۔ اور مشاہدات و تجلیات کو مطالب سمجھتے ہیں۔ ایسے آدمی اپنے وہم و خیال کی قید میں پھنس کر کمالات شریعت سے محروم رہتے ہیں۔ (الی آخرہ)

الحاصل

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کا خلاصہ یہ ہے کہ طریقۃ اور حقیقۃ دونوں شریعت کی خادم ہیں۔ جو شخص اپنے اعمال و اقوال کو اخلاص کے رنگ میں رنگنا چاہے اس کو ایسے آدمیوں کے سامنے ضرور زانوئے ادب تہ کرنا پڑے گا جو اس فن میں کامل و مکمل ہوں ؎

بہرآں کارے کہ بے اُستاد باشد، یقین دانی کہ بے بنیاد باشد

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو اخلاص و استقامت کی دولت سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی برکت سے وہبی طور پر حاصل ہوتی تھی۔ جس طرح یہ نفوس قدسیہ اہل زبان ہونے کی حیثیت سے قواعِد صرف و نحو سے بے نیاز تھے اِسی طرح اِن حضرات کو اکتساب فضایل کے لئے اپنے اخلاف کی طرح باطنی اشتغال و مجاہدات کی بھی حاجت نہ تھی کیونکہ جو حالت آج صوفی پر ذکر و شغل سے طاری ہوتی ہے اصحاب اخیار پر وہی کیفیّت بلکہ اِس سے بھی کہیں اعلیٰ و ارفع روحانیّت کے پیکرِ اعظم سیدالعرب والعجم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے شرفِ صحبت سے از خود حاصل ہوتی تھی۔

خاص احسان

ہاں اگر وھب کردگار کی رحمت نوازی کسی شخص میں فطرۃً یہ صلاحیت و دیعت فرمادے اور اُس پر بلاطلب و جستجو کوئے عرفان کی راہیں کھل جائیں تو یہ قادر ذوالجلال کا خاص احسان ہے۔ ایسے بلند فطرت انسان کو مجاہدات و ریاضات و اشغال کی ضرورت نہیں ہوتی اس مقصد کے حاصل ہونے کی ایک اور صورت یہ ہے کہ خدائے قدوس اپنے کسی ایسے پاکباز مقرب درگاہ کا شرف صحبت نصیب کردے جس کا پرتو نگاہ قلب زنگ آلودہ کو آئینہ کی طرح مجلّی کردے اور اُسکی برکتِ انفاس کا فیض دِل و دماغ کو رضائے الٰہی کے جذبۂ صادقہ سے معمور فرمادے۔ اسی قسم کے ہادیانِ کامل کے حق میں فرمایا گیا ہے ؎

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند + آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

جنہیں اِس قسم کی نعمتِ جاوید نصیب ہو اُنہیں کسی ہادی کے پاس جانے صرف گرداتوں کی طرح اشغال کے کمانے اور لطائف کے جاری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ من يشاء والله ذوالفضل العظیم۔ حقیقۃ و طریقۃ کے دونوں مسلک شریعۃ اسلام کے خادم ہیں لہذا اگر کوئی شخص ایسی چیز پیش کرے جو شریعت محمدیہ کے خلاف ہو اور اس کو تصوف

اور فقیری سے منسوب کرے تو وہ مردود و ناقابل التفات ہوگی۔ اہل ایمان کا فرض ہے کہ ایسے تصوف ایسی فقیری اور ایسے فقیر کو دور ہی سے سلام کریں اور اسکو گمراہ بلکہ گمراہ کنندہ سمجھیں۔ بجائے اس کے کہ وابستگانِ اسوۂ محمدی اسکی پیروی کریں انکا فرض ہے کہ اس گمراہ فقیر کو شریعت کے اتباع پر مجبور کریں۔ ایسے فقیر کو کھانا کھلانا اسکی خاطر و مدارات کرنا یا نذرانہ دینا خدائے برتر کی نافرمانی اور شریعت اسلامی سے غداری ہے وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

تقسیمِ عمل

سیدالمرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام تعلیم و تزکیہ یعنی علم و عمل دونوں کے امام و معلم تھے۔ حضور انور کی صحبت میں صحابہؓ کرام کے سینے نورِ علم سے منور ہوتے تھے۔ ان پر تزکیہ نفس کا ایسا رنگ چڑھ جاتا تھا کہ ان کا سینہ حسد کینہ۔ بغض۔ جاہ طلبی۔ زر پرستی۔ خود پسندی کی کدورتوں سے بالکل پاک ہو جاتا تھا سرور کائنات فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام دونوں چیزوں کے استاد کامل رہے۔ انھوں نے اپنے شاگردوں (تابعین) کو علمِ قرآن و حدیث کی

بھی تعلیم دی۔ اور اپنے اثرِ صحبت سے انکے باطن کا تزکیہ بھی فرمایا۔ اِن دو مبارک قرنوں کے بعد جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں کو زیادہ بُعد ہُوا تو لوگ ثبات و استقلال کے جوہر سے عاری ہونے لگے اور فطرتوں کی بلندی زوال پذیر ہوئی۔ اب علم اور تزکیۂ نفس دو جداگانہ چیزیں قرار پائیں۔ قرآن اور حدیث کی علمی خدمت کرنے والے حضرات تو علماء کرام کہلائے اور تزکیہ نفس کا عملی رنگ چڑھانے والے صوفیائے کرام کے معزز لقب سے یاد کیۓ جانے لگے۔ یاد رہے کہ ہر عالم ربانی میں تزکیہ نفس کا رنگ ضرور پایا جائے گا۔ البتہ وہ علمی فضل و کمال کے غلبہ کے باعث عالم کہلائے گا۔ اسی طرح ہر صوفی با خدا کیلئے بقدر ضرورت قال اللہ تعالےٰ و قال الرسول کا عالم ہونا ضروری ہے ہاں اس کے تزکیہ نفس کا جوہر اسکے علم و فضل پر غالب ہو گا۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ یہ دونوں جماعتیں آپس میں کبھی متصادم نہیں ہو سکتیں ۔

علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی اقسام

(۱) علمائے ربانی ۔ جن کے سینے قال اللہ تعالےٰ و قال الرسول کے علم کا گنجینہ ہوں۔ خلقِ خدا کو ربانی علوم

سے بہرہ مند کریں۔ رَبِّ جلیل کا پیام اس کے بندوں کے پاس پہنچائیں اور اس کے دروازے پر پہنچنے کے لیے لوگوں کی رہنمائی کریں ۔

(۲) صوفیائے ربانی۔ جن کا مطلوب مقصود اور محبوب رب ہی کی ذات اقدس ہو۔ انکی صحبت میں بیٹھنے سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو۔ آخرت کی یاد تازہ ہو۔ شیطانی وسوسوں سے نجات ملے یادِ الٰہی کے ولولے پیدا ہوں ۔حسد۔ کینہ۔ بغض. انانیت عزور۔ تکبر۔ جاہ طلبی ۔ زر پرستی کا جذبہ فنا ہو جائے ۔

دوسرے کے عیب نظر نہ آئیں مگر اپنے عیوب کے چہرہ سے پردہ اُٹھ جائے

(۳) علماء سوء۔ جن لوگوں نے علم دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنایا۔ ان کا کمال علمی فقط جلب زر تک محدود ہے ۔ ان کا مقصد نہ دین الٰہی کی اشاعت ہے نہ توحید کی تبلیغ نہ شرک کا محو کرنا۔ نہ بدعت سے باز رکھنا ۔ نہ روٹھوں کو منانا۔ نہ بگڑے کو بنانا۔ ان کی زندگی کا نصب العین محض روٹی کمانا۔ تعیش سے جینا۔ مسلمانوں کو لڑا کر اپنے حلوے مانڈے کی خیر منانا ہے اور بس۔

لطیفہ

عزیزی شیطانِ لعین را دید کہ فارغ نشستہ است واز تضلیل و اغواء خاطر جمع ساختہ آن عزیز سِرّ آں پرسید۔ لعین گفت کہ علماء سوء ایں وقت دریں کار بامن خود مدد عظیم کردند۔ و مرا ازیں مہم فارغ ساختند و الحق دریں زمان ہر سستی و مداہنتے کہ در امور شرعیہ واقع شدہ است وہر فتورے کہ در ترویج ملت و دین ظاہر گشتہ است ہمہ از شومی علماء سوء است و فساد نیات ایشان آرے علمائے کہ از دنیا بے رغبت اند۔ و از حُبِ جاہ و ریاست و مال و رفعت آزاد۔ از علماء آخرت اند۔ و وَرَثۂ انبیاء اند علیہم الصلوات والتسلیمات و بہترین خلائق ایشانند۔ (مکتوب ۳۳ حصّہ اوّل دفتر اوّل)

ترجمہ :- بزرگانِ دین میں سے ایک نے شیطان ملعون کو دیکھا کہ لوگوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے سے خاطر جمع ہو کر فارغ بیٹھا ہوا ہے۔ اس بزرگ نے اس فراغت کی وجہ دریافت فرمائی شیطان نے جواب دیا۔ کہ اس وقت کے برے علماء نے میری اس کام میں بڑی مدد کی ہے۔ اور مجھے اس (گمراہ کرنے والی) کارگذاری سے بالکل فارغ کر دیا ہے (انتہیٰ)، یہ بات صحیح ہے۔ کہ جو سستی اور مداہنت (دین کو دنیا کی خاطر چھپانا) شریعت کے کاموں میں واقع ہوئی ہے اور دین کے رائج ہونے میں جو رکاوٹ بھی پڑی ہے یہ سب برے عالموں کی نحوست اور انکی نیتوں کے خراب ہو جانے کے سبب سے ہے +

ہاں وہ علماء جو دنیا سے بے رغبت ہیں۔ جو عزت کی خواہش
مال کی محبت اور دنیاوی نام و نمود سے آزاد ہیں وہ علماء
آخرت (یعنی ربانی) میں سے ہیں اور وہی نبیوں علیہم الصلوات
والتسلیمات کے وارث ہیں اور بہترین مخلوقات ہیں۔

(۴) جعلی صوفی۔ جعلی صوفی سے مراد خانہ ساز فقیر ہے
جسے باخدا صوفیاء کرام کے اخلاق حمیدہ سے کوئی
نسبت نہیں۔ جن کا مقصود خدا نہیں۔ بلکہ طرح طرح
کے حیلوں سے دنیا کمانی مطلوب ہے۔ ان دنیا پرست
صوفیوں کی صحبت میں بیٹھ کر انسان کا دل دنیا
کی محبت سے سرشار ہو جاتا ہے۔ ان کا لباس انکی
خوراک۔ بنگلے۔ جائیدادیں شاہانہ ٹھاٹھ غرض ہر چیز
کو دیکھ کر بندگانِ سیم و زر کے منہ سے رال ٹپک
پڑتی ہے۔ اِن کا سیاہ لباس یا جوگیا رنگ کے کپڑے
انکی خواہشاتِ نفسانی کے فنا ہونے اور ترک لذات
کا اعلان کر رہے تھے لیکن انکے اعمال اور جذبات
کا جایزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے
سے بڑے دنیاداروں سے کہیں بڑھ کر حریص۔
طماع اور عیاش واقع ہوئے ہیں اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا
مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا ۔

کھوٹے عالم اور بناوٹی صوفی دین کے دشمن ہیں

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہیں ان کا مقولہ ہے ؎

وھل افسدالدین الاالملوک ✦ واحبار سوء ورھبانھا
(بادشاہوں۔ برے علموں اور صوفیوں نے دین کا ستیاناس کر دیا ہے۔)

سچے پیر کی پہچان

فاضل اجل عالم بے بدل صوفی کامل صاحب کشف مستجاب الدعوات حضرت مولنا و مخدومنا شاہ ولی اللہ صاحب الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سچے پیر کے جو شرائط (اپنے رسالہ القول الجمیل) میں لکھے ہیں۔ ان کا ملاحظہ فرمایئے تاکہ آپ کو کھرے کھوٹے سچے اور جھوٹے پیر میں امتیاز ہو جائے ✦

شرط اوّل۔ جو شخص لوگوں سے بیعت لے۔ اس میں چند باتوں کا پایا جانا لازم ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ اُسے کتاب و سنّت کا علم ہو۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ پورا عالم ہو۔ بلکہ قرآن حکیم میں اتنی بصیرت کافی ہے۔ کہ تفسیر مدارک۔ جلالین یا ان جیسی کوئی تفسیر کسی عالم سے پڑھی ہو اور حدیث شریف میں

سے کم از کم مصابیح السنتہ جیسی کتاب کی تحصیل کی ہو۔ اسکا مطلب و مفہوم جانتا ہو۔ اسکے لغات مشکلہ کا ترجمہ اور مشکل الفاظ کے اعراب اور معضل کی تاویل فقہاء دین کی رائے پر معلوم کرچکا ہو مشکل اس لفظ کو کہتے ہیں جو لفظ اور ترکیب نحوی کے اعتبار سے دشوار ہو۔ اور معضل وہ ہے جس کے معنی مشتبہ ہوں۔ ایک معنی کی تعیین نہ ہو سکے۔ یا دوسری حدیث اسکے معارض ہو۔ کیونکہ بیعت لینے سے غرض مرید کو نیکی کا حکم کرنا۔ برائی سے روکنا۔ باطنی تسکین کے لئے ارشاد فرمانا عادات رذیلہ سے دست بردار کرنا اور اخلاق حمیدہ کا پیدا کرنا ہے۔ اسکے بعد مرید کا ان سب چیزوں پر عمل کرنا ہے۔ اگر مرشد عالم نہیں ہوگا تو یہ مقصد کسی طرح حاصل نہ ہو سکیگا ✦

شرط دوم۔ بیعت لینے والے پیر کی دوسری شرط عدالتہ اور تقویٰ ہے۔ اس پر لازم ہے کہ کبائر سے اجتناب کرے اور صغائر پر مصر نہ ہو۔

باعث احتراز۔ خود مرشد کے لئے گناہوں سے باز رہنا اس لئے اشد ضروری ہے کہ مریدوں سے بیعت لینے کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ اسکی صحبت میں گناہوں سے بچیں۔ برائیوں سے تائب اور نیکی

کے خوگر ہوں۔ پس جس حالت میں کہ پیر خود ہی منہیات سے نہیں بچتا دوسرے لوگ اس کی صحبت سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ع
آں کس کہ خود گم است کرا رہبری کند
شرط سوم۔ تیسری شرط مرشد کے لئے یہ ہے کہ دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا طالب ہو۔ ضروری عبادتوں کو ہمیشہ ادا کرے اور صحیح حدیثوں میں جو اذکار مروی ہیں ان کو بالالتزام ادا کرے۔ اس کا دل ہمیشہ یاد الٰہی میں شاغل ہو اور باطن میں ہر وقت اسی کی دھن رہے ◆
شرط چہارم۔ مرشد کے لئے چوتھی شرط یہ ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم کرے برائی سے روکے ایسا بھی نہ ہو کہ اپنی کوئی ذاتی رائے ہی نہ رکھتا ہو (جس طرف کسی نے لگایا لگ گیا) صاحب مروۃ اور عقل کامل سے موصوف ہو۔ تاکہ جس چیز کا حکم کرے یا کسی کام سے روکے اس پر اعتماد کیا جا سکے۔ جب ایک معمولی گواہ کے لئے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ (گواہوں میں سے جن کو پسند کرتے ہو) کہا گیا ہے تو جس کے ہاتھ پر بیعت کرنی ہے اس کے متعلق بطریق اولیٰ اس شرط کا لحاظ رکھا جائے گا ◆

شرطِ پنجم ۔ پانچویں شرط مرشد کے لئے یہ ہے کہ مدت مدید بڑے بڑے کاملوں کی صحبت میں گذاری ہو۔ عرصۂ دراز تک اِن کی صحبت میں ادب سیکھا ہو۔ اِن سے انوار حاصل کئے ہوں یہ شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ جس طرح کوئی جاہل عالم کی صحبت کے بغیر عالم نہیں ہو سکتا۔ یا صنعت و حرفت کے کام بلا مدد اُستاد سیکھ نہیں سکتا۔ اسی طرح جب تک کسی ایسے برگزیدہ انسان کی صحبت نہ اُٹھائی جائے جس کا باطن کدورتوں اور آلائشوں سے پاک ہو اُس وقت تک پاکیزگی و طہارت باطنی کسی طرح میسر نہیں ہو سکتی ۔

پیر کے فرائض

جو شخص تصوف کی گدّی پر بیٹھ کر مریدوں کی تربیت کرنا چاہے۔ اُس کا فرض ہے ۔ کہ مذکورۃ الصدر شرائط کی پہلے تکمیل کرے۔ تب اس مسند پر جانشین ہو۔ ورنہ خطرہ ہے۔ کہ اپنی نالائقی کے باعث اپنی اور مریدوں کی عاقبت برباد کر دے ۔

مرید کے فرائض

جو شخص کسی پیر کا مرید ہونا چاہے اُس کا پہلا فرض یہ ہے کہ ہادی کے پاس جانے سے پہلے اپنا مقصد معین کرے اور مقصد وہی ہے جس کا ابتداء رسالہ میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض چہار گانہ بیان کرنے کے بعد الحاصل کی تفصیل میں ذکر ہو چکا ہے۔

دوسرا فرض۔ یہ ہے کہ ہر ایسے آدمی کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے جو پیر کہلاتا ہو یا لوگ اُسے پیر کہتے ہوں یہ نہایت ضروری ہے کہ بیعت سے پہلے پیر کو اُس معیار پر پوری طرح جانچ لیا جائے جو پیر اور ہادی کے شرائط پنجگانہ میں پیش کیا گیا اور امتحان کے طور پر چند روز اس کی صحبت میں رہے۔ اگر اُس میں رشد و ہدایت کے آثار دکھائی دیں۔ اُس کی صحبت میں کچھ صلاحیت اور نیکی کا رنگ جھلکتا ہو۔ قلب کو کچھ اطمینان اور راحت نصیب ہوتی ہو تو پھر استخارہ کرے۔ اگر استخارہ کے بعد طبیعت اسی طرف مائل نظر آئے اور قلب اِس

کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے لئے پوری طرح مستعد ہو تو پھر بیعت کر لی جائے۔

تیسرا فرض۔ مرید کا یہ ہے کہ اپنے پیر کو خطا سے معصوم نہ سمجھے اور اُس کے ارشاد کی تعمیل اس شرط پر کرے کہ اگر اس کا کوئی حکم خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ یا اس کے برگزیدہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کسی فرمان سے متصادم ہوگا تو پیر کے حکم سے اعراض کرے گا یہ علیحدہ بات ہے کہ ساری عمر کبھی اسکی نوبت نہ آئے۔

مریدی میں شرک

اگر مرید نے پیر کو خطا سے معصوم سمجھا اور پیر کے حکم کی تعمیل ہر حالت میں ضروری سمجھی مگر اس کا حکم حضرت صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہو تو یہ شرک فی الرسالۃ ہے۔ اور اگر پیر نے کوئی ایسا حکم دیا جو خالقِ کون و مکان عز اسمہٗ کے حکم کے خلاف ہے اور اُس شخص نے فرمانِ خداوندی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پیر کے حکم کی تعمیل کی تو یہ شرک باللہ ہے۔ پہلی صورت میں یہ

مرید کافر ہے - اور دوسری میں مشرک والعیاذ باللہ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

تصدیقات علمائے کرام

(۱) مخدوم العلماء والزہاد حضرت مولینا حسین علی صاحب دام مجدہم ساکن واں بھچراں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمدؐ وآلہ واصحابہ اجمعین یہ رسالہ جناب مولینا مولوی احمد علی کی زبان مبارک سے میں نے سنا حق تعالیٰ انکو الوف الوف جزاءِ خیر عطا فرماوے صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین (کتبہ حسین علی بقلمہ)

(۲) حضرت مولانا و مخدومنا ابو محمد احمد صاحب دام مجدہم

آج کل پیری مریدی کے سلسلہ میں بہت غلو و افراط ہوگیا ہے علماءِ دین کے ذمے لازم ہے کہ اس کی اصلاح کریں اللہ تعالیٰ مؤلف رسالہ عزیزی مولوی احمد علی سلمہ اللہ تعالیٰ کو جزاء خیر دے کہ اُنہوں نے اس فرض کفایہ کو بقدر استطاعۃ ادا کیا۔ اور فرائض پیر و آداب مرید کی توضیح کردی۔ اہل زمانہ کو اسکے سمجھنے اور اسپر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب ہو آمین۔ (کتبہ العبد العاجز ابو محمد احمد عفی عنہ امام مسجد صوفی لاہور

(۳) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب فاضل دیوبند و پروفیسر گورنمنٹ کالج شملہ کو

حضرت استاذی المکرم مولانا احمد علی صاحب زاد مجدہم کا رسالہ فرائض پیر و مرید میں نے اول سے آخر تک پڑھا۔ الحمد للہ کہ اس زمانۂ فساد میں جس چیز کی اشد ضرورت تھی حضرت مولانا نے اُسے پورا کردیا پیری مریدی کے عالم میں خوش اعتقادی کی بنا پر اعتقاد و عمل میں بہت سی بے اعتدالیاں واقع ہوگئی ہیں جو سراسر حدود شریعت سے متجاوز ہے اور قلت علم کی وجہ سے بعض امور حد معصیت سے گذر کر کفر و شرک تک پہنچ جاتے ہیں بحمد اللہ کہ اس مختصر رسالہ میں حضرت مولانا نے شیخ و مرید کے فرائض اور حقیقی شیخ کی معرفت کے علامات نہایت وضاحت سے بیان فرما دیئے ہیں اور اس مسئلہ میں جانبین پر اتمام حجت کردی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرماکر اپنی مخلوق کو اس سے مستفید فرمائے آمین ثم آمین۔ احقر العباد عبید اللہ عفی عنہ از شاہ پور صدر ۔

ضروری گذارش

برادران۔ آپ نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک معہ تصدیقات غور سے ملاحظہ فرمالیا ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ آپ سے ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس رسالہ کو شائع کرنے سے فقط یہ مقصود ہے کہ ان بھائیوں کو جو لاعلمی کے باعث اندھیرے میں ہیں روشنی کی طرف لایا جائے کسی شخص یا کسی جماعت کے ساتھ الجھنا مقصود نہیں ہے۔ اگر آپ بھی اس رسالہ کو مفید سمجھیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کو ان لوگوں تک پہنچائیں جن کو واقعی اس کی ضرورت ہے علاوہ اس رسالہ کے اس وقت تک انجمن خدام الدین ایسے ہی ۲۴ مفید اور ضروری **رسائل** مختلف مضامین کے **چار لاکھ ۴۰ ہزار** کی تعداد میں مفت شائع کر چکی ہے جنکی **ہندوستان بلکہ بیرون ہندوستان** میں بھی کثرت سے مانگ رہتی ہے۔ اگر آپ بھی انکو ملاحظہ فرمانا چاہیں تو ان میں سے جو نسا رسالہ منگانا چاہیں اس کے لئے **ایک آنہ** کا ٹکٹ بھیج دیں مگر **ضرورۃ القرآن** کے لئے ۲ / اور **شرح اسماء اللہ الحسنیٰ** کے لئے ۲ / **گلدستہ صد احادیث** غیر مجلد کے لئے ۱/ اور مجلد کے لئے ۲/ کے ٹکٹ آنے چاہیں۔ مگر کل مجلد سٹ منگوانا ہو تو ایک روپیہ آٹھ آنہ کا منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پیکٹ طلب فرما سکتے ہیں۔ ان رجسٹرڈ پیکٹ کی صورت میں ۸/ کم لگینگے لیکن گم ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر یہ رسائل اور تفاسیر بھی ایک جلد میں مجلد منگوانی ہوں تو مبلغ دو روپیہ دو آنہ (۲/۲) بذریعہ منی آرڈر بھیجکر رجسٹرڈ پیکٹ منگوا لیجئے۔

اسماء رسالہ جات شائع کردہ انجمن خدام الدین

نمبر شمار	تفصیل رسالہ جات	تعداد اشاعت	نمبر شمار	تفصیل رسالہ جات	تعداد اشاعت
۱	تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ	۲۱ ہزار	۱۴	تحفہ میلاد النبی	۱۷ ہزار
۲	حرمۃ المزامیر بروئے شریعت	۱۸ "	۱۵	تحفہ معراج النبی (الف)	۱۷ "
۳	اسلام میں نکاح بیوگان	۲۲ "	۱۵	تحفہ معراج النبی بزبان سندھی	۳ "
۴	احکام شب برات	۲۷ "	۱۶	فلسفہ عید قربان	۱۷ "
۵	ضرورۃ القرآن (قیمت ۲/)	۷ "	۱۷	اسلام خطرہ میں	۱۵ "
۶	اصلی حقیقت	۲۶ "	۱۸	شرح اسماء اللہ الحسنیٰ ہدیہ ۲/	۱۰ "
۷	خلق محمدی	۱۹ "	۱۹	فلسفہ نماز	۱۳ "
۸	مسنونہ وظیفے	۱۸ "	۲۰	فلسفہ روزہ	۱۰ "
۹	خلاصۂ اسلام	۱۶ "	۲۱	اسلام کا فوجی نظام	۱۰ "
۱۰	احکام وراثت بروئے شریعت	۲۰ "	۲۲	بہشتی اور دوزخی کی پہچان	۱۰ "
۱۱	توحید معقول	۱۹ "	۲۳	خدا کی نیک بندیاں	۱۰ "
۱۲	فوٹو کا شرعی فیصلہ	۱۵ "	۲۴	مسلمان عورت کے فرائض	۹ "
۱۳	پیغام رسول	۲۰ "	۲۵	پیر و مرید کے فرائض	۹ "
			۲۶	گلدستہ صد احادیث مجلد ۲/ غیر مجلد ۱/	۹ "

۲۷ - فلسفہ زکوٰۃ ۵۰۰۰ ۲۸ - اسلام اور ہتھیار ۵۰۰۰ ۲۹ - خدمات المستشرقین اور علمائے اسلام ۵۰۰۰

ملنے کا پتہ

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

تفاسیر

سورۃ قریش:- فرائض علمائے کرام اور صوفیائے عظام قیمت ۱۲ پیسے محصولڈاک ۶ پیسے

سورۃ کوثر:- اصولِ ہزیمت اعدائے اسلام قیمت ۱۲ پیسے محصولڈاک ۶ پیسے

تفسیر معوذتین:- قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
قرآن حکیم کی آخری دو سورتوں کی دلچسپ تفسیر جس میں مصائب میں جائے پناہ کے مضامین درج ہیں۔ قیمت ۱۲ پیسے محصولڈاک ۶ پیسے

سورۃ عصر:- عروج اقوام کے اسباب اور ہر ایک قوم کی سرفرازی کا راز۔ اس سورۃ کے اصول کی پابندی میں مضمر ہے قیمت ۱۲ پیسے محصولڈاک ۶ پیسے

فتح حق یعنی سورۃ علق:- قرآن حکیم کا پہلا سبق جس کے پڑھنے سے مردہ قوم میں زندگی کی روح آئے اور خوابیدہ قوم کا بخت بیدار ہو جائے۔
ہدیہ ۲۵ پیسے محصولڈاک ۱۳ پیسے۔ نوٹ:- پانچوں تفاسیر ایک جلد میں مجلد ہیں جن کا ہدیہ معہ محصولڈاک دو روپے ۱۲ پیسے۔ رقم پیشگی روانہ کریں وی پی ہرگز نہ ہوگا۔

خلاصۃ المشکوٰۃ

جس میں اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیثیں ہیں اور قرآن شریف کی طرح اس پر اعراب ہیں۔ ترجمہ نہایت ہی آسان اردو میں ہے۔ عورتیں، سمجھ دار بچے اور معمولی اردو پڑھا لکھا بھی اسے بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ ہدیہ مجلد ۵/۱

المعلن ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

سلسلہ نمبر ۲۶

قولہٗ صلی اللہ علیہ وسلم

من اکل طیبًا وعمل فی سنۃ وّامن الناس بوائقہ دخل الجنۃ

(ترجمہ) جس نے پاک رزق کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے بہشت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی)

گلدستۂ صد احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ ۴۰ پیسے

شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

(فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ط

اَمَّا بَعۡدُ

ھَدِیَہ

اے خُدائے قدُّوس عزّ اسمُکَ وجلّ مجدُکَ یہ ناچیز خدمت سیّدالمرسلین خاتمُ النّبیین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ارشاداتِ گرامی تیرے بندوں تک پہُنچانے کے لیے کی گئی ہے۔ اسے تیری بارگاہ میں ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ اپنے فضل وکرم سے اسے قبوُل فرما۔ اور میری اوراُن احبابِ کرام کی نجات کا ذریعہ بنا، جنھوں نے اس کی اشاعت میں خالصًا لوجہِ تعالیٰ حِصّہ لیا ہے۔ اٰمِیۡنَ یَا اِلٰہَ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔

احمد علی عفی عنہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامدًا ومصلیًا

خدا تعالیٰ کا آخری پیغام

تمام ملل و مذاہب کا اِس امر پر اتفاق ہے کہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت انسان پر فرض ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ انسان عبدیت کا حق اس کے بغیر ادا نہیں کر سکتا کہ اُسے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایات دی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب اپنے اپنے مجموعۂ ہدایات آسمانی پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ مُنزّل مِنَ اللہ ہے۔ مثلاً یہود توریت پر، عیسائی بائیبل پر، ہنود وید پر۔ اِسی قاعدے کی بنا پر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اُن کا قرآن مُنزّل من الرحمٰن ہے اور یہ لوحِ محفوظ سے آمدہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا آخری پیغام ہے جو اصلاحِ خلق اللہ کے لیئے اُس نے آسمان سے نازل فرمایا ہے اور اس کے بعد کوئی پیغامِ الٰہی آسمان سے نہیں آئے گا۔

قاعدہ کُلّیہ عقلاء کا قانون ہے کہ مخاطب سے خطاب کرتے وقت اُسی لُغت کا استعمال کرتے ہیں جس سے مخاطب واقف ہو ورنہ خطاب رائیگاں جائے گا اور متکلم کی تضیع اوقات ہو گی۔ جب ہر عقلمند انسان اس قاعدہ کلیہ کا پابند ہے تو خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ جو عقلا کا خالق ہے وہ بطریق اولیٰ

اپنے بندوں سے خطاب کرتے وقت اس زریں قاعدے کا لحاظ فرمائے گا کیونکہ اس کے بغیر استفادہ ناممکن ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (ترجمہ: نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اُس کی قوم کی زبان کے ساتھ۔) یعنی ہر نبی اپنی قوم کو اُسی زبان میں خطاب کرتا ہے جو اس کی مادری زبان ہے

قرآنِ حکیم عربی زبان میں کیوں ہے؟

چونکہ سیّد المرسلین خاتم النبیین علیہ السلام کی مادری زبان عربی ہے اور آپؐ کی اُمت بلاواسطہ (یعنی عرب) کی زبان بھی عربی ہے اس لیے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ نے اپنا آخری پیغام یعنی قرآن عربی میں نازل فرمایا۔ قولہ تعالیٰ: وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ (الآیۃ) (ترجمہ: اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں نازل فرماتے تو یہ کہتے کہ اس کی آیتیں واضح کر کے کیوں نہ بیان کی گئیں؟ آیا قرآن عجمی اور رسول عربی (یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟) پارہ ۲۴۔ رکوع ۱۹۔

ضرورتِ حدیث

قرآن حکیم چونکہ عربی میں ہے اور عربی زبان میں اس قدر وُسعت ہے کہ شاید ہی کسی دُوسری زبان میں ہو۔ لہٰذا ایک لفظ کے کئی کئی معنے ہو سکتے ہیں۔ اب اس امر کا پتہ لگانا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کیا مُراد ہے۔ اس کے لیے سوائے زبان فیض ترجمان محمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ لہٰذا جس آیت کا جو مطلب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وُہی اللہ تعالیٰ کی مُراد ہو گی۔ اس کے خلاف جو معنی بھی لیا جائے خواہ وہ لغت عربی کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہو گا بلکہ مُسترد ہو گا۔ لہٰذا جب تک خادمِ قرآن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو پیشِ نظر نہیں

رکھے گا وہ جادۂ اعتدال پر قائم نہیں رہ سکتا۔ ممکن ہے کہ جو مطلب یہ لے رہا ہے وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کے خلاف ہو۔

لہٰذا

ہر مسلمان کے لیے بالعموم اور مبلغین قرآن کے لیے بالخصوص لازم ہے کہ وہ قرآن حکیم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حدیث شریف کا بھی علم حاصل کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو سمجھ کر اس پر عمل کر سکیں اور خلق خدا کو پیغام حق صحیح و سالم پہنچا سکیں۔

گلدستۂ صد احادیث نبوی

یہ چھوٹا سا رسالہ علم حدیث جو آپ کے سامنے ہے اس کا نام گلدستۂ صد احادیث نبوی ہے۔ اس میں فقط سو حدیثیں مختلف مضامین کی جمع کی گئی ہیں اور اس میں التزام کیا گیا ہے کہ سوائے بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کے اور کسی کتاب کی حدیث نہ لکھی جائے اور کوئی حدیث اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہ ہو اسے عام فہم بنانے کے لیے ہر حدیث پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ اور اس کی مختصر شرح بھی لکھ دی گئی ہے مرتب کرنے کے بعد بعض مقتدر حضرات علمائے کرام سے مہر تصدیق بھی لگوا دی گئی ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

گلدستۂ احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سو حدیثیں مختلف مضامین کی جمع کی گئی ہیں۔ یہ گویا رُوحانی پھول ہیں جن کو نمبروار سجا کر پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
عبداللہ رض بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان

لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ (رواہ البخاری)
محفوظ رہیں اور مہاجر وہ شخص ہے جو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے

تشریح: مسلمانوں میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ مخلوقات کے حقوق بھی ادا کرے اور اُن کی عزت اس کے شر سے محفوظ رہے اور اسی طرح بہترین مہاجر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔ (عمدۃُ القاری۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۱۵۵)

(۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
انس رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ
فرمایا تم میں سے کوئی مومن (کامل) نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کے دل میں
مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔ (متفق علیہ)
اُس کے ماں باپ، اُس کی اولاد اور سب لوگوں سے پیارا نہ ہو جاؤں۔

تشریح یعنی اس شخص کا ایمان کامل نہیں ہے جس کے دل میں ماں باپ اور دوسرے سب لوگوں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت زیادہ نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ آپ کی سُنّت کی مدد کرنا اور آپ کی شریعت سے اعتراضات کو ہٹانا یہ بھی آپ کی محبّت کی دلیل ہے۔ (عینی جلد اوّل صفحہ ۱۶۹)

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
ابُوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلّی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ
علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت سے سینے کے وسوسے کو
بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ ۔ (متفق علیہ)
معاف کر دیا ہے جب تک کہ اس پر عمل نہ کریں یا مُنہ سے نہ کہیں۔

تشریح ۔ یہ قاعدہ ہے کہ جہاں دولت ہو چور وہیں نقب لگاتا ہے۔ مومن کے لیئے ایمان سے بڑھ کر اور کوئی دولت نہیں ہے اور شیطان سے بڑھ کر اس دولت کا کوئی دشمن نہیں ہے۔ اس لیئے مومن کے دل میں ایمان اور اسلام کے خلاف وسوسے ڈالتا رہتا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ابُوہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام کی ایک جماعت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں آئی پھر انھوں نے سوال کیا کہ ہمارے دلوں میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ ان کا ظاہر

کرنا بہت بُرا گناہ خیال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا واقعی ایسے خیالات آتے ہیں؟ انھوں نے عرض کی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ (یعنی ایسے خیالات کو بُرا سمجھنا) صریح ایمان ہے۔

(۴) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
انس رضؓ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِىْ مِنَ الْاِنْسَانِ
علیہ وسلّم نے فرمایا بیشک شیطان انسانوں کی رگوں میں خُون کی طرح

مَجْرَى الدَّمِ + (متفق علیہ)
پھرتا رہتا ہے۔

تشریح۔ جس طرح خُون رگوں میں چل رہا ہے اور پتہ نہیں لگتا اسی طرح شیطان انسان کے دل میں جاکر گمراہ کن خیال ڈال دیتا ہے انسان خیال کرتا ہے کہ میری عقل یہ بات سمجھا رہی ہے۔ حالانکہ دراصل وہ شیطان کی راہ نمائی ہوتی ہے۔

(۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
ابنِ عمرضؓ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَىْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ (رواہ مسلم)
علیہ وسلّم نے فرمایا ہر چیز اندازے سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور عقلمندی بھی۔

تشریح۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کا اندازہ ہے۔ کوئی چیز اس اندازہ الٰہی سے باہر نہیں ہوتی۔

(۶) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلی اللہ

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ اَحۡدَثَ فِیۡۤ اَمۡرِنَا هٰذَا مَا لَيۡسَ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز داخل کرے گا جو اس
مِنۡهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔ (متفق علیہ)
میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

تشریح یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی ایسی بات نکالی جس کی کتاب و سُنّت سے کوئی سند ظاہر یا خفی ملفوظ یا مُستنبط نہ مل سکے تو مردود ہے۔ (مرقاۃ)

⑦ عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى
ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِالۡمَرۡءِ كَذِبًا اَنۡ يُّحَدِّثَ
علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے جھُوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ جو بات
بِكُلِّ مَا سَمِعَ ۔ (رواہ مسلم)
سُنے وہی نقل کر دے۔

تشریح۔ اس حدیث شریف میں اس شخص کو ڈانٹا گیا ہے جو ہر سُنی ہُوئی بات نقل کر دیتا ہے۔ خواہ وہ سچّی ہی ہو۔ بلکہ انسان کا فرض ہے کہ جو بات آگے پہنچانے کے لائق ہو، اس کی اشاعت کرے۔

⑧ عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى
ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بَدَاَ الۡاِسۡلَامُ غَرِيۡبًا وَّسَيَعُوۡدُ
علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بے کسی ہی میں شروع ہُوا آخر میں پھر اس کی حالت

كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ • (رواہ مسلم)

ایسی ہو جائے گی پس اسلام کے فرمانبردار بیکسوں کو مبارک ہو۔

تشریح۔ جس طرح ابتدا اسلام میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع چند آدمی تھے جنہیں اپنے قبیلوں نے گھروں سے نکال کر بے خانماں کر دیا تھا اسی طرح آخر وقت میں اسلام کے سچے متبعین غریب آدمی ہی نظر آئیں گے۔

(۹) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَّالْمُغِيْرَةَ ابْنِ شُعْبَةَ

سمرہؓ بن جندب اور مغیرہؓ بن شعبہؓ سے روایت ہے

قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انہوں نے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يُّرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ

جو شخص میری نسبت ایسی روایت بیان کرے جسے وہ جھوٹا سمجھتا ہے

فَهُوَ اَحَدُ الْكٰذِبِيْنَ • (رواہ مسلم)

وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

تشریح۔ جس شخص کو معلوم بھی ہو کہ جو روایت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر رہا ہوں وہ جھوٹی ہے اُسے جھوٹوں میں کیوں نہ شمار کیا جائے۔

(۱۰) عَنْ مُّعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

معاویہؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي

علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین

الدِّيْنِ وَاِنَّمَآ اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِىْ ٭ (متفق علیہ)

میں سمجھ دیتا ہے۔ سوائے اس کے نہیں میں تو تقسیم کرنے والا ہوں۔ دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔

تشریح۔ میں تو ہر ایک کے مناسب حال تعلیم دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے تم میں سے اُسے سمجھنے کی توفیق دیتا ہے۔ (کرمانی)

(۱۱) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ

علیہ وسلم نے فرمایا آدمیوں کی بھی کانیں ہیں جیسے سونے چاندی

وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِى

کی کانیں جو جاہلیت کے زمانہ میں بہتر ہوں اسلام لانے کے بعد بھی

الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا ٭ (رواہ مسلم)

بہتر ہیں جب علم دین سیکھ لیں۔

تشریح۔ جس طرح کانوں سے مختلف قسم کے جواہرات نکلتے ہیں، اسی طرح انسانوں کے وجود سے بھی عجیب طرح کے علوم اور حکمتوں کا ظہور ہوتا ہے جو شخص اِسلام لانے سے پہلے بااخلاق اور شریف تھا۔ وہ اسلام لانے کے بعد بھی مُعزز ہوگا۔ بشرطیکہ دینِ الٰہی کا عالم ہو جائے جس پر اسلام میں عزت کا دارو مدار ہے۔

(۱۲) عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عثمانؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ
علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا اس کے گناہ اس کے

مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهٖ. (متفق علیہ)
بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

تشریح:۔ بدن کے اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف صرف کرنے کا نام گناہ ہے جو شخص اپنے اعضاء کو اس لیے دھو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف فرمائے یہ ایک لحاظ سے عملی طور پر توبہ کر رہا ہے۔ شریعت کا قانون ہے کہ وقتِ موت سے پہلے ہر شخص کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ لہٰذا وضو کرنے والے کے سارے گناہ کبائر کے سوا معاف ہو جائیں گے۔

(۱۳) عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ
جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ جنوں کے خبیث

أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. (متفق علیہ)
مردوں اور عورتوں کے شر سے بچنے کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

تشریح:۔ خُبُثٌ، خَبِيْثٌ کی اور خَبَائِثُ، خَبِيْثَةٌ کی جمع ہے۔ خُبُثٌ سے مراد شیطانوں کے مرد اور خبائث سے مراد شیطانوں کی عورتیں ہیں۔ (فتح الباری)

یہ دعا بیت الخلاء میں قدم رکھنے سے پہلے پڑھی جائے تاکہ شیاطین اس کی شرمگاہ سے کوئی ناشائستہ حرکت نہ کریں۔

(۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک جھاڑے اور جو
اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ۔ (متفق علیہ)
ڈھیلوں سے استنجا کرے تو طاق استعمال کرے۔

تشریح: ناک جھاڑے تاکہ اندر جو رینٹھ ہو وہ خارج ہو جائے اور طبیعت صاف ہو کر نماز کی طرف متوجہ ہو۔ علاوہ اس کے بعض حدیثوں میں آتا ہے کیونکہ شیطان اِنسان کی ناک کے بانسہ پر رات گزارتا ہے۔ دُوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی طاق عدد ہی کو شارع نے پسند فرمایا۔

(۱۵) عَنْ حُذَيْفَةَؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حذیفہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ (متفق علیہ)
جب رات کو تہجّد کے لئے اُٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

تشریح: بعض روایتوں میں آیا ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے اپنی اُمّت کی تکلیف کا خطرہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت اُن پر مسواک کرنا لازم کر دیتا۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ مسواک والی نماز کا درجہ ستّر گُنا بڑھ جاتا ہے۔ حضُور انور صلی اللہ علیہ وسلم دن یا رات کو جب بھی سو کر اُٹھتے تو وضو سے پہلے ضرور مسواک کرتے۔

(۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ نَّوْمِهٖ
علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اُٹھے
فَلَا یَغْمِسْ یَدَهٗ فِی الْاِنَآءِ حَتّٰی یَغْسِلَهَا ثَلٰثًا
تو برتن میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک تین بار ہاتھ نہ دھو ڈالے
فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ۔ (متفق علیہ)
کیونکہ اُسے معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

تشریح:۔ پانی کے کھلے برتن میں دھوئے بغیر ہاتھ نہ ڈالے ممکن ہے کہ اس کا ہاتھ رات کو بدن کے کسی ناپاک حصہ پر پھرتا رہا ہو۔

(۱۷) عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
انس رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ یَتَوَضَّاُ بِالْمُدِّ وَیَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰی
ایک مُد پانی سے وضو کرتے اور ایک صاع سے پانچ مُد تک غسل
خَمْسَةِ اَمْدَادٍ۔ (متفق علیہ)
میں صرف کرتے۔

تشریح:۔ مُد دو رطل کا اور رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے اور صاع آٹھ رطل کا۔ ضرورت کے سوا پانی ضائع کرنے کی شریعت میں ممانعت ہے۔ آٹھ رطل یعنی چار سیر سے بآسانی غسل ہو سکتا ہے۔ مثلاً استنجا کر کے اس کے بعد وضو کر لے۔ اس کے بعد تھوڑا

سا پانی لے کر سارے بدن پر مل دے۔ تاکہ بدن تر ہو جاوے۔ پھر سارے بدن پر تین دفعہ پانی بہائے۔

(۱۸) عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَلِیَّ ابْنِ
شریح رضؓ بن ہانی کہتے ہیں۔ میں نے علیؓ ابن ابی طالب
اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَ جَعَلَ
سے موزوں کے مسح کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَّ
رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ و سلّم نے تین دن اور
لَیَالِیَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَّلَیْلَةً لِّلْمُقِیْمِ ٭ (رواہ مسلم)
تین راتیں مسافر کے لیے اور مقیم کے لیے ایک دن رات مقرّر فرمایا ہے۔

تشریح: چمڑے کے موزے علاوہ اس کے سادی جرابوں پر چمڑا چڑھالیا جائے یا فقط جراب پر جُوتی کی شکل پر چمڑا چڑھایا جائے۔ ان سب کا ایک ہی حکم ہے علاوہ ان کے فُل بوٹ اور لانگ بُوٹ کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ ان کا تلا پاک رکھا جائے۔

(۱۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَةَ
اللہ علیہ و سلّم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے لیے آئے
فَلْیَغْتَسِلْ ٭ (متفق علیہ)
تو نہا کر آئے۔

تشریح:۔ غسل جمعہ کے متعلق علماء کے دو قول ہیں بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے۔ چنانچہ بعض صحابہ کرامؓ اور حسن بصریؒ سے ایسا ہی منقول ہے۔ اکثر علماء کرام سلف اور خلف اُسے سُنّت مستحبہ قرار دیتے ہیں۔ جہاں کہیں حدیثوں میں امر کا صیغہ مستعمل ہوا ہے اُسے استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ ایک حدیث حسن میں ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

(۲۰) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ ۔ (رواہ مسلم)

جابرؓ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کو کفر سے ملا دینے والی چیز ترک نماز ہی ہے۔

تشریح:۔ ہر قوم کی اپنی اپنی خاص علامت ہوتی ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے۔ جسے شعار کہا جاتا ہے۔ اسلام کا شعار نماز ہے۔ شعار کے گم ہونے کے بعد کوئی امتیازی نشان پھر باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مُبارک زمانہ میں منافقوں کو بھی نماز پڑھنی پڑتی تھی تاکہ اس کے ترک سے ان پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے۔ تارک نماز گناہ کبیرہ کا مُرتکب ہے جس کی سزا بلا توبہ مر جائے تو دوزخ ہے۔ ہاں یہ نہیں کہا جائے گا کہ تارک نماز خارج از اسلام ہو گیا ہے۔

(۲۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلّی اللہ

اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ الَّذِیۡ یَفُوۡتُہٗ صَلٰوۃُ الۡعَصۡرِ
علیہ وسلم نے فرمایا جس سے عصر کی نماز فوت ہو جائے
فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَھۡلُہٗ وَمَالُہٗ ۔ (متفق علیہ)
گویا اس کا اہل اور مال چھین لیے گئے۔

تشریح: جس کا اہل وعیال اور مال چھن جائے وہ برباد ہو جاتا ہے اسی طرح جس کی عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ آخرت کے لحاظ سے وہ برباد ہو گیا۔

(۲۲) عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلّی اللہ
اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَیۡسَ صَلٰوۃٌ اَثۡقَلَ عَلَی
علیہ وسلم نے فرمایا منافقوں پر فجر اور عشا کی نماز
الۡمُنَافِقِیۡنَ مِنَ الۡفَجۡرِ وَالۡعِشَآءِ وَلَوۡ یَعۡلَمُوۡنَ
سے زیادہ کوئی نماز گراں نہیں ہے اور اگر ان دونوں نمازوں کے
مَا فِیۡھِمَا لَاَتَوۡھُمَا وَلَوۡ حَبۡوًا ۔ (متفق علیہ)
ثواب کا انہیں علم ہو تو گھٹنوں کے بل چل کر بھی آئیں۔

تشریح: ۔منافق چونکہ ریاکاری کی نماز پڑھتے ہیں۔ طبیعت میں محبتِ الٰہی یا خوفِ خدا ہوتا ہی نہیں۔ اور یہ دونوں غفلت کے وقت ہیں۔ عشا کے وقت بھی کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر طبیعت یہی چاہتی ہے کہ سو جائیں اور صبح کی نماز کا وقت بھی میٹھی نیند کا وقت ہے۔ اس لیے منافق اکثر ان وقتوں میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ مخلص مسلمانوں کو منافقین کے تشبّہ

سے بچنا چاہیئے۔

(۲۳) عَنْ مُعَاوِيَةَ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ٭ (رواہ مسلم)

معاویہؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ اذان دینے والوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے بلند ہوں گی۔

تشریح: حدیث شریف میں ہے کہ نیکی بتانے والے کو کرنے والے جتنا اجر ملے گا۔ اس لیے سارے نمازیوں کے برابر مؤذن کو اجر ملے گا۔ اور دُنیا میں انسان کا حیوانی جامہ ظاہر ہے اور رُوحانی اس کے اندر چھپا ہُوا ہے۔ قیامت کے دن رُوحانی جامہ اُوپر کر دیا جائے گا اور حیوانی جامہ اندر چھپ جائے گا۔ لہٰذا مؤذن رُوحانی لحاظ سے سارے نمازیوں سے اُونچے قدر والا ہوگا۔ بشرطیکہ حسبتاً للہ ریا اور نمود سے مُبرا ہو کر اذان دی ہو۔

(۲۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللهِ اَسْوَاقُهَا ٭ (رواہ مسلم)

ابُوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پیاری جگہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب سے ناپسندیدہ جگہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بازار ہیں۔

تشریح:- انسان کی پیدائش کا مقصد یادِ الٰہی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی یاد سب سے زیادہ محبوب چیز ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ محبوب کی قیام گاہ بھی محبوب ہوتی ہے۔ اِس لیے مسجدیں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور یادِ الٰہی سے غفلت اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہے۔ اور غفلت کے اسباب جس جگہ سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ وہ بازار ہیں۔ اس لیے وہ مبغوض ترین جگہیں ہیں۔

(۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ۔ (رواہ مسلم)

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے لہٰذا سجدے میں دُعا زیادہ کیا کرو۔

تشریح:- چونکہ سجدے کی حالت میں انسان کی انتہائی ذلت اور اپنی عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی رُبوبیت کا اظہار ہے۔ اِس لیے سجدے میں قبولیتِ دُعا کا اغلب گمان ہے۔ اسی لیے سجدے میں کثرتِ دُعا کا حکم ہوا۔

(۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّى

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ

اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔ (رواہ مسلم)
اس پر دس مرتبہ دُرود بھیجتا ہے۔
تشریح:- کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرآنِ حکیم میں اعلان ہے کہ ایک نیکی کا دس گُنا اجر ملتا ہے۔

(۲۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم
وَسَلَّمَ عَنِ الْخَصْرِ فِی الصَّلٰوةِ۔
نے نماز میں کوکھ (ڈھاک) پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)
تشریح:- کیونکہ یہ صُورت تھکے ماندہ اور سُست ہونے پر دلیل ہے۔ چنانچہ دوزخ میں دوزخی تھک کر اسی صُورت میں آرام کریں گے۔

(۲۸) عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
انسؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے
صَلّٰى بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْ خَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِیْ عَنْ
اُسے اور اس کی ماں یا خالہ کو نماز پڑھائی کہا مجھے آپ نے دائیں طرف
يَّمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا۔ (رواہ مسلم)
کھڑا کیا اور عورت کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔
تشریح:- اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ:
(۱) اگر مُقتدی فقط ایک ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو۔ اور
(۲) عورت مردوں کے پیچھے کھڑی ہو۔

(۲۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانُوْا ثَلٰثَۃً فَلْیَؤُمُّھُمْ
علیہ وسلم نے فرمایا جب تین آدمی ہوں ایک ان میں سے امام
اَحَدُھُمْ وَاَحَقُّھُمْ بِالْاِمَامَۃِ اَقْرَأُھُمْ ٭ (رواہ مسلم)
بن جائے اور سب سے زیادہ مستحق امامت کا سب سے زیادہ قرآن دان ہے۔

تشریح:۔ اِس حدیث شریف سے ثابت ہُوا کہ اکٹھے نماز پڑھنے والوں میں سے جو سب سے زیادہ عالم ہو۔ وہی امام ہو۔ یہ یاد رہے کہ قاری سے مُراد قرآن حکیم کو محض خوش الحانی سے پڑھنے والا نہیں ہے۔

(۳۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلُّوْنَ لَکُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَکُمْ
علیہ وسلم نے فرمایا وہ (امام) تمھیں نماز پڑھائیں گے اگر ٹھیک پڑھائی تو تم سب
وَاِنْ اَخْطَاءُوْا فَلَکُمْ وَعَلَیْھِمْ ٭ (رواہ البخاری)
کو اجر ملے گا اور اگر غلطی کی تو تمھارا اجر ہوگیا اور گناہ انھیں ہوا۔

تشریح:۔ یعنی امام نے نماز پڑھائی۔ اگر صحیح پڑھائی تو امام اور مقتدی دونوں کو ثواب ملے گا۔ اور اگر امام نے غلطی کی تو مقتدیوں کا اجر تو ضائع نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اور امام کو اپنی غلطی کا گناہ ہوگا۔ (مرقاۃ)

(۳۱) عَنْ عَآئِشَةَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
عائشہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا
علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو رکعتیں دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے
وَمَا فِیْھَا۔ (رواہ مسلم)
اس سے بہتر ہیں۔

تشریح:- یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ساری دُنیا کو خرچ کر دینے سے بھی دو رکعتوں کا زیادہ اجر ہے۔ (لمعات)

(۳۲) عَنْ عَآئِشَةَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
عائشہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا
علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پیارا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہے جو ہمیشہ
وَاِنْ قَلَّ۔ (متفق علیہ)
کیا جائے اگرچہ تھوڑا سا ہو۔

تشریح:- جس طرح پودے کو تھوڑا تھوڑا پانی ملتا رہے۔ تو ہمیشہ ہی سرسبز و شاداب رہے گا۔ اور اگر ایک دن تو اُسے ڈبو دیا جائے اور پھر دو ماہ تک خبر نہ لی جائے۔ تو سُوکھ جائے گا۔ اسی طرح بہتر یہ ہے کہ ایمان کو قوت دینے والے نیک اعمال اگرچہ تھوڑے ہوں، مگر ہمیشہ کیے جائیں۔

(۳۳) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلّی اللہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیُصَلِّ اَحَدُکُمْ نَشَاطَہٗ وَاِذَا فَتَرَ
علیہ وسلّم نے فرمایا جب تک طبیعت خوش رہے آدمی نماز پڑھے اور جب تھک جائے
فَلْیَقْعُدْ۔ (متفق علیہ)
تو بیٹھ جائے۔

تشریح:۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دل کی حالت کو دیکھ کر انسان کے عمل کی قدر کرتا ہے۔ اگر دل کی خوشی سے عبادت کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس عبادت کو پسند فرمائے گا۔ اگر دل اس وقت عبادت کرنے سے بیزار ہو رہا ہے تو بادلِ ناخواستہ رکوع اور سجود کا کیا فائدہ؟

(۳۴) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
ابوموسٰیؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلّی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا
علیہ وسلّم نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی
الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَانِیَ۔ (رواہ البخاری)
بیمار پُرسی کرو اور قیدی کو آزاد کراؤ۔

تشریح:۔ بھوکا آدمی اگر حالتِ اضطراری تک نہیں پہنچا تو کھانا کھلانا سنّت ہے اور اگر حدِ اضطرار تک پہنچ چکا ہے۔ مگر ایک سے زیادہ آدمی اس جگہ کھانا کھلانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ تو کھلانا فرضِ کفایہ ہوگا۔ اور اگر ایک ہی

شخص فقط کھلا سکتا ہے تو فرض عین ہوگا۔

(۳۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ نیکی کا ارادہ کرتا
یُّصِبْ مِنْهُ (رواہ البخاری)
ہے اُس کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو جو تکلیف پہنچے گی۔ اگر کسی گناہ کے باعث تھی تو گناہ کا کفارہ ہو جائے گی اور اگر بے گناہ ہونے کے باوجود پہنچی، تو ترقی درجات کا سبب بن جائے گی۔ اور جن پر اس کی نظر عنایت نہ ہو، اُنھیں گناہ پر بھی فوری گرفت نہ ہوگی، اس لیے گناہ پر اور زیادہ دلیر ہو جائیں گے اور ایک ہی دفعہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (اللّٰھم اعذنا منہ)

(۳۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَا قَالَ
ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دونوں نے کہا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (رواہ مسلم)
لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔

تشریح:۔ ابوداؤد میں روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

جس شخص کا آخری کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہوگا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

(۳۷) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ
علیہ وسلم نے فرمایا: مُردوں کو گالیاں نہ دو کیونکہ وہ اپنے
قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا ۔ (رواہ البخاری)
کیے کو پہنچ چکے ہیں۔

تشریح:۔ صحیح مسلم میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب تم کسی مریض یا میّت کے پاس جاؤ تو (اس کے حق میں) اچھی بات کہو۔ کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو، فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔

(۳۸) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى
علیہ وسلم نے قبر کو چونے گچ بنانے اور اس پر مکان بنانے
عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ ۔ (رواہ مسلم)
اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح:۔ چونکہ قبر محلِ فنا ہے اور چونہ گچ پختہ بنانا دلیلِ بقا و ثبات ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا لازمی قرار دیا گیا۔ علٰی ہذا القیاس مکان زندوں کے آرام کے لیے ہوتا ہے۔ نہ کہ مُردوں کے لیے، اس لیے قبر پر چھت ڈالنے سے منع کیا

گیا۔ قبر پر بیٹھنے اور بعض حدیثوں میں اس پر چڑھ کر تاڑنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ میت کی توہین نہ ہو۔

(۳۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ
عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے
مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى
رخساروں پر ہاتھ مارے اور گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کے زمانہ
الْجَاهِلِيَّةِ ۔ (متفق علیہ)
کے بین کیے وہ ہم سے نہیں ہے۔

تشریح: یہ کافروں کی رسمیں ہیں جن سے بچنا لازم ہے۔ غم اور شدتِ رنج کے باعث آنکھوں سے آنسو بہہ جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ زبان سے سوائے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ یا کسی اور کلمۂ خیر کے اور کچھ نہ نکلنے پائے۔

(۴۰) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
ابوذرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا
علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کا کوئی کام بھی حقیر نہ سمجھو
وَّلَوْ اَنْ تَلْقَى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ ۔ (رواہ مسلم)
اگرچہ خندہ پیشانی سے اپنے بھائی کی ملاقات ہو۔

تشریح:۔ طیبی (شارح مشکوٰۃ) نے کہا ہے۔ معروف ہر نیک کام کو کہتے ہیں۔ خواہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو یا لوگوں سے نیکی کرنا ہو۔ بال بچوں پر خرچ کرنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی معروف ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا بھی معروف ہے۔ (مرقاۃ)

(۴۱) عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِّنْهَا بَابٌ يُّسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ ۔ (متفق علیہ)

سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام ریان ہے اُس سے فقط روزہ دار داخل ہوں گے۔

تشریح:۔ قانونِ شریعت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح نیک اور بد اعمال کی قسمیں مختلف ہیں، اسی طرح ان کی جزا اور سزا کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ اسی بنا پر روزہ داروں کے داخلے کے لیے جنت میں ایک دروازہ ہی الگ ہے۔ جس کا نام ریان ہے۔

(۴۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ

وَالعُمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ
پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے
طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ (رواہ البخاری)
رہنے کی کوئی قدر نہیں۔

تشریح:۔ کیونکہ روزہ تو اصلاحِ اخلاق کے لیے رکھا یا جاتا ہے۔ جو شخص اِس مقصد کو پُورا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا، اُس کے بھُوکے اور پیاسے رہنے سے کیا فائدہ؟

(۴۳) عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا جب رمضان شریف
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَهٗ
کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو آپؐ اپنے تہبند کو مضبوط باندھتے
وَاَحْیٰی لَیْلَهٗ وَاَیْقَظَ اَهْلَهٗ۔ (متفق علیہ)
اور رات کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

تشریح:۔ ازار کا مضبُوط باندھنا کنایہ ہے کہ عبادت میں بجد کوشش فرماتے تھے۔ اور رات کو زندہ رکھنے سے مُراد یہ ہے کہ جاگتے اور نماز اور ذکرِ الٰہی میں شاغل رہتے۔

(۴۴) عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ
علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بھلا آدمی وہ ہے جس نے

الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ ۞ (رواہ البخاری)
قرآن سیکھا اور اُسے سکھایا۔

تشریح:۔ شاہنشاہِ حقیقی عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ کی بارگاہ میں اس شخص سے بڑھ کر کون عزّت پاسکتا ہے جو اُس کے نازل کردہ قانُون (قرآن حکیم) کو سیکھے اور لوگوں کو سکھائے۔ کیونکہ بادشاہ کی وفاداری اور بغاوت کا دارومدار اس کے قانون کی قدرشناسی پر موقُوف ہے۔

۴۵ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
ابُو موسٰیؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ
علیہ وسلّم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو
لَایَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ ۞ (متفق علیہ)
نہیں کرتا زندہ اور مُردہ کی سی ہے۔

تشریح:۔ جس طرح زندہ اپنے ظاہر کو سنوارتا ہے اور ہر ایک تصرّف کرسکتا ہے اور مُردے کا ظاہر بے حس اور باطن میں سکُوت و خاموشی اس پر طاری ہے۔ اِسی طرح ذاکر کا ظاہر نُورِ اطاعت و فرمانبرداری سے آراستہ ہے اور اس کا باطن نورِ معرفت سے روشن ہے اور غافل ظاہری اطاعت سے بیکار اور باطن میں اندھا ہے۔

۴۶ عَنْ عَآئِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلّی اللہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ
علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب گناہ کا اعتراف کرتا ہے۔ پھر توبہ
تَابَ اللهُ عَلَيْهِ ۔ (متفق علیہ)
کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

تشریح:۔ توبہ کی قبولیت کے لیے تین شرطیں ہیں۔ گزشتہ گناہ پر نادم (یعنی شرمندہ) اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے۔ اور اب گناہ کرنے سے باز آجائے۔

(۴۷) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُبَالِى الْمَرْءُ مَا
علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں
اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِّنَ الْحَرَامِ ۔ (رواہ البخاری)
کرے گا کہ جو کچھ اُس نے لیا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے۔

تشریح:۔ جب رزق میں حلال اور حرام کی پرواہ نہیں رہے گی تو عبادت کی توفیق کیسے ہوگی؟ اور اگر کر بھی لی تو قبولیت کیسے پائے گی۔

(۴۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
جابرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
وَسَلَّمَ رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا
سلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو جب بیچتا ہے اور خرید کرتا ہے اور

اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی ۞ (رواہ البخاری)

قرض کا تقاضا کرتا ہے تو نرمی کرتا ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث شریف میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس نرم طبیعت والے مسلمان کے لیے دُعاءِ رحمت فرمائی ہے جو خرید وفروخت اور مقرُوض سے قرض خواہی کے وقت نرمی سے پیش آتا ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا بننے کی توفیق دے۔ آمین)

(۴۹) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

جابرؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلّی اللہ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَ

علیہ وسلّم نے سُود کھانے والے، کھِلانے والے، لکھنے والے اور

شَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَآءٌ ۞ (رواہ مسلم)

دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے اور آپ نے فرمایا سب پر لعنت برابر ہے۔

تشریح: سُود خواری اعلیٰ درجہ کی بداخلاقی ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی اس میں شامل ہوگا۔ وہ مجرم قرار دیا جائے گا۔ گناہ میں تو سب شامل ہوں گے البتّہ حصّے کے تھوڑے یا زیادہ ہونے کا فرق ضرور رہے گا۔

(۵۰) عَنْ اَبِی الْیَسَرِؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ

ابُوالیسرؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْہُ

علیہ وسلّم سے سُنا ہے آپ نے فرمایا جو شخص تنگدست کو مہلت دے یا اسے قرض معاف

اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّہٖ ۔ (رواہ مسلم)
کرے اُسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا۔
تشریح:۔ یعنی اس شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی گرمی سے بچائے گا یا اسے اپنے عرش کے سائے کے نیچے بٹھائے گا۔

(۵۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ یَزِیْدَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی
عبداللہ بن یزیدؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی عَنِ النُّھْبَۃِ وَ
علیہ وسلم سے راوی ہے کہ آپؐ نے لوٹنے اور
الْمُثْلَۃِ ۔ (رواہ البخاری)
انسانی اعضا کے کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔
تشریح:۔ ایک حدیث شریف میں ہے جس کا کھانا پینا، پہننا حرام کے مال سے ہو، اُس کی دُعا کیسے قبول ہو۔ لہٰذا لوٹنے والا ایک تو دوسرے بھائی کا مجرم ہوگا۔ علاوہ اس کے عبادت قبول نہ ہونے سے مردودِ بارگاہِ الٰہی بھی ہوگا۔
مُثلہ یہ ہے کہ کسی کو ناک یا کان یا کسی اور عضو کے کاٹنے کی سزا دی جائے۔ یہ حرام ہے۔ ہاں قصاص کے طور پر ہو تو جائز ہو گی۔

(۵۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا تَسْاَلِ الْمَرْاَۃُ طَلَاقَ
علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق

أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّ لَهَا
نہ مانگے تاکہ جو اس کے پیالہ میں ہے وہ بھی آپ لے لے اور اسے چاہیے کہ اس خیال
مَا قُدِّرَ لَهَا ۞ (متفق علیہ)
کو چھوڑ کر نکاح کرلے کیونکہ اس کی تقدیر اس کے ساتھ ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث شریف میں سوکن کے لیے بہن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ دین میں بہن ہی ہے اور بہن کا لفظ اس لیے استعمال کیا گیا ہے تاکہ یہ سوکن اُس کے ساتھ بہنوں کا سا سلوک کرے۔ سوکن کے پیالہ کو اُلٹ لینے سے یہ مُراد ہے کہ خاوند جو حقوق اُس کے ادا کر رہا ہے وہ بھی اُسے ہی مل جائیں۔ اس خیال سے پہلی کو طلاق نہ دلوائے۔ جو مُقدّر ہے۔ مل کر رہے گا۔

(۵۴) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلّی اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ
علیہ وسلّم نے فرمایا جس قدر نسبی رشتے حرام ہیں اُسی قدر رضاعی
مِنَ الْوِلَادَةِ ۞ (رواہ البخاری)
رشتے بھی حرام ہیں۔

تشریح:۔ البتہ بعض مسائل میں فرق ضرور ہے۔ جن کی تفصیل فقہ کی کتابوں سے مل سکتی ہے۔ مثلاً رضاعی بہن کی ماں اُس لڑکے کے حق میں حلال ہے۔ یا رضاعی بیٹے کی بہن اس شخص کے لیے حلال ہو گی۔

۵۴ عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
انس رضؓ سے روایت ہے کہا جیسا ولیمہ آپؐ نے حضرت زینب رضؓ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآئِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰى
کے نکاح پر کیا ویسا دوسری بیبیوں میں سے کسی کا نہیں کیا
زَيْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ ۔ (متفق علیہ)
(زینب کے نکاح پر) ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

تشریح۔ ولیمہ کرنا سُنّت ہے۔ دو چیزوں کا لحاظ اس میں ضرور رکھا جائے۔ اپنی وُسعت کے مطابق ہو اور نام ونمود مطلوب نہ ہو۔ چنانچہ بعض اوقات رسُول اللہ صلّی علیہ وسلّم نے اپنے ایسے ولیمے بھی کیے ہیں جن میں نہ روٹی نہ گوشت تھا۔ بلکہ محض کھجور، پنیر اور گھی تھا۔

۵۵ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضؓ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
عبداللہ رضؓ بن مسعُود سے روایت ہے کہا رسُول اللہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ
صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قیامت کے دن سب
النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِى الدِّمَآءِ ۔ (متفق علیہ)
سے پہلے فیصلے خونوں کے متعلق ہوں گے۔

تشریح :۔ یعنی حقوقُ العباد میں سب سے پہلے فیصلہ خُون کا ہو گا۔ یہ اِس حدیث شریف کے مخالف نہیں ہے۔ جس میں آیا ہے کہ سب سے پہلے نماز کے متعلق حساب وکتاب ہو گا۔

(۵۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہا رسول اللہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگ کا عذاب سوائے اللہ تعالیٰ
بِهَا اِلَّا اللّٰهُ. (متفق علیہ)
کے اور کوئی نہ دے۔

تشریح:- لہٰذا کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی مجرم کو آگ میں ڈالنے کی سزا دے۔

(۵۷) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
علی سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ
علیہ وسلم نے فرمایا گناہ میں کسی کا کہا نہ مانا جائے سوائے اس کے نہیں کہ
فِي الْمَعْرُوْفِ. (متفق علیہ)
فرمانبرداری نیکی میں ہوتی ہے۔

تشریح:- یعنی بادشاہ یا ماں باپ یا اُستاد اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرانا چاہیں تو فرمانبرداری نہیں کی جائے گی۔ ہاں جس سے شریعت نہیں روکتی اس میں فرمانبرداری کا حق ادا کیا جائے۔ (مرقاۃ)

(۵۸) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
انس سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَکِّنُوْا
علیہ وسلم نے فرمایا آسانی کرو اور تنگی نہ کرو اور لوگوں کو اطمینان دلاؤ
وَلَا تُنَفِّرُوْا ۔ (متفق علیہ)
اُن کی طبیعت میں نفرت نہ پیدا کرو۔

تشریح۔ یعنی دین کے پھیلانے میں آسانی کرو اور تنگی نہ کرو۔ اور لوگوں کو اطمینان دلاؤ۔ اُن کی طبیعتوں میں نفرت نہ پیدا کرو۔

(۵۹) عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ
علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سب سے زیادہ بُرا اللہ تعالیٰ کے ہاں
اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ ۔ (متفق علیہ)
سخت جھگڑالو ہے۔

تشریح:۔ یہ شخص اس لیے مبغوض ہے کہ اس کے حق میں ہر شخص کے دل سے بددُعا نکلے گی۔

(۶۰) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ
نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی جہاد) میں ایک دن صبح کو جانا یا ایک دن شام کو جانا
مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْہَا ۔ (متفق علیہ)
ساری دُنیا سے بہتر ہے۔

تشریح:۔ یعنی ساری دُنیا کی نعمتوں کو ایک طرف رکھا جائے اور اس آدھے دن کا اجر جو ملنے والا ہے دُوسری طرف رکھا جائے تو یہ اجر اُن سے بہتر ہو گا۔

(۶۱) عَنْ اَبِیْ عَبسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
ابو عبس رضؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلّی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ
علیہ وسلّم نے فرمایا انسان کے دو قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلودہ
سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ (رواہ البخاری)
ہوں پھر دوزخ میں جائیں یہ نہیں ہو سکتا۔

تشریح:۔ غازی کے لیے یہی اجر ہے۔ بشرطیکہ بعد میں اس سے دُوسرے فرائض کا ترک نہ ہو۔ مثلاً نماز کا ترک کرنا۔ روزے کا چھوڑنا، زکوٰۃ نہ دینا۔ یا قطع رحمی کرنا۔

(۶۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِؓ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ
عبد اللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ
صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جانے سے
اللّٰہِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ ٥ (رواہ مسلم)
سوائے قرض کے باقی سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے سے پہلے جو حقوق اللہ ترک کیے تھے وہ تو معاف ہو جائیں گے مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے۔

(۶۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَفْرَی الْفِرَی اَنْ یُّرِیَ الرَّجُلُ
نے فرمایا سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ دکھائے آدمی
عَیْنَیْہِ مَا لَمْ تَرَیَا۔ (رواہ البخاری)
دونوں آنکھوں کو جو اُنھوں نے نہیں دیکھا۔

تشریح۔ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ یہ کہے میں نے فلاں چیز خواب میں دیکھی ہے حالانکہ کچھ بھی نہ دیکھا ہو۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ہے۔ (مرقاۃ)

(۶۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ وَالْمَآرُّ
علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے پر اور گزرنے والا
عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ۔ (رواہ البخاری)
بیٹھنے والے پر اور تھوڑے آدمی زیادہ پر سلام کہیں۔

تشریح:۔ (دوسری حدیث شریف) ہے کہ سلام دینے سے آپس میں محبت پیدا ہوگی۔ واقعی جب ایک مسلمان دوسرے کو خندہ پیشانی سے سلام کرتا ہے، تو اس کے دل میں ایک طرح کی فرحت پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی درستی شارع کا نصبُ العین ہے اسی لیے شرعاً مسلمان کے ذمہ لازم کیا گیا ہے کہ جب دوسرے بھائی سے ملے تو اُسے سلام کہے۔

(۶۵) عَنْ جَابِرٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قَالَ لَا یَسْتَلْقِیَنَّ اَحَدُکُمْ ثُمَّ یَضَعُ اِحْدٰی
پیٹھ کے بل لیٹ کر اپنا ایک پاؤں دوسرے پر
رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی۔ (رواہ مسلم)
کوئی نہ چڑھائے۔

تشریح:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تہبند کا رواج تھا، تہبند والا اگر اس طرح کرے تو شرمگاہ کے ننگے ہوجانے کا گمان غالب ہے۔

(۶۶) عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
سہلؓ بن سعد سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ یَّضْمَنُ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ
علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے لیے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والی (زبان)
وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنُ لَہُ الْجَنَّۃَ۔ (رواہ البخاری)
اور دونوں پاؤں کے درمیان والی (شرمگاہ) کا ضامن ہوجائے میں اس کے لیے بہشت کا ضامن ہوں۔

تشریح:۔ یعنی جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کے بیجا استعمال نہ کرنے کا مجھ سے عہد کرے تو میں اس کے لیے بہشت کا ضامن ہوجاتا ہوں۔ (مرقاۃ)

(۶۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْہِ کَافِرُ فَقَدْ
علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا ان دونوں

بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا۔ (متفق علیہ)
میں سے ایک تو ہو جائے گا۔

تشریح: غرضیکہ کسی کافر کو کافر کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ مسلمان کو کافر کہنے سے پرہیز کرنی چاہیئے۔

(۶۸) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ وَ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور
یُنْسَاَ لَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ (متفق علیہ)
اس کی عمر دراز ہو تو صلہ رحمی کرے۔

تشریح: بعض حضرات نے کہا ہے کہ صلہ رحمی سے عمر تو نہیں بڑھتی۔ البتہ صلہ رحمی کرنے سے اس کا ذکرِ خیر دنیا میں رہے گا۔ اثر باقی رہنے کا یہی مطلب ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک اولاد عطا فرمائے گا جو اس کا نام باقی رکھے گی اور تحقیق یہ ہے کہ صلہ رحمی عمر بڑھنے کا سبب ہے۔ جیسے عالمِ اسباب میں چیزوں کے سبب ہوتے ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے علم کے لحاظ سے زیادتی اور کمی نہیں ہوتی۔ (لمعات)

(۶۹) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ۔ (متفق علیہ)
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قطع رحمی کرنے والا بہشت میں (اوّلاً) داخل نہیں ہوگا۔

تشریح:۔ بہشت خلقُ اللہ سے دُعائیں لینے والوں کا مقام ہے، نہ کہ لوگوں کو ستا کر بددُعائیں لینے والوں کا۔

(۷۰) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَآءَ یَوْمَ
نے فرمایا جس شخص نے بالغ ہونے تک دو لڑکیاں پالیں قیامت کے

الْقِیٰمَۃِ اَنَا وَھُوَ ھٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ۔ (رواہ مسلم)
دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے اور اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

تشریح:۔ صنفِ نازک کی خدمت کرنا، دُنیا دار محض تاوان اور بارِ گراں خیال کرتے ہیں۔ اس لیے اس بےکس مخلوق کی خدمت پر اجرِ عظیم کا وعدہ دیا گیا تاکہ ہر مسلمان شوق سے اس کی تربیت کرے۔

(۷۱) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلّی اللہ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ
علیہ وسلّم نے فرمایا وہ شخص بہشت میں نہیں جائے گا جس کے ہمسائے اس کی

جَارُہٗ بَوَآئِقَہٗ۔ (رواہ مسلم)
تکالیف سے محفوظ نہ ہوں۔

تشریح:۔ یعنی اس گناہ کے باعث پہلے پہل نہیں جا سکتا۔ یہ الگ چیز ہے کہ دوزخ میں سزا بھگت کر بہشت میں جا پہنچے۔

(۷۲) عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
ابُوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ
وسلم نے فرمایا پہلوان پچھاڑنے سے نہیں ہوتا سوائے اس کے نہیں پہلوان
الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ ۔ (متفق علیہ)
وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

تشریح:۔ انسان کی بہادری جسمانی طاقت پر نہیں ہے۔ یہ چیز تو حیوانات میں پائی جاتی ہے۔ انسان وہ بہادر ہے جسے اپنے جذبات پر قابو ہو۔ اس کی حیوانی طاقت خواہ کتنی ہی مشتعل ہو۔ لیکن عقل کے خلاف نہ کرنے پائے۔

(۷۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم
قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔ (متفق علیہ)
نے فرمایا ظلم قیامت کے دن کئی اندھیرے ہوگا۔

تشریح:۔ جس طرح نیک عملوں کے سبب قیامت کے دن مومنوں کو نُور نصیب ہوگا۔ اسی طرح ظلم کے سبب سے ظلمت ہوگی۔ جتنے کسی نے زیادہ ظلم کیے ہوں گے۔ اتنی ہی ظلمتیں زیادہ ہوں گی۔

(۷۴) عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
ابُوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ
علیہ وسلم نے فرمایا دُنیا مومن کا قید خانہ اور
جَنَّةُ الْكَافِرِ۔ (رواہ مسلم)
کافر کا بہشت ہے۔

تشریح:۔ جس طرح مومن کے حق میں دُنیا بمقابلہ بہشت کے قید خانہ ہے اسی طرح کافر کے لیے دُنیا بمقابلہ دوزخ کے بہشت ہے۔

(۷۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
ابُوہریرہؓ سے روایت ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا
نے فرمایا اے اللہ محمدؐ کی اولاد کا رزق قُوت
وَفِیْ رِوَايَةٍ كَفَافًا۔ (متفق علیہ)
اور ایک روایت میں بقدر کفایت ہو۔

تشریح:۔ یعنی اتنا رزق دے جس سے بھُوکے نہ رہنے پائیں۔

(۷۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
ابُوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ
علیہ وسلم نے فرمایا مال و اسباب کی بہتات سے غنا نہیں ہوتی
وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ۔ (متفق علیہ)
بلکہ غنا دِل کی بے پروائی کا نام ہے۔

تشریح:۔ دُنیا کے ساز وسامان کی کثرت سے آدمی آسُودہ نہیں ہوتا۔ آسُودہ حال وہ شخص ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے مُطمئن کر دیا ہے۔ خواہ سامانِ دُنیا کی بُہتات نہ بھی ہو۔

(۷۷) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْہُ اثْنَانِ الْحِرْصُ
نے فرمایا جُوں جُوں انسان بوڑھا ہوتا ہے توُں توُں دو چیزیں اس کی جوان ہوتی ہیں۔

عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ۔ (متفق علیہ)
مال کی حرص اور عمر کی حرص۔

تشریح:۔ مال اور عُمر کی حرص انسان کو فکرِ عاقبت سے غافل بنانے والی ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسان غافل رہے یہاں تک کہ پیغامِ موت آجائے۔ مُسلمان کو چاہیئے کہ بُڑھاپے میں موت کو زیادہ یاد کرے اور زادِراہِ آخرت کی فکر کرے۔

(۷۸) عَنْ سَعْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
سعدؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ۔ (رواہ مسلم)
نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو پرہیزگار، غنی اور لوگوں کی نظروں سے چھپنے والا ہو۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ پرہیزگار، خلقِ خُدا سے بے پرواہ اور عبادت کے لیے کنارہ کش ہونے والے کو پسند کرتا ہے۔

(۷۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
ابُوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ
نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمھاری صُورتوں اور مالوں کو
اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ ۔ (رواہ مسلم)
نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دِلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

تشریح :- اعمال کی قیمت کا دارومدار دِل کی حالت پر ہے۔ اگر دِل میں اخلاص ہے تو اعمال مقبُول۔ اور اگر نیّت لوگوں کو دِکھلانے اور سُنانے کی ہے تو اعمال مردُود ہوں گے۔

(۸۰) عَنْ جُنْدُبٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
جندب رضؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ یُّرَآئِیْ
نے فرمایا جو (اپنا عمل) سُنانا چاہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو سُنا دیتا ہے اور جو دِکھانا
یُرَآئِیْ اللّٰهُ بِهٖ ۔ (متفق علیہ)
چاہے اللہ تعالیٰ (اس کا عمل) لوگوں کو دکھا دیتا ہے۔

تشریح :- مگر ایسے شخص کو آخرت میں کوئی جزائے خیر نہیں ملے گی بلکہ عذاب ہوگا۔

(۸۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ
ابُوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا ابُو القاسم صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْتَعْلَمُوْنَ مَآ
علیہ وسلم نے فرمایا خُدا تعالیٰ کی قسم اگر تم وہ چیز جانو جو میں
اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا ۔ (رواہُ البخاری)
جانتا ہوں تو تم زیادہ روؤ اور تھوڑا ہنسو۔

تشریح:۔ یعنی نافرمانوں کے لیے جو سزائیں تجویز شدہ ہیں اور جو جرح اُن پر ہونے والی ہے اور جو راز کھلنے والے ہیں۔ اگر تمھیں معلوم ہوں تو زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔

(۸۲) عَنْ اُمِّ الْعَلَآءِ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ
اُمّ العلاءؓ انصاریہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ لَآ اَدْرِىْ وَاللهِ لَآ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا خدا کی قسم میں
اَدْرِىْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِىْ وَلَا بِكُمْ ۔ (رواہ البخاری کمافی المشکوٰۃ)
نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسُول ہوں کہ میرے اور تمھارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

تشریح:۔ حاصل یہ ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وجُودِ اقدس سے علم غیب کی نفی فرما رہے ہیں یعنی جو آپ کے حق میں مُقدّر ہے یا دُوسروں کے حق میں جو کچھ علم الٰہی میں مُضمر ہے۔ اس کا علم نہیں رکھتے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کو اپنی نجات کا بھی یقین نہیں ہے۔ کیونکہ دُوسری احادیث اس کے متعلق موجود ہیں۔ (مرقاۃ) مذکورالصدر شرح تو مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ اس میں اجمال کے باعث اغلاق سا رہ گیا ہے۔ لہٰذا مسلک

اہل السنّت والجماعۃ کی بنا پر اس مسئلے میں یوں عقیدہ رکھا جائے کہ خزانہ غیب سے جتنا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا۔ اتنا آپ نے پایا۔ مثلاً قرآنِ حکیم خزانۂ غیب ہی کا عطیّہ ہے۔ اور احادیث نبویّہ (جن میں معانی کا القاء ہوا، اور الفاظ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبان مبارک نے تجویز فرمائے) بھی خزانۂ غیب سے عطا ہوئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خزانۂ غیب سے اتنا علم عطا فرمایا کہ اوّلین اور آخرین میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کیا۔

(۸۳) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
جابرؓ سے روایت کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے
وَسَلَّمَ یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَامَاتَ عَلَیْہِ ۞ (رواہ مسلم)
فرمایا ہر انسان کو اس حالت پر اُٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا تھا۔

تشریح:۔ یعنی کفر اور ایمان یا اطاعت اور نافرمانی، غرضیکہ جیسی حالت میں دُنیا سے رُخصت ہُوا ہے۔ قیامت کے دن اسی طرح اُٹھے گا۔

(۸۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا النَّاسُ کَالْاِبِلِ الْمِائَۃِ لَا تَکَادُ
نے فرمایا لوگوں کی مثال ایسے اونٹوں کی ہے کہ سو میں سے ایک کا
تَجِدُ فِیْھَا رَاحِلَۃً ۞ (متفق علیہ)
سواری کے لیے ملنا بھی مُشکل ہے۔

تشریح: حاصل یہ ہے کہ آدمی تو سب ہیں مگر آدمیت کسی کسی میں ہوتی ہے۔

(۸۵) عَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِبَادَةُ فِى الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ اِلَيَّ۔ (رواہ مسلم)

معقلؓ بن یسار سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتنے کے دنوں میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کا حکم رکھتی ہے۔

تشریح:۔ فتنہ کی پریشانیوں میں بھی عبادت کا نباہنا اتنا مشکل ہے جتنا وطن وبار کو خیر باد کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دینا۔ پھر جیسا اس ہجرت کا اجر ہے ویسا ہی اس عبادت کا اجر ہوگا۔

(۸۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ۔ (رواہ مسلم)

جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت سے پہلے کئی جھوٹے پیدا ہوں گے ان سے بچنا۔

تشریح:۔ کذاب سے مراد جھوٹی روایتیں بنانے والے یا جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے بے ایمانوں کے دام سے اپنے آپ کو بچائیں۔

(۸۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
ابُو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُکَوَّرَانِ
وسلم نے فرمایا سُورج اور چاند قیامت کے دن
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۔ (رواہ البخاری)
پیٹے جائیں گے۔

تشریح: جب تک انسان کا بقا عالم ناسُوت میں مطلوب ہے اس وقت تک ان دونوں کی ضرورت ہے جب جہان فنا ہو جائے گا انھیں بھی ختم کر دیا جائے گا۔

(۸۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
ابُو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ یَنْعَمُ وَلَا یَبْأَسُ وَ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بہشت میں جائے گا نعمت پائے گا اور کوئی تکلیف نہیں اُٹھائے گا
لَا یَبْلٰی ثِیَابُهٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهٗ ۔ (رواہ مسلم)
اور نہ اُس کے کپڑے پُرانے ہوں گے اور نہ اُس کی جوانی فنا ہو گی۔

تشریح: اس فانی جہان میں جس طرح نعمتوں پر زوال آتا ہے۔ مثلاً جوانی کے بعد بڑھاپا۔ نئی چیز کا پُرانا ہو جانا۔ بہشت میں نعمت پر زوال نہیں آئے گا۔

(۸۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
ابُو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ
علیہ وسلم نے فرمایا بہشت میں کئی قومیں ایسی داخل ہوں گی

اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ۔ (رواہ مسلم)
اُن کے دل پرندوں کے دلوں کے سے ہوں گے۔

تشریح: جس طرح پرندے کا دل نرم ہوتا ہے۔ اسی طرح اُن کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے نرم ہوں گے بعض کی رائے ہے کہ جس طرح پرندہ اپنے رزق کی تلاش میں خدا تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہے اسی طرح وہ بھی متوکل علی اللہ ہونگے۔ (لمعات)

(۹۰) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رض قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
ابوذر رضی سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُوْرٌ
علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ نور ہے
اَنّٰى اَرَاهُ ۔ (رواہ مسلم)
میں اُسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

تشریح: یہ لفظ اَنّٰی ہے۔ ہمزہ کی فتح اور نون کی شد کے ساتھ اس حدیث کے سارے راوی اس طرح بیان کرتے ہیں معنی اس کے یہ ہیں کہ اس کی ذات کا حجاب نور ہے۔ اس نور کا کمال ذات کے ادراک سے منع کرتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے رَاَیْتُ نُوْرًا۔ میں نے نور دیکھا۔ اس سے مراد بھی وہی معنی ہیں کہ میں نے نور کو دیکھا۔ ذات کو نہیں دیکھا۔ (لمحات ملخصًا)

(۹۱) عَنْ عَآئِشَةَ رض عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
عائشہ رضی سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وَسَلَّمَ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّخُلِقَ
روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور جن

الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا
آگ کے شعلے سے اور آدم علیہ السلام اس سے

وُصِفَ لَکُمْ ٭ (رواہ مسلم)
جو تم سے بیان کی گئی ہے۔

تشریح: یہی وجہ ہے کہ ہر ایک سے اپنے اپنے مادہ خلقت کے لحاظ سے مختلف قسم کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ ملائکہ عظام سے نافرمانی ہوتی ہی نہیں کیونکہ وہ نوری ہیں۔ جنوں سے زیادہ تر نافرمانی ہوتی ہے۔ کیونکہ آگ اپنی سوزش کے باعث حدِ اعتدال سے متجاوز ہے اور آدمی مٹی سے پیدا شدہ ہے۔ اس کے اندر اپنی مآل اندیشی نہیں ہے۔ اس لیے جن (جو شیطان کے نائب ہیں) اُسے گمراہ کر لیتے ہیں۔

(۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى
ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ النَّبِيُّ وَهُوَ
علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے

ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقُدُوْمِ ٭ (متفق علیہ)
اسّی سال کی عمر میں قدوم میں ختنہ کیا تھا۔

تشریح:۔ مؤطا امام مالکؒ میں ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی۔ مگر اسّی سال والا قول زیادہ صحیح ہے۔ قدوم بڑھئی کے ایک ہتھیار کو بھی کہتے ہیں اور اس جگہ کو بھی کہتے ہیں۔ جہاں انھوں نے ختنہ کیا تھا۔

(۹۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلی اللہ

اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَّقُوْلَ اِنِّیْ

علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ یہ کہے کہ میں

خَیْرٌ مِّنْ یُوْنُسَ ابْنِ مَتّٰی ۔ (متفق علیہ)

یُونس بن متّٰی سے بہتر ہوں۔

تشریح:- اس عبارت کی دو توجیہیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ کہا جائے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے منع فرما رہے ہیں کہ آپ کو یُونس بن متّٰی پر فضیلت نہ دی جائے۔ اور یا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے آپ کو یُونس بن متّٰی سے بہتر خیال نہ کرے۔

(۹۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ زَکَرِیَّاءُ نَجَّارًا ۔ (رواہ مسلم)

نے فرمایا زکریا (علیہ السلام) بڑھئی تھے۔

تشریح:- اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو بلحاظ کسی کسب کے ذلیل نہ سمجھا جائے۔ عام طور پر لوگ بڑھئی کو حقیر خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ زکریا علیہ السلام باوجود نبی ہونے کے یہ کسب کیا کرتے تھے۔

(۹۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسولُ اللہ صلی اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ
علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن آدمؑ کی ساری اولاد کا
الْقِيٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ
سردار ہوں گا اور پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کھلے گی اور پہلا
شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ ۞ (رواہ مسلم)
شفاعت کرنے والا اور جس کی شفاعت قبول کی گئی ہو۔

تشریح:۔ قیامت کے دن کی قید اس واسطے فرمائی کہ آپ کی سرداری کے آثار کا ظہور اس دن ہوگا۔ اُس دن ظاہر ہو جائے گا کہ قُربِ الٰہی میں جو درجہ آپ کا ہے وہ کسی کو حاصل نہیں ہے۔

(۹۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ
علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سارے نبیوں میں سے میرے فرمانبردار زیادہ
وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ ۞ (رواہ مسلم)
ہوں گے اور میں سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

تشریح:۔ اس سے معلوم ہوا کہ دُنیا میں سب انبیاء علیہم السلام سے زیادہ آپ کو کامیابی حاصل ہوئی اور قیامت کے دن بھی تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمتوں کے لیے جنت کا دروازہ آپ ہی کھولیں گے۔

وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

(۹۷) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
انسؓ سے روایت ہے اُس نے کہا میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشَرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّ
کی دس سال خدمت کی ہے مجھے آپ نے اُف بھی کبھی نہیں کہا اور
لَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَآ اَلَّا صَنَعْتَ۔ (متفق علیہ)
نہ یہ کہ تم نے کیوں کیا اور نہ یہ کہ کیوں تم نے نہیں کیا۔

تشریح:- یہ آپ کے اعلیٰ اخلاقِ حمیدہ کا ثبوت ہے۔ ورنہ یہ ناممکن ہے کہ چھوٹے بچے کے کسی فعل پر غصہ نہ آئے۔ ایسے ناتجربہ کار بچے روزانہ کئی کام ایسے کرتے ہیں۔ جن پر اُنھیں جھڑکنا پڑتا ہے۔

(۹۸) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَتْ اَمَۃٌ مِّنْ اِمَآءِ اَھْلِ
انسؓ سے روایت ہے کہا مدینہ کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی بھی
الْمَدِیْنَۃِ تَاْخُذُ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا ہاتھ پکڑ کر
وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِہٖ حَیْثُ شَآءَتْ۔ (رواہُ البخاری)
جہاں چاہتی لے جاتی۔

تشریح:- یہ اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ حضورِ انورؐ میں نخوت، تکبر، رعُونت نہیں تھی۔ بخلاف اس کے اس قدر حلیم، متواضع، منکسرُ المزاج ہیں کہ لونڈی بھی بُلائے تو اُس کی خدمت کرنا بھی اپنی کسرِ شان خیال نہیں فرماتے۔

(۹۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا آپ سے عرض کی گئی کہ آپ

ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا

مشرکوں پر بددُعا فرمائیں آپ نے فرمایا میں لعنت کے لیے نہیں بھیجا گیا

وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً ۔ (رواہ مسلم)

میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

تشریح :- یہ آپ کے رحمۃٌ للعالمین ہونے کا ثبوت ہے کہ آپ فقط مومنین ہی کے لیے رحمت نہیں بلکہ مشرکین کے لیے بھی آپ کا وجود رحمت ہے۔

(۱۰۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ

علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بخشش کی چیز واپس لینے والا اُس کُتے کی طرح

يَعُوْدُ فِیْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ ۔ (رواہ البخاری)

ہے جو اپنی قے کر کے کھا جاتا ہے۔ ہم مسلمانوں کو ایسی مثال سے بچنا چاہیئے۔

تشریح :- امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے ہاں اس حدیث شریف کے اعتبار سے ہبہ کر کے رجوع کرنا حرام ہے اور احناف کے ہاں بعض دوسری احادیثِ نبویہ ﷺ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہبہ کا واپس کرنا حرام نہیں ہے کہ کُتے کے فعل سے مشابہت رکھتا ہے۔ (لمعات)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ ۔

کتبہٗ عبدالرحمٰن کیلانی خوشنویس —— دارالسلام۔ وسن پورہ۔ لاہور

تصدیقاتِ عُلمائے کرام

حضرت مولانا مولوی عبد العزیز صاحب صدر مدرس انوارُ العلوم جامع مسجد گوجرانوالہ

مولانا مولوی احمد علی صاحبؒ کی زبان سے میں نے یہ احادیث مع ترجمہ سُنیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی سعی مشکور کرے میرے خیال میں کسی حدیث کی آپ نے ایسی تشریح نہیں کی جو اصُول اہل سُنت والجماعت کے خلاف ہو۔ (محمد عبد العزیز عفی عنہ)

حضرت مولانا مولوی عبد العزیز صاحب مدرّس شاہی مسجد۔ لاہور

حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک سو حدیث صحاح مع ترجمہ مرتب فرمائی ہیں میں نے اوّل سے لے کر آخر تک پُوری سُنی ہیں۔ آپ نے ہر ایک حدیث کی مختصر شرح مگر جامع بھی ساتھ ساتھ کر دی ہے۔ جس سے تھوڑا پڑھا ہُوا آدمی بھی فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ باری تعالیٰ تمام مُسلمانوں کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (عبد العزیز)

حضرت مولانا مولوی محمد چراغ صاحب مدرس مدرسہ انوار العُلوم جامع مسجد گوجرانوالہ

حضرت مصنّف علام کو خدا تعالیٰ جزائے خیر بخشے نہایت بہترین صُورت اشاعتِ دین کی تجویز فرمائی ہے۔ جَزَاہُ اللہُ عَنِّیْ وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (محمد چراغ عفی عنہ)

حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب مدیر "العدل" گوجرانوالہ

محترم مؤلف کی زبان سے میں نے یہ احادیث مع ترجمہ سُنیں۔ میرے خیال میں یہ کارِ خیر مسلمانوں کے لیے مُفید ہے۔ (احمد علی مدیر العدل)

حضرت مولانا مولوی محمّد خلیل صاحب مدرّس مدرسہ انوارُ العلوم جامع مسجد۔ گوجرانوالہ

حضرت مولانا موصوف نے احادیث صحیحہ کو جمع فرما کر اپنے لیے اور سب کے لیے زادِ آخرت بنایا۔ ترجمہ نہایت سلیس معتبر کتب سے کچھ کچھ شرح بھی فرما دی۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ اور جمیع مسلمانوں کو ان احادیث پر عمل کی توفیق بخشے (محمد خلیل عفا اللہ عنہ)

۷۸۶

نمبر ۲

قوله تعالیٰ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ

ترجمہ: نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

فلسفہ زکوٰۃ

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

مقامی حضرات دفتر سے مفت لے سکتے ہیں۔ بیرونی حضرات ۲ پیسے کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک و پیکنگ بھیج کر مفت منگوا سکتے ہیں۔

قرآن حکیم کی نئی تفسیر مرتبہ حضرت مولنا حاجی احمد علی صاحب

حضرت مولنا مولوی حاجی احمد علی صاحب مدظلہ العالی قرآن حکیم کی خدمت بصورت درس و تدریس ایک عرصہ سے
جس تندہی اور جانفشانی سے کر رہے ہیں وہ پنجاب کیا بلکہ تمام ہندوستان کی مسلم آبادی سے پوشیدہ و مخفی نہیں
چنانچہ شہر لاہور دروازہ شیرانوالہ مسجد لائن سبحان خان میں صبح کے وقت اگر تجارت اور ملازمت پیشہ اصحاب تعلیم قرآن
سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں تو شام کے وقت وہاں ہی سکولوں اور کالجوں کے طلبہ مستفید ہو رہے ہیں تحریری طور
پر مولنا نے جو دین الٰہی کی خدمت کی وہ ظاہر و باہر ہے چنانچہ انجمن خدام الدین کی طرف سے اسوقت تک چار لاکھ
چالیس ہزار کی تعداد میں تیئس اصلاحی رسالجات شائع ہو چکے ہیں جو مفت تقسیم ہو رہے ہیں۔ یہ سب
کچھ مولنا ہی کے وجود مسعود کی برکت سے ہو رہا ہے بعض مخلص احباب کی مخلصانہ درخواست پر مولنا
نے قرآن حکیم کی تفسیر لکھنا شروع فرمائی ہے چنانچہ بطور نمونہ سورہ علق یعنی فتح حق۔ سورہ عصر
جسمیں عروج اقوام کے اسباب۔ سورہ قریش جسمیں فرائض علماء کرام و صوفیائے عظام
سورہ کوثر جسمیں اصول ہزیمت اعداء اسلام۔ سور معوذتین جنمیں مصائب میں
جائے پناہ کے مضامین درج ہیں۔ بوضاحت بیان فرمائے ہیں لکھائی چھپائی کاغذ نہایت دیدہ
زیب جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ جمیع مسلمانان ہند سے واثق امید ہے کہ حضرت مولنا کی اس سعی
جمیل سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔ ہدیہ معہ محصولڈاک سورہ علق ۵/ سورہ عصر ۲/ سورہ
قریش ۲/ سورہ کوثر ۲/ معوذتین ۲/ **نوٹ**: پانچوں تفسیریں مجلد ۲۲۵ روپے بذریعہ
منی آرڈر بھیجکر رجسٹرڈ طلب فرمائیں ان رجسٹرڈ بھیجنے کی صورت میں گم ہونیکا خطرہ ہے وی پی نہیں بھیجا جاتا۔

گلدستہ صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ حضرت مولنا حاجی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف اور مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں
کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زاید نہیں ہے۔ اصل حدیث کے نیچے اس کا
ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کے اختتام پر چند الفاظ میں اسکی مختصر تشریح
بھی کر دی گئی ہے۔ اسکو نہایت خوبصورت جیبی سائز پر طبع کرایا گیا ہے۔ مقامی حضرات مجلد ۸/
اور غیر مجلد ۶/ میں لے سکتے ہیں۔ بیرونی حضرات مجلد کیلئے عہ روپیہ اور غیر مجلد کیلئے ۸/ کے ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

تمہید

برادران اسلام۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ توحید و رسالت کا اقرار۔ نماز۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ان پانچ چیزوں میں سے کسی ایک کے انکار سے بھی کفر لازم آتا ہے۔ اور اگر اقرار کے بعد عمل میں سستی کی جائے۔ تو فسق لازم آتا ہے۔ اور فسق یعنی گناہ بھی ایسا جسکی سزا دوزخ ہے۔ کئی مسلمان ایسے بھی پائے جاتے ہیں۔ کہ احکام الٰہی کی مخالفت اپنی

جہالت کے باعث کرتے ہیں۔ نہ تو اُنہیں اِس حکم الٰہی کی اہمیت کا علم ہوتا ہے اور نہ اُس سزا کو جانتے ہیں۔ جو اسکی مخالفت پر دربار الٰہی سے تجویز شدہ ہے ورنہ علم ہونیکے بعد ممکن ہے کہ بہت سے آدمی عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے حکم خداوندی کی تعمیل سے ہرگز جی نہ چرائیں۔ چنانچہ اِس چھوٹے سے رسالے میں زکوٰۃ کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور ادا نہ کرنے والے کے لیئے جو سزائیں تجویز شدہ ہیں۔ وہ مسلمانوں کے گوش گذار کی جائینگی۔ اِس کے بعد زکوٰۃ میں مسلمانوں کے اخلاقی۔ اقتصادی۔ معاشرتی۔ سیاسی فوائد جو مضمر ہیں۔ وہ معروض ہونگے بارگاہ الٰہی میں بصد عجز ملتجی ہوں۔ کہ اِس عاجزانہ ہدیہ کو قبول فرمائے۔ اور مسلمانوں کو توفیق عمل عطا فرماکر عذاب جہنم سے بچائے۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر

زکوٰۃ کے متعلق شاہنشاہ حقیقی عزّ اسمہٗ کا فرمان

قولہ تعالیٰ:۔ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ بقرہ رکوع ۵

ترجمہ۔ اور قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ۔

دربار ختم رسالۃ کا زکوٰۃ کے متعلق اعلان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اُدْعُھُمْ اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّ لَیْلَۃٍ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً فِیْ اَمْوَالِھِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِھِمْ وَتُرَدُّ فِیْ فُقَرَائِھِمْ (بخاری شریف باب وجوب الزکوٰۃ)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا۔ آپ نے فرمایا۔ انہیں اللہ تعالےٰ کی توحید اور میری رسالت کی شہادت کے لئے دعوت دو۔ اگر وہ اِس بات کو مان لیں پھر انہیں اطلاع دو۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اِن پر پانچ نمازیں روزانہ فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس بات کو مان جائیں۔ پھر اُنہیں اطلاع دو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے۔ جو انکے دولتمندوں سے لی جائے گی۔ اور اُنہیں کے محتاجوں پر بانٹ دی جائے گی۔ انتہیٰ۔

تارک زکوٰۃ کیلئے شاہنشاہ کی طرف سے سزا کا اعلان

قولہٗ تعالیٰ۔ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں۔ اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ پس اُنہیں درد دینے والے عذاب کی خوشخبری دے۔ جس دن اُس سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اُس سے اُن کے ماتھوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ دیئے جائینگے (اور اُن سے کہا جائیگا) یہ وُہ چیز ہے۔ جسے تم نے اپنی جانوں کے لئے جمع کیا تھا۔ پس جس چیز کو تم جمع کیا کرتے تھے۔ اُس کا مزہ چکھو۔

مفسرین حضرات کے اقوال کہ یہ آیتیں مانعین زکوٰۃ کے حق میں ہیں

وَاخْتَارَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِیْنَ حَمْلَہٗ عَلَی الْعُمُوْمِ وَیَدْخُلُ

فِيْهِ الْاَحْبَارُ وَالرُّهْبَانُ دُخُوْلًا اَوَّلِيًّا وَ فَسَّرَ غَيْرُ وَاحِدٍ الْاِنْفَاقَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِالزَّكٰوةِ لِمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ كَبُرَ ذَالِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَا اُفَرِّجُ عَنْكُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهُ كَبُرَ عَلٰى اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ۔ (روح المعانی)

ترجمہ:۔ بعض محققین کا خیال ہے۔ کہ اس آیت میں وہ سب لوگ مراد ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اور اس آیت میں علماء اور صوفیاء (جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتے) سب سے پہلے داخل ہونگے۔ اور بہت سے مفسرین نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے سے زکوٰۃ نہ دینا مراد لیا ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مسلمانوں پر گراں گذری (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں تمہیں اس کا مطلب حل کر دیتا ہوں۔ آپ نے جاکر عرض کی۔ اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے صحابہ پر یہ آیت گراں گذری ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لئے فرض کی ہے۔ کہ (زکوٰۃ لینے کے بعد) تمہارے باقی ماندہ مالوں کو پاک کر دے۔ انتہیٰ +

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کیلئے دربارِ نبویؐ سے سزا کا حکم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ کَنْزُ اَحَدِکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ یَفِرُّ مِنْہُ صَاحِبُہٗ وَیَطْلُبُہٗ حَتّٰی یُلْقِمَہٗ اَصَابِعَہٗ۔ رواہ احمد

ترجمہ :- ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا خزانہ (جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی گئی ہو) قیامت کے دن ایک گنجا سانپ ہوگا۔ خزانے کا مالک اُس سے بھاگے گا۔ اور وہ اُسے پکڑنے کے لئے اُسکے پیچھے دوڑے گا۔ یہاں تک کہ وہ مالک اپنی انگلیاں اُس کے منہ میں (چبانے کے لئے) دے گا

اونٹ گائے اور بکری کی زکوٰۃ ادا نہ کرنیوالے کی سزا

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ اَنْتَھَیْتُ اِلَیْہِ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اَوْ وَالَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ اَوْ کَمَا حَلَفَ مَا مِنْ رَجُلٍ تَکُوْنُ لَہٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا یُؤَدِّیْ حَقَّھَا اِلَّا اُتِیَ بِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْظَمَ مَا تَکُوْنُ وَاَسْمَنَہٗ تَطَؤُہٗ بِاَخْفَافِھَا وَتَنْطَحُہٗ بِقُرُوْنِھَا کُلَّمَا جَازَتْ

عَلَيۡهِ اُخۡرٰ لَهَا رُدَّتۡ اُوۡلٰهَا حَتّٰى يُقۡضٰى بَيۡنَ النَّاسِ (رواہ البخاری باب زکوٰۃ البقر)

ترجمہ:- ابو ذرؓ سے روایت ہے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پہنچا۔ آپ نے فرمایا۔ اُس خدا کی قسم جسکے قبضے میں میری جان ہے۔ یا فرمایا اُس خدا کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ یا اس قسم کی اور کوئی قسم کھائی (آپ نے فرمایا) جس شخص نے (دنیا میں) اونٹ گائے یا بکری کی زکوٰۃ ادا نہیں کی ہوگی۔ قیامت کے دن اِن جانوروں کو بہت بڑا اور بہت زیادہ موٹا کر کے لایا جائے گا۔ اور وہ اُسے اپنے پاؤں سے لتاڑینگے۔ اور اپنے سینگوں سے مارینگے۔ جب سب سے آخری گذر یگا۔ تو سب سے پہلا لوٹ کر آجائے گا۔ (اسی عذاب میں مبتلا رہیگا) یہاں تک کہ سب لوگوں کے اعمال کا فیصلہ کیا جائے۔ انتہٰی۔

خلافتِ راشدہ کا فیصلہ
زکوٰۃ کا منکر مرتد اور واجب القتل ہے

اِنَّ اَبَا هُرَيۡرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُوۡ بَكۡرٍ وَكَفَرَ مَنۡ كَفَرَ مِنَ الۡعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ كَيۡفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اُمِرۡتُ اَنۡ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوۡلُوۡا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنۡ قَالَهَا فَقَدۡ عَصَمَ مِنِّيۡ مَالَهٗ وَنَفۡسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنۡ فَرَّقَ بَيۡنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ (رواہ البخاری باب وجوب الزکوٰۃ)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اور ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ اور عرب میں سے جس نے کافر ہونا تھا ہو گیا۔ اُس وقت عمرؓ نے فرمایا آپ لوگوں سے (یعنی زکوٰۃ نہ دینے والوں سے) کیسے لڑ سکتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مجھے لوگوں سے جہاد کی اجازت دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ وُہ لا الٰہ الا اللہ پڑھیں۔ (یعنی اُن لوگوں سے لڑ سکتا ہوں جو کلمہ توحید کے قائل نہ ہوں) اور جس شخص نے کلمہ توحید کا اقرار کیا۔ اُس نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو محفوظ کر لیا۔ مگر قانونِ اسلام اپنے کسی حق کی بنا پر اُس کی جان لینا چاہے۔ (مثلاً قصاص یا شادی شدہ کے زنا کرنے سے تو وہ اور بات ہے) اور کلمہ توحید کے اقرار کرنے والے کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم ہے۔ جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔ اسکے ساتھ ضرور جہاد کروں گا۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم ہے۔ اگر مجھے بھیڑ کا چھوٹا سا بچہ (جسکی عمر ایک سال

تک پہنچی ہو) بھی زکوٰۃ میں کم کر دینگے۔ جیسے وُہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ادا کیا کرتے تھے۔ اُس کے نہ دینے پر بھی اُن سے لڑونگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم سوائے اسکے نہیں۔ (یعنی یہ رود اِس لئے دے رہے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کے سینہ میں یہ بات ڈالی ہے۔ میں بھی سمجھ گیا۔ یہی ٹھیک بات ہے۔ انتہیٰ ؀

کس شخص کے ذمہ زکوٰۃ لازم ہے

آزاد۔ عقلمند۔ بالغ مسلمان جب نصاب کا مالک ہو۔ اور اُسکی ملکیت میں مال کو ایک سال گذر جائے (یعنی غلام پاگل۔ نابالغ اور کافر کے ذمہ زکوٰۃ نہیں ہے)

کس مال سے زکوٰۃ لیجاتی ہے

اِسلامی شریعت میں پانچ قسم کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔

(۱) چوپاؤں سے جو سال کے اکثر حصّہ میں جنگل میں چرنے والے ہوں (۲) کھیتی کی اُس پیداوار سے جو سال بھر رہ سکتی ہو مثلاً سبزیاں چونکہ خشک کر کے سال بھر رکھی نہیں جاتیں۔ اُن پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ اور ہر قسم کے اناج پر ہوگی۔ کیونکہ وہ رکھا جاتا ہے) (۳) مال تجارت سے (۴) دفن شدہ خزانہ اگر کسی کو مل جائے

(۵)۔ سونا اور چاندی سے سکہ یا زیور کی صورت میں ہوں۔ یا ٹکڑے کی صورت میں

زکوٰۃ کب وصول کیجاتی ہے

چوپاؤں۔ مال تجارت۔ اور سونے چاندی سے سال گذرنے کے بعد۔ کھیتی کی پیداوار سے جب فصل اُٹھایا جائے دفینہ سے جب کسی کو ملے۔

نصاب زکوٰۃ

سونے اور چاندی کا نصاب

چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔ اِس سے کم مقدار میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ اور چاندی کی زکوٰۃ یہ ہے۔ کہ ہر ساڑھے باون تولہ میں سے ایک تولہ تین ماشے اور پانچ رتی چاندی دیجائے۔

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے۔ اور زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ دینے کا حکم ہے یعنی ہر ساڑھے سات تولہ میں سے دو ماشے دو رتی سونا دینا چاہیئے۔

بکریوں کا نصاب

اُن بکریوں پر زکوٰۃ ہوگی۔ جو جنگل میں چرنے والی ہوں

اَور سال گذرنے کے بعد فرض ہوگی۔ چالیس بکریوں سے
کم میں زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ پھر چالیس سے لیکر ایک
۱۲۰ سَو بیس تک ایک بکری ادا کرنی ہوگی۔ ۱۲۱ سے ۲۰۰
تک دو بکریاں ہونگی۔ ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں
۴۰۰ میں چار بکریاں۔ اِس کے بعد ہر ایک سو پر ایک
بکری بڑھتی جائے گی۔ بھیڑوں کا بھی یہی نصاب ہے

گائے کا نصاب

گائے کے مال پر زکوٰۃ تب ہوگی۔ جب جنگل میں
چرنے والی ہوں۔ ۳۰ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے
اَور ۳۰ پر جب ایک سال گذر جائے تب ایک سال کا نر
یا مادہ زکوٰۃ میں دیجائے۔ اَور ۴۰ میں دو سال کا نر یا
مادہ زکوٰۃ میں دی جائے۔ ۴۰ سے ۵۹ تک امام ابو
یوسف و محمدؒ رحمتہ اللہ علیہما کے ہاں وہی ۴۰ والی زکوٰۃ ہی
رہیگی۔ جب ۶۰ ہو جائیں۔ تب ایک ایک سال کے دو نر
یا دو مادہ دی جائیں۔ ۷۰ میں ایک ایک سال کا اور
ایک دو سال کا نر یا مادہ دی جائے۔ ۸۰ میں دو دو سال
کے نر یا مادہ دیئے جائیں۔ ۹۰ میں تین ایک ایک سال
کے نر یا مادہ دی جائیں۔ ۱۰۰ میں دو ایک ایک سال کے
نر یا مادہ اور ایک دو سال کا نر یا مادہ دی جائے۔ اُس
کے بعد ہر ۱۰ عدد پر ایک سال یا دو سال کے نر اَور مادہ

کی مقدار بڑھتی جائے گی۔ بھینس کا نصاب بھی گائے والا ہی ہے۔

اونٹ کا نصاب

پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ ۵ اونٹ جنگل میں چرنے والوں پر سال گذرنے کے بعد ایک بکری زکوٰۃ ہوگی۔ اور ۹ تک یہی رہیگی۔۔ ۱۰ سے ۱۴ تک دو بکریاں رہینگی۔ ۱۵ سے ۱۹ تک تین بکریاں ہونگی۔۔ ۲۰ سے ۲۴ تک چار بکریاں ہونگی۔ ۲۵ سے ۳۵ تک ایک سال کی ایک اونٹنی زکوٰۃ میں دی جائیگی۔ ۳۶ سے ۴۵ تک ایک اونٹنی دو سال کی زکوٰۃ میں دی جائیگی۔ ۴۶ سے ۶۰ تک ایک اونٹنی ۳ سال کی زکوٰۃ میں دی جائے گی ۶۱ سے ۷۵ تک ایک اونٹنی چار سالہ زکوٰۃ میں دیجائیگی ۷۶ سے ۹۰ تک دو اونٹنیاں دو سالہ دی جائینگی۔ ۹۱ سے ۱۲۰ تک دو اونٹنیاں ۳ سال کی دی جائینگی۔ اس تعداد کے بعد پھر از سر نو نصاب شروع کیا جائیگا۔ یعنی اتنے اونٹوں کا تو یہی رہیگا۔ جو زیادہ ہونگے۔ اُن کا نصاب پھر پانچ سے شروع ہوگا۔

گھوڑے کا نصاب

گھوڑے جب جنگل میں چرنے والے ہوں۔ اور نر

اور مادہ دونوں ملے جلے ہوں۔ (کیونکہ محض نر یا مادہ پر زکوٰۃ نہیں ہے) مالک کو اختیار ہے۔ چاہے تو ہر گھوڑے کی زکوٰۃ ایک دینار (رائج الوقت عہ) دے۔ یا قیمت کر کے چاندی کے نصاب کی زکوٰۃ ادا کر دے۔

گدھے اور خچر کی زکوٰۃ

گدھے اور خچر میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ البتہ اگر تجارت کے لئے ہوں۔ تو اُن کی قیمت پر دوسرے مال تجارت کی طرح زکوٰۃ ہوگی۔

مال تجارت سے

مال تجارت خواہ کسی قسم کا ہو۔ اُس پر تب زکوٰۃ لازم آتی ہے۔ جب اُس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب زکوٰۃ کو پہنچ جائے۔ اور مالک کے قبضہ میں ایک سال کا عرصہ بھی گذر گیا ہو۔ جس ماہ میں زکوٰۃ ادا کرنی ہو اُس ماہ میں موجودہ مال کی قیمت پر زکوٰۃ دی جائیگی۔ درمیان سال میں جو کمی بیشی ہوتی رہی ہے۔ اُس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

معدن (کانیں) اور دفینہ کی زکوٰۃ

معدن اور دفینہ میں سے فوراً (یعنی سال کی کوئی شرط نہیں ہے)

پانچواں حصہ بیت المال میں بھیج دیا جائے گا۔

زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ

بارانی پانی کی کاشت سے دسواں حصہ زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔ اور کنوئیں سے کھینچکر جو پانی کھیت کو دیا جائے۔ اس سے بیسواں حصہ پیداوار کا زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیلات مقامی محقق علماء سے معلوم کی جائیں۔

مصارف زکوٰۃ

قولہٗ تعالیٰ:۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۤءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ۝

ترجمہ۔ زکوٰۃ جو ہے۔ سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کی دلجوئی کرنا منظور ہے۔ اور گردنوں کے چھڑانے میں اور قرضداروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں فرض ہے۔ اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ انتہیٰ۔

زکوٰۃ کے آٹھ مصرف ہیں

فقراء جن کے پاس کچھ نہ ہو۔ مساکین، جن کی ضرورت کے

مطابق رزق میسر نہ ہو۔ عاملینؔ جو مسلمان بادشاہ کی طرف سے صدقات وغیرہ وصول کرنے پر مامور ہوں۔ مؤلفۃ القلوب جن کے اسلام لانے کی اُمید ہو۔ یا اسلام میں کمزور ہوں۔ اکثر علماء کرام کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ مد نہیں رہی۔ رقاب قیدیوں کو فدیہ دے کر آزاد کرانا۔ غلاموں کو خرید کر کے آزاد کرنا۔ یا غلاموں کا بدل کتابت ادا کر کے آزادی دلانا۔ غارمین۔ مقروض کا قرضہ ادا کرنا۔ یا جو شخص کسی ضمانت میں پھنس گیا ہو۔ اُسکی زر ضمانت ادا کر دینا۔ فی سبیل اللہ جہاد وغیرہ میں جانے والوں کی اعانت کرنا۔ ابنؔ السبیل مسافر جو حالت سفر میں مالک نصاب نہ ہو۔ خواہ اپنے گھر دولتمند ہی ہو۔

ضروری تنبیہ

احناف کرام کے ہاں تملیکِ (مالک بنا دینا) ہر صورت میں ضروری ہے۔ اور فقر شرط ہے۔

فلسفۂ زکوٰۃ کی تمہید

خالق ایک اور مخلوق کی کئی قسمیں

برادران اسلام۔ جس خدا تعالیٰ نے اِس چرخ نیلگوں اور قطعات ارضیہ بوقلموں کو پردہ عدم سے صفحۂ ہستی

پر جلوہ نما فرمایا۔ وُہ بے نظیر و بے مثال ہے۔ وُہ اکیلا ہے۔ نہ اُس کا ماں باپ۔ نہ اُس کے بیٹے بیٹیاں نہ کوئی اُس کا بھائی نہ بہن چنانچہ اُسکی شان ذی شان کا قرآن میں یہ بیان ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝
مگر اُسکی مخلوق کی اتنی جنسیں انواع اور اصناف ہیں۔ جن کی تعداد و شمار سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا اور پھر ہر قسم کی مخلوقات کی طاقتیں تاثیریں اور خاصیتیں جدا جدا ہیں۔ چنانچہ انسان بھی اِس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ اوّل تو اُسکی بھی دو قسمیں ہیں۔ عورت اور مرد دونوں میں سے ہر ایک کے جذبات اور ملکات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور جس طرح مردوں میں اپنی اپنی استعداد کے لحاظ سے غیر متناہی درجے ہیں۔ اِسی طرح عورتوں میں بھی بے انتہا قسمیں ہیں مردوں میں ایک طرف مثلاً عالی دماغ بادشاہ قابل ترین وزیر بہادر ترین سپہ سالار اعلیٰ درجہ کے منفنن سحر بیان شاعر محنت کے پتلے پائے جاتے ہیں۔ تو دوسری طرف شرارت پسند مفسد۔ خطرناک چور بے رحم ڈاکو۔ انتہا درجہ کے کمینہ اعلیٰ درجہ کے نکھٹو بھی دیکھے جاتے ہیں۔

نتیجۂ عمل

اِس نظام عالم کو بغور مطالعہ کیا جائے۔ تو اس امر میں

شک نہیں رہتا۔ کہ ہر ایک عمل کا اثر اُسکے عامل پر ضرور پڑتا ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ مثلاً جو شخص اپنی حلال کی کمائی کو نہایت ہی کفایت شعاری سے خرچ کرتا ہے۔ اُسے آپ عموماً خوشحال دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بے نیاز۔ لوگوں کی نظروں میں معزز پائینگے۔ بخلاف اسکے محنت سے جی چرانے والے اور جو ہاتھ آئے اُسے بے طرح اُڑانے والے کو ہمیشہ تنگدست فاقہ مست دست سوال دراز کرنیوالا اور ذلیل دیکھینگے۔ صاحب ہنر و کمال کو لوگوں کی نظروں میں معزز اور بے ہنر و بے جوہر کو ذلیل و خوار پائینگے لہذا یہ تو خلاف انصاف ہے۔ کہ اعلیٰ درجے کے محنتی لوگ جو کمائیں۔ اُنہیں مجبور کیا جائے۔ کہ بد محنت اور نکھٹوؤں کو برابر حصہ بانٹ دیں۔ اُن سے زائد ایک کوڑی نہ لیں۔ اِس سے نظام عالم میں سخت برہمی ہو گی کہ سست مزاج نکھٹو اور بد محنتوں کو اور ڈھارس مل جائے گی۔ بلکہ آہستہ آہستہ کئی آدمی اِسی طریق زندگی کو اختیار کرنا شروع کر دینگے۔ چنانچہ آج کل دیکھ لیجیئے چونکہ مسلمان صدقہ و خیرات عام طور پر دیتے ہیں اس لئے بیسیوں کی تعداد میں عیالدار مسلمان بڑے شہروں میں ایسے ملینگے۔ جو محنت اور کمانے سے گریز کرتے ہیں۔ اور اُنکا ذریعہ معاش ہی گداگری ہے۔

اُنہیں مزدوری کے لئے ترغیب دی جائے۔ تو انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ ایک مزدور کی یومیہ مزدوری سے دُہ زیادہ پیسے مانگ کر جمع کر لیتے ہیں۔

دفعات فلسفۂ زکوٰۃ

دفعہ اوّل
زکوٰۃ دینے والے کے اخلاق کی اصلاح

(الف)۔ برادران اسلام۔ انسان کا ہر عمل دو چیزوں سے مرکب ہے۔ صورت عمل۔ روح عمل۔ صورت عمل کے ساتھ روح عمل نہ پائی جائے تو وُہ انسان بے جان کی طرح مردہ ہے۔ روح کی زکوٰۃ یہ ہے۔ کہ انسان اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی جو ایک لحاظ سے اُس کی جان کا عرق ہے۔ رضاء مولیٰ کے لئے قربان کرکے یہ ثبوت دیتاہے۔ کہ اے میرے مولا تو مجھے اِس محبوب مال سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ اِس جذبۂ صادقہ کا پیدا ہونا تمام اخلاق کا سنگ بنیاد ہے۔ کیونکہ مال اگر اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبوب ہو۔ اور مالدار اپنے فرائض کو انجام نہ دے۔ تو خطرہ ہے۔ کہ اسی بدخلقی کے باعث جہنم میں جائے۔ وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ۔ لہذا رضاء مولیٰ کے لئے خرچ

کرنے والا اللہ تعالیٰ کا شکر گذار کہلائے گا۔ اور شکر گذاری یا اخلاقِ انسان کا نمغۂ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو یہ نعمت نصیب فرمائے۔ آمین۔

(ب) زکوٰۃ ادا کرنے میں دل کو بخل کی پلیدی سے پاک کرنا مقصود ہے۔ جس طرح ناپاک کپڑا یا بدن پانی کے سوا پاک نہیں ہو سکتا۔ اور پاک کئے بغیر نماز نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جب تک دل بخل کی پلیدی سے پاک نہ ہو۔ تو بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ گویا زکوٰۃ اور صدقات کے پانی سے بخل کی پلیدی کو دل سے دھویا جاتا ہے۔ اسی لئے زکوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد پر حرام ہے۔ اور بخل بیسیوں بد اخلاقیوں کا موجب بن سکتا ہے لہذا زکوٰۃ اور صدقات دینے والا تمام اُن بد اخلاقیوں سے محفوظ ہوگا۔ بلکہ اخلاق عالیہ کا علمبردار ہوگا۔

دفعہ دوم

زکوٰۃ دینے والے کیلئے دنیاوی برکات

بعض احادیث میں ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ابن آدم اَنفِق اُنفِق عَلَیکَ ترجمہ:- اے اولاد آدم تو خرچ کر۔ تو میں تم پر خرچ کرونگا۔ انتہیٰ۔ یعنی انسان جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے

اللہ تعالیٰ اُتنی ہی زیادہ برکت عطا فرماتا ہے۔ اِس کے
علاوہ جن حاجتمندوں کی حاجت روائی کریگا۔ اُن کے
دل سے دعا نکلے گی۔ اور ہر شخص اُسکی تعریف سے
رطب اللسان ہوگا (اگرچہ اُسے دنیاوی تعریف مقصود نہیں
ہوگی مگر یہ چیز خود رو گھاس کی طرح خود بخود پیدا ہو
جاتی ہے)

وقعہ سوم

زکوٰۃ دینے والے پر آخرت کی رحمت

قولہ تعالیٰ۔ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ
شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ
مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ
اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ
مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝ فَوَقٰھُمُ
اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰھُمْ نَضْرَۃً وَّ سُرُوْرًا ۝

ترجمہ۔ (اللہ تعالیٰ کے بندے) منت پوری کرتے ہیں۔ اور
ایسے دن سے ڈرتے ہیں۔ جسکی سختی عام ہوگی۔ اور
(محض) خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا
کھلاتے ہیں (۱) یہ کہتے ہیں، کہ ہم تمھیں محض خدا
کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے

نہ بدلہ چاہتے ہیں۔ نہ شکریہ ہم اپنے رب کی طرف سے
ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں۔ سو اللہ
تعالیٰ اُنہیں (اس اطاعت اور اخلاص کی برکت سے) اُس
دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔ اور اُنہیں تازگی اور
خوشی عطا فرمائے گا (یعنی چہروں پر تازگی اور قلوب
میں خوشی دے گا)۔

دفعہ چہارم

زکوٰۃ لینے والوں کی اخلاقی اصلاح

یہ ٹھیک ہے۔ کہ بعض انسان پیدائشی خبیث الطبع
واقع ہوتے ہیں۔ وہ اپنے خبث طبعی کے باعث
بلاوجہ بھی لوگوں کو نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ مگر عام
قاعدہ یہ ہے۔ کہ انسان افلاس سے تنگ آکر طرح
طرح کے جرائم کا عادی ہو جاتا ہے۔ چوری کرنا۔ ڈاکہ ڈالنا
قرضہ لیکر واپس نہ دینا۔ کئی طرح کے مکر و فریب اور
حیلہ سازیوں سے لوگوں کا مال کھانا۔ یہ سب ناداری
اور بیکاری کے نتائج ہیں۔ اگر امراء باقاعدہ مستحقین پر
زکوٰۃ تقسیم کریں۔ تو انشاء اللہ بہت سے جرائم پیشہ
لوگ یقیناً اپنے جرموں سے باز آجائیں۔ چنانچہ موجودہ
گورنمنٹ جب جرائم پیشہ کو اراضی دے کر خود کما کر

کمانے کے قابل بنا دیتی ہے۔ تو جرائم سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔

دفعہ پنجم

زکوٰۃ لینے والوں کی معاشرتی اصلاح

نادار آدمی مخلوق خدا کے حقوق کے ادا کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔ اس لئے سارے حقدار اُس سے ناراض ہوتے ہیں۔ اور وُہ بیچارہ حق ادا کرنا بھی چاہے تو ادا نہیں کر سکتا۔ مد زکوٰۃ میں سے جب اُسے روپیہ مل جائے گا۔ ماں باپ کی خدمت کرے گا۔ وُہ اُس سے راضی ہونگے۔ بیوی کی ضروریات مہیا کر دے گا وُہ بھی دل سے دعائیں دیگی۔ بچوں کی ضروریات پوری کرے گا۔ وُہ اُس سے خوش ہونگے۔ اور جب تمام حقداروں کے حق ادا کرے گا۔ تو سابقہ تمام اعتراضات اور تمام کشیدگیاں کافور ہو جائیں گی۔

دفعہ ششم

زکوٰۃ لینے والوں کی اقتصادی اصلاح

امراء اپنے مال کی زکوٰۃ جب غرباء پر تقسیم کرینگے۔ اور اُس کی مقدار دو چار دس بیس روپے نہیں ہوگی۔

بلکہ سارے مسلمان امرار کی زکوٰۃ لاکھوں تک بلکہ ممکن ہے۔ کہ کروڑوں تک پہنچ جائے۔ جب اتنا روپیہ غرباءکو بطور اعانت ہر سال تقسیم کیا جائے۔ توکیا پھر ممکن ہے۔ کہ اُنکی اقتصادی حالت کی اصلاح نہ ہو بالخصوص جبکہ وُہ خود بھی نان شبینہ کے لئے ہاتھ پاؤں مار کر قوتِ لایموت روزانہ کما لائیں۔

دفعہ ہفتم

زکوٰۃ سے سیاسی فائدہ

مجاہدین اسلام کی حرارۃ ایمانی حمیتہ اسلامی اور سرفروشی کا عشق ہی اسلام کی عزت کا محافظ اور اُس کے وقار کا پاسبان ہے۔ اسلام نے جس دن سے دنیا میں جنم پایا۔ اُسی دن سے مجاہدین اسلام کی مسلمانوں میں خدا کے فضل سے کبھی کمی نہیں ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ ضرورت فقط اسی چیز کی ہے۔ کہ مجاہد کی روٹی کپڑے اور دوسری ضروریات جنگی کا انتظام کر دیا جائے چنانچہ مسلمانوں کی زکوٰۃ کا بیت المال جب ان چیزوں کا کفیل ہو جائے گا۔ تو آپ دیکھینگے۔ کہ مجاہدین اسلام کے جھنڈ در جھنڈ پرندوں کی طرح قطاریں باندھ کر میدان جہاد میں اُمنڈ کر آئینگے۔ ادھر سے خدا تعالیٰ

اس توحید پرست محافظ اسلام فوج کی پشت پناہی کے لئے زمین و آسمان کی تمام قوتوں کو مدد کے لئے میدان میں لا اتارینگے۔

نتیجہ

سوائے اس کے اور کوئی نکل نہیں سکتا۔ کہ اس سرفروش جماعت کے سر پہ خدا تعالیٰ کے حکم سے فتح کا سہرا باندھا جائے۔ اور دشمن ناکام و نامراد ہوکر میدان سے شکست کھاکر مونہہ چھپا کر جائے گا۔ قولہ تعالیٰ وَلَوْ قَاتَلَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۔

دعوۃ الی السنۃ

زکوٰۃ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں یہ دستور تھا۔ کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کرکے حضور اقدس فداہ ابی و امی کے حضور میں پیش کر دیتے تھے حضور انور اپنے حکم سے مستحقین پر تقسیم فرماتے۔ موجودہ دور میں اگرچہ مسلمانوں کا کوئی ایسا امام نہیں ہے جس کے ساتھ مسلمانان ہندوستان کی بحیثیت مجموعی وابستگی ہو۔ البتہ مختلف حلقے ضرور ہیں لہذا ہر جماعت کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ

اپنے مقتدا اور امام کے ہاں زکوٰۃ جمع کرا دیں ۔ اور
مقتدا جہاں مناسب خیال فرمائے۔ اس مال کو بہترین
مصارف میں صرف کرے ۔ مثال کے طور پر عرض
کر دیتا ہوں۔ کہ ہمارے ہاں انجمن خدام الدین دروازہ
شیرانوالہ لاہور میں زکوٰۃ کم و بیش جمع ہوتی ہے ۔
اور اس مدّ میں سے سارا مال یتامیٰ ۔ بیوگان ۔ مساکین
وغیرہ میں ضرورت کے مطابق تقسیم ہوتا رہتا ہے۔
اور اسی مدّ میں سے اکثر اُن طلبۂ علوم کو بھی کھانا دیا
جاتا ہے ۔جو مختلف صوبجات ہند (مثلاً پنجاب ۔ یوپی
بنگال ۔ مدارس ۔ بہار ۔آسام ۔ سندھ ۔ سرحد وغیرہ)
اور ریاست ہائے ہند (مثلاً بھاولپور ۔ خیرپور سندھ
حیدر آباد دکن وغیرہ) اور بیرون ہند (مثلاً افغانستان
چین ۔ بخارا ۔ ایران وغیرہ) سے محض تفسیر قرآن حکیم
پڑھنے کے لئے آتے ہیں ۔ یہ خوبی ایک مرکز پر جمع
کرنے کے باعث پیدا ہو گئی ہے ۔ ورنہ کیا انفرادی
طور پر ممکن ہے ۔کہ زکوٰۃ دینے والے حضرات ان
ممالک کے اہل علم کی خدمت میں پہنچا سکیں ۔اور ان
طلبہ کی خدمت کا نتیجہ یہ ہوگا ۔ کہ جہاں جاکر اور جتنی
عمر یہ علماء کرام خدمت دین کرینگے ۔ اُن کی اس خدمت
میں اُن حضرات کا حصّہ یقیناً ہوگا ۔ جو قیامت کے
دن نجات اور دنیا میں برکت کا موجب ہوگا ۔ وَ مَا

عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

آخری عرضداشت

برادران اسلام جب زکوٰۃ ادا کرنے کے باعث اندرون ملک میں بھوک اور تنگدستی کا خاتمہ ہو جائے۔ چوری ڈاکہ وغیرہ بد امنی کی تمام قسمیں مفقود ہو جائیں۔ اور سرحدات اسلامی پر بھی اس سرمایہ کی بدولت اتنے بڑے بڑے استحکامات کر دیئے جائیں۔ کہ دشمن آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی جرأت بھی نہ کرسکیں۔ تو پھر آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے لئے وہ کیا مبارک زمانہ ہوگا۔ تسلط کفار سے آزاد ہونگے۔ سوائے خدائے قدوس کے اور کسی کے غلام نہیں ہونگے اسلام آزاد۔ قرآن آزاد ایمان آزاد مسلمان آزاد ہوگا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَ عَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ ۞

تصدیقات علمائے کرام

۱۔ الحمد اللہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفےٰ۔ اما بعد نیازمند نے رسالہ فلسفۂ زکوٰۃ مؤلفہ حضرت مولانا احمد علی صاحب۔ حضرت مولانا مدظلہ کی زبان مبارک سے اوّل سے آخر تک سنا۔ رسالہ

مذکورہ باب زکوٰۃ میں ایک مختصر اور جامع تحریر ہے۔ شروع میں قرآن کریم اور حدیث شریف سے زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت مختلف اموال اور زمین کی پیداوار سے نصاب زکوٰۃ مقدارِ زکوٰۃ۔ مصارف زکوٰۃ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس حصہ میں اکثر نصوص شریعت ونقل احکام پر اکتفا فرمایا ہے۔

دوسرے حصہ میں فلسفہ زکوٰۃ کے عنوان سے برکات اور منافع زکوٰۃ جو اخلاقی، معاشرتی اور اقتصادی حالات میں ظاہر ہوتے ہیں کمال خوبی سے ذکر کئے ہیں۔ اور اس سے یہ رسالہ اپنے مضمون میں جامع اور ہر مذاق اور ہر طبیعت کی رعائت میں کامل ہو گیا ہے۔ اختتام پر تمام مسلمانوں سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ صدقات وزکوٰۃ کو جو منتشر صورت میں صحیح اور غیر صحیح مقاموں میں خرچ کی جاتی ہے اپنے اپنے علاقہ میں کسی متدین اور قابل اعتماد مرکز پر جمع کریں۔ اور اس خداوندی مال کو اہل علم کے مشورہ سے حسب احکام شریعت مستحقین میں تقسیم کریں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مدظلہ کی یہ سعی قبول فرما کر آپ کو خدمت دین میں روز افزوں ترقی دیں اور مسلمانوں کو اس فریضۂ اسلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اسی سلسلہ میں آپ کے رسالے فلسفۂ توحید مقبول، فلسفۂ نماز، فلسفۂ روزہ شائع ہو کر اہل اسلام کے ہاتھوں میں پہنچ چکے ہیں اور عنقریب رسالہ فلسفۂ حج بھی چھپنے والا ہے۔ اس کے بعد ارکان اسلام کی تعلیم اپنی زبان میں مسلمانوں کے پاس موجود ہو گی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل مرحمت فرمائیں۔

حضرت مولانا مدظلہ کی زندگی خدمت تبلیغ دین کے لئے وقف ہے آپ ایک عرصہ سے تحریراً وتقریراً یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں چنانچہ مختلف ابواب اسلام اور احکام دین کے متعلق آپ کے رسائل لاکھوں کی تعداد میں باہتمام انجمن خدام الدین شائع ہو کر پنجاب و ہندوستان میں اکثر مفت تقسیم ہو رہے ہیں۔ یہ رسالہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کو ہمیشہ کیلئے قائم رکھیں والسلام (مولانا مولوی) عبید اللہ مسلم گورنمنٹ کالج شاہ پور صدر

۲۔ نیاز مند نے یہ رسالہ اوّل سے آخر تک مطالعہ کیا۔ نہایت محظوظ ہوا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس زمانہ میں بھی ایسے صالحین موجود ہیں جنہوں نے تبلیغ اسلام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ وَاللّٰہُ یَختَصُّ بِرَحمَتِہٖ مَن یَّشَاءُ واللہ ذو الفضل العظیم۔ (مولانا مولوی) محمد احمد عفی عنہ مورخہ یکم جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ

۳۔ رسالہ فلسفہ زکوٰۃ کو اوّل سے آخر تک بغور سنا جو نہایت جاں فشانی سے مسائل زکوٰۃ جمع کئے گئے ہیں اور قرآن اور سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہیں اور ہر ایک مسلم کو مسائل زکوٰۃ اور فلسفہ زکوٰۃ بخوبی اس سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ (مولانا مولوی) **محمد دین** فارغ التحصیل از مدرسہ رحیمیہ دہلی۔ ضلع شاہ پور

۴۔ رسالہ فلسفہ زکوٰۃ متعلقہ حضرت مولانا احمد علی صاحب فاضل اجل کو اوّل سے آخر تک سنا ہے کتاب وسنت کے مطابق پایا مؤلف کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرما دے۔ (مولانا مولوی) **محمد حیات** از تنگر یائی طوکاں تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم فاضل دیوبند۔

۵۔ حضرت مخدومی ومکرمی . . . . کا رسالہ فلسفہ زکوٰۃ احقر نے تمام توجہ سنا اور ہر ہر کلمہ پر غور وفکر کیا تو بحمد اللہ نہایت کارآمد اور مفید پایا (خداوند کریم قبلہ عالی کو جزائے خیر دے) جو کہ نہ فقط عوام بلکہ طبقہ تعلیم یافتہ اور طلباء کیلئے تو بے حد کارآمد اور مفید ہے اور خصوصاً زمانہ حال میں جبکہ مسلمانوں کے اندر ہر طرح سے اسلامی کمزوریوں کے باوجود ایک یہ کمی بھی غایت درجہ کی ہے۔ کہ مسلمان مسئلہ زکوٰۃ کے فضائل وفوائد سے بالکل ہی غافل اور پس پردہ نظر آتے ہیں اور یہ اسلامی رکن بالکل ہی معدوم نظر آتا ہے جس لئے ایک ایسی تحریر کی ضرورت تھی کہ جس سے تشنگان اسلامی سیراب ہوں (خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس ضرورت کے لئے قبلہ کی ذات بابرکات کو منتخب فرما کر تشنگان اسلامی کی پیاس کو بجھایا) اور جو کہ مسلمانوں کے معاشرتی، سیاسی، اقتصادی زندگی کے ہر پہلو پر پوری تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ اب خداوند رحمان کے دربار میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم قبلہ کے سایہ عاطفت کو ہمیشہ کیلئے قائم رکھے تاکہ ہماری ضروریات دینی اور دنیوی بر آئیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (مولانا مولوی) **محمد سلیمان** ہزاروی حسینی غفرلہٗ فاضل دیوبند۔

۶۔ جناب مولانا واستاذنا احمد علی صاحب قبلہ نے رسالہ فلسفہ زکوٰۃ تصنیف فرمایا ہے۔ جسے میں نے از اوّل تا آخر دیکھا ہے۔ واقعی فی زمانہ، مصارف زکوٰۃ کے تعین کی غلط فہمی عوام میں عموماً اور اہل علم طبقہ جو کہ اپنے آپکو تہذیب جدید کا علمبردار اور روشن دماغی کا واحد ٹھیکیدار خیال کرتا ہے جسقدر پھیلی ہوئی ہے وہ ارباب بصیرت سے مخفی نہیں ہے خدائے سمیع وعلیم کا ہم مسلمانوں پر بے حد احسان ہے کہ مولانا وقتی ضروریات کے مطابق ہماری تشنہ کامی

کو اپنی بے لوث خدمات سے سیراب کرتے رہتے ہیں اللہ تعالےٰ آپ کے وجود مسعود کو تادیر قائم رکھے آمین ثم آمین۔

عبدالعزیز خان براری المعروف حیدرآبادی (دکن) متوطن - پانڈھر کوڑا ضلع یوت محل برار

۷۔ مخدوم العلماء حضرت مولانا المعظم دام فیضہ کی نئی تصنیف لطیف یعنی رسالہ فلسفہ زکوٰۃ اوّل سے آخر تک حضرت اوستادنا العلام کی زبان مبارک سے بغور سنا جسکو مطابق قوانین شریعت غرا پایا اللہ تعالیٰ جملہ اہل اسلام کو طاقت بخشے کہ وہ ان مسائل پر عمل پیرا ہوں اور ان مساعی جمیلہ میں ہر قسم کی امداد بہم پہنچاتے رہیں۔

احقر عبدالحق عفی عنہ خوشہ چین دیوبند شریف و مولوی عالم و مولوی فاضل متوطن لوران تو تحصیل ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

اللہ تعالےٰ کی رحمت کے دو خزانے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دو خزانے ہیں جنکا مستحق ہر ایک مسلمان ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ انکے حصول کیلئے تھوڑی سی کوشش ان شرائط کے ماتحت کرے جو امام الانبیاء حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں پہلا خزانہ رحمت استغفار کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے اور دوسرا اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرنے سے میسر آسکتا ہے۔ لیکن استغفار اور حمد و ثنا کرنے کے لئے موزوں ترین الفاظ کونسے ہوسکتے ہیں جو مختصر بھی ہوں اور زیادہ سے زیادہ جاذب رحمت الٰہی بھی ہوں۔ اسکا تعین خود حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمادیا ہے انجمن خدام الدین لاہور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ ان ہر دو وظائف کو مع ترجمہ خواص و شرائط نہایت بہترین۔ خوشنما۔ دیدہ زیب۔ آرٹ کارڈ پر طبع کرایا ہے جو شخص ان ہر دو وظائف کو لینا چاہے مقامی ہو تو ایک ایک کاپی مفت دفتر سے حاصل کرسکتا ہے ایک سے زاید حاصل کرنے کیلئے فی کارڈ ایک پیسہ خرچ کرنا ہوگا۔ بیرونی حضرات ۱/ کا ٹکٹ برائے محصول و پیکنگ بھیجکر ایک ایک کاپی مفت منگوا سکتے ہیں زیادہ منگانے کیلئے انہیں بھی فی کارڈ ایک پیسہ علاوہ محصول بھیجنا پڑیگا جو بصورت ٹکٹ یا منی آرڈر بھیجا جاسکتا ہے پیشگی آئے بغیر تعمیل نہیں ہوگی۔ وی پی نہیں بھیجا جاتا کیونکہ واپس آنیکی صورت میں اس خیرائی کام کو نقصان پہنچتا ہے ⁂ ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ضروری اطلاع آپنے اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک بغور ملاحظہ فرمالیا۔ انجمن خدام الدین کیطرف سے اس وقت تک مختلف مضامین کے ۔۔ رسائل چار لاکھ چالیس ہزار کی تعداد میں شائع ہوچکے ہیں ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر رجسٹرڈ پیکٹ منگوائیے۔

انجمن خدام الدین لاہور کے نسخہ

قرآن عزیز

بہ تحشیہ جدیدہ

عکسی طباعت نفیس مزین

مرتبہ :-

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنا فلی سفید کاغذ	مکینکل گلیز کاغذ

-/۱۲ روپے -/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

نمبر ۲۸

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

ترجمہ: اور مسلمانو بے پایاں قوت سے اور گھوڑوں کے باندھ رکھنے سے جہاں تک تم سے ہوسکے کافروں کے مقابلہ کے لئے سازو سامان مہیا کئے رہو

رسالہ موسومہ

اسلام اور ہتھیار

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

سوال منقول از روزنامہ انقلاب مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

"سول اینڈ ملٹری گزٹ" نے شیخ خالد لطیف گابا کے بیان
پر تبصرہ کرتے ہوئے "عالم دین" بننے کی کوشش
کی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اسلام نے کہیں مسلمانوں
کو تلوار باندھنے کا حکم نہیں دیا۔ ہمارے خیال میں
"سول" اور دوسرے غیر مسلم اخباروں کا شریعت
اسلامی کے متعلق اِس قسم کی غلط بیانی کرنا صریح

مداخلت فی الدین اور توہین مذہب ہے۔ علمائے اسلام کو چاہیئے۔ کہ تلوار کے متعلق تمام دینی احکام مسلمانوں غیر مسلموں اور حکومت کے خداوندوں کی اطلاع کے لئے شائع کر دیں"

الجواب وھو الموفق للصواب

انقلاب کی رائے سے اتفاق

ہمیں انقلاب کی رائے سے پورا اتفاق ہے کہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کا یہ کہنا کہ اسلام نے کہیں مسلمانوں کو تلوار باندھنے کا حکم نہیں دیا۔ اسلام کے متعلق افتراء ہے۔ علاوہ اس کے "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کا تعلیم اسلام سے ناواقف ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

قرآن کی تعلیم

فقط تلوار نہیں بلکہ مسلمانوں پر فرض ہے۔ کہ اپنے وقت کے تمام ہتھیاروں سے مسلح رہیں۔ آیت کریمہ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَ أَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ (قرآن مجید سورۃ الانفال رکوع ۸)

ترجمہ:۔ دشمنوں (کے شر سے محفوظ رہنے) کے لئے جنگی قوت (یعنی ہتھیار) ممکن ہو سکے۔ اور پلے ہوئے گھوڑے تیار رکھو۔ کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر دھاک پڑے اور اُن کے سوا دوسروں پر جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں (یعنی فراہمی سامان و اسلحہ) جو کچھ تم خرچ کرو گے۔ وہ تمہیں پورا ملیگا۔ اور تمہارا حق رہ نہیں جائے گا۔ انتہیٰ +

تفسیر آیت مذکورہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوۃ کی تفسیر تیر اندازی کی ہے۔ کیونکہ اُس زمانہ میں دور سے دشمن پر وار کرنے کے لئے تیر اندازی ہی ہوتی تھی جس کی جگہ آج کل بندوق استعمال کیجاتی ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا۔ اَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ۔

ترجمہ:۔ خبردار قوۃ سے مراد تیر اندازی ہے۔ آپؐ نے تاکید شدید کے خیال سے تین مرتبہ یہ فقرہ فرمایا۔ تاکہ کوئی ملحد مراد الٰہی کے خلاف پر محمول نہ کرنے لگے۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے۔ کہ قوہ سے مراد زبانی قوۃ یعنی مناظرہ کی استعداد پیدا کرنا مراد ہے علیٰ ہذا القیاس

مگر آج کل

چونکہ بندوق توپ ہوائی جہاز۔ آبدوز کشتیاں وغیرہ سامان جنگ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے قوۃ تیار کرنے سے مراد مندرجۂ بالا اسباب کا مہیا کرنا مسلمانوں کا فرض ہوگا۔

چنانچہ رئیس المتکلمین عمدۃ المفسرین قدوۃ المحدثین حضرت مولنا شبیر احمد صاحب عثمانی دیو بندی اس آیت کے حواشی میں تحریر فرماتے ہیں "مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو۔ سامان "جہاد" فراہم کریں نبی کریم صلعم کے عہد مبارک میں گھوڑے کی سواری۔ شمشیر زنی اور تیر اندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامان جہاد تھا۔ آج بندوق۔ توپ۔ ہوائی جہاز آبدوز کشتیاں آہن پوش کروزر۔ وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور "فنون حربیہ" کا سیکھنا بلکہ ورزش کرنا سب سامان جہاد ہے۔ اسی طرح آیندہ جو اسلحہ و آلات حرب و ضرب تیار ہوں۔ انشاء اللہ وہ سب آیت کے منشاء میں داخل ہیں۔ قرآن شریف مترجم مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور ۱۳۵۲ھ

طاقت کے مطابق ہتھیار بند ہونا مسلمان کا مذہبی فرض ہے

قاعدہ یہ ہے۔ کہ امر کے صیغہ سے وجوب کی معنی نکلتی ہے۔ مثلاً ہم نماز کیوں فرض کہتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں اقیموا الصلوٰۃ کا فقرہ آیا ہے۔ جس میں اَقیمو امر کا صیغہ ہے۔ لہذا نماز فرض ہے۔ اِسی طرح زکوٰۃ اس لئے فرض ہے۔ کہ قرآن عزیز میں (اٰتوُا الزکوٰۃ) کا صیغہ مستعمل ہے۔ آتوا امر کا صیغہ ہے۔ جس سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ لہذا زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض ہے۔ بعینہ اِسی طرح اَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّۃٍ میں اعدوا امر کا صیغہ ہے۔ اس کا مطلب یہی نکلتا ہے۔ کہ اے مسلمانو۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ دشمنوں کے لئے ہتھیار وغیرہ تیار رکھو۔ البتہ ما استطعتم کی قید ساتھ ہی لگا دی ہے۔ مثلاً مسلمان ہندوستان میں قانوناً جن ہتھیار کے رکھنے کے مجاز نہیں ہیں وہ اُن کی استطاعت سے باہر ہے۔ ہاں یہ اُن کے ذمہ لازم ہے۔ کہ پوری کوشش کر کے قانوناً اپنے لئے ہتھیاروں کی اجازت حاصل کریں۔ البتہ جن چیزوں کے مہیا کرنے میں قانونی ممانعت نہیں ہے۔ اُن کا بہم پہنچانا مسلمانوں کا فرض ہے۔ مثلاً لاٹھی۔ کلہاڑی چاقو وغیرہ اور پنجاب کے جن اضلاع تلوار کی اجازت

ہے۔ وہاں کے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ ہر گھر بلکہ ہر جوان کی کمر میں تلوار ہو
(بفضلہ تعالیٰ اس رسالہ کی تالیف کے بعد اور طباعت سے پہلے
پنجاب بھر میں تلوار رکھنے کی اجازت مل گئی ہے) +

ہتھیار بند ہونے سے رعب جمانا مقصود ہے

جس طرح آجکل دنیا میں یہ ضرب المثل مشہور ہے۔ کہ
اگر امن چاہتے ہو۔ تو لڑنے کے لئے تیار رہو۔ اللہ
تعالیٰ نے مسلمانوں کو مسلح ہونے کا حکم اس لئے نہیں
دیا۔ کہ دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ بلکہ مسلح ہونے کی
حکمت یہ بیان فرمائی ہے تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ
وَعَدُوَّكُمْ۔ کہ اپنے اور اللہ کے دشمنوں پر رعب
قائم رکھو۔ اُن پر تمہاری ہیبت طاری ہو وہ مسلمانوں
سے خائف رہیں۔ کہ اگر ہم نے اُن پر حملہ کیا۔ تو وہ
بھی گلّہ بہ گلّہ جواب دینگے۔ حاصل یہ ہے۔ کہ دُنیا
میں امن قائم رکھنے کے لئے مسلمان کو مسلح کیا جاتا ہے
جس طرح تمام حکومتیں اپنے ملک میں امن قائم رکھنے کے
لئے مسلح فوج اور پولیس رکھا کرتی ہیں۔

ہاں لڑنے والوں سے لڑنا فرض ہے

جو لوگ مسلمانوں کی جان، مال، عزت اور اسلام پر حملہ
آور ہوں۔ اُن کی مدافعت کرنا مسلمان کا مذہبی فرض
ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے (وَقَاتِلُوْا فِيْ

سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ سورہ بقرہ رکوع ۲۴

ترجمہ:۔ اللہ کی راہ میں اُن سے مقابلہ کرو۔ جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ (یعنی جو لوگ لڑنے کے لیے آتے ہیں۔ اُن سے لڑو۔ اور اُن کے پسماندگان بیویوں۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ گوشہ نشینوں کو کچھ نہ کہو۔

حاصل یہ نکلا

کہ لڑنے والوں کی مدافعت کرنا (جس طریقہ سے مدافعت ممکن اور مفید ہو) اسلامی حکم ہے۔ کسی منصف مزاج انسان کے ہاں جنگ کے معاملہ میں اس سے زیادہ انصاف کا قانون ہو نہیں سکتا۔

البتہ

یہ ضرور ہے۔ کہ اسلام اپنے تابعداروں کو بزدل۔ بے غیرت۔ بے حمیت بنانا نہیں چاہتا بلکہ وُہ اپنے پیرؤں کو غیرت۔ حمیت۔ شجاعت۔ حفاظت نفس کی تعلیم دیتا ہے۔

تعلیم قرآن کا نتیجہ

تحریر سابق سے "سول اینڈ ملٹری گزٹ" یا اِس قسم کے

دوسرے اسلام سے بے خبر لوگوں کو اتنا علم تو ہو جائیگا
کہ از روئے تصریح قرآن مسلمان کو مدافعت کے لئے
تمام ہتھیاروں اور سواریوں کا رکھنا اور سیکھنا مذہبی
فرض ہے۔

لہذا

مسلمانوں کا گورنمنٹ ہند سے صحیح اور جائز مذہبی مطالبہ
یہ ہے کہ وہ تمام مدافعت کے ہتھیاروں کی اجازت
دے اور حسب اعلان ۱۸۵۸ء ہرگز اس مذہبی فریضہ میں
کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیدا کرے۔

ہتھیار بند ہونے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ
قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ۔ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ
الْقُوَّةَ الرَّمْيُ۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ جبکہ آپؐ منبر پر تھے فرمایا۔ جتنی
طاقت ممکن ہو دشمنوں کی مدافعت کے لئے تیار رکھو۔ خبردار
قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔ خبردار قوت سے مراد تیر اندازی ہے

خبردار قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ عَلِمَ الرَّمْیَ ثُمَّ تَرَکَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا اَوْ قَدْ عَصٰی۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرمایا۔ جس نے تیر اندازی سیکھی۔ پھر اُسے چھوڑ دیا۔ وُہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یا آپؐ نے فرمایا۔ وُہ نافرمان ہوگیا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِہٖ فَاِنَّ شِبْعَہٗ وَرِیَّہٗ وَرَوْثَہٗ وَبَوْلَہٗ فِیْ مِیْزَانِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رواہ البخاری۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ (جہاد) میں گھوڑا پالا۔ خدا پر ایمان رکھتے ہوئے۔ اور اُسکے وعدہ کی تصدیق کی بنا پر۔ سو اس گھوڑے کا پیٹ بھر کر چارہ کھانا۔ اور پانی پینا۔ اور اُسکی لید اور پیشاب قیامت کے دن پالنے والے کی نیکیوں کے پلہ میں شمار ہونگے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِیْ کِتَابِ الرَّمْیِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْوَلَدِ عَلَی الْوَالِدِ اَنْ یُّعَلِّمَہُ الْکِتَابَۃَ وَالسِّبَاحَۃَ وَالرَّمْیَ

الدرالمنثور للامام السیوطی جلد ثالث ع۱۹۷
ترجمہ:۔ ابو رافع رض نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باپ پر بیٹے کا حق ہے کہ اُسے لکھنا۔ تیرنا۔ اور تیراندازی سکھائے۔

گذشتہ حدیثوں کی تعلیم کا حاصل

۱۔ دشمن کے مقابلے کے لئے فنون جنگ سیکھنے کا حکم
(۲) فنونِ جنگ سیکھنے کے بعد بھول جانے پر سخت تنبیہ۔ گویا وُہ پکا مسلمان ہی نہیں رہا۔
(۳)۔ لڑائی کے لئے گھوڑا رکھنے کی ترغیب
(۴)۔ باپ کے ذمہ ضروری ہے۔ کہ بیٹے کو لکھنا۔ تیرنا اور تیر اندازی سکھائے۔

نتیجہ

کیا اِن ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کے معلوم ہونے کے بعد کوئی شخص کہ سکتا ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کو ہتھیار رکھنے کا کوئی حکم نہیں دیا۔ ایسا کہنا سراسر بہتان اور افترا ہوگا۔

دفع وہم

بعض وہمی یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو ہتھیار

رکھنے کی اجازت دے دی گئی تو ہر وقت امن خطرہ میں رہیگا۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایک جنگجو قوم یعنی سکھوں کو کرپان (جو بسا اوقات تلوار سے زیادہ طویل اور تیز بھی ہوتے ہیں) کی اجازت دینے سے امنِ عامہ کو خطرہ لاحق نہیں ہوا تو مسلمانوں کو تلوار وغیرہ کی اجازت دینے سے کسی خطرہ کا بدرجۂ اولیٰ وہم نہ کرنا چاہیئے چونکہ مسلمانوں کو جہاں مسلح رہنے کے تاکیدی احکام ہیں وہاں اُن کو پُر امن رہنے کی بھی پوری پوری تعلیم قرآن و حدیث میں دی گئی ہے۔ مثلاً مسلمانوں کے باہمی قتل و قتال کے متعلق قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (سورۃ النسا)

ترجمہ:۔ جس نے جان بوجھ کر مسلمان کو قتل کیا۔ اُسکی سزا دوزخ ہے اس میں ہمیشہ رہیگا۔ اور اُس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا۔ اور خدا کی لعنت نازل ہوگی۔ اور اُس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

اس آیت کریمہ کا صریح مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا قتل کرنا ابدی جہنم کے عذاب اور خدا کی لعنت کا مستحق بنا دیتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ۔ یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے قتال کفر ہے۔

اور مسلمانوں کو غیر مسلموں پر تعدی کرنے کی ممانعت قرآن پاک کی صریح آیت میں پہلے گزر چکی ہے جہاں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر حملہ کرنے والے دشمنوں کی مدافعت میں لڑو اور اُن پر تعدی نہ کرو۔ پس ان حالات میں کہ اسلام نے مسلمان کو مسلمان سے لڑنا کفر قرار دیا اور مسلمان کو قتل کرنے والے کو جہنمی اور ملعون بنایا اور غیر مسلموں پر تعدی کو قرآن مجید اور احادیث میں منع کیا تو مسلمان مسلح ہونے کے بعد بھی امن کا ذمہ دار اور محافظ ہی رہیگا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد واٰلہ اجمعین

تصدیقات علمائے کرام

۱۔ خاکسار نے اس مضمون کو دیکھا مسلمانوں کے لئے تلوار اور اسلحہ رکھنے کے بارے میں حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے جو تحریر فرمایا ہے وہ اسلامی تعلیم کے بالکل موافق اور کافی وشافی ہے۔ جزاہم اللہ خیرا لجزاء عنا وعن المسلمین آمین (مخدوم العلماء والفقہاء حضرت مولانا مفتی) **محمد کفایت اللہ** (صاحب) کان اللہ لہ صدر جمعیۃ علماء ہند دہلی ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

۲۔ حامداً ومصلیاً۔ جو کچھ مولینا احمد علی صاحب زیدمجدہم نے اس مختصر رسالہ میں تحریر فرمایا ہے صحیح اور واقعی ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ تمام ضروری ہتھیاروں کیلئے ہر قسم کی کوشش کریں اور انکو سیکھ کر مشق کامل پیدا کریں۔ یہ انکا مذہبی اور خالص مذہبی فریضہ ہے نہ مسلمانوں کو اسمیں کوتاہی روا ہے اور نہ گورنمنٹ کو اسمیں کسی قسم کا تامل جائز ہے (رئیس المحدثین والمجاہدین حضرت مولانا) **حسین احمد** غفرلہٗ (صاحب) صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

۳۔ حامداً ومصلیاً۔ حضرت مولینا الحاج احمد علی صاحب رئیس انجمن خدام الدین کا رسالہ "اسلام اور ہتھیار"

میں نے تمامہ پڑھا مجھے اُن تمام مضامین سے اتفاق ہے جو مولانا موصوف نے اپنے رسالہ میں درج کئے ہیں اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر دے اور مسلمانوں کو عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے (حضرت مولانا مولوی) احمد سعید (صاحب) کان اللہ لہٗ ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

۴ - نحمدہ ونصلی۔ احقر نے مضمون بالا حضرت مصنف دام مجدہٗ کی زبان مبارک سے من اولہٖ الی آخرہٖ سنا حضرت موصوف نے مضمون مذکورہ کے ذریعہ تمام علمائے اسلام کیطرف سے جو فرض کفایہ ادا فرمایا ہے اُس پر آپ بنک شکریہ کے مستحق ہیں۔ جزاہم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین احسن الجزا مضمون مذکور سے ہتھیار بند اور مسلح رہنا مسلمانوں کا مذہبی حق بدلائل واضحہ ثابت ہو گیا (حضرت مولانا) محمد طیب (صاحب) مہتمم دارالعلوم دیوبند

۵ - اسلام اور ہتھیار کے عنوان سے جو مضمون حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین نے تحریر فرمایا ہے میں نے اُسے دیکھا میں اس سے پوری طرح متفق ہوں والسلام (حضرت مولٰنا مولوی) غلام مرشد (صاحب) خطیب شاہی مسجد لاہور

۶ - الجواب صحیح خادم العلماء (حضرت مولانا مولوی) سلطان محمود (صاحب) عفی عنہ صدر مدرس فتحپوری دہلی

۷ - مولانا نے مسلمانوں کے ہتھیار بند رہنے کے متعلق اخبار انقلاب کے استفتا کا جو جواب دیا ہے - وہ اسلامی تعلیم کے بالکل مطابق ہے اور قرآن کے آیات اور احادیث جو آپ نے پیش کی ہیں انکا مقتضا وہی ہے جو مولانا نے بیان فرمایا ہے اور ہمیں آپ سے اتفاق ہے فقط (حضرت مولانا مولوی) محمد عبد العزیز (صاحب) خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ ۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

۸ - الجواب صحیح (مولانا مولوی) محمد شریف (صاحب) غفر لہٗ مدرس فتحپوری

۹ - جواب درست ہے۔ (مولانا مولوی) سجاد حسین (صاحب) مدرس فتحپوری

۱۰ - للہ در المجیب لقد اصاب فیما اجاب (مولانا مولوی) محمد القاسم (صاحب) مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

۱۱ - میں نے مولانا احمد علی صاحب مدّ اللہ ظلہٗ کا اسلحہ کے بارے میں سارا مضمون بغور سنا نہایت شافی کافی اور مختصر و ضروری مضمون ہے اور اسکے علاوہ بکثرت احادیث میں تاکید و فضائل کے مضمون موجود ہیں (مولانا مولوی) اشفاق الرحمان (صاحب) غفر لہٗ مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

۱۲ - رسالہ ہذا مسمیٰ "اسلام اور ہتھیار" کو میں نے حضرت مؤلف کی زبان سے شروع سے آخیر تک سنا حضرت مولف نے مسلمانوں کو ایسے فریضہ کیطرف توجہ دلائی ہے جسکی ضرورت مسلمان کو ہر وقت اسلامی نقطہ نگاہ نے سکھائی تھی۔ لیکن افسوس کہ اس دورِ غلامی میں غفلت کی تاریکی نے دبائے رکھا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف علام کو اس کوشش اور توجہ کی جزاء خیر دیں اور ہر مسلمان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین - (حضرت مولانا مولوی) محمد چراغ (صاحب) مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع گوجرانوالہ ۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

۱۳ - میں نے حضرت مولانا الحاج مولٰنا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین لاہور کا نیا مرتب کردہ رسالہ "اسلام اور ہتھیار" سارا سنا مولانا نے آیات و احادیث صحیحہ سے رسالہ کو مزین فرمایا ہے

اللہ تعالیٰ مصنف علام کو جزاء خیر دے اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنیکی توفیق بخشے آمین (مولنا مولوی)
محمد خلیل (صاحب) عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد گوجرانوالہ ◆

۱۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً رسالہ اسلام اور ہتھیار کو حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم سے سنا مسلمانوں کو جو احکام ہتھیار رکھنے کے متعلق کتاب و سنت میں بیان فرمائے گئے ہیں انکو یکجا جمع فرما کر اس مسئلہ کی شرعی حیثیت واضح کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے
(مولنا مولوی) عبد العزیز (صاحب) عفا اللہ عنہ (انذ صدر مبا نمبر)

۱۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین نے رسالہ شمشیر ہتھیار برائے اہل اسلام مرتب فرمایا بندہ نے اوّل سے آخر تک سنا ہے بندہ انکے حرف حرف سے متفق ہے اور حرف حرف کو صحیح پایا (مولنا مولوی)
محمد صادق (صاحب) خطیب مسجد بیڑ لیاں لاہور لوہاری منڈی لاہور ◆

۱۶۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔ میں نے رسالہ اسلام اور ہتھیار مصنفہ حضرت مولنا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین۔ اوّل سے آخر تک سنا۔ حضرت مولنا نے اسلام میں ہتھیار رکھنے کے مسئلے کو آیات اور احادیث سے اس قدر مبرہن و مدلل تحریر فرمایا ہے کہ اب کسی معاند دشمنِ اسلام کو یہ کہنے کا موقع نہیں ملیگا۔ کہ ہتھیار اور تلوار رکھنے کا حکم اسلام میں نہیں صرف شیخ خالد لطیف گابا کا خیال ہے۔ جیسا کہ انقلاب نے سول اینڈ ملٹری گزٹ کے صفحات کا حوالہ دیا ہے۔ حقیقۃً رسالہ موصوفہ الجنۃ تحت ظلال السیوف کا فوٹو ہے اگر مسلمانوں نے ارشاد الٰہی اور فرمان رسالت پناہی کی قدر کرتے ہوئے ہتھیار باندھنے کا تہیّہ کر لیا۔ تو انشاء اللہ بہت جلد تمام مصائب کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مؤلف کو جزاء خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے صحیح اسلامی تعلیم کو ملک کے سامنے پیش فرما کر ایک بہت بڑی خدمت ملت کے فرض کو انجام دیا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین والحمد للہ رب العالمین۔ (مولنا مولوی) عبد الحنّان (صاحب) عفا اللہ عنہ ◆

۱۷۔ عامۃ المسلمین کا فریضہ ادلۂ شرعیہ سے ہتھیار بندی حسب استطاعت بلا اختلاف ثابت ہے پھر تلوار بلکہ ہتھیار بلا انقطاع تا انہدام ممالک اسلامیہ میں ارثاً بعد ارثٍ ابتک رائج ہے لیکن مسلمان دو قسم کے ہیں ایک محکوم غیر سو انکے استطاعت حسب محکومیت اعلیٰ سے ادنے کیجانب آتے ہوئے ملحوظ ہو گی اور غیر محکومین کی استطاعت اپنے سے اعلیٰ کیطرف ترقی کرتے ہوئے۔ ان لفظوں سے حضرت مولانا احمد علی صاحب مفتی لاہور دیرفیوضہم کے جواب سے اتفاق ہے فقط (مولانا مولوی) ابو محمد عبد القیوم (صاحب) مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

۱۸۔ اسلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسکا ضامن قرار دیا ہے۔ کہ وہ دنیا میں کشت و خون جنگ و جدال کا خاتمہ کر دے اس کیلئے ضروری تھا۔ کہ مسلمان خود ہتھیاروں سے مسلح ہوں۔ ورنہ اس مقصد کیلئے کامیابی مشکل تھی اس لئے قرآن کریم و احادیث میں صریح احکام مسلمانوں کو ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہونے کے موجود ہیں مسلمانوں سے جہاں دو سے امور [illegible] سے تغافل ہونا رہتا تھا۔ وہاں [illegible]

نمبر ۲۹

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (بنی اسرائیل ۹)

بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے

مقصدِ قرآن

مرتبہ
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

مطبوعہ، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور

ہدیہ ۴۰ پیسے

نحمدہٗ للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امّا بعد

شکریہ

محترم صدر عالی قدر، و برادرانِ ملت، السلام علیکم ورحمۃ اللہ
قبل اس کے کہ میں اپنے معروضات آپ کے گوش گزار کروں، ارکان جامعۂ ملیہ قرول باغ دہلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس عاجز کو موقع دیا کہ اپنے خیالاتِ متشتتہ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ آپ کا یہ شہر دہلی صدیوں تک اسلامی سلطنتوں کا گہوارہ رہا ہے۔ سلاطینِ اسلام نے ہر فن کے کاملوں کی ایسی عزت افزائی فرمائی کہ ہر گوشۂ ملک سے فضلاء، علماء اور شعراء غرضیکہ ہر فن کے کاملوں کا یہ ملجا اور ماویٰ بنا رہا، شہر دہلی جس

طرح شاہان اسلام کا دارالسلطنت تھا اسی طرح تمام علوم و فنون کے بادشاہوں کا بھی پایۂ تخت تھا، اسی قاعدے کے ماتحت یہاں کی زبان بھی کلام الملوک ملک الکلام رہی ہے۔ لہذا اردو زبان کی فصاحت و بلاغت اور لطافت سے جس طرح دہلی والے واقف ہیں، ہم پنجابیوں کو اُن کی ہمسری کا دعویٰ نہیں ہو سکتا، اس لئے میں اپنے معروضات میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ آپ انشاء کی لطافت کے لحاظ سے محظوظ ہوں گے، ہاں یہ ضرور عرض کروں گا۔کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا تو کڑوی دوا کی طرح میرے بے مزہ الفاظ میں ملّتِ اسلامیہ کی شفا کی تابیر آپ کو نظر آئے گی۔ اگر آپ میرے خیالات کو دل کی توجہ سے سنیں گے اور ان پر عمل پیرا ہونگے تو ملّتِ اسلامیہ کے مصائب دُنیا کے حل کے علاوہ آخرت کی مصیبتوں کا علاج بھی ان کے اندر پائیں گے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر ؁

طیّ منازل

برادران ملت! یہ فطری قاعدہ ہے کہ مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کئی منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں۔ جتنا مقصد بلند ہوگا۔ اس کی بلندی تک پہنچنے کے لئے طالب

کو کئی ارتقائی منزلیں چڑھنی ہوں گی۔ میں آپ کے سامنے احسن الخالقین، رب العالمین، احکم الحاکمین کے شہنشاہی فرمان یعنی قرآن کا مقصد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی طرح اس کا کلام بھی سب سے اعلیٰ اور افضل ہے اور اس کا مقصد بھی تمام مخلوقات کے کاموں سے بلند و برتر ہے۔ لہذا طیِّ منازل کر کے ہمیں وہاں پہنچنا ہوگا، طالب کو چاہیئے کہ بُعدِ مسافت سے نہ گھبرائے اور ہر قدم کو قربِ مقصد کا ذریعہ خیال کر کے اُٹھاتا جائے اور ہر قدم پر فرحت و سرور کے آثار اپنے اندر پائے۔

مقصدِ تخلیق

برادرانِ اسلام! حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، چونکہ یہ جہان حکیم بالذات کا پیدا کیا ہوا ہے اس کی ہر جنس اور ہر نوع، ہر صنف اور ہر فرد میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی، اجناس و انواع، اصناف و افراد جمادات کے ہوں یا نباتات اور حیوانات کے، یا نوعِ انسانی کی اصناف و افراد ہوں، ہر ایک چیز میں علیحدہ علیحدہ حکمت ہوگی، اگر اللہ تعالیٰ شرحِ صدر فرمائے تو ہر ایک فرد میں ایسی حکمت پائی جاتی ہے جو دوسری جگہ نہیں ملتی، اگر پورے غور سے دیکھا جائے تو آپ پر ایک عجیب چیز منکشف ہوگی کہ افرادِ انسانی کی جس طرح صورتیں مختلف ہیں ایک

کی صورت دوسرے سے نہیں ملتی، اسی طرح ان افراد کی استعداد، ملکات، جذبات اور اعمال میں بھی ایک نمایاں رنگ پائیں گے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کی تخلیق کا ایک جداگانہ مقصد ہے، جو دوسری کسی چیز سے پورا نہیں ہوتا۔

حسنِ اشیاء

ایتھکس (فلسفۂ اخلاقیات) میں اس پر بڑی مبسوط بحثیں ہیں کہ نیکی کیا ہے، اور اس کا معیار کیا ہے میرے خیال میں آپ حضرات ان مباحث سے واقف ہیں ان مباحث کے یہاں لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، امید کرتا ہوں کہ آپ ان چیزوں کو پیش نظر رکھکر میرے چند کلمات سنیں گے۔

ہر چیز کا حسن یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے وہ پیدا شدہ ہے وہ مقصد اس سے پورا ہو، اگر وہ مقصد حاصل نہ ہو تو قبیح کہلائے گی، سواری کا جانور اگر تیز رفتار نہیں ہے تو قبیح ہے، ڈیل ڈول اور جسم و شحیم ہونے کے لحاظ سے خواہ عمدہ کیوں نہ دکھائی دے، دودھ دینے والا جانور دودھ کی کثرت سے عمدگی کا لقب پائے گا، اگر یہ نہیں تو پھر خوبصورتی کے لحاظ سے ہرگز اچھا نہیں سمجھا جائے گا۔ علیٰ ہذا القیاس انسان جس مقصد کے لئے پردۂ عدم سے

صفحۂ ہستی پر لایا گیا ہے۔ اگر وہ اس سے بن آیا، تو اچھا یا بھلا ہونے کا لقب پائے گا، ورنہ جسیم و شحیم ہونے یا شکل و صورت کے لحاظ سے ہرگز اچھا نہیں کہا جائے گا۔

اشرفِ مخلوقات

اِنسان کو پردۂ عدم سے صفحۂ ہستی پر لانے سے پہلے ترو بیان سماوی سے ارشاد ہوتا ہے :۔
اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً لفظ خلیفہ کا مصدر خلافت ہے، الخلافۃ والامارۃ النیابۃ عن الغیر، الامامۃ کذافی المنجد لغت کی رہنمائی سے معلوم ہُوا کہ خلیفہ کے معنی امیر یا امام یا دوسرے کا نائب ہے، لہذا انسان اپنے سے ماتحت تمام مخلوقات کا امام اور امیر ہے، اور خدا تعالیٰ کا نائب ہے انسان کی امدت اور امامت کو قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر بایں الفاظ واضح کیا گیا ہے۔
هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا یعنی ہر چیز انسان کے تابع فرمان بنائی گئی ہے)
لہذا امیر کا فرض ہوگا کہ اپنی خدا داد عقل کے ذریعے ہر چیز کے مقصد تخلیق کو سمجھ کر اُسے اپنے اور بنی نوع اُنسان کے لئے بہتر سے بہتر مفید اور کار آمد بنائے آپ کی تمام سائنٹیفک اختراعات اور انکشافات اسی ذمرے میں ہیں ساتھ ہی اس کے انسان کا یہ بھی فرض ہے کہ اپنے مقصد

حیات کا پتہ لگائیے:۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ؁ ترجمہ:۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں فضول پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹو گے؟

خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے اس سوال کا یہ جواب ملتا ہے:۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ترجمہ: میں نے جن اور انسان سوائے اس کے اور کسی مقصد کے لئے پیدا نہیں کئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

اور اس قول میں بھی اسی طرف اشارہ ہے:۔ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ ترجمہ:۔ خبردار دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

اس کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بنکر رہے، اپنے جذبات و ملکات تابع فرمان خداوندی بنائے اپنی نقل و حرکت نشست و برخواست میں منصبِ عبودیت بھولنے نہ پائے، خوراک و پوشاک تک اور تمام معاملات مثلاً بیع و شراء نکاح و طلاق میں حدود عبودیت سے تجاوز نہ ہو جائے، تمدن، معاشرت، اقتصادیات، سیاسیات میں ہدایات الٰہیہ کا پابند نظر آئے غرضیکہ جس طرح نظامِ عالم کی دوسری چیزیں مقصدِ تخلیق کی تکمیل میں مصروفِ عمل ہیں، اسی طرح یہ بھی اپنے مقصدِ تخلیق کی تکمیل میں مصروفِ کار نظر آئے، صدائے عبودیت کو بایں الفاظ قبول کر دکھائے:۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ (آل عمران رکوع ۲۰) ترجمہ :۔ اے ہمارے رب، ہم نے ایک منادی سے سنا۔ جو ایمان کے لئے بلا رہا تھا، کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، چنانچہ ہم ایمان لے آئے، اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش، اور ہم سے برائیاں دور ہٹا، اور ہمیں نیکو کاروں کے ساتھ وفات دے +

انسان کی درماندگی

نباتات کی تربیت کا قدرت نے یہ طریقہ تجویز کیا ہے کہ چونکہ وہ نقل و حرکت نہیں کر سکتے، اس لئے انہیں جڑیں عطا فرمائیں، جن سے اپنی خوراک زمین سے جذب کر کے تنوں شاخوں اور پتوں کو پہنچا دیتے ہیں، حیوانات چونکہ نقل و حرکت کر سکتے ہیں، اس لئے اُن کے لئے اقطاعِ ارض میں خوراک پیدا کر دی، اور ان کے دل میں القا کر دیا کہ چلیں، پھریں، رزق مقدر تلاش کر کے کھائیں، ضروریات خور و نوش کے علاوہ باقی ضروریات کے لئے انہیں الہام طبعی سے رہنمائی فرمائی، ارشاد ہے:۔ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ترجمہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بنایا، پھر (مقصد تخلیق کی طرف) راہ نمائی فرمائی یہی وہ الہام ہے، جسے آپ اپنی نفسیات کی اصطلاح

میں جبلت (Instinct) سے تعبیر کرتے ہیں، ہر فرد حیوان اپنی تمام ضروریات بلا مدد استاد، الہام طبعی سے پوری کر لیتا ہے، مثلاً ہر حیوان جلب منفعت اور دفع ضرر اچھی طرح بغیر کسی کی تعلیم کے انجام دے دیتا ہے، بیا کا بدیع الصنعت گھونسلا بنانا اور شہد کی مکھی کا ایسے اصول ہندسہ کے مطابق گھر کا بنانا جس کے سمجھنے سے بڑے بڑے مہندس عاجز ہیں، اسی الہام طبعی کا کرشمہ ہے، اگر آپ غور فرمائیں گے تو اسی قسم کے الہاموں کی بیسیوں مثالیں آپ کو ملیں گی، بچّے کا ماں کے پستان سے دودھ پینا بھی اسی الہام طبعی کی بنا پر ہے، بخلاف انسان کے کہ بعض ضرورتیں تو الہام طبعی سے پوری کرتا ہے اور کچھ ضروریات جسمانی ایسی ہیں، جن میں ہر فرد انسان کو الہام نہیں ہوتا، اس کی تدبیر قدرت الٰہی نے یہ تجویز کی ہے کہ بعض انسانوں کو اس ضرورت کے حل کا الہام کر دیا جاتا ہے، باقی سارا جہان اُن کے تجویز کردہ حل سے مستفید ہوتا ہے، مثلاً انجن، ہوائی جہاز، وائرلیس وغیرہ ایجادات بعض دماغوں کی کاوش کا نتیجہ ہیں، باقی تمام افراد اُن کے تجربے سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ انسان اپنی ضروریات جسمانی میں کسی نہ کسی قابل دماغ کا محتاج رہتا ہے، اور ایسے حکیم کی دستگیری اور رہنمائی کے بغیر اس کی ضروریات کا پایہ تکمیل پر پہنچنا ناممکن ہے۔

ضروریاتِ روحانی

انسان نہ فقط جسم کا نام ہے، اور نہ محض روح کا بلکہ دونوں کے مجموعے کا نام انسان ہے، جسم کی ترکیب عناصر سے ہے، رحم مادر میں اس کی ترکیب تام ہونے کے بعد بامرِ الٰہی روح اُس کے ڈھانچے میں ڈال دی جاتی ہے، جس سے اُس کے اندر حس و حرکت پیدا ہوتی ہے، اس روح کی پھر دو قسمیں ہیں، ایک قسم تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے، اور دوسری قسم اہل دل حضرات کے نزدیک مشاہدے کی طرح یقینی ہے، روح حیوانی اور روح الٰہی روح حیوانی تو باقی حیوانات میں بھی ہے، جس کی بقا سے حیوان زندہ اور ذی حیوٰۃ ہے، اور اس کی علیحدگی سے حیوان مردہ کہلاتا ہے، لیکن انسان کا وہ جز جسے روح الٰہی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، وہ ایک نقطۂ نورانی ہے جو رب العالمین کی طرف سے انسان کو عطا ہوتا ہے، اس نقطۂ نورانی کا نام ملکیت ہے، ملکیت کی خواہشات حیوانیہ یا بہیمیّہ سے بالکل مختلف ہیں، بہیمیّہ چونکہ عالم ناسوت (مادیات) کی پیداوار ہے، اس لئے اُس کی مرغوبات طبع اشیاء ناسوتیہ ہیں، مثلاً عمدہ کھانے کھانا، لذیذ اشیاء کا پینا، نفیس اور قیمتی کپڑوں کا زیب تن کرنا، بدن کا بناؤ سنگار کرنا، سربفلک عمارتوں میں رہنا، زیادہ سے زیادہ

آرام دہ سواریوں پر سواری کرنا وغیرہ وغیرہ، اور ملکیتہ کی مرغوبات طبع خدا کی یاد کرنا، اُس کی تسبیح و تقدیس میں رطب اللسان رہنا ہاتھ پاؤں کو خدا تعالیٰ کے حضور میں مشغول کھنا دل و دماغ کو فکر رب میں مصروف رکھنا، عالم ملکوت کے ملائکہ عظام کے زمرہ میں شامل ہونے کے لئے عالم ناسوت کی اشیاء سے بے رغبتی کا جذبہ بڑھانا عصیان، طغیان، اور عدوانِ قانون الٰہی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا وغیرہ، جاننا چاہیئے کہ یہ دونوں قویٰ وجود انسانی کے لئے از بس ضروری ہیں، مگر انسان کا کمال یہ ہے کہ حیوانیتہ یعنی بہیمیتہ ملکیتہ کے تابع رہے، پھر حیوانیتہ کے افعال بھی ملکی افعال ہو جاتے ہیں، اور یہیں سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ نوع انسان نوع ملک سے افضل ہے کیونکہ انسان باوجود ان موانع کے جو بہیمیتہ کے آثار ہیں، مقتضائے ملکیتہ کے مطابق کام کرتا ہے، اور اگر خدا نخواستہ اس کا برعکس ہو گیا تو :-

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ترجمہ :- (وہ چار پایوں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ) کا مصداق ہو جاتا ہے)

ملکیتہ کی استدعاء

انسان کی قوت ملکیہ نے زبان حال سے مجیب الدعوات کے دروازے کو کھٹکھٹایا، نہایت عجز و انکساری سے استدعا کی کہ اے اللہ العالمین، جس طرح تو انسان کی قوت بہیمیہ

کا خالق ہے، اسی طرح میں بھی تیری پیدا کردہ لونڈی ہوں تو میرے حال پر رحم فرما، اور انسان کو بذریعہ الہام ایسی ہدایات عطا فرما کہ وہ اپنی زندگی کے کسی شعبے میں میری خواہشات کی حق تلفی نہ کرنے پائے اے اللہ تو اُسے یادِ الٰہی کا سبق سکھا، اسکے بعد اخلاقی، تمدنی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی زندگی میں اسے ایسا نظام العمل (پروگرام) بنا جس سے مجھے نقصان نہ پہنچ پائے اور ایسے پروگرام میں انسان کا اپنا ہی نفع ہو کیونکہ اسکی دونوں زندگیاں سنور جائینگی ۔

انسان کی دو زندگیاں

قولہٗ تعالیٰ۔ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورہ بقرہ رکوع ۲۵) ترجمہ:۔ بعض آدمی کہتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں اجر عطا فرما ایسے شخص کے لئے آخرۃ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور بعض ان میں سے کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دُنیا اور آخرۃ دونوں جگہ اجر عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا ۔

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (اٰل عمران رکوع ۱۶) ترجمہ:۔ تم میں سے بعض دنیا چاہتے ہیں، اور بعض آخرۃ کے طالب ہیں ۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا وَمَنْ
اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۲) ترجمہ:-

جو شخص دنیا چاہتا ہے ہم دنیا میں جتنا چاہیں اور جس کیلئے چاہیں اُسے دیدیں پھر اُس کیلئے دوزخ تجویز کرینگے وہ اس میں بدحال راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرے اور اُس کیلئے کوشش کرتے بشرطیکہ وہ ایماندار ہو۔ پس انہی لوگوں کی کوشش شکریہ کی مستحق ہے"

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (عنکبوت رکوع ۷)

ترجمہ :- اور یہ دنیا کی زندگی سوائے لہو و لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی آخرت کی ہے اگر انہیں اس کا علم ہوتا، تو ایسا نہ کرتے۔

آیات مذکورۃ الصدر سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں:-

(۱) انسان کی دو زندگیاں ہیں۔
(۲) پہلی کا نام دنیا اور دوسری کا نام آخرت ہے۔
(۳) اصلی اور دائمی زندگی آخرت کی ہے۔
(۴) دنیا کی زندگی مانند کھیل اور تماشا کے ہے۔
(۵) جو شخص فقط دنیا کی زندگی کی کامیابی کا خواہاں ہے، وہاں وہ آخرت کی نعمتوں سے محروم ہوگا اور دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔
(۶) جو لوگ آخرت کی زندگی کے قائل ہیں، اور اس کی کامیابی کے لئے کوشش کرتے ہیں، اُنکی کوششیں بار آور ہونگی

اور سرفراز ہوں گے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔
مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ
ترجمہ :۔ جس شخص نے تمام غموں کو ایک غم بنالیا، یعنی آخرۃ کا غم لگالیا، اللہ تعالیٰ اُسے دنیا کے غموں سے نجات دے گا۔

حاصلِ سخن

یہ ہے کہ انسان کو عالم ناسوت کی بے بقا اور فانی زندگی سے منتقل ہوکر آخرت کی باقبقاء اور غیر فانی زندگی کی طرف جاتا ہے، اور اس دار الفناء سے دار البقاء کے لیئے اعمال صالح کا سرمایہ بہم پہنچاتا ہے ۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (نحل رکوع ۱۲) ترجمہ :۔ اور البتہ آخرۃ کا گھر بہتر ہے اور واقعی شرک سے بچنے والوں کا وہ گھر اچھا ہے وہ گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں، جن میں یہ داخل ہوں گے ان باغوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جس چیز کو ان کا جی چاہے گا وہاں انہیں ملے گی اسی طرح اللہ پرہیزگاروں کو جزادیتا ہے ۔ جن کی روح فرشتے ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (شرک سے) پاک ہوتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں، تم پر سلامتی ہو بہشت

میں داخل ہو جاؤ بسبب اُن اعمال کے جو تم کرتے تھے۔

قبولیت دعا

خدا تعالیٰ کا اعلان ہے :-
اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ترجمہ :- میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جس وقت بھی مجھے پکارے۔
لہذا اللہ تعالیٰ نے ملکیتہ کی اس استعداد کو تکمیل فرمایا اور انسان کے معاش اور معاد کے لئے ایک ایسا مکمل قانون نازل فرمایا، جس پر عمل کرنے سے انسان معاشی زندگی کے انتہائی مراتب کمال تک پہنچ جائے، اور معاد کی زندگی میں اپنے کو جنت الفردوس کا مستحق بنائے، اس مکمل اور جامع قانون کا نام قرآن ہے، خدا تعالیٰ نے اپنے قرآن کی عظمت کا سکہ تمام اقوام عالم کے قلوب پر بٹھانے کے لئے تحدی کے ساتھ یہ اعلان فرمایا:-
فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سورۃ بقرہ رکوع ۳) ترجمہ :- پس تم اس جیسی کوئی سورۃ لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔
قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (بنی اسرائیل ۱۰)
ترجمہ :- کہہ اگر جمع ہو جائیں آدمی اور جن اس پر کہ ایسا قرآن لا دیں

(تو) ایسا نہ لاسکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے
مددگار بن جائیں اور ساتھ ہی اسکے حلقہ اشاعت کی وسعت
کو ان الفاظ سے ظاہر فرمایا:۔
تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا
(سورہ فرقان رکوع ۱) ترجمہ:۔ بڑی برکت والا ہے وہ ذات
جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ جہان والوں
کے لئے ڈرانے والا ہو۔
العلمین، عالم کی جمع ہے، اور الف اور لام استغراق کا ہے۔
جس کی مراد یہ ہے کہ قرآن حکیم سارے جہان والوں کیلئے ہے

مختلف پہلو

مقصد قرآن حکیم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ
وہ انسان کی مندرجہ ذیل شعبوں میں رہنمائی کرتا ہے:۔
(۱) اعتقادات صحیحہ (۲) عبادات بدنیہ و مالیہ
(۳) اخلاق (۴) تمدن
(۵) معاشرت (۶) اقتصادیات
(۷) سیاسیات۔

نتیجہ

مسلمان اگر ان سات عنوانوں پر صحیح معنی میں قرآن حکیم کو
رہنما بنائیں تو۔

(۱) اعتقادات کے لحاظ سے انکا سا مخلص اور مقبول کوئی نہ ہو
(۲) عبادات کے لحاظ سے اُن جیسا عابد دنیا میں نظر نہ آئے۔
(۳) اخلاق کے لحاظ سے ساری دنیا انکی شرافت کے سامنے ندامت سے سر جھکائے، اور اپنی درستی اخلاق کے لئے انہیں نمونہ بنائے۔
(۴) تمدنی ارتقاء کے لحاظ سے ساری دنیا کے امام نظر آئیں
(۵) ان کی معاشرت اتنی اعلیٰ اور قابل رشک ہو کہ تمام اقوام عالم اپنی اپنی قوموں کے ظلموں سے بچنے کے لئے ان کی سوسائٹی میں آکر پناہ لیں۔
(۶) اقتصادیات کے لحاظ سے ان جیسا دولت مند اور صاحب ثروت کوئی نظر نہ آئے۔
(۷) سیاسیات میں خلافت ارضی کا وارث انہیں بنا دیا جائے، اور تمام اقوام عالم ان کے حلقۂ غلامی میں زندگی بسر کرتے نظر آئیں، وذلک علی اللہ یسیر وما ذلک علی اللہ بعزیز ؁

اسلام کی برکت

ہندوستان کے مسلمان جس طرح دوسرے گوہر کھو چکے ہیں، اسی طرح اُن کی ذہنیت بھی غلامانہ ہو گئی ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یورپ کی دستگیری کے سوا ہماری ضروریات زندگی میسّر نہیں ہو سکتیں۔ یورپ کی کورانہ تقلید کو فخر خیال کرتے ہیں، اور عموماً یہی سمجھا جاتا ہے کہ موجودہ مادی ترقی کا موجد

یورپ ہی ہے، حالانکہ اگر تفتیش کیجائے تو یورپ اسلام کا ریزہ چین ہے، اسلام ہی سے یورپ نے یہ خوبیاں لی ہیں تمدن کے تمام شعبوں میں عربوں کو ایک صدی کے اندر جو حیرت انگیز ترقی حاصل ہوئی ہے، دوسری قوموں کے لئے کئی ہزار برس تک بھی مشکل تھی، اس فوری ترقی کے کیا اسباب ہیں اور کیوں وہ قوم اس قدر جلدی سرسبز و شاداب اور کامیاب ہوئی، اس کا فقط ایک ہی جواب ہے کہ مذہب اسلام ہی کی تعلیمات کا یہ نتیجہ ہے کہ اس قدر عمدہ اور اعلیٰ تمدن انہیں نصیب ہوا، اور وہ بہت تھوڑے عرصہ میں ترقی کے اس زینے پر پہنچ گئے جہاں تک رومی اور یونانی بھی نہیں پہنچ سکے تھے۔

اسلامی ترقّی کی خصوصیّت

دنیا کی وہ تمام اقوام جن پر اسلام نے اپنا نور ڈالا، تمدن کی روشنی سے جگمگا اٹھیں، اسلام جہاں کہیں بھی گیا علم و حکمت اور تمدن اس کے ہمرکاب تھے، عرب، مصر، فارس، شام، اندلس، مراکش، ترکستان، ہندوستان غرضیکہ جہاں بھی اسلام گیا، ایک آفتاب تھا، جس نے ساری دُنیا کو علم و حکمت کی روشنی سے منور کر دیا، اسلام نے اپنے متبعین کو ایسے احکام دیئے ہیں جو شائستگی اور تمدن کے اعلیٰ ترین مدارج پر فائز کرنے اور تمام قوموں میں ممتاز جگہ

دلانے میں پُر اثر ثابت ہو چکے ہیں، اسکی تائید میں ایک فاضل امریکی کی رائے ملاحظہ ہو" دُنیا میں اکثر کامیابی صداقت کا معیار رہی ہے، اہل اسلام اپنی رفتار تمدن کی سرعت اور اس کی شان و شوکت کے ثبوت میں اپنے پیغمبر کی دعوت الہامی کو پیش کر سکتے ہیں۔۔۔۔ یہ خیال کرنا قطعی غلط ہے، کہ اہل عرب کی ترقی بزور شمشیر ہوئی ہے"! (انٹیلیکچوئل ڈیویلپمنٹ آف یورپ جلد اول ص۳۳۲ از ڈاکٹر ڈریپر) یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ڈاکٹر ڈریپر وہ شخص ہے جس کی کتاب کا ترجمہ معرکۂ مذہب و سائنس کے نام سے مشہور ہے، جس میں سائنس کے مقابلے میں وہ مذہب کو بالکل ہیچ سمجھ رہا ہے، اگرچہ وہ مذہب، مذہب عیسائیت ہے۔ تاہم اس کی شہادت اہل نظر کے نزدیک بڑی وقعت کے قابل ہے، وہ شخص مذہب سے آزاد ہونے کے باوجود اسلام کی تعریف میں اس قدر رطب اللسان ہے۔

نتیجہ۔ ڈاکٹر ڈریپر کے اس استدلال سے ناظرین بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ جس چیز نے مسلمانوں کو دنیا کی تمام قوموں پر فتح یاب بنایا، اور انہیں اس عظیم الشان تمدن کا بانی ٹھیرایا وہ مذہب اسلام ہی کی پاک تعلیم تھی۔

یورپ کا اقرار

یہ امر مسلّم ہے کہ اسلام نے تمدن یورپ پر ایسا گہرا

اور پائیدار اثر ڈالا ہے، اور ایک ایسی صحیح بنیاد قائم کی ہے جس پر یورپ نے اپنے تمدن اور تہذیب کی عمارت تعمیر کی، یورپ کا موجودہ دورِ ارتقاء جس نے اسے انتہائی کمال پر پہنچایا ہے وہ اسلامی اثرات کا ایک بیّن نتیجہ ہے جب کہ یورپ کا آسمان قرونِ وسطیٰ میں چاروں طرف سے وحشت اور جاہلیّت کی تاریکی میں گھرا ہوا تھا، ایسے وقت میں اسلام کی نورانی صبح وہاں نمودار ہوئی، جو تہذیب و تمدن کی روشنی کو پھیلاتی اور تمام آفاق پر اپنا اثر ڈالتی ہوئی نظر آئی، فرانسیسی مستشرق پروفیسر سدیو اہلِ عرب کی بیش بہا ایجادات اور اُن کے علوم و فنون کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے "ہمارے موجودہ دور تمدن کے ہر ایک شعبۂ عمل میں اہلِ عرب کے اثرات صاف طور پر نمایاں ہیں، نویں صدی عیسوی سے پندرھویں صدی عیسوی تک اس عظیم الشان لٹریچر کی بنیاد پڑ چکی تھی، جو اب تک قائم ہے، قسم قسم کی پیداوارین اور بیش بہا ایجادات جو دماغ کی حیرت انگیز فعالیّت نے اس زمانہ میں کیں، اور اُن کا اثر مسیحی یورپ پر پڑا، اس سے ہمارے اس خیال کو تقویت پہنچتی ہے کہ اہلِ عرب نے تمام چیزوں میں ہماری رہنمائی کی ہے ایک طرف ازمنۂ وسطیٰ کی تاریخ کے لئے ہم بے اندازہ مواد پاتے ہیں جو سفرناموں اور سوانح عمریوں میں بکثرت موجود ہے، دوسری طرف ہم بے نظیر صنعت و حرفت اور اصول انجنیری بالفعل و بالقوہ اور دیگر علوم و فنون میں اُن کے انکشافات

کو معلوم کرتے ہیں، کیا یہ سب باتیں ان لوگوں کے کارناموں کو واضح اور نمایاں نہیں کرتیں، جو بہت مدت سے حقارت اور نفرت سے دیکھے جاتے ہیں" ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۸ صفحہ ۲۷۵

ایک اور یورپین مؤرخ کا قول ملاحظہ ہو۔ ڈاکٹر گستا ولی بان لکھتا ہے۔ "عربوں کا اثر مغرب کی زمین پر بھی اتنا ہی ہوا جتنا مشرق پر ہوا، اور انہیں کی بدولت یورپ نے تمدن حاصل کیا"

تمدن عرب مترجمہ ڈاکٹر سید علی بلگرامی صفحہ ۱۳

مختلف شعبہ جات میں مسلمانوں کی ترقی کے نمونے

سلطنت اسلامی کی وسعت

قرآن نے اپنے متبعین سے ساری دنیا کی بادشاہت کا وعدہ فرمایا ہے:-

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورہ صف رکوع ۱)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اسے سارے دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک اسے ناپسند کریں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیۃ (سورہ نور رکوع ۷)

ترجمہ:۔ جو تم میں سے ایمان لائیں گے اور عمل صالح کریں گے۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے زمین میں بادشاہت کا وعدہ فرمایا ہے

جس طرح بہلول کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہی عطا فرمائی تھی۔
چنانچہ عرب ایسے غیر مہذب، غیر متمدن، امور سلطنت سے ناآشنا جنہیں متمدن حکومتیں اپنے حلقۂ اثر میں لینا بھی پسند نہ کرتی تھیں، اسلام کے حلقہ بگوش ہوتے ہی ایک صدی کے اندر اتنے بڑے طاقتور بادشاہ بن گئے کہ دنیا میں اُن کی نظیر نہیں ملتی تھی، ایشیا کا بڑا حصہ اور متمدن یورپ کا معتدبہ حصہ اُن کے زیر نگیں تھا، بنی امیہ کی سلطنت ایشیا میں عرب، عراق عرب، افغانستان اور ہندوستان میں ملتان تک وسیع ہوگئی تھی افریقہ میں مصر، طرابلس، تونس، الجزائر، اور مراکش اُن کے زیر نگیں تھا، اقصائے یورپ یعنی اندلس میں حکمرانی کر رہے تھے، اندلس میں مسلمانوں کی حکومت سات سو سال تک رہی ہے، اس کے بعد خلافت بنی امیہ کے لوگ اندلس سے فتوحات کرتے کرتے اور ادھر سے ترک علم اسلام بلند کرتے ہوئے وسط یورپ میں آسٹریا اور ہنگری تک پہنچے ہیں، چنانچہ ہنگری کا صدر مقام بوداپیسٹ میں آج تک گل بابا کی خانقاہ موجود ہے، جو ترکی فوج میں بحیثیت ایک سپاہی کے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے، اور بنی امیہ اندلس سے فتوحات کرتے ہوئے جنوبی حصہ فرانس اور اٹلی کے شمالی حصہ اور سوئٹزرلینڈ تک پہنچے ہیں۔
یورپ کے ان ممالک پر مسلمانوں نے ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سو سال تک حکومت کی ہے، اور ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت ایک ہزار برس تک رہی ہے۔

حاصل یہ ہے :۔ کہ اسلام نے اپنے متبعین سے خلافت ارضی کا جو وعدہ کیا تھا، اس کا ایفاء کر دکھایا ایشیا یورپ اور افریقہ کی سلطنتوں کا انہیں مالک بنایا، اور یہ ثابت کر دیا کہ ایک سچا مسلمان ساری دنیا پر حکومت بھی کر سکتا ہے ۔

اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

یہ ظاہر ہے کہ جہاں جہاں اسلام نے حکومت کی ہے وہاں تو تبلیغ یقیناً ہوتی رہی ہے۔ لیکن اس کے سوا بھی مسلمانوں نے تبلیغ میں وہ سرگرمی دکھائی ہے جو دوسری قوموں کے لئے باعث رشک ہوسکتی ہے، چنانچہ اقصاء شرق میں چین جزیرہ نما ملایا اور مجمع الجزائر یعنی جاوا سماٹرا بورنیو اور مجمع الجزائر فلپائن تک پہنچے ہیں، ان کی تبلیغی سرگرمیوں کا یہ نتیجہ ہے، کہ آج مندرجہ ذیل ممالک میں بہ تعداد ذیل مسلمان موجود ہیں :۔

یورپ

فرانس	ایک لاکھ
بلجیم	پانچ ہزار
یوگوسلافیہ	تیرہ لاکھ سینتیس ہزار
بلغاریہ	چھ لاکھ
روس	ایک کروڑ تینتیس لاکھ پچیس ہزار

افریقہ

فرنش گائنا	سولہ لاکھ

فرنش نائیجیریا	نو لاکھ باون ہزار
برٹش نائیجیریا	ستتر لاکھ پچانوے ہزار
جزیرہ مڈغاسکر	چھ لاکھ ستر ہزار
کینیا	دس لاکھ
حبشہ	تیس لاکھ

امریکہ

جنوبی امریکہ	دو لاکھ
شمالی امریکہ ریاست ہائے متحدہ	پچیس ہزار
جزیرہ ٹرینیڈاڈ	پچیس ہزار

ایشیا

چین	سات کروڑ
جزائر مالدیو	ستر ہزار
سنگاپور	پچاسی ہزار
سارواک	اسی ہزار

شمالی بورنیو

ملایا سٹیٹس	پندرہ لاکھ بیالیس ہزار پانسو بانوے
جاوا	تین کروڑ ساٹھ لاکھ
سماٹرا -	چھیاسٹھ لاکھ
جزائر فلپائن	چار لاکھ تینتالیس ہزار پانسو سینتیس
ہندوستان	نو کروڑ

مسلمانوں کی روز افزوں ترقی

امریکہ کا مشہور سہ ماہی انگریزی رسالہ مسلم ورلڈ۔ جو عیسائیوں کا تبلیغی رسالہ ہے جولائی ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں مغربی افریقہ میں مسلمان آبادیوں کے مندرجہ ذیل اعداد پیش کرتا ہے

سنہ ۱۹۱۱ء	سنہ ۱۹۲۱ء	سنہ ۱۹۳۱ء
گیمبیا۔ ایک لاکھ پندرہ ہزار	ایک لاکھ ترسیٹھ ہزار	ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار
شمالی نائیجیریا۔ اکسٹھ لاکھ سترہ ہزار پانسو	سڑسٹھ لاکھ	پچھتر لاکھ انچاس ہزار دوسو اٹھتر
جنوبی نائیجیریا۔ چار لاکھ چوبیس ہزار	چار لاکھ تینتالیس ہزار	چار لاکھ ترسیٹھ ہزار
سینیگال۔ سات لاکھ پچاس ہزار	آٹھ لاکھ پچاس ہزار	بارہ لاکھ پینتیس ہزار
فرنش سوڈان۔ چار لاکھ چالیس ہزار	پانچ لاکھ تیس ہزار	سات لاکھ دس ہزار
فرنش گائنا۔ آٹھ لاکھ ننانوے ہزار چار سو	نو لاکھ اکاون ہزار	بارہ لاکھ پینتالیس ہزار
سیرالیون۔ پانچ لاکھ	پانچ لاکھ تیس ہزار	پانچ لاکھ اکسٹھ ہزار

جزیرہ مدغاسکر جو افریقہ کے جنوب مشرق میں بہت بڑا جزیرہ ہے، یہاں ۱۵۰۶ء تک تمام مسلمانوں کی آبادی تھی، اس کے بعد پرتگیزوں کا قبضہ ہوا، اس وقت بھی وہاں مسلمانوں کی ستتر مسجدیں موجود ہیں، یورپ کے اقصاء شمال میں فنلینڈ

لہ ان تمام علاقوں کی مسلم آبادیاں بتدریج بڑھتی رہتی ہیں، حالانکہ کسی جگہ اسلامی حکومت نہیں ہے۔ کہیں اسلام کی تلوار کام کر رہی ہے۔

میں مسلمانوں کی آبادی اور مسجدیں بھی پائی جاتی ہیں +

یوگوسلافیہ کے تفصیلی حالات

امید کرتا ہوں کہ اس سلطنت کے حالات دلچسپی کا موجب ہوں گے، اس میں تیرہ لاکھ سینتیس ہزار مسلمان موجود ہیں، وہاں کے مسلمان چونکہ زیادہ منظم ہیں، اس لئے ان کا بہت بڑا عالم جو رئیس العلماء کہلاتا ہے، وہ حکومت میں بحیثیت دزیر کے ہوتا ہے، اسی کے حکم سے قاضی وغیرہ مقرر کیے جاتے ہیں، رئیس العلماء کے ماتحت نو مفتی ہیں، مفتیوں کے ماتحت ائمہ مساجد ہیں، مبلغ اور مدرّس تیار کرنے کے لئے بائیس مدرسے ہیں، ان مدارس کے فارغ التحصیل امام مقرر کئے جاتے ہیں +

یوگوسلافیہ کی مساجد اور قاضی

یوگوسلافیہ کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ میں گیارہ سو بیس مسجدیں اور دوسرے میں گیارہ سو اکنیس مسجدیں ہیں، اس ملک میں ایک سو پچاس قاضی سرکاری طور پر مسلمانوں کے فیصلہ جات کے لئے مقرر ہیں۔

اور تمام فیصلہ جات مسلمانوں کے قانون کے مطابق ہوتے ہیں۔

یوگوسلافیہ کے اوقاف

یہاں بڑے بڑے وقف ہیں، ایک وقف کی آمدنی

۱۱۲۷۵۱۳۴ دینار ہے، اور مجموعی آمدنی اوقاف کی ۱۶۱۰۱۸۱۵۲ دینار سالانہ ہے، یہاں مسلمانوں کا اپنا بنک ہے، جس کا سرمایہ ۲۰۰۰۰۰ دینار ہے ۔

حاصل

یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کی تبلیغی سرگرمیوں کے یہ نتائج ہیں، کہ کفرستان یورپ میں اب تک اتنی تعداد مسلمانوں کی موجود ہے۔ والحمد للہ علی ذالک

مسلمانوں کی تجارتی سرگرمیاں

شمالی حصہ یورپ بحیرہ بالٹک کے ساحلوں پر عربی سکوں کے بہت سے دفینے ملے ہیں، ایک ایک دفینہ میں تقریباً پندرہ ہزار درہم و دینار نکلے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کے تجارتی تعلقات یہاں تک پھیلے ہوئے تھے، اس کے علاوہ قرون وسطیٰ میں سارے یورپ کی تجارت مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی، یورپ میں ہر چیز مسلمانوں کی بنائی ہوئی استعمال کی جاتی تھی، یہاں تک کہ پادری جو عبا استعمال کیا کرتے تھے، ان کی بنت ہی میں قرآن حکیم کی آیات مکتوب ہوتی تھیں ۔

پیمانے

اور ان کے پیمانے بھی عربی ساخت ہی کے تھے، یہاں تک کہ آج بھی یورپ میں بعض چیزیں انہی کی رائج ہیں

چنانچہ قیراط کو آج کل یورپ میں (Carat) کیرٹ کے نام سے استعمال کیا جاتا ہے ♦

افریقہ کی تجارت

افریقہ کے تمام سواحل پر مسلمان ہی تجارت کرتے تھے ♦

ہندوستان میں مسلمانوں کی تجارت

ہندوستان کے ساتھ بھی اُن کی تجارت کے روابط تھے چنانچہ سب سے پہلا یورپین جو ہندوستان آیا ہے، واسکوڈی گاما ہے، اسے ایک عرب ملاح عبدالماجد ہی لایا تھا ♦

مسلمانوں کی علمی خدمات

دُنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے علوم وفنون کی سرپرستی کی ہے، اور جس کے پیرو بحیثیت پابند مذہب ہوتے کے آسمان علم پر روشن ستارے بن کر چمکے، آج جس طرح طلبا انگریزی، جرمن اور اطالوی یونیورسٹیوں میں تعلیم پانے کے لئے جاتے ہیں اسی طرح کسی زمانہ میں انگلستان، فرانس، جرمن اور اٹلی کے لوگ علوم وفنون حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے ممالک میں آتے تھے، جہاں قرطبہ، غرناطہ، الزہرا اور بغداد کی یونیورسٹیاں ہر طرف نور علم کی بارش کر رہی تھیں، آج

جبکہ اسلام کو ذہنی ترقی کا دشمن سمجھا جاتا ہے، جب یہ خیال جاگزین ہو چکا ہے کہ اسلام عقل اور خرد سے انسان کو محروم کر دیتا ہے، یہ بات حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے کہ کبھی ایسا زمانہ بھی تھا جبکہ مسلمانوں نے بحیثیت مسلمان ہونے کے دنیا میں علوم و فنون میں ترقی کی، حقیقت آشنا نظریں دیکھ چکی ہیں کہ دنیا میں مشعل علوم کو روشن اور بلند رکھنے کا جو کام مسلمانوں نے کیا وہ دنیا کی کوئی دوسری قوم نہیں کر سکی۔

یورپ میں ازمنۂ وسطیٰ میں رومی اور یونانی علوم و فنون کی ترقی کا افسانہ بالکل فراموش ہو چکا تھا، اور اس وقت اہل یورپ عملی طور پر اُن علوم کی نسبت کچھ بھی واقف نہ تھے، رومی اور یونانی علوم کے زوال کے بعد سے یورپ میں بھی علوم کا تنزل پیدا ہو گیا تھا اور اُس وقت سے گویا، تمام علمی کتابوں پر مہریں لگ گئی تھیں، اگر ایسے وقت میں اہل اسلام نے اس قدیم ذخیرۂ کتب کو جس میں رومی اور یونانی علوم و فنون کے بیش بہا خزانے محفوظ تھے جانفشانی اور صرف کثیر سے حاصل کر کے اپنی زبان میں منتقل نہ کر لیا ہوتا، اگر انہوں نے ان قدیم اقوام کی عظیم الشان یادگاروں کو فنا ہونے سے نہ بچایا ہوتا تو اس میں ذرا بھی شک نہ تھا کہ اہل یورپ جو آج تمام اقوام عالم کے پیش رو نظر آتے ہیں، تمدن و تہذیب کے

علم بردار نہ بن سکتے، ہمارا یہ دعویٰ تاریخی شواہد پر مبنی ہے اور خود یورپ کے ماہران تاریخ کو اس امر کا اعتراف ہے چند مشہور مصنفین یورپ کے اقوال ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

(۱) موسیو گستاولی بان لکھتے ہیں: "صرف عربوں کی بدولت تصانیف قدیم ہم تک پہنچی ہیں، اور دنیا کو ہمیشہ ان کا ممنون رہنا چاہیئے کہ انہوں نے اس بے بہا ذخیرہ کو تلف ہونے سے بچایا[1]۔"

(۲) مارگولیتھ لکھتا ہے: "انہی کی تصنیفات کی بدولت یورپ میں فلسفہ یونان پھر زندہ[2] ہوا۔"

(۳) پروفیسر رینالڈ نکلسن لکھتا ہے: "اگرچہ مسلمانوں نے جن مختلف شعبہ جات علوم میں قیمتی اضافے کیئے انہیں ضرور تسلیم کرنا چاہیئے، مگر یہ تحقیقات و اکتشافات اس بارِ احسان کے مقابلے میں بہت کم وقعت رکھتے ہیں، جو اہل عرب نے ازمنۂ وسطیٰ میں یورپ پر بطور رہنمایان و مشعل برداران علم کے ہم پر کیا[3] ہے۔"

تراجم اور فلسفہ یونان

کسی قوم کی ترقی علم و ادب کا ابتدائی زمانہ بیرونی ممالک کے مصنفین کی کتابوں کے ترجمہ سے شروع ہوتا ہے، اہل

---

[1] تمدن عرب صفحہ ۵
[2] محمڈنزم صفحہ ۲۲
[3] لٹریری ہسٹری آف دی ایربز صفحہ ۳۵۹ ،،

اسلام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہوئے، انہوں نے قدیم اہل یونان کی تقریباً تمام تصانیف کو جو دستبردِ زمانہ سے تلف ہو جانے کے قریب تھیں، یہی نہیں کہ اپنی زبان میں منتقل کر لیا، بلکہ اپنا بنا لیا، انہی کے ذریعے سے فلسفہ یونان کا نام پھر زندہ ہوا، یونانی فلسفہ کی کتابوں کے ترجمہ کی طرف مسلمانوں کی توجہ خاندان عبّاسیہ کے مشہور تاجداروں منصور و ہارون اور پھر ہارون کے خلف الرشید مامون کے عہد زریں میں ہوئی، یہ وہ زمانہ تھا جب یونانی منطق و فلسفہ کی تحصیل کفر و الحاد کے مترادف تھی، چنانچہ یہ ضرب المثل ہو گئی تھی، کہ من تمنطق فتزندق لیکن آزاد خیال مسلمانوں نے اس کی کچھ پروا نہ کی، اور ان خلفاء کی سرپرستی میں یونانی علوم کا سرمایہ اپنی زبان میں منتقل کر لیا، خلیفہ ہارون الرشید نے اس کام کے لئے بیت الحکمت قائم کیا تھا، جس میں بلا لحاظ مذہب و ملت بڑے بڑے ماہرین السنہ اور فضلاء قوت کو شریک کیا گیا تھا، ہر مترجم کو تقریباً چار ہزار درہم ماہوار تنخواہ ملتی تھی، چنانچہ انہیں مترجمین میں منکا نامی ایک ہندو فاضل بھی تھا۔ اسکے علاوہ خود رومی سلطنت سے بہت فضلاء طلب کئے گئے تاکہ وہ تمام کتب قدیمہ یونان کا عربی میں ترجمہ کریں اس کے عہد میں فلسفہ یونان کی اکثر کتابیں ترجمہ ہوئیں، اس کے بعد مامون الرشید نے اس کام کو اور ترقی دی، اور اس میں یہاں تک کوشش کی، اور اس قدر سخاوت

سے کام لیا کہ جس قدر ترجمہ کیا جاتا، اسی کے ہم وزن سونا دیتا تھا۔[1]

مامون ہی کی تقلید بغداد کے اکثر امراء واہل دول نے کی، اس لئے وہاں عراق، شام، فارس، روم اور ہندوستان سے ترجمہ کرنے کے لئے حکماء اور برہمن پنڈت وغیرہ آنے لگے، یونانی، فارسی سریانی، قبطی اور لاطینی زبانوں سے مختلف علوم وفنون کی کتابوں کے ترجمے ہونے لگے، مامون کے بعد بھی چند خلفاء کے زمانے تک یہی طریقہ جاری رہا، اور تمام اہم کتابیں علوم قدیمہ کی عربی میں ترجمہ کر لی گئیں۔[2]

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مسلمانوں نے کتب فلسفہ ودیگر علوم یونان کی محافظت کی، اور اُسے نئی زندگی بخشی، اور یورپ کو نہ صرف اُن بیش بہا تصنیفات سے آشنا کردیا بلکہ اُن کا پڑھنا سکھایا، اہل یورپ کو مجبوراً ماننا پڑا ہے کہ اُن قیمتی خزانوں کے محافظ مسلمان ہی تھے۔

مصنفین یورپ کا اقرار

"اگر ہم علوم انسانی کی تمام تاریخ کا پتہ چلائیں، اور اس حقیقت کو یاد رکھیں کہ یونان نے اسکندریہ میں رومی علوم کو زندہ رکھا تو ہمیں علوم یونان کے مقدس ڈپو کی محافظت کو یورپ کی علمی نشأت ثانیہ کے زمانے

[1] علوم عرب جرجی زیدان ص۱۴۰ [2] علوم عرب جرجی زیدان ص۱۴۱

تک عربوں ہی سے منسوب کرنا پڑے گا +

تاریخ کی خدمت

دنیا جانتی ہے کہ فن تاریخ کو مسلمانوں نے کس درجہ پر پہنچا دیا، فن تاریخ کی تدریجی ترقی کا اگر سراغ لگایا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس فن کے ساتھ مسلمانوں سے زیادہ کسی قوم نے اعتناء نہیں کیا، اسماء الرجال جو اس فن کی بڑی اہم شاخ ہے، مسلمانوں کا اس سے اعتناء دینی ضرورت سے تھا کیونکہ صحتِ حدیث کا مدار رواۃ پر ہے اس فن کے دفاتر کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک یورپین مستشرق کا قول ہے "مسلمانوں کی کتابوں سے پانچ لاکھ آدمیوں کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں، انہوں نے اس فن میں اس قدر ترقی کر لی تھی کہ ان کی طرز تاریخ نویسی پر کسی قسم کا اضافہ کرنے کی گنجائش نظر نہیں آتی، فلسفۂ تاریخ کے اصول کو جس طرح ہمارے مشہور مؤرخوں نے سمجھا، وہ کئی صدیوں کے بعد آج یورپ کی سمجھ میں آئے

جغرافیہ

مسلمانوں نے جغرافیائی تحقیقات میں جو کوششیں کی ہیں، اس کا اعتراف اکثر مصنفین یورپ کو ہے، مگر باوجود

سلہ مشہور ہنری ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۸ صفحہ ۲۷۶

اِس اعتراف کے مسلمانوں کا علم جغرافیہ ذاتی مشاہدات پر مبنی ہے، جہاں علمِ جغرافیہ نے سائیٹیفک طرز اختیار کی ہے، وہاں وہ بطلیموس سے ماخوذ بتایا جاتا ہے لیکن ان مصنفین کو نہیں معلوم کہ پہلے پہل یورپی جغرافیہ دان اور نقشہ کش عربی کتابوں ہی کے طفیلی تھے۔

علم جغرافیہ میں مسلمانوں کی تحقیقات و اکتشافات کا اندازہ اُن کے اُن سفرناموں سے ہوتا ہے۔ جو انہوں نے دوردراز ممالک کی سیر و سیاحت اور ذاتی مشاہدات سے کئے ہیں، عجیب و غریب جغرافیائی معلومات سے پُر ہونے کے علاوہ یہ سفرنامے علم الآثار کا بیش بہا ذخیرہ معلومات ہیں، مارگولینتھ لکھتا ہے:[۱] "ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے دو مشہور سیاحوں ابن جبیر اور ابن بطوطہ کے سفرنامے ہمارے پاس موجود ہیں، آخرالذکر کا سفرنامہ عالمانِ آثار قدیمہ کے لئے معلومات کی ایک کان ہے، اور یورپ کی ایک سے زیادہ زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوچکا ہے۔

ابن بطوطہ نے پچہتر ہزار میل کی مسافت طے کی تھی، یعنی زمین کے محیط کے تگنے سے بھی زیادہ ابوریحان بیرونی نے پانچویں صدی ہجری میں زمین کا محیط ریاضی کے قاعدوں سے نکالا، جو مامون کے زمانہ کی تحقیقات سے زیادہ صحیح تھا، اور اگرچہ اقوام یورپ نے بیرونی سے زیادہ صحیح نتیجہ نکال

[۱] محمڈنزم ص۱۲۲

دیا ہے، لیکن یاد رہے کہ بیرونی اور مامون کی تحقیقات میں جتنا فرق ہے، اس سے بہت کم فرق بیرونی اور آج کل کی تحقیقات میں ہے، یہ وہ کارنامہ ہے، جس میں ارسطو کو بھی بڑی فاش غلطی ہوئی ہے۔

ہیئت اور نجوم

"اس فن کو ایک مکمّل سائنس کے درجہ پر پہنچا دینے والے مسلمان علماء تھے، اور یہ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس فن میں مسلمانوں نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ وہ کام جسے اقوامِ یورپ نے بالکل زمانہ حال میں کیا ہے وہ اس وقت کر چکے تھے[1]"

طامس بکل مسلمانوں کے علم نجوم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "علوم کی اگر کوئی شاخ جسے اہل عرب نے سائنس کے رتبہ پر پہنچا دیا ہے، تو وہ نجوم ہے، جس میں آٹھویں صدی کے وسط میں خلفاء کی زیر سرپرستی انہوں نے بہت کچھ کمال پیدا کیا، اور اُسے ترقی دیتے رہے ہے[2]"

الجبر والمقابلہ

مسلمانوں میں سب سے پہلے اس علم پر جسے اطلاع ہوئی وہ عہد مامون کا مشہور مترجم ابو جعفر محمد بن موسیٰ خوارزمی

---

[1] تمدن عرب صفحہ [2] ہسٹری آف دی سولزیشن آف یورپ جلد ا صفحہ کا نوٹ

ہے، اس فن میں اس کی کتاب الجبر والمقابلہ بہت مشہور ہے، جو کہ ۱۸۳۱ء میں علامہ روزن کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ لنڈن میں چھپکر شائع ہوگئی ہے، عیسائی مورخ جرجی نیدان کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے "کہ اہل یورپ نے اپنی آخری اور موجودہ ترقی میں جبر و مقابلہ بالکل عربی سے لیا ہے"

ڈاکٹر نوفل کی بھی یہی رائے ہے، لیبان کہتا ہے "عربوں نے علوم ریاضیہ کو بہت رواج دیا، انہوں نے جبر و مقابلہ میں بڑی ترقی کی، بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس علم کے موجد عرب ہیں" اس سلسلہ میں عمر خیام کو نہ بھولنا چاہیے، جس نے چھٹی صدی کے ابتداء میں وفات پائی +

علم ہندسہ یا جامیٹری

یوں تو عہد عباسی میں یونانی سے نقل ہو چکا تھا چنانچہ خلیفہ مامون عباسی کی آستین پر اقلیدس کی پانچویں شکل بطور زینت کے کڑھی ہوئی تھی، اس شکل کا نام شکل مامونی ہی ہوگیا ہے، ساتویں صدی ہجری میں نصیر الدین طوسی نے بڑے مفید اضافے کئے، جو تحریر اقلیدس کے نام سے مشہور ہیں، اس کے علاوہ یہ سر بفلک عمارتیں جو دنیا کے چپے چپے پر مسلمانوں کے آثار کی شکل میں، موجود ہیں، وہ اس فن کے کمال ترقی کی شاہد عدل ہیں۔

۱؎ علوم عرب صفحہ ۲۲ + ۲؎ تمدن عرب صفحہ ۴۷۶

فن طب کی خدمت

فن طب میں بھی اہل اسلام کو یورپ کے استاد ہونے کا فخر بجا طور پر حاصل ہے، اس فن میں جو ترقیاں انہوں نے کیں، اور بے شمار ذخیرہ کتب ان کی مسلسل تحقیقات نے فراہم کر دیا، اسے بیان کرنا ہمارے مقاصد سے باہر ہے، اس لئے ہم صرف یورپین مصنفین کے اقوال سے اس بات کو ثابت کریں گے کہ فن طب میں اہل اسلام کا اثر یورپ پر کہاں تک پڑا ہے۔

یورپ میں سب سے پہلا مدرسہ طبیہ سلرنو (جنوب اٹلی) کا مدرسہ تھا، جو مسلمانوں نے قائم کیا، جس نے اٹلی اور یورپ میں فن طب کی تعلیم کو زندہ کیا، مارگولیتھ لکھتا ہے "مسلمانوں کی طب کا اثر یورپ میں مدت دراز تک قائم رہا اور سترھویں صدی تک طب کے لئے عربی زبان کی تعلیم لازمی امر سمجھا جاتا تھا، محمد بن زکریا رازی طبیب الاسلام اور ابن سینا کی تصنیفات سے اب تک اہل یورپ آشنا ہیں[1]۔

چیچک اور اسی قسم کے اور بخاروں کا ذکر جالینوس کے ہاں نہیں تھا یہ رازی کے اکتشافات ہیں۔

فن جراحی

فن جراحی کا مشہور عالم شیخ ابوالقاسم ابن عباس القرطبی

---

[1] محمد اکرم صـ۲۲۲

الاندلسی الزہراوی (المتوفی ۱۰۱۳ء) جسے اہل یورپ البقاسس کہتے ہیں۔ اس نے بہت سے آلات جراحی ایجاد کئے، جن کی تصاویر اس کی کتابوں میں درج ہیں، پتھری نکالنا جو اس وقت جدید عمل سمجھا جاتا ہے، در اصل یہ اسی نامور کی ایجاد ہے، اس مشہور شخص کی تصنیفات پندرھویں صدی میں یورپ میں پہنچیں، بقول ایک یورپین مصنف کے کل جراحوں کا جو چودھویں صدی کے بعد گذرے ہیں، اسی کی تصنیفات پر دارو مدار تھا، اس کی تصنیفات پہلے ۱۴۹۷ء میں لاطینی میں طبع ہوئیں، ان کی اخیر طبع نہایت جدید ہے جو ۱۸۶۱ء میں ہوئی، اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی طب سے یورپ کب تک فائدہ اٹھاتا رہا ہے، جس کے اثرات گو آج دھندلے پڑ گئے ہیں، مگر تاریخ کی روشنی میں اسی آب و تاب سے چمک رہے ہیں۔

علم الکیمیا

علم طب کے دوش بدوش کیمیا نے بھی اطباء اسلام کے ہاتھوں میں نشو و نما پائی، اگرچہ آج اس فن نے بے حد ترقی کر لی ہے، پھر بھی جو جدید انکشافات ہو رہے ہیں، ان کی جڑ وہی چیزیں ہیں، جن کی بنیاد مسلمانوں نے رکھی تھی، انہوں نے مختلف قسم کے تیزاب نکالے، نائٹرک ایسڈ نائٹرو ہیڈروکلورک ایسڈ وغیرہ، ایجاد کئے، پوٹاس، ایمونیا، نائٹریٹ آف سلور،

کلورائیڈ آف مرکری وغیرہ کیمیاوی مادے تیار کیے، سلفیورک ایسڈ اور الکحل جیسی چیزیں اختراع کیں، اس لئے ڈاکٹر ڈریپر کا یہ کہنا کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ "انہوں نے تیزابوں کی ایجاد اور سائنٹیفک نقطۂ خیال سے علم کیمیا کی صحیح بنیاد ڈالی[1]۔"

مؤرخ گبن بھی اس بات کا قائل ہے کہ "علم کیمیا اپنے ارتقاء اور اصلیت کے لئے اہل عرب کی سعی و کوشش کا رہین منت ہے، انہوں نے سب سے پہلے تقطیر کے لئے قرع انبیق ایجاد[2] کیا"۔

بارود کی ایجاد

علم کیمیا کی سب سے بیش بہا ایجاد بارود ہے، اس اعلیٰ درجہ کی ایجاد کو ناواقفیت سے اہل فرنگ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ خاص اسلامی ایجاد ہے، اس کی نسبت عیسائی مورخ جرجی زیدان لکھتا ہے :۔

(۱) بارود اہل عرب کے یہاں ایک مشہور چیز تھی، اور وہ لوگ اس زمانہ سے نصف صدی قبل ہی اس کا استعمال اپنی لڑائیوں میں کرتے رہے تھے، جس زمانہ میں اہل فرنگ شوتیس کو اس کا موجد بتاتے ہیں، اور یہ بات بھی ہے کہ تیرھویں صدی

---

[1] انٹلیکچوئل ڈویلپمنٹ آف یورپ جلد ۲ صفحہ ۴۰۸

[2] زوال روما امپائر ج ۵ صفحہ ۴۱۵

عیسوی کے آخر میں اہل عرب نے بارود بنانے کی ویسی ہی ترکیب بیان کی ہے، جیسی کہ آج کل پائی جاتی ہے[۱]

(۲) اہل عرب حیرت انگیز مگر خوفناک ایجادات میں ابھی زیادہ مشغول نہ ہونے پائے تھے کہ نہایت اہم نتائج ظہور پذیر ہونے شروع ہوئے، سائنٹیفک نقطہ نگاہ سے تیزابوں کی ایجاد نے علم کیمیا کی صحیح بنیاد ڈالی اور سیاسی نقطۂ نظر سے بارود کی ایجاد نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا[۲]

گھڑی کی ایجاد

مسلمانوں ہی نے گھڑی کی ایجاد کی تھی جو زمانہ حال کے تمدن و معاشرت میں جزو لاینفک بنی ہوئی ہے، اور جس کے بغیر دنیا کا کام بمشکل چل سکتا ہے، اہل یورپ اور خصوصاً فرانسیسی مورخ تو اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سب سے پہلی گھڑی جس کا علم اُن کے ملک میں ہوا، وہ گھڑی تھی جو خلیفہ ہارون الرشید نے ۸۰۷ء میں شارلمین شاہ فرانس کو بھیجی تھی، اور اس زمانے کے لحاظ سے ایسی عجیب و غریب چیز تھی، جس نے شارل مین کے درباریوں کو حیرت میں ڈال دیا، اور وہ اسے سحر سمجھنے لگے، یہ گھڑی اس صنعت سے بنائی گئی تھی کہ اس میں بارہ چھوٹے چھوٹے دروازے

---

[۱] تمدن عرب ج۱ ص۱۹۱ تا ۲۰۰ [۲] انٹیلکچول ڈویلپمنٹ آف یورپ ج۱ ص۴۰۸

رکھے گئے تھے، ہر گھنٹہ گزرنے کے بعد دروازہ کھلتا تھا اور اس میں سے گھنٹوں کی تعداد کے مطابق تانبے کی گولیاں ایک لوہے کے تھال پر گر کر آواز دیتیں، اور اس وقت تک یہ دروازہ کھلا رہتا، جب ان بارہ دروازوں کا دورہ پورا ہو جاتا، تو بارہ سواروں کی تصویریں دروازوں سے نکل کر گھڑی کی سطح پر چکر لگاتیں *

قطب نما

آلہ قطب نما کی ایجاد بھی عربی دماغ کی ممنون ہے اس کا استعمال اہل عرب نے گیارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں کیا، کہا جاتا ہے کہ اس کے موجد اہل چین ہیں مگر بقول لیبان اس کا کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا کہ انھوں نے دریائی سفر میں اس کا استعمال کیا ہو، بخلاف اس کے اہل عرب بڑے جہازران تھے، اور چین سے اس وقت ان کے تعلقات قائم ہو چکے تھے جب اہل یورپ کو اس ملک کے وجود تک کا علم نہ تھا، وہ لوگ اسے سمت قبلہ درست کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے اور بری و بحری دونوں طرح کے سفر میں اس سے کام لیتے تھے، ڈاکٹر لیبان اور موسیو سدیو نے بدلائل ثابت کیا ہے کہ اس کے موجد مسلمان تھے اور انھوں ہی نے اسے اول اول یورپ میں پہنچایا *

کاغذ سازی

فنِ کاغذ سازی کو رواج دیکر مسلمانوں نے دنیا کو فی الواقع
اپنا بہت بڑا احسان مند بنایا ہے، جو بمقابلہ دیگر احسانات
کے زیادہ وزنی ہے، اور اس طرح اشاعتِ علم کی وہ مہتم بالشان
اور کار آمد خدمت انجام دی، جس کی توقع مسلمانوں کی علم
دوست قوم ہی سے ہو سکتی تھی، از منۂ وسطیٰ میں اہلِ یورپ
مدت تک صرف چمڑے پر لکھتے رہے، جو اس قدر گراں تھا
کہ کتابوں کی اشاعت نہ ہو سکتی تھی، اور چند روز میں وہ
اس قدر نایاب ہو گیا کہ یونانی و رومی راہبوں نے بڑی بڑی
قدیم تصنیفات کے حروف چھیل کر اُن کے صفحوں پر اپنے
مذہبی رسائل لکھنے شروع کیے۔ اگر مسلمان کاغذ سازی کو رواج
نہ دیتے تو یہ راہب کل قدیم تصنیفات کو جن کے وہ محافظ
سمجھے جاتے تھے تلف کر دیتے، انہی مسلمانوں کی بدولت
نہ صرف ان کی مذہبی قدیم کتابیں محفوظ رہ گئیں، بلکہ اشاعت
علوم میں معتد بہ ترقی ہوئی، مشہور مؤرخ گبن کو اس امر
کا اعتراف ہے کہ اسلامی ممالک میں سے کاغذ سازی کی بیش
بہا صنعت یورپ میں پہنچی، موسیو سدیو لکھتا ہے "۶۵۰ء
میں سمرقند و بخارا میں ریشم سے کاغذ بنائے جانے لگے تھے
اور ۷۰۶ء میں یوسف بن عمرو نے ریشم کی بجائے روئی کا
کاغذ ایجاد کیا، جو کاغذِ دمشقی کے نام سے مشہور ہے، اور
جس کا ذکر مؤرخین یونان نے بھی کیا ہے، اسپین میں پرانے

کپڑوں اور چیتھڑوں سے کاغذ بنانے کے کارخانے عام طور پر قائم ہوگئے تھے، بارھویں صدی عیسوی میں عربی کاغذ کا قسطنطنیہ میں رواج ہوا، اور وہاں سے فرانس اٹلی انگلستان جرمنی وغیرہ ممالک یورپ میں پہنچا۔

"عربوں کی جہاز رانی"

مؤلفہ حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے سمندر کی متلاطم موجوں کے اندر جو کارہائے نمایاں کئے تھے ان کی کوئی زندہ یادگار اس وقت موجود نہیں ہے، صرف تاریخوں میں انکی بحری جدو جہد کا متفرق طور پر تذکرہ موجود ہے، لیکن ان پراگندہ معلومات کو اگر ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو دنیا کو صاف معلوم ہو جائے کہ کسی زمانے میں مسلمان بحر و بر دونوں پر چھاگئے تھے، اور انہوں نے جس طرح خشکی میں ہزاروں سر بفلک عمارتیں بنائی تھیں، اسی طرح سمندر کی سطح پر جہازوں کی ایک دنیا آباد کر دی تھی، کتاب مذکور کے اوراق سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے بھی اہل عرب جہاز رانی میں کافی استعداد رکھتے تھے، البتہ دورِ اسلام میں مسلمانوں کی جہاز رانی کا جو سلسلہ عہد فاروقی، عہد عثمانی، اور عہد بنو امیہ، اور عہد عباسیہ میں قائم ہوا، اس سے

---

[1] ہسٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ ج ۸ صفحہ ۲۷۵

مسلمانوں کے بحری کارناموں میں مزید ترقی ہوتی گئی، عربوں ہی نے سمندروں کی صحیح پیمائش کی ہے، اور اس کے متعلق قدیم فلاسفہ کی بہت سی غلطیاں ثابت کیں، سمندروں کے نقشے مرتب کئے، ہواؤں اور جزیروں سے واقفیت حاصل کی، جہاز رانی کے قوانین مدوّن کئے، سمندروں میں مینار اور لائٹ ہاؤس بنائے، قطب نما ایجاد کیا، یا کم از کم اس سے کام لیا، جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے بحریات پر کتابیں لکھیں، ڈوبے ہوئے جہازوں کے نکالنے کے آلات بنائے غرض اس قسم کی بہت سی معلومات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں فن جہاز رانی نے جو ترقی کی ہے اس کا ابتدائی خاکہ عربوں ہی نے قائم کیا تھا[1]

ترقی کا باعث

مسلمانوں کے علمی و عملی کارناموں کی داستان بہت ہی طویل ہے، مگر میں اسے اب ختم کرتا ہوں، مقصد اس داستان سرائی سے یہ ہے کہ مسلمان محسوس کریں کہ مسلمان مسلمان رہ کر نظامِ مادی کے تمام کارخانوں کا موجد منتظم اور سرپرست ہو سکتا ہے اور مسلمان ہونے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری فرمائے گا۔ تو بام عروج کے انتہائی زینہ تک ایسی تیزی اور سرعت سے چڑھ جائے گا کہ غیر مسلم اقوام میں اسکی

---

[1] معارف ص ۴۹۴ نومبر ۱۹۳۵ء

نظیر ناممکن ہوگی، مسلمان جب قرآن کے پابند تھے، خدا تعالےٰ
اُن کا حامی و مددگار تھا، مذکورۃ القدر چیزوں کے حصول کا
اصلی باعث ہی یہی تھا کہ اُنہوں نے احکم الحاکمین کے قانون پر
عمل کیا، اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اُن کی دستگیری کی، دنیاوی
علوم میں اُن کی شرح صدر فرمائی، دنیا میں اُنہیں اقوام عالم
کا امام بنایا، اور آخرت میں اُنہیں جنت کا مستحق ٹھہرایا، گویا
اُنہیں رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً
کا پورا مصداق بنایا، در اصل یہ علوم و فنون اور یہ ترقیاں
فرع تھیں، اصل اور جڑ اتباع قرآن تھا، جب جڑ خشک ہو چکی
ہے تو شاخیں کس طرح ہری بھری نظر آسکتی ہیں، شہنشاہی اعلان
ملاحظہ ہو:- اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے
حالات خود نہ بدلیں۔

لہٰذا جب ہم مسلمانان ہندوستان میں قانون الٰہی سے
طغیان، عصیان اور عدوان آیا تو اللہ تعالیٰ نے حکومت کو
غلامی، عزت کو ذلت، اور راحت کو رنج سے بدل دیا:-
وَمَا ظَلَمْنٰہُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَہُمْ یَظْلِمُوْنَ - ترجمہ: اور
ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے

دعوت اِلی القرآن

برادرانِ اسلام، آیئے دروازۂ الٰہی پر جبینِ نیاز جھکائیں

مالکُ الملک کے رو برو گڑگڑائیں سابقہ گناہوں سے معافی مانگیں آئندہ کے لئے ایفاءِ عہد بندگی کے نصاب تعلیم کو معمول بنائیں اس کے ان زرین اصول کو شب و روز کا دستور العمل ٹھہرائیں جن پر عمل پیرا ہونے سے دنیا میں حکومت، عزت، راحت اور شادمانی پائیں اور آخرت میں جنت الفردوس کے وارث بنائے جائیں، ورنہ یاد رکھیں، دنیا کے جمیع علوم و فنون میں عملاً کتنی ہی ترقی کیوں نہ ہو جائے، اگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں باگ نہیں ہے، تو وہ ترقی حقیقت میں تنزّل اور بربادی کا باعث ہوگی۔

آلاتِ حرب کی زحمت

مادی ترقی کرنے والوں میں اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہے اس کے محاسبے کا ڈر ہے تو وہ ترقی سعادت اور رحمت ہوگی امن کی ذمہ دار ہوگی، اخلاق حمیدہ کو انتہائی کمال پر پہنچائیگی ورنہ شقاوت و زحمت ہوگی، بدامنی کی علم بردار ہوگی، اخلاق سوزی کی حامی ہوگی، اس ناقابل تردید مضمون کی شہادت یورپ کی موجودہ ترقی میں پائی جاتی ہے، آج کل یورپ بڑا ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے، آپ کو معلوم ہوگا کہ اٹلی نے حبشہ میں کیا کیا مظالم توڑے، فلسطین میں کیا ہو رہا ہے، تمام سلطنتیں ہوس ملک گیری کو پورا کرنے کے لئے کیا کچھ کر رہی ہیں، بنی نوع انسان کو تباہی کے گھاٹ اتارنے کے لئے کس

کس قسم کے آلاتِ حرب و ضرب تیار کئے جاتے ہیں، اور طرح طرح کی گیسیں پیغام موت پہنچانے کے لئے بہم پہنچائی جاتی ہیں، مشین گنوں اور بڑے دہانوں کی ہوٹزر توپیں تیار کی جاتی ہیں، جو ستر ستر میل تک انسانی نسل کو مٹانے والی ہوں، فقط اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ اگر کوئی انسان خشکی سے بھاگ کر پانی میں جاکر پناہ لے تو اُسے عدم آباد میں پہنچانے کے لئے ڈریڈ ناٹوں پر بڑی بڑی توپیں نصب شدہ ہیں اگر پانی کے اندر چھپنا چاہے تو آب دوزیں اور تار پیڈو اس کی روح قبض کرنے کے لئے آمادہ نظر آئیں گی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مادی ترقی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو انسانوں پر مسلط ہے، لہذا اُن کا وجود رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے پیغام حیات نہیں، بلکہ آلۂ موت ہے، اور انسانیت کے لئے باعثِ ننگ و عار ہے +

مہذّب یورپ کی خونخواری

علم برداران تہذیب نے ۱۹۱۴ء میں جو جنگ لڑی ہے اس میں انسانی خون کی ارزانی مندرجۂ ذیل اعداد شمار سے ظاہر ہے :-

فہرستِ اموات

روس	سترہ لاکھ
جرمنی	سولہ لاکھ
فرانس	تیرہ لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو پندرہ

آسٹریا ہنگری	آٹھ لاکھ
برطانیہ	چھ لاکھ اٹھاون ہزار آٹھ سو چار
اٹلی	چار لاکھ چورانوے ہزار
ٹرکی	دو لاکھ پچاس ہزار

فہرست مجروحین

روس	انچاس لاکھ پچاس ہزار
جرمنی	چالیس لاکھ چوسٹھ ہزار
فرانس	اٹھائیس لاکھ
آسٹریا ہنگری	تیس لاکھ
اٹلی	نو لاکھ انسٹھ ہزار ایک سو اڑتیس
برطانیہ	بیس لاکھ تینتیس ہزار ایک سو بیالیس

مذکورۃ الصدر تعداد ایک جنگ کی اموات اور مجروحین کی ہے، اس جنگ عظیم میں جمیع اقوام مقتولین کی مجموعی تعداد تقریباً ایک کروڑ ہے، اور مجروحین جو آئندہ کام سے تقریباً بے کار ہو گئے، اُن کی تعداد چار کروڑ ہے، اور تمام ممالک کے لاپتہ سپاہیوں کی تعداد اس کے علاوہ ہوگی اس کے مقابلہ میں حضور انور سید الکونین نبی الثقلین کے غزوات و سرایا کی شرح اموات ملاحظہ ہو۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں کم و بیش اسی لڑائیاں شمار کی جا سکتی ہیں اگر ان تمام غزوات و سرایا کے مقتولین کی تعداد کو جمع کیا جائے تو ایک ہزار

اٹھارہ ہوتی ہے، جو فریقین کے مقتولین کی مجموعی تعداد ہے، جب ایک ہزار اٹھارہ کو اسی پر تقسیم کیا جائے تو فی جنگ تیرہ سے بھی کم اوسط نکلتا ہے۔ جو عرب جیسے وسیع ملک کو فتح کرنے کے لحاظ سے بالکل صفر کے برابر ہے۔

کیا وحشی اور ملحد عرب کو متمدن اور متدین عرب بنانے، صدیوں اور نسلوں کی عداوت کو مٹا کر اخوت اور روحانیت قائم کرنے اور ڈکیتی اور خونخواری کی وارداتوں کو روک کر امن وامان قائم کرنے کے لئے ایک ہزار اٹھارہ نفوس کی قربانی کوئی بہت بڑی قربانی ہے؟ اس کے مقابلہ میں ذرا دیکھیئے کہ فرانس اور امریکہ کو جمہوریت کے قائم کرنے میں کس قدر قربانیاں کرنی پڑیں اور انگلستان کو پارلیمنٹ کے قائم کرنے میں کتنے خون بہانے پڑے، پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مقابلے میں عرب کی استبدادیت کو فنا کرکے جمہوریت کے استوار کرنے میں گویا ایک خون بھی نہیں بہایا۔

دنیاداروں کی لڑائیوں کو جانے دو، ذرا مقدسین کے حالات پڑھو۔ کہ انہوں نے کیا کچھ کیا، یورپ کی مقدس مذہبی انجمنوں نے جس قدر نفوس کو ہلاک کیا، ان کی تعداد لاکھوں سے بھی زائد ہے۔

جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب "اپالوجی فار محمدؐ اینڈ قرآنؐ" میں مذہبی عدالت کے احکام سے ہلاک شدہ نفوس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتاتی ہے، جو عیسائیوں کے ہاتھوں سے عیسائیوں

کی ہوئی تھی، اکیلے ملک اسپین نے تین لاکھ چالیس ہزار عیسائیوں کو ہلاک کیا تھا، جن میں سے تیس ہزار آدمی زندہ آگ میں جلا دئے گئے، امریکہ کی جنگ آزادی میں سات لاکھ انسان قتل ہوئے۔[1]

اور خیال کیجئے سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب جیسے وسیع ملک میں فریقین کی صرف ایک ہزار اٹھارہ قربانیوں کے بعد اس قدر روحانی، اخلاقی، مادی اور ملی فوائد حاصل کئے جن کو بحیثیت مجموعی آج تک دُنیا کی کوئی قوم اور ملک حاصل نہیں کر سکا۔

متبعینِ قرآن کی راہِ عمل

قرآن نے اپنے متبعین کو مادی ترقی کے تمام راستوں پر گامزن ہونے کی اجازت دی ہے، چنانچہ آپ میری گذشتہ عرضداشت سے اس نتیجے پر یقیناً پہنچ سکتے ہیں کہ اسلام گوشۂ تنہائی میں بیٹھنا یا کتابوں کا کیڑا بننا نہیں سکھاتا، بلکہ ایک مسلمان اعلیٰ سچا اور پکا مسلمان رہ کر علوم دنیاوی کے ہر شعبے میں ترقی کر سکتا ہے، مثلاً ایک مسلمان اعلیٰ درجہ کا ڈاکٹر مسیح الملک شفاء الملک بھی ہو سکتا ہے، اور اعلیٰ درجہ کا فلسفی، مہندس ماہر علم ہیئت اور بہترین ریاضی دان بھی ہو سکتا ہے، ایک مسلمان اعلیٰ درجہ کا سیاح، بہترین مؤرخ اور جغرافیہ دان بھی ہو سکتا ہے مسلمان تجارت کی منڈیوں کا سب سے بڑا سوداگر اور فن جہازرانی

---

[1] سچ ۱۴ر نومبر ۱۹۲۵ء

میں ممتاز درجہ پا سکتا ہے۔
لیکن مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان ہونے کے مندرجہ ذیل اصلاحی پروگرام کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ جو قرآن حکیم نے ان کے لئے تجویز کیا ہے، اس اصلاحی پروگرام میں انفرادی اور اجتماعی اقتصادی اور سیاسی زندگی کا نظام اعلیٰ پایا جاتا ہے

انفرادی زندگی کا اصلاحی پروگرام

تفصیل اصلاحات

پہلی اصلاح تعلق باللہ کی درستی، یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مقصد حیات انسانی اصلاح تعلق باللہ ہے، چنانچہ اس کے متعلق دفعات ذیل ملاحظہ ہوں :۔

(ا) اے انسان خدا تعالیٰ کے سوا تیرا کوئی حاجت روا نہیں ہے۔
(ب) تیری تکالیف کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دور نہیں کر سکتا۔
(ج) سوائے خدا کے تیرا کوئی معبود نہیں ہے۔
(د) سوائے خدا کے تیرا کوئی مسجود نہیں ہے۔

دوسری اصلاح۔ قرآن نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا ہے اور اصلی زندگی آخرت کی ہے۔
قولہ تعالیٰ۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (عنکبوت۔ رکوع ۷)

ترجمہ:- اور یہ دنیا کی زندگی بجز کھیل اور تماشے کے اور کچھ بھی نہیں ہے، اور اصل زندگی آخرت کی ہے، اگر انہیں اس چیز کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔

تیسری اصلاح۔ مسلمان کو دنیا کے ہر کام میں رضائے الٰہی کا طالب ہونا چاہیے تاکہ اس کا ہر عمل اس پاک نیت سے صالح کہلائے اور نجات آخرت کا ذریعہ بنجائے۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ترجمہ:- پھر پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا ہے اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا کیا جس شخص نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اس شخص کی مثل ہو سکتا ہو جو اللہ کے غضب سے لوٹا، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

چوتھی اصلاح:- قرآن نے مسلمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ جان اور مال تیرا نہیں ہے، تجھے ان کے عوض میں خدا تعالیٰ سے جنت لینی ہے:- قولہ تعالیٰ- اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ الآیۃ۔

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال جنت کے بدلہ میں خرید لیے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ مسلمان کی کوئی نقل و حرکت اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں ہوگی اس کی زندگی کا ایک

ایک لمحہ اس کی کمائی کی ایک ایک کوڑی بامر الہٰی صرف ہو گی
مثلاً ایک سچا مسلمان تضییع مال، تضییع اوقات اور تضییع ایمان کے
ڈرسے سینما اور تھا کیز جیسے مراکز فسق و فجور میں قدم نہیں رکھے گا
جب اس کا گزر ایسی بیہودہ جگہوں سے ہو گا، تو شریفانہ گزر جائیگا
قولہ تعالیٰ:۔ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ
مَرُّوْا كِرَامًا ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور
جب کسی بیہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفانہ
طور پر گزر جاتے ہیں۔

پانچویں اصلاح۔ قرآن نے مسلمان کو یہ پیغام دیا ہے، تیری
پیدائش کی غرض و غایت جلب زر، حصول جاہ، تعمیر مکانات
عالیہ، فتوحات ملکیہ نہیں ہے، تو خدا کا بندہ ہے، بندگی کا
حق ادا کرنے کیلئے آیا ہے:۔
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ
مِنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ترجمہ:۔ میں نے جنوں
اور انسانوں کو سوائے اس کے اور کسی مقصد کے لئے پیدا
نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں، میں ان سے رزق نہیں
چاہتا، اور میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے کھلائیں۔
اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایک سچا مسلمان اسباب تعیش کو
کبھی اپنی زندگی کا نصب العین نہیں بنائے گا۔

چھٹی اصلاح۔ قرآن نے مسلمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ ایک
سچے مسلمان کو دنیا کا کوئی کاروبار یاد الہٰی کے فرائض سے

قابل نہیں کرسکتا، اور نہ شہنشاہی دربار (مساجد) کی پنج وقتہ حاضری میں مانع ہو سکتا ہے:۔

قولہ تعالیٰ۔ فِی بُیُوتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ (النور۔ رکوع ۵)

ترجمہ:۔ وہ ایسے گھروں میں (جا کر عبادت کرتے ہیں) جکی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے، ان (مسجدوں) میں ایسے لوگ صبح اور شام اللہ کی پاکی (نمازوں میں) بیان کرتے ہیں، جن کو اللہ کی یاد سے اور (بالخصوص نماز پڑھنے سے اور زکوۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے۔ اور نہ فروخت (اور) وہ ایسے دن کی دار و گیر سے ڈرتے ہیں، جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی

ساتویں اصلاح۔ قرآن حکیم نے اپنے متبعین کو اعلیٰ درجے کا با اخلاق بننے کی ہدایت کی ہے۔ اگرچہ جزاءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا کے قاعدہ کی بنا پر ظالم سے انتقام لینے کی اجازت ہے، مگر اخلاق کا اعلیٰ معیار یہ ہے کہ برائی کی بجائے بھلائی کرے:۔

قولہ تعالیٰ:۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ (حٰم السجدہ۔ رکوع ۵)

ترجمہ:۔ بدی کو اس خصلت کے ساتھ دفع کر جو بہت اچھی ہو، پس ناگہاں وہ شخص جسے تم سے عداوت ہے (ایسا ہو جائے گا) گویا وہ قرابت والا دوست ہے، اور یہ بات ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے۔

آٹھویں اصلاح۔ مسلمان کی اجتماعی زندگی کا اصلاحی پروگرام:۔

(ا) فرامین الٰہیہ یعنی قرآن اور احادیث نبویہ کو پیش نظر رکھ کر رہنمایان قوم کی اطاعت کرنا تمہارا فرض ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ الآیہ (سورۃ النساء رکوع ۸)

ترجمہ:۔ مسلمانو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اپنے مسلمان حاکموں کی فرماں برداری کرو۔

(ب) مسلمانوں کا باہمی جھگڑا ہو جائے۔ تو پنچایتوں میں اس کی صلح کرا دو، تاکہ مقدمہ عدالت میں نہ جائے:۔

قولہ تعالیٰ۔ وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا۔ الآیہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (حجرات رکوع ۱)

ترجمہ:۔ اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑیں تو ان کی صلح کرا دو۔

سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان سب بھائی ہیں، لہٰذا اپنے

بھائیوں میں صلح کرادو، اور خدا سے ڈرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ

(ج) کوئی مسلمان کسی بھائی پر تمسخر نہ اُڑائے

قولہ تعالیٰ۔ لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ الآیہ (حجرات رکوع ۲)	نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے۔

(د) ایک دوسرے کو طعنہ مت دو:۔

قولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَکُمْ الآیہ (حجرات۔ رکوع ۲)	اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر۔

(ہ) آپس میں بُرے لقبوں سے مت پکارو:۔

قولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ الآیہ (حجرات۔ رکوع ۲)	اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو۔

(و) تحقیق کئے بغیر کسی کے متعلق کوئی گمان فاسد دل میں مت لاؤ:۔

قولہ تعالیٰ۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ الآیہ (حجرات۔ رکوع ۲)	اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو۔

(ز) کوئی مسلمان کسی مسلمان کے خلاف پراپیگنڈا نہ کرے:۔

قولہ تعالیٰ۔ وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا الآیہ۔ (حجرات رکوع ۲)	اور نہ بد کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو۔

اقتصادیات اور قرآن

تمہید اصلاح۔ فضول خرچی سے بچو، اگر مسلمان ان ہدایات

پر عمل پیرا ہو تو افلاس و ناداری یقیناً دور ہو جائے۔
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا
(بنی اسرائیل رکوع ۳) ترجمہ:۔ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں
کو حق دیدے، اور فضول خرچی نہ کر۔
وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ
فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۳)
ترجمہ:۔ اپنے ہاتھ کو گردن کے ساتھ باندھا ہوا نہ رکھو
اور بہت زیادہ کشادہ بھی نہ رکھ، پھر تو بیٹھ رہے گا
ملامت کیا ہوا پچھتاتا ہوا۔

دسویں اصلاح۔ قرآن کا سیاسی نظام اگر ان اصول سیاسیات
پر مسلمان عمل پیرا ہوں، تو میدان سیاست میں کبھی شکست
نہیں کھا سکتے۔

(ا) میدانِ جنگ میں اپنے افسر کی اطاعت کرو:۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ
ترجمہ:۔ اے مسلمانو، اللہ اور اس کے رسول اور اپنے مسلمان
حاکموں کی فرمان برداری کرو۔

(ب) دشمن کے مقابلے میں میدان جنگ میں باہمی جھگڑوں
سے بچو:۔
قولہ تعالیٰ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا
اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا
فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ
(انفال۔ رکوع ۶)

ترجمہ :۔ اے مسلمانو! جب تم دشمن کے مقابلہ میں جاؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمان برداری کرو۔ آپس میں نہ جھگڑو۔ پس سست ہو جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(ج) فرض منصبی کے ادا کرنے میں کسی قسم کی خیانت نہ کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ (انفال)

ترجمہ :۔ اے مسلمانو، اللہ اور اس کے رسول اور آپس میں ایک دوسرے کی امانت میں خیانت نہ کرو۔

ضروری عرض داشت

اسلام کے متعلق ہمارے ہر دعویٰ کی صداقت کا معیار فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ہے، عبادات، معاملات، تمدن، معاشرت، اقتصادیات اور سیاسیات میں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا رنگ ہو گا تو ہم مسلمان [illegible] نہیں ہے تو ہمارے زبانی دعوؤں سے کچھ نہیں [illegible]۔

قولہ تعالیٰ۔ لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ ترجمہ :۔ اے مسلمانو! تمہاری اور اہل کتاب کی آرزوؤں پر فیصلہ نہیں ہے، جو شخص برائی کرے گا سزا پائے گا

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا۔ ترجمہ:۔ اور ہدایت کے واضح ہونے کے بعد جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا، اور مسلمانوں کے راستہ کے خلاف کوئی دوسرا راستہ چلے گا ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور (آگے چل کر) اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

تباہی کا باعث

برادران اسلام۔ مجھے اجازت دیجئے کہ رخصت ہونے سے پہلے اس عنوان پر آخری چند کلمات عرض کر دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ ۔ ترجمہ (اے مسلمانو) تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ برابر تابعداری کرو گے

یہود کے امراض میں سے ایک مرض یہ بھی تھا کہ عقیدہ میں اپنی آسمانی کتاب (تورات) کو سچا جانتے تھے، اور عمل میں اس سے بے اعتنائی کرتے تھے، وہی حالت آج کل ہماری ہے، عقیدہ کے لحاظ سے قرآن حکیم کے ایک ایک لفظ پر ایمان ہے، عمل کے لحاظ سے (باستثناء افراد حدیدہ) قرآن سے عملاً اعراض ہے کیا جس طرح دنیا کے دوسرے علوم و فنون کے حاصل کرنے

کے لئے دماغ صرف کیا جاتا ہو، اتنی محنت اس پاک کتاب کے مطالب سمجھنے کے لئے کیجاتی ہے؟ کیا جس طرح دوسرے علوم و فنون دنیوی کے حاصل کرنے کے لئے ماہرین فن کی تلاش کیجاتی ہے، اسی طرح بہتر سے بہتر قرآن دان علماء کی تلاش بھی کی جاتی ہے؟ کیا جس طرح سائنس کے تجربات کے دیکھنے کے لئے تجربہ کار سائنس دان کے سامنے زانو تلمذ تہ کیا جاتا ہے؟ کیا قرآن کا عملی رنگ اپنے اوپر چڑھانے کے لئے عامل قرآن کی تلاش کیجاتی ہے؟ کیا اگر قرآن عزیز پر عمل پیرا ہوں تو ہم اسی طرح ہر لحاظ سے ذلیل وخوار نظر آئیں؟ قرآن پر عمل کرنے والوں کے لئے تو یہ ارشاد ہے:-

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ترجمہ:- اور تم ہی سب برتر رہوگے، بشرطیکہ تم مؤمن رہے۔

کیا اللہ تعالیٰ جس قوم کا مددگار ہو، وہ ہم جیسی بے یار و مددگار، ذلیل و رسوا ہو سکتی ہے؟

قولہ تعالیٰ- اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ
ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں۔

یہ یاد رہے کہ موجودہ حالت کبھی بدل نہیں سکتی جب تک ہم خود بدلنا نہ چاہیں۔

کس قسم کی تبدیلی

ہم نے آج کل اسوۂ حسنۂ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ

والسلام کو چھوڑ کر اسوۂ یورپ کو اختیار کیا ہے، صورت و سیرت، وضع و قطع، تمدن و معاشرت، غرضکہ ہر چیز میں ہم یورپ کے نقال ہیں، یہاں تک کہ ہم نے اپنا ذوق بھی اُن کے ذوق کے تابع بنا لیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونے کی طرف دعوت دے اُسے اولڈ فیشن، دقیانوسی مُلّا، تنگ خیال و تاریک خیال کے بڑے القاب دیئے جاتے ہیں، ہاں یہ میں مانتا ہوں کہ یورپ میں بعض خوبیاں بھی ہیں ان کے لینے سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر واقعہ اس کے خلاف ہے یورپ کی برائیاں تو ہمارے نوجوان ساری لے لیتے ہیں اور خوبیوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

میں مانتا ہوں کہ یورپین لوگوں میں مثلاً مندرجۂ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

مفاد ملت پر ذاتی اغراض کو قربان کرنا۔
قوم فروشی کو بدترین گناہ سمجھنا۔
اپنے فرض منصبی کو دیانت سے نباہنا۔
اوقات کی پابندی کا خیال رکھنا۔
اپنے افسر کی پورے طور پر اطاعت کرنا۔
اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی سے اپنے ہم وطنوں ہی کو فائدہ پہنچانا۔

برادران اسلام، ہم میں سے شاذ و نادر ہی کوئی ایسا ہوگا جو مذکورہ بالا خوبیاں اُن سے اخذ کرے، اور بہت ہی کم

نوجوان ایسے نکلیں گے جو یورپ کی مندرجہ ذیل برائیاں اختیار کریں۔ مثلاً تفریحات یورپ، سینما تھیٹر ہیں جاتا، گراموفون بجاتا، ہارمونیم کا شوق رکھنا، عورتوں کو بے پردہ ساتھ لئے پھرنا، ظاہری نمائش پر بے دریغ روپیہ صرف کرنا وغیرہ۔

معذرت

برادرانِ عظام، مجھے امید ہے کہ میری اس تلخ نوائی پر آپ کو ملال نہیں ہوگا، میں اور آپ ملت اسلامیہ کے ایک ہی رشتہ میں منسلک ہیں، سروار دو جہان کا فرمان ہے:۔
اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَکٰی عَیْنُہٗ اِشْتَکٰی کُلُّہٗ وَاِنِ اشْتَکٰی رَاْسُہٗ اِشْتَکٰی کُلُّہٗ ترجمہ:۔ سب مسلمان ایک انسان کی طرح ہیں، اگر اس کی آنکھ بیمار ہے، تو سارا وجود بیمار ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہو۔ تو بھی سارا وجود بیمار ہے۔

لہٰذا میں آپ کا ہوں، اور آپ میرے ہیں، مجھے حق ہے کہ جو چیز آپ کے لئے مضرخیال کروں، اس سے مطلع کروں اگر آپ یورپ والوں کی خوبیاں لیں، تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا
ترجمہ:۔ حکمت کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں پائے، اس کا وہ زیادہ مستحق ہے۔

آخری کلمات

اس جامعہ ملیہ کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ اس کی سیادت ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کے ہاتھ میں ہے، جو آدمیت اور شرافتِ نفس کا مجسمہ ہیں، اسی کا اثر ہے کہ طلبہ میں نہایت اچھے اخلاق پیدا ہو رہے ہیں، اور مزید ترقی کی امید ہے، اس کے بعد میں شیخ الجامعہ صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست پیش کرتا ہوں کہ بلحاظ ارشاد نبوی ہاکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ -

ترجمہ:۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے، اور ہر حاکم سے اپنی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی۔

آپ کا فرض ہے کہ طلبہ کو معتقدات اور اعمال میں سلف صالحین کے اسوۂ حسنہ کا پابند بنائیں اور کوشش کریں کہ ان کی نظروں میں قرآن عزیز دوسرے تمام علوم و فنون سے بڑھ کر ضروری اور قابل توجہ ہو جائے، قرآن حکیم کے قالب میں اپنے آپ کو ڈھالنا طرز خیال کریں، اور قرآن حکیم کیطرف توجہ کرنے میں ضرورت حدیث بھی محسوس کریں، کیونکہ تمسک بالحدیث کے سوا اتباع قرآن ناممکن ہے، کیونکہ قرآن حکیم عربی زبان میں ہے، عربی زبان میں وسعت ہے، اس کے علاوہ اس امر کے معلوم کرنے کی بھی ضرورت رہتی ہے کہ کن حالات اور کن اسباب کے ماتحت یہ احکام نازل ہوئے ہیں لہذا اس

کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث ان کی مراد کو بیان فرمائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور انور کے ارشادات پر مہر توثیق لگادی ہے
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى۔ ترجمہ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے نہیں
بولتے سوائے اس کے نہیں کہ وہ وحی ہے جو وحی کیجاتی ہے
کہ آپ جو فرمائیں گے، وہ میری مراد ہی سمجھی جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا، یا عمل کرکے دکھایا، صحابہ کرام کی وساطت سے نسلاً بعد نسل ہم تک پہنچا، اس کا نام حدیث شریف ہے، لہذا یہ چیز بھی طلبہ کے ذہن نشین کرنی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہی مراد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اگر حدیث شریف سے انسان دست بردار ہو جائے تو اسکا الحاد میں پھنس کر مشاقق الرسول کے جرم میں مبتلا ہونا یقینی ہے ۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ ——— نمبر ۳۰

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ

بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ

ترجمہ — کیا جو شخص خدا کی مرضی کے تابع ہے
اُس کے برابر ہے جو اللہ کا غصہ لیکر لوٹتا ہے

خدا کی مرضی

مرتبہ
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشتہر شعبۃ التالیف و الاشاعۃ انجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ لاہور

منشی احمد خوشنویس لاہور

کفتیم مفت

مصولڈاک سات پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امّا بعد

برادرانِ اسلام! ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہم[۱] خدائے قدوس وحدہ لاشریک کے بندے ہیں۔ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت ہیں۔ یہ[۳] دُنیا فانی ہے۔ آخرت[۴] کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ہم[۵] نے دُنیا سے مرکر دوسرے جہان میں جانا ہے قیامت[۶] کے دن اللہ تعالیٰ کے رو برو کھڑے ہوکر اپنے عملوں کا حساب کتاب دینا ہے۔ جس[۷] شخص کے عملوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہُوا وہ بہشت میں جائے گا اور[۸] جس سے ناراض ہُوا اُسے دوزخ میں ڈال دے گا۔ اِس لیے ہمارا فرض کہ ہم دنیا کی چند روزہ زندگی میں وہ راستہ تلاش کریں جس پر چلنے سے خُدا تعالیٰ راضی ہو اوراس راستہ کے معلوم کرنے کا ذریعہ کتابُ اللہ اور سُنتِ نبویہ(علیٰ صاحبہا الف الف تحیات) ہیں۔ لہذا اس مختصر سی عرض داشت کو "خُدا کی مرضی" سے موسوم کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ سے بصد عجز دعا کرتا

ہوں۔ کہ اس مضمون کا مختصر اور جامع نقشہ پیش کرنے کی مجھے توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہٰ العالمین۔

اگرچہ مسلمانوں کی زندگی کا نصب العین فقط حصول رضائے مولےٰ ہی ہے۔ مگر یہ شرف اور فخر اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مسلمان اِن ذمہ داریوں کو نہ نبا ہے۔ اور ان تمام حق داروں کے حقوق ادا نہ کرے جو اس کے ذمے ڈالے گئے ہیں۔ لہذا ان حقوق کا پہلے اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے اس کے بعد ان کے متعلقہ احکام مختصر طور پر قرآن حکیم ہی سے پیش کئے جائیں گے۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضے واجعل آخرتنا خیراً من الاولیٰ۔

حقوق کا اجمالی خاکہ

۱۔ اللہ تعالیٰ کا حق
۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق
۳۔ قرآنِ مجید کا حق
۴۔ اسلام کا حق
۵۔ والدین کا حق
۶۔ عورت کا حق
۷۔ مرد کا حق
۸۔ اولاد کا حق
۹۔ رشتہ داروں کا حق
۱۰۔ عام مسلمانوں کا حق
۱۱۔ ہمسایہ کا حق
۱۲۔ مال کا حق
۱۳۔ دنیا کا حق
۱۴۔ آخرۃ کا حق

اللہ تعالیٰ کا حق

اللہ تعالیٰ کا بندے پر یہ حق ہے۔ کہ اس کی ذات اور صفات اور اس کی کے افعال میں کسی غیر کو شریک نہ بنائے ورنہ یاد رہے کہ شرک ایسی بڑی چیز ہے۔ کہ مشرک کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ کہ وہ کبھی بہشت میں نہیں جائے گا۔ قولہٗ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ شرک کسی کو معاف نہیں کرے گا اور شرک کے سوا جو گناہ جسے چاہے معاف فرمائے

اللہ تعالیٰ کن چیزوں میں وحدہٗ لاشریک ہے انکی تفصیل ملاحظہ ہو

۱۔ خدا ایک ہے

قولہٗ تعالیٰ۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (سورہ بقرہ رکوع ۱۹)

ترجمہ:۔ تمہارا خدا ایک ہی ہے۔

" وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط (مائدہ رکوع ۱۰)

ترجمہ:۔ سوائے ایک خدا کے اور کوئی خدا نہیں۔

" اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (انعام رکوع ۲)

ترجمہ:۔ سوائے اس کے نہیں کہ وہ خدا ایک ہی ہے

سارا جہان فقط اس اکیلے نے بنایا ہے

قولہٗ تعالیٰ۔ وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط (انعام رکوع

ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین ٹھیک بنائے

قولہ تعالیٰ۔ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ (انعام رکوع ۱۳

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ہی نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔

سارے جہان کا فقط وہی مالک ہے

قولہ تعالیٰ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالارضِ۔ بقرہ رکوع ۱۳

ترجمہ:۔ آسمان اور زمین میں فقط اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہی ہے۔

〃 وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران رکوع ۱۹

ترجمہ:۔ آسمان اور زمین کی بادشاہی فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

سارے جہان کا انتظام فقط اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے

قولہ تعالیٰ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام رکوع ۷

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے۔

〃 وَلَا يُشْرِكُ فِىْ حُكْمِهٖ اَحَدًا (کہف رکوع ۴

ترجمہ:۔ اور اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

〃 اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ (نمل رکوع ۶

ترجمہ۔ بے شک تیرا رب اپنے حکم سے ان کے فیصلے کرتا ہے۔

رزق کا انتظام اُسی کے قبضہ میں ہے

قولہ تعالیٰ فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ عنکبوت رکوع ۲

ترجمہ۔ خدا ہی سے رزق طلب کرو۔

قولہ تعالیٰ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ (یونس رکوع ۱۰)

ترجمہ:۔ اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں کا رزق دیا۔

" لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ (شوریٰ رکوع ۲)

ترجمہ:۔ آسمان اور زمین کی کنجیاں اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہیں جس کے لیے چاہے رزق کشادہ کرے۔ اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دے۔

غیب دان فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے

قولہ تعالیٰ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ (یونس رکوع ۲)

ترجمہ کہہ دے غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کے پاس نہیں ہے

" وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ہود رکوع ۱۰)

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین کا غیب فقط اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے

قولہ تعالیٰ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ (انعام رکوع)

ترجمہ:۔ غیب کی کنجیاں اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں اور کوئی جانتا

نوٹ پیغمبروں اور ولیوں کو اللہ تعالیٰ خزانہ غیب میں سے علم عطا فرماتا ہے اور وہ اطلاع پانے کے بعد معلوم کر لیتے ہیں مگر پھر انہیں غیب دان کہا جا سکتا ہے۔ غیب دانی اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ ہے چنانچہ سارا قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانہ غیب میں سے ملا ہے مگر باوجود اس کے آپ کو غیب دان نہیں کہا جا سکتا۔

اولاد دینا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے

قولہ تعالیٰ۔ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًاط (شوریٰ رکوع ۵)

ترجمہ جسے چاہے بیٹیاں دے اور جسے چاہے بیٹے دے یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں قسمیں دے اور جسے چاہے بانجھ بنائے۔

فقط اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو

قولہ تعالیٰ۔ فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا (النجم رکوع ۳)

ترجمہ۔ سو سجدہ اللہ تعالیٰ ہی کو کرو اور بندگی بھی اسی کی کرو۔

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ط

ترجمہ۔ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اس خدا کو سجدہ کرو جس نے انہیں بنایا ہے۔ اگر خاص خدا کی عبادت کرنا چاہتے ہو

تمام آیات کا خلاصہ

برادرانِ اسلام! گذشتہ آیات کا حاصل یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہ بناؤ (۲) سارا جہان اسی نے بنایا ہے (۳) سارے جہان کا وہ اکیلا مالک ہے (۴) سارے جہان کا انتظام اُسی کے قبضہ میں ہے (۵) سب کو وہی رزق دیتا ہے (۶) سب غیبوں کا وہی جاننے والا ہے (۷) اولاد بھی اُسی کے حکم

سے ملتی ہے (۸) سجدہ نقط اسی کو کرنا چاہیئے یہ نتائج قرآن حکیم کی آیات کے ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان چیزوں پر ایمان لائے۔ اور مرتے دم تک ان عقائد میں خلل نہ آئے ورنہ توحید خالص نہیں رہے گی اور اگر خدا نخواستہ توحید میں شرک کی ملاوٹ ہوگئی۔ تو وہ شخص ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہے گا۔ اللھم اعذنا منہ وجمیع المسلمین ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا حق

قولہ تعالیٰ۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

ترجمہ۔ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اسواسطے کہ اس کا حکم مانا جائے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سبب سے۔

" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ احزاب رکوع

ترجمہ۔ تمہارے لیے رسول اللہ کا بہترین نمونہ ہے۔

" فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (نساء رکوع ۹)

ترجمہ۔ تیرے رب کی قسم ہے۔ یہ لوگ سچے مسلمان نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ آپ کو اپنے تمام جھگڑوں میں منصف نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلہ آپ فرمائیں اس کے متعلق دل میں کوئی خدشہ نہ لائیں اور بالکل مان جائیں۔

حاصل

گذشتہ آیات کا حاصل یہ ہے۔ کہ اپنی زندگی کے ہر لمحہ اور ہر

حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ بنائیں۔ اور شب وروز کے اوقات کا وہی دستور العمل (پروگرام) تجویز کریں۔ جو آپ کا تھا۔ جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر حاجت کے لیے دربار الٰہی کی طرف ہاتھ پھیلاتے تھے۔ اسی طرح ہمارے ہاتھ بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے آگے پھیلنے نہ پائیں جس طرح سردار دوجہاں کا مبارک سر سوائے خدا کے کسی کے آگے نہ جھکتا تھا۔ ہمارا سر نیاز بھی کسی دوسرے کے آگے جھکنے نہ پائے۔ جس طرح سید المرسلین کی نورانی پیشانی سوائے خدا کے کسی کے آگے سربسجود نہیں ہوتی تھی اسی طرح ہماری پیشانی بھی کسی کے زمین بوس نہ ہو۔ غرضیکہ جس طرح سرور کائنات کی ساری زندگی کا مقصد فقط رضا الٰہی تھا۔ (چنانچہ ارشاد باری ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

ترجمہ۔ کہہ دے تحقیق میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔)

اسی طرح ہماری زندگی کا مقصد فقط اسی کی رضا طلبی ہو۔ جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وقت کی نمازوں میں دربار الٰہی میں حاضر ہوتے تھے۔ ہم بھی ان اوقات میں باقاعدہ حاضری دیتے ہوئے نظر آئیں۔

جس[۴] طرح فخرالاولین والآخرین رمضان مبارک میں حصول رضاء الٰہی کے لیے دن کو روزہ دار اور رات کو عبادت گذار نظر آتے تھے ہم بھی اس مبارک مہینہ کو اسی شان سے منائیں۔

جس[۵] طرح شفیع المذنبین نے جب زادِ راہ پایا سفر بیت اللہ الحرام حصول رضا الٰہی کے لیے طے فرمایا۔ اسی طرح ہم جب توفیق پائیں تو کم از کم ایک دفعہ اس مقدس ترین مقام کی زیارت کے لیے ضرور جائیں۔

جس[۶] طرح خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم غریب پروری اور مسکین نوازی کے خیال سے لوگوں سے ایک معین مقدار مال کی وصول فرماتے تھے۔ اور وصولی کے بعد مساکین پر تقسیم فرماتے تھے۔ اسی طرح ہم بھی خداتعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے سرمایۂ نجات بہم پہنچائیں۔

جس طرح سیّد الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنوں پر بے حد رحیم اور شفیق تھے بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ توبہ رکوع ۱۶

ترجمہ۔ آپ مومنوں پر شفقت رکھنے والے مہربان ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کا فرض ہے کہ کلمہ گو بھائیوں سے شفقت اور مہربانی کا برتاؤ کریں۔

جس[۷] طرح آپ کی ساری عادتیں اچھی اور پیاری تھیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ (نون رکوع ۱

ترجمہ۔ اور بیشک تو بڑے خلق والا ہے۔ اسی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ اپنے اندر ایسے اعلیٰ اخلاق پیدا کریں کہ کسی کو نہ ستائیں بلکہ ہر ایک کے کام آئیں اور ہر ایک سے دعائیں لیں۔

غرضیکہ تمام کلمہ گو مسلمانوں (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) کا فرض عین ہے۔ کہ ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں۔ تاکہ رضاء الٰہی کا تمغہ پائیں۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران رکوع ۴)

ترجمہ۔ کہہ دو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو تب اللہ تعالیٰ کی دوستی کا شرف تمہیں حاصل ہو گا۔

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفاظت اسلام کے لیے کفار کے مقابلہ میں میدان جہاد میں قدم رنجہ فرماتے تھے۔ اسی طرح مسلمان کا فرض کہ وہ بھی اپنے آپ کو ہمیشہ اس بات کے لیے تیار رکھے۔ کہ جب کبھی اسلام کو اپنی عزت کی حفاظت کیلئے میری جان یا مال کی ضرورت پیش آئے گی تو میں ان دو چیزوں کو ہدیۃً پیش کرنے میں کوئی دریغ نہیں کروں گا۔ بلکہ شمع اسلام پر پروانہ کی طرح قربان ہونے اپنی سعادت خیال کروں گا اور جس طرح شمع روشن ہونے پر پروانہ کو ہزار طرح سے ہٹایا جائے۔ پھر بھی قربان ہونے سے باز نہیں آیا۔ اور اپنے محبوب پر قربان ہوکر اپنی محبت کی صداقت کا اپنی خاکستر سے ثبوت دیتا ہے۔ اسی طرح میں بھی شمع اسلام پر قربان ہوکر اپنی بوسیدہ ہڈیوں سے کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صداقت کا ثبوت دوں گا ساڑھے تیرہ سو سال سے اسلام کے دنیا میں زندہ تابندہ اور درخشندہ رہنے کا اصلی باعث فقط اسی قسم کے جانبازوں اور فدائیوں کا وجود مسعود ہے۔ جنہوں نے ہمیشہ اسلام کی حفاظت کے لیے آخری قطرہ

خون تک بہا دیا۔ مگر اسلام کے جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دیا
ٹرکی اور افغانستان کے دارالاسلام ہونے کا یہی راز ہے اور
ہندوستان ایسا بر اعظم ہے جس میں ۸ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔
اس کے کفرستان ہونے کا اصلی سبب یہی ہے کہ اس میں اسلام
کے فدائی۔ شیدائی اور جان بازوں کی کمی ہے اگرچہ دردِ دل رکھنے
والے بھی یہاں موجود ہیں مگر مسلمانوں کا متمول طبقہ اور تعلیم یافتہ طبقہ
زیادہ تر کفر کا حامی ہے اور عوام الناس کو بھی دولت کے زور سے
اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ جب تینوں طبقے کفر کے حامی ہوں تو پھر
اسلام کس طرح غالب آسکتا ہے۔ موجودہ آزاد اسلامی ممالک
کی آزادی کا راز یہی ہے کہ وہاں کے تینوں طبقے یہی خواہانِ
اسلام ہیں۔ اور ہندوستان میں تینوں قسموں کے آدمی عموماً یہی
خواہانِ کفر ہیں جب تک مسلمان میں یہ گندی ذہنیت موجود ہے
اس وقت تک اسلام ہندوستان میں سرسبز و شاداب ہونے کی
کوئی توقع نہیں ہوسکتی۔ حکومت خواہ کسی غیر مسلم فرقہ کی کیوں نہ ہو
اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ط

قرآن حکیم کا حق

قولہٗ تعالیٰ۔ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ (حم سجدہ رکوع ۵)
ترجمہ۔ یہ قرآن ایمان والوں کے لیے راہ نما اور شفاء ہے۔
〃 اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل رکوع ۱)

ترجمہ۔ بیشک قرآن ایسے راستہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے جو سب زیادہ سیدھا ہے۔

قولہ تعالیٰ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (یونس رکوع ۶)

ترجمہ۔ یہ قرآن ایمان والوں کے لیے راہ نما اور رحمت ہے۔

" اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اعراف رکوع ۱)

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ اس کی تابعداری کرو۔

حاصل

گذشتہ آیات کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید میں مندرجہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں (۱) یہ ہدایت ہے (۲) اس میں شفا ہے (۳) سب سے زیادہ سیدھا راستہ بتلاتا ہے (۴) مومنوں کے لیے رحمت ہے۔ (۵) قرآن کی تابعداری فرض ہے۔

قرآن مجید کی خلاف ورزی کے نتائج

گذشتہ عنوانوں سے مقابلہ کرکے دیکھیں (۱) قرآن کا مخالف گمراہ ہے (۲) روحانی بیماریوں میں مبتلا ہے (۳) ٹیڑھے راستہ پر جا رہا ہے (۴) رحمت کا شکار رہے (۵) قرآن کی مخالفت کے باعث اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور باغی ہے۔ مصرعہ

خود تو منصف باش حافظ ایں نکویا آں نکو۔ میرے معزز بھائیو قرآن پاک کی خیالی تصدیق اور عملی تکذیب سے خود اندازہ لگائیں کہ دنیا اور آخرۃ میں کیا نتائج نکلنے چاہئیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (بنی اسرائیل رکوع)

ترجمہ۔ اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے۔ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے والا کافی ہے۔

لہذا

مسلمان کا فرض ہے۔ کہ شاہنشاہ حقیقی عزاسمہ وجل مجدہٗ کے فرمان یعنی قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے تاکہ دُنیا اور آخرت کی ذلتوں سے بچ جائے۔

اسلام کا حق

برادران اسلام۔جب ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور ہمارا مذہب اسلام ہے۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ اسلام کا دعویٰ ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے اور ہم کس صورت میں سچے مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس سوال کا جواب یہ ہے

قولہ تعالیٰ۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ (مومن رکوع ۷)

ترجمہ۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ رب العالمین کا تابعدار ہو جاؤں۔

" فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ (آل عمران رکوع ۲)

ترجمہ۔ پھر کہہ دو۔ میں نے اپنا منہ اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا ہے۔

" مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بقرہ رکوع ۱۳)

ترجمہ۔ جس نے اپنا منہ اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا اور وہ نیکی کرنے والا ہے تو اس کا اجر اس کے رب کے ہاں ہے۔ ایسے لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وُہ غم کھائیں گے۔

برادرانِ اسلام۔ مذکورۃ الصدر آیات کا ترجمہ پڑھنے کے بعد آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ کہ اسلام عملی طور پر تابعدار بننے کا نام ہے۔ جو شخص عملی طور پر اللہ تعالیٰ کا تابعدار نہیں بنتا اور، مسلمان کہلاتا ہے تو اس کا دعویٰ محض زبانی ہوگا۔ زبانی اسلام کا دعویٰ کرنے والے کے حق میں وہ نتائج کبھی نہیں نکلیں گے جو عمل کرنے والے کے لیے نکل سکتے ہیں۔ مثلاً جو شخص پلاؤ، قورمہ بریانی، کباب وغیرہ لذیذ کھانوں کی زبانی تعریف کرتا ہے۔ اور ان کی مختلف لذتوں سے لوگوں کو مسرور کررہا ہے۔ کیا اس زبانی بیان سے اس کا پیٹ بھر جائے گا اور وہ بھوک کی تکلیف سے بچ جائے گا ہرگز نہیں۔ بعینہٖ یہی حال بدعمل اسلام کے مدعی کا ہے۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس … در بند این مباش کہ نشنید یا شنید

والدین کا حق

قولہ تعالیٰ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ٥ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ط (بنی اسرائیل رکوع ۳)

ترجمہ۔ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ اگر پہنچ جائے ترے سامنے بڑھاپے کو ایک، ان میں سے یا دونوں تو نہ کہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو۔ اور کہ ان سے بات ادب کی، اور جھکا دے اُن کے آگے کندھے عاجزی کر کے نیازمندی سے اور کہ اے رب اُن پر رحم کر جیسا کہ

پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا۔

قولہ تعالیٰ۔ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا (لقمان رکوع ۲)

ترجمہ۔ اور اگر وہ دونوں تجھے مجبور کریں۔ اس بات پر کہ شریک مان میرا۔ اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے مطابق۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ماں باپ سے ہر طرح کی نیکی کرو۔ خواہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ اور غصہ میں آکر ان کی کسی غلطی پر ادنیٰ لفظ "ہوں"۔ کا بھی نہ کہو اور ادب کے لحاظ سے ان کے رو برو انسان اپنے کو حقیر خیال کرے۔ اور ان کے حق میں ہمیشہ دعاء خیر کی جائے۔

برادران اسلام۔ والدین کی دل آزاری اور نافرمانی گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس گناہ سے بچائے۔ آمین۔ ہاں اگر والدین خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل سے روکیں۔ مثلاً نماز سے منع کریں۔ زکوٰۃ سے روکیں۔ حج کرنے سے باز رکھیں۔ تو خدا تعالیٰ کا حکم بجالایا جائے اور ماں باپ کے حکم کی پرواہ نہ کی جائے۔

عورت کا حق مرد پر

قولہ تعالیٰ۔ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا (نساء رکوع ۱)

ترجمہ۔ اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دو۔ پھر اگر اس
میں سے دل کی خوشی سے تمھیں کچھ چھوڑ دیں تو اسے رچتا
پچتا کھاؤ۔

قولہ تعالیٰ۔ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ
فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ طلاق رکوع ۱

ترجمہ۔ کشائش کے رزق والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے
جتنا اسے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کسی کو اللہ تعالیٰ تکلیف نہیں دیتا
مگر اتنی جو اسے دیا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ (نساء رکوع ۳)

ترجمہ۔ اور عورتوں سے اچھے طریقہ کے ساتھ زندگی بسر کرو۔

〃 وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ (بقرہ رکوع ۲۹)

ترجمہ۔ اور عورتوں کو دکھ دینے کی نیت سے اپنے نکاح میں
مت بند رکھو تاکہ تم ان پر زیادتی کرو۔

〃 وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ (طٰہٰ رکوع ۸)

ترجمہ۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے۔

〃 وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ
دَرَجَةٌ ۗ (بقرہ رکوع ۲۸)

اور عورتوں کا مردوں پر ویسا ہی حق ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں
پر ہے۔ اور مردوں کو عورتوں پر ایک قسم کی فضیلت
حاصل ہے۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات کا حاصل یہ ہے۔کہ مردوں کے ذمہ لازم ہے۔کہ عورتوں کے مہر ادا کریں۔ہاں اگر عورتیں خوشی سے کچھ چھوڑ دیں۔تو ان کا اختیار ہے۔مگر مرد کو زبردستی معاف کرانے یا ادا نہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔بلکہ ادا کیے بغیر مر جائے تو عورت اس کی جائداد میں سے وصول کر سکتی ہے۔مرد کا فرض ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق عورت کی زندگی کے اخراجات ادا کرے اور مرد کا فرض ہے کہ عمدہ طریقہ سے عورت سے نباہ کرے۔اور محض تنگ کرنے کے خیال سے اُسے اپنے نکاح میں نہ رکھے۔یعنی اگر اسے پسند نہیں ہے تو فوراً طلاق دے دے۔اور مرد کا فرض ہے کہ دینی احکام کی پابندی اپنے حکم سے کرائے۔ورنہ خدا تعالیٰ کے روبرو جواب دہ ہوگا۔اور مرد یہ خیال نہ کرے۔کہ عورت محض میری خدمت کے لیے ہی پیدا ہوئی ہے۔اور میں جس طرح چاہوں۔اس سے سلوک کروں۔ہرگز نہیں بلکہ جس طرح مرد چاہتا ہے کہ عورت اپنی خدمت گذاری سے اسے خوش رکھے۔اسی طرح مرد کا بھی فرض کہ اپنی طرف سے عورت کو خوش رکھنے کی پوری کوشش کرے۔

مرد کا حق عورت پر

قولہٗ تعالیٰ۔اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (نساء رکوع ۶)

ترجمہ۔مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔

قولہ تعالیٰ - فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ (نساء رکوع ۶)

ترجمہ - پھر جو نیک عورتیں ہیں۔ سو تابعدار ہیں اللہ کے حکم کے موافق پیٹھ پیچھے نگہبانی کرتی ہیں (مرد کی عزت اور اس کے مال کی)

" یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ (تغابن رکوع ۲)

ترجمہ - اے ایمان والو - تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد دشمن ہیں - سو ان سے بچتے رہو -

" وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ (بقرہ رکوع ۳۰)

ترجمہ - اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں - جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں -

" وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ (بقرہ رکوع ۲۸)

ترجمہ - اور عورتوں کو یہ جائز نہیں ہے - کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے ان کے رحموں میں پیدا کی ہے اُسے چھپائیں -

حاصل

مذکور الصدر آیات کا حاصل یہ ہے - کہ عورت مرد کو اپنا حاکم سمجھے اور حاکم بھی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے اس کا حاکم تجویز کیا ہے - ایسے حاکم کی نافرمانی گویا خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہے - نیک بیبیوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں اور مردوں کی بھی تابعدار رہیں اور جب مرد گھر سے باہر جائے - تو اس کی عزت اور مال کی پوری حفاظت کریں - عزت کی حفاظت

کا طریقہ یہ ہے کہ کسی دوسرے آدمی سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں جسے مرد کی غیرت گوارا نہ کر سکے۔ اور مرد کا مال اس کی اجازت کے بغیر کہیں خرچ نہ کریں۔ اور عورت کا فرض ہے کہ ہمیشہ مرد کی بھلائی اور خیر خواہی کرے۔ مرد کے متعلق کبھی بھی دشمنی کا خیال دل میں نہ لائے۔ اور کوئی فعل ایسا نہ کرے جس سے مرد کی دشمنی کی بُو آئے اور مرد کی اولاد کی تربیت کرے تا کہ مرد کمانے کے لیے مطمئن ہو کر گھر سے باہر جائے۔ کما کر لائے اور بال بچوں کی ضروریات کو پورا کر سکے اور اگر خدانخواستہ مرد عورت سے الگ ہو جائے تو اس کے پیٹ میں اگر حمل ہو تو اُسے نہ چھپائے اور وضع حمل کے بعد بچہ خاوند کے سپرد کر کے چلی جائے

اولاد کا حق

قولہ تعالیٰ۔ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرہ رکوع ۳۰)

ترجمہ۔ اور باپ کے ذمہ ہے۔ ان کی اولاد پالنے والیوں کی روٹی اور کپڑا۔

" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم رکوع ۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اپنی جانوں اور اپنے بال بچوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

حاصل

گذشتہ آیات کا حاصل یہ ہے کہ باپ کے ذمہ فرض ہے کہ اولاد کی جسمانی تربیت کرے اور اس کے بعد اس کے بعد اس کا دوسرا فرض یہ ہے کہ انہیں دوزخ کی آگ سے بچائے اور اس کی تدبیر

فقط یہ ہے۔کہ انہیں کتاب و سنت کی تعلیم دلائے۔بعدازاں اس پر سختی سے عمل کرائے۔

غلط فہمی

عموماً مسلمان یہ خیال کرتے ہیں۔کہ اپنی اولاد کی پرورش کرنا اور انہیں کسب معاش کے لیے کوئی طریقہ سکھانا اور جوان ہوں تو شادی کر دینے سے وہ اولاد کی تربیت اور ان کے متعلقہ فرائض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔حالانکہ اولاد کا پرورش جسمانی کے بعد سب سے بڑا حق یہ تھا۔کہ انہیں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز بنانے اور جہنم سے بچانے کی تعلیم سب پہلے دیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے اولاد کو دروازہ الٰہی نہ دکھایا۔کسی عالم دین کے سامنے زانوئے ادب تہ نہ کرایا اور جہنم سے بچ کر جنت میں پہنچنے کا راستہ نہ سوجھایا تو قیامت کے دن یہی اولاد ان پر لعنتیں بھیجے گی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا (احزاب رکوع ۸)

ترجمہ۔جس دن ان کے منہ دوزخ کی طرف پھیرے جائیں گے کہیں گے۔افسوس کہ ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی ہوتی اور کہیں گے اے ہمارے رب۔ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔اور ان پر بڑی لعنت بھیج

رشتہ داروں کا حق

قولہ تعالیٰ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ (بقرہ رکوع ۲۶)

ترجمہ۔ آپ سے پوچھتے ہیں۔ کہ (خدا کی راہ میں) کیا خرچ کریں۔ ان سے فرما دیجئے کہ خیرات کے طور پر (جو مال بھی خرچ کریں۔ تو ماں باپ پر قریب کے رشتہ داروں پر یتیموں مسکینوں پر اور مسافروں پر خرچ کریں اور تم کوئی بھی بھلائی (لوگوں کے ساتھ) کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۳)

ترجمہ۔ رشتہ داروں اور مسکین اور مسافروں کا حق دے دے اور فضول خرچ نہ کر۔ بے شک فضول خرچی کرنیوالے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گذار ہے۔

حاصل

یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جو مال خرچ کیا جائے۔ اس میں والدین اور رشتہ داروں کا بھی حق ہے بلکہ اپنے محتاج رشتہ داروں میں خرچ کرنے سے دگنا ثواب ملتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ رشتہ داروں کی خوشنودی مزاج کی خاطر

فضول خرچی ہرگز نہ کریں۔ مثلاً شادی کے موقع پر انہیں کھانا اچھے سے اچھا اپنی توفیق کے مطابق بیشک کھلا دیا جائے لیکن اگر باجہ۔ آتش بازی وغیرہ کھیل و تماشے کے لیے مجبور کریں۔ تو ہرگز ان کی بات نہ مانی جائے۔ کیونکہ شریعت کا فیصلہ ہے لاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق ترجمہ۔ جس بات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آئے۔ اس میں کسی مخلوق کی پرواہ نہ کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ قطع رحمی کرنے والا بہشت میں نہیں جائے گا۔ اور آپکا ارشاد ہے۔ کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص نہیں ہے۔ جو رشتہ داروں کے نیک سلوک کے بدلہ میں نیک سلوک کرے۔ بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جس سے برادری کے تعلقات توڑے جائیں۔ پھر بھی وہ ان کے جوڑنے کی کوشش کرے۔

ہمسایہ کا حق

قولہ تعالیٰ۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ (نساء رکوع ۶)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ۔ اور والدین اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور اپنے رشتہ کے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس بیٹھنے والوں کے ساتھ احسان کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔ ترجمہ۔ جس شخص کے پڑوسی اس کی تکلیف سے محفوظ نہ رہیں۔ وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔

مال کا حق

قولہ تعالیٰ۔ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۫ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (انعام رکوع ۱۷)

ترجمہ۔ اور اس نے پیدا کئے باغ چھتریوں کے اور بغیر چھتریوں کے اور کھجور اور کھیتی کی طرح ہے اس کا پھل اور زیتون اور انار آپس میں ملتا اور جدا کھاؤ اس کے پھل میں سے جس وقت پھل لاوے اور دو اس کا حق جس دن کٹے اور بے جا نہ اڑاؤ۔ اس کو خوش نہیں آتے اڑا دینے والے۔

برادران اسلام مال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے ہر ایک نعمت کے متعلق مسلمان کا فرض کہ اسے خدا تعالیٰ کی امانت سمجھے۔ اور اپنے آپ کو اس کا امین خیال کرے۔ امین کا فرض ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کی چیز کو کہیں صرف نہ کرے۔ اگر خرچ کرے گا تو خائن سمجھا جائے گا۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن انسان کو اللہ تعالےٰ کے روبرو بلا کر اس سے پانچ سوال کئے جائیں گے

(۱) تم نے عمر کہاں صرف کی تھی (۲) جوانی کہاں صرف کی تھی۔ (۳) مال کس ذریعہ سے کماتے تھے (۴) مال کو کہاں خرچ کرتے تھے۔ (۵) جو معلومات تمہیں پہنچائی گئی تھیں ان کے متعلق کیا عمل کر کے آئے ہو۔

میرے معزز بھائیو۔ اسی مال کو حلال کے طریقے سے حاصل کر کے اگر صحیح مصرف پر صرف کیا جائے تو یہی مال انسان کو بہشت میں لے جانے کا کفیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى۔

ترجمہ۔ اور اس دوزخ سے اس پرہیزگار کو بچا لیا جائے گا جو اپنے نفس کو پاک کرنے کے لیے مال خرچ کرتا ہے۔ حالانکہ کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں تھا جس کا بدلہ دے رہا ہو۔

اور اگر یہی مال بیجا خرچ کیا تو دوزخ میں پہنچانے کا باعث ہو جائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

قولہ تعالیٰ۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ (انفال رکوع ۴)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکیں۔ سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر وہ ان پر افسوس ہو گا اور آخر مغلوب ہوں گے۔ اور

جو کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔
دیکھ لیجیے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکنے میں مال خرچ کرنے کے باعث دوزخ میں جارہے ہیں اللھم اعذنا منہ

دنیا کا حق

میرے معزز بھائیو، ہمارا فرض ہے، کہ ہر چیز کو اپنے اپنے درجہ پر رکھیں۔ اسی سے نظام درست رہ سکتا ہے۔ مثلاً مرچ سالن کو لذیذ کرنے کے لیے ڈالی جاتی ہے، در اصل سالن گوشت یا سبزی کا نام ہے۔ اگر کوئی شخص گوشت کی بجائے مرچ ہی خرید کرلے آئے اور اسی کا سالن پکانا چاہے تو ہر شخص اسے بیوقوف بنائے گا۔

اسی طرح اگر اسباب دنیاوی کو آخرۃ کی اصلاح کے لیے یعنی نیکی کمانے کا ذریعہ بنائے، یہ تو محبوب ہے اور پسندیدہ ہے اور اگر دنیا کو مقصود بالذات بنائے تو اس سے بڑھکر کوئی بیوقوف نہیں ہو سکتا چنانچہ ارشاد ہے۔ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (بقرہ رکوع ۲۵)

ترجمہ۔ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں دے اور ایسے لوگوں کا آخرۃ میں کوئی حصہ نہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ

نُرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَہٗ جَہَنَّمَ یَصْلٰہَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۲)

ترجمہ۔ جو شخص دنیا چاہتا ہے۔ ہم اُسے دنیا میں جتنا چاہیں گے دیں گے۔ پھر ہم نے اُس کے لیے دوزخ کیا ہے اُس میں مذمت کیا ہوا دھکیلا ہوا جائے گا۔

الحاصل

ارشادات سابقہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص دُنیا کے عیش و آرام کو مقصود بالذات بنائے گا اور اسی چند روزہ عارضی بے بقاء۔ اور فانی زندگی کے لیے اوقات عزیزہ کو صرف کرے گا۔ تو وہ اپنی آخرت کو خراب و برباد کر جائے گا۔ اور قیامت کے دن اپنی اس بدبختی کو یاد کر کے دست حسرت ملے گا مگر عذاب الٰہی سے نجات نہیں پائے گا۔

ارشاد باری جلّ مجدہٗ ملاحظہ ہو۔ تَلْفَحُ وُجُوْہَہُمُ النَّارُ وَہُمْ فِیْہَا کَالِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِہَا تُکَذِّ بُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْہَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْہَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ۝

(مومنون رکوع ۶)

ترجمہ۔ دوزخیوں کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ دوزخ میں بدصورت ہوں گے (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) کیا تم پر میری آیتیں پڑھی نہیں جاتی تھیں اور تم اُنہیں جھٹلاتے تھے۔ وہ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری

بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم گمراہ ہونے والے تھے۔ اے ہمارے رب ہمیں اس دوزخ سے نکال۔ پھر اگر ہم نے یہی گناہ کیے تو ہم ظالم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اس دوزخ میں ذلیل ہو کر رہو اور مجھ سے مت بولو۔

آخرت کا حق

قولہ تعالیٰ۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (انعام رکوع ۴)

ترجمہ۔ دنیا کی زندگی سوائے کھیل اور تماشا کے اور کچھ نہیں اور البتہ آخرت کا گھر پرہیز گاروں کے لیے بہتر ہے کیا تم نہیں سمجھتے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی (واعلیٰ رکوع ۱)

ترجمہ۔ اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْکُوْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۲)

ترجمہ۔ اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرے۔ اور اس کے لیے کوشش کرے۔ بشرطیکہ مومن ہو ایسے لوگوں کی کوشش شکریہ کے قابل ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ط وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ (قصص رکوع ۸)

ترجمہ۔ یہ آخرت کا گھر ہے ہم ان لوگوں کو دیں گے۔ جو

زمین میں اپنی بڑائی اور فساد ڈالنا نہیں چاہتے اور عاقبت ڈرنے والوں کی بھلی ہے۔

الحاصل

گذشتہ آیات کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ دنیا کھیل اور تماشا ہے۔ اور آخرت بہتر ہے (۲) آخرت باقی رہنے والی ہے (۳) ایمان والے آخرت کے طالب جو کوشش کریں گے۔ ان کی کوشش شکریہ کی مستحق ہو گی۔ یعنی انہیں کی کوششوں کے نتائج آرام دہ راحت رساں اور فرحت بخش ہوں گے۔

لہٰذا مسلمان کا فرض ہے کہ بے بقاء فانی اور عارضی دنیا پہ آخرت کو قربان نہ کرنے پائے ورنہ اس سے بڑھ کر کوئی جاہل غیر مآل اندیش۔ کوتاہ نظر اور فریب خوردہ نہیں ہو گا۔ بلکہ آخرت کی زندگی کو کامیاب بنانے اور وہاں کے اعزازات پانے کے لیے اسباب دنیوی کو ذریعہ بنائے تاکہ قیامت کے دن دنیا والی کوشش اور محنت کے باعث عذاب الٰہی سے بچ جائے۔ ذالك هو الفوز الكبير والفضل العظيم وما علينا الا البلاغ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله عليه وعلى آله واصحابه وبارك وسلم۔

انجمن خدام الدین لاہور کے

نسخہ

قرآن عزیز

بہ تحشیہ جدیدہ

علسی طباعت سے مزین

مرتبہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
	کرافٹ سفید کاغذ	میکنیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصول ڈاک ۲ روپے فی نسخہ زائد ہوگا

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

سلسلہ ———— نمبر ۲۱

قولہ تعالیٰ: اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰہِ کَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ
ترجمہ: کیا جو شخص خدا کی مرضی کے تابع ہے۔ اس کے برابر ہے جو اللہ کا غصہ لے کر لوٹا ہے۔

نجات دارین کا پروگرام

مُرتّبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

المشیع: شعبۃ التالیف والاشاعۃ انجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ لاہور

(مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور)

قیمت ۴۰ پیسے

تفصیل

مضامین نجاتِ دارین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمؕ

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اَمَّا بَعدُ

برادرانِ اسلام! آج مبارک ماہِ رمضان کا جمعۃ الوداع ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے معزز بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں چند ایسی ضروری معروضات پیش کر دوں۔ جنہیں توجہ سے سن کر اگر عمل میں لائیں تو ان کے دونوں جہاں سنور جائیں۔ اے اللہ! مجھے تادمِ زیست اخلاص سے حق کہنے کی توفیق عطا فرما۔ اس کے بعد مجھے اور میرے بھائی بہنوں کو اسے عملی جامہ پہنانے کی بھی توفیق عطا فرما۔ تاکہ ہم سب تیرے دربار میں سرخ رُو ہو کر جائیں۔ تیرے عتاب اور تیرے عذاب سے بچ کر تیرے معزز بندوں کی قیام گاہ یعنی جنت میں پہنچ جائیں۔

آمین یا الہ العالمین

پہلی عرض آخرت کی طرف توجہ دلانا ہے

دنیا کھیل اور تماشہ ہے

قولہ تعالیٰ: وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

ترجمہ: اور دنیا کی زندگی سوائے کھیل اور تماشہ کے اور کچھ نہیں ہے اور تحقیق آخرت کا گھر

لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (عنکبوت ۷ع پارہ ۲۰)

وہی اصلی زندگی ہے ۔ کاش کہ یہ لوگ اس بات کو سمجھتے۔

اصلی ٹھکانا آخرت میں ہے

قولہ تعالیٰ: يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ۔ (المومن ۵ع پارہ ۲۴)

ترجمہ: اے میری قوم سوائے اس کے نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی چند روزہ نفع اٹھانے کا ایک سامان ہے اور آخرت ہی اصلی ٹھکانے کی جگہ ہے۔

دنیا چند روزہ ہے

قولہ تعالیٰ: وَ فَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ط وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ۔ الرعد ۳ع پارہ ۱۳)

ترجمہ: یہ لوگ دنیا کی زندگی میں بڑے خوش ہو رہے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں ایک چند روزہ سامان ہے۔

برادرانِ اسلام! دنیا میں دو قسم کے آدمی آپ کو نظر آئیں گے۔ ایک وہ جنہیں دنیا ہی مطلوب، مقصود اور محبوب ہے۔ ان کے متعلق قرآن حکیم کا فیصلہ ملاحظہ ہو۔

قولہ تعالیٰ: فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝

ترجمہ: لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں دے۔ اور ایسے

(البقرۃ۔ ۲۵ ع۴)

قولہ تعالیٰ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل
رکوع ۲ پ ۱۵)

شخص کو آخرت میں کوئی حصہ نہ ملے گا۔

ترجمہ: جو شخص فقط دنیا کا نفع حاصل کرنے کا ارادہ کرے گا ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے۔ جس کے واسطے چاہیں گے۔ فی الحال ہی دے دیں گے۔ پھر ہم اس کے لیے جہنم تجویز کریں گے وہ اس میں بدحال راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا۔

قولہ تعالیٰ: إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

(یونس رکوع ۱ پ ۱۱)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اسی پر مطمئن ہو چکے ہیں۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ انھیں لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ بسبب ان کاموں کے جو کرتے تھے۔

حاصل

ان آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ دنیا کو مقصود بنائیں گے۔

ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا وہ ذلیل کرکے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

ان کے بالمقابل ایک دوسری قسم انسانوں کی ہے ۔ جو دنیا کی زندگی کو عارضی بے بقاء اور فانی سمجھتے ہیں۔ اور اصلی مقصد آخرت کی زندگی کی کامیابی خیال کرتے ہیں۔ ان کے متعلق ارشاداتِ الٰہیہ ملاحظہ ہوں۔

قولہ تعالیٰ: وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ه أُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا ط وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ (البقرہ: ۲۵ع پ۲)

ترجمہ: بعض ان میں سے ایسے ہیں جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی عطا فرما۔ اور آخرت میں بھی نیکی دلا۔ اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اپنے کاموں کا حصہ ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا

ترجمہ: اور جو شخص آخرت (کی) کامیابی کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اس کے لئے کوشش کرتا ہے۔ درآنحالیکہ وہ مومن ہو۔ پس یہی لوگ ہیں۔ جن کی کوشش

(بنی اسرائیل ۲ ع ۲)

مقبول ہوگی۔

قولہ تعالیٰ : إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝

(سورہ یونس)
(پا رکوع ۱)

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انہیں ان کا رب ان کے مومن ہونے کے سبب سے (بہشت کی طرف) راہ دکھائے گا۔ اس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ نعمت کے باغوں میں۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ آخرت کی کامیابی کو مقصود اور محبوب بنائیں گے۔ انہیں ان کے اعمال صالحہ کی برکت سے آخرت میں حصّہ ملے گا۔ ان کی کوشش مقبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایمان کی برکت سے بہشت میں پہنچائے گا۔

برادران ملّت! میں نے دنیا کے طالب اور آخرت کے طالب دونوں کی زندگی کا طرزِ عمل اور دونوں کی کارگزاریوں کے نتائج قرآن مجید میں سے آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں۔ اب جدھر جس کا دل چاہے جائے۔ میری دعا تو یہی ہے کہ

خدا سب کو آخرت کا طالب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

طالبِ آخرت

کو نجات آخرت کے لیے اپنے اعتقادات درست کرنے اور عبادات کے بجا لانے کی اشد ضرورت ہے۔ اعتقادات درست کرنے سے میری مراد یہ ہے کہ چونکہ قیامت کے دن کے تمام فیصلہ جات محض اللہ تعالےٰ نے کرنے ہیں۔ اس لیے دنیا میں رہتے ہوئے بھی دلی تعلق اور قلبی رابطہ فقط اللہ تعالیٰ سے قائم رکھے۔ باقی سب چیزوں سے اگرچہ رسمی اور ظاہرداری کے تعلقات رہیں۔ مثلاً سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو اپنا حاجت روا خیال نہ کرے۔ اپنی ہر ضرورت میں خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اسی کے دروازہ پر ہاتھ پھیلائے۔ اسی کے دروازہ پر چل کر جائے۔ جب تک کام نہ ہو اس کا دروازہ چھوڑ کر کہیں نہ جائے۔ جب کام ہو جائے تو شکریہ اسی کا بجا لائے۔ اللہ تعالےٰ کے سب فرشتوں کو بندۂ خدا مانے۔ اس کے پیغمبروں کو سچا جانے۔ اور نبی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ انہیں اپنا مقتدیٰ بنائے تمام گزشتہ کتب سماوی کو سچا مانے اور قرآن مجید کو خدا تعالےٰ کا آخری فرمان جانے۔ تقدیر الٰہی پر ایمان لائے۔ مرنے کے بعد اٹھنے کو صحیح مانے۔

ان اعتقادات کے بعد نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو فرض جانے۔ ان عبادات کو پوری پابندی سے نباہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے عتاب اور عذاب سے بچ جائے۔

دُوسری عرض۔ تعلیم میں اصلاح کی ضرورت

برادرانِ اسلام! یہ ٹھیک ہے کہ جب تک انسان کو تعلیم نہ دی جائے وہ ایک طرح پر حیوان ہی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ نہ اسے اٹھنے کی تمیز۔ نہ بیٹھنے کی نہ کھانے کی نہ پینے کی۔ نہ بولنے چالنے کی۔ نہ بڑوں کا ادب ملحوظ رکھتا ہے۔ نہ چھوٹوں سے مروّت کر سکتا ہے۔ دوسرے حیوانات کی طرح مار دھاڑ کر کھانا۔ ہر کمزور کو چیر پھاڑ کر اپنا لقمہ بنانا۔ یہ اور اس قسم کی کئی کمزوریاں اور بداعمالیاں ایک غیر تعلیم یافتہ انسان میں نظر آئیں گی۔ اس لیئے ضروری ہے کہ انسان کو لوازماتِ انسانیت سے آگاہ کرنے کے لیے تعلیم دی جائے۔ مسلمان چونکہ دنیا کے ساتھ آخرت کی زندگی کا بھی قائل ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان کو دو قسم کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ ایک حصّہ وہ جس سے کہ دنیا میں روٹی کمائے۔ اپنی کمائی سے اپنی اور اپنے متعلقین کی زندگی اچھے طریقہ پر گذارنے کی توفیق پائے۔ اس حصّۂ تعلیم میں تجارت زراعت، صنعت و حرفت وغیرہ آ جاتی ہے۔ ان ذرائع تعلیم کو تعلیم معاش کہا جائے گا۔ تعلیم معاش

کی ضرورت سے کسی عقلمند کو انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر اسی تعلیم کو اپنے لئے کافی سمجھنا اور اسی حصۂ تعلیم پر مطمئن ہو کر سلسلۂ تعلیم کو ختم کر دینا یہ پرلے درجہ کی نادانی ہے اور نسلِ انسانی پر انتہائی ظلم ہے اس تعلیم سے انسان زیادہ سے زیادہ حیوانی ضروریات کے پورا کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ رزق تلاش کر کے کھانا پینا۔ رہنے کے لیے ٹھکانا بنانا۔ نر مادہ کا مل بیٹھنا۔ بچے جننا۔ بچوں کا پالنا پوسنا۔ بچوں سے محبت کرنا۔ اگر انہیں کوئی ستائے تو اس سے لڑنا جھگڑنا۔ یہ تمام حیوانی افعال ہیں۔ معاف کیجیے گا یہ کام تو کتے اور گدھے بھی کرتے ہیں۔ اتنا فرق ضرور ہوگا کہ دوسرے حیوانات کھترے ہوں گے اور انسان ستھرا ہوگا۔ مثلاً ان میں سے درندے اپنا شکار چیر پھاڑ کر کچا کھا جاتے ہیں۔ یہ اپنا شکار پکا کر نمک مرچ مصالحہ وغیرہ ڈال کر کھائے گا۔ وہ زمین پر رکھ کر کھاتے ہیں۔ یہ چینی وغیرہ کے برتنوں میں ڈال کر کھائے گا۔ حیوانات سرسوں کے پتے کچے زمین پر رکھ کر کھا جاتے ہیں اور انسان انہیں پتوں کو پکا کر نمک مرچ ڈال کر برتن میں رکھ کر کھائے گا۔ وہ پہاڑوں کی غاروں میں رہتے ہیں۔ یا زمین میں گڑھا کھود کر سردی گرمی سے بچتے ہیں۔ انسان خدا داد عقل کے ذریعہ سے عمدہ عمدہ عالی شان مکان بنا کر

سردی گرمی سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ غرضیکہ ضروریات حیوانیہ کے ستھرے طریقہ پر پورا کرنے سے انسان ایک ستھرا حیوان تو کہا جا سکتا ہے۔ مگر اسے انسان کہنا انسانیت کی توہین ہے۔ محض ستھرے اور کتھرے کو دیکھا جائے تو حیوانات میں بعض حیوان بڑے بڑے ستھرے آپ کو نظر آئیں گے۔ مثلاً کوا غلاظت کھا سکتا ہے۔ مگر باز ہمیشہ گوشت کھاتا ہے۔ گدھا گندگی کھا سکتا ہے۔ مگر شیر ہمیشہ گوشت ہی کھائے گا۔ صنعت و حرفت میں بھی بعض پرندوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عقل دی ہے کہ انسانی عقل محو حیرت ہو جاتی ہے۔ مثلاً بیے کا گھونسلا دیکھیے اپنی چونچ سے کس طرح ایک عجیب بنگلہ تیار کرتا ہے۔ جس کے کئی دروازے اور اس میں کئی کمرے ہوتے ہیں۔ شہد کی مکھیوں کو دیکھیے کہ کیسے عجیب حیرت انگیز تناسب سے اپنے چھتے میں خانے بناتی ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ضروریات معاشی کو عمدہ طریقہ پر پورا کرنے والی تعلیم انسان کے لیے کافی نہیں ہے۔ اور اس تعلیم سے انسان انسانیت کی صفات حمیدہ سے آراستہ نہیں ہو سکتا۔ انسان کو انسان بنانے والی تعلیم فقط انبیا علیہم السلام دیتے ہیں۔ جس سے انسان کو تبلایا جاتا ہے کہ اے انسان! تجھے کس نے بنایا۔ کیوں بنایا۔ تمہیں اس دنیا میں اس نے بنا کر کیوں بھیجا۔ تو یہاں کس کام کے لیے آیا ہے۔ تیری

کامیاب زندگی کا معیار کیا ہونا چاہیے۔ تو دنیا سے رخصت ہو کر کہاں جائے گا۔ دنیا کے بعد تمہیں کیا حالات پیش آئیں گے۔ ان حالات میں اپنے آپ کو تکالیف سے بچانے کے لیے تمہیں کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔ اور وہ تدبیر تمہیں دنیا میں کرنی ہوگی۔ اگر یہاں سے کوئی تدبیر کر کے جائے گا۔ تو وہاں آرام پائے گا۔ ورنہ تجھے دست حسرت ملنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اور تیری ابدالآباد کی زندگی برباد ہوگی۔ جو تجھ پر رحم کرنے والا تھا۔ اس کی نافرمانی کے باعث وہ تجھ پر ناراض ہوگا۔ اور وہ تیری کوئی مدد نہیں کرے گا۔ اور اس کے سوا اور کوئی مدد نہیں کر سکے گا۔

موجودہ تعلیم کے نقائص

چونکہ سرکاری مدارس کے موجودہ نصاب تعلیم کا نصب العین فقط یہ تھا کہ سرکاری نظام کے چلانے کے لیے ہر قسم کے ادنیٰ اور اعلیٰ کارکن مہیا کیے جائیں۔ اس لیے سرکاری درس گاہوں کے تعلیم یافتہ نوجوانوں سے علوم دینیہ کی واقفیت۔ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق۔ تہذیب و تمدنِ اسلامی کے عملی احیاء کا ذوق۔ اسلام کے حفظ و بقاء کے لیے دوڑ دھوپ کی توقع رکھنا یہ ایسی چیزیں ہیں۔ جس طرح ایک شخص سراب

سے آپ کی توقع رکھے۔ بلکہ میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ طریقۂ تعلیم میں بعض نقائص ایسے ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے اعلیٰ اخلاق پیدا ہونے کی بجائے اخلاق کے برباد ہونے کا خطرہ ہے مثلاً نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا کالجوں میں اکٹھا تعلیم پانا۔ کنواری لڑکیوں کا ہار سنگار کرکے عمدہ سے عمدہ لباس پہن کر نوجوانوں کی کلاسوں میں بیٹھنا کیا ان طریقوں سے لڑکے اور لڑکیوں کے اخلاق خراب ہونے کا سخت خطرہ نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آپ مجھے یہ کہیں کہ مولوی صاحبان اسی قسم کے تنگ خیال اور تنگ ظرف ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا میں آپ کے سامنے تعلیم یافتہ حضرات کے خیال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ تعلیم یافتہ گروہ خود بھی اس تعلیم کے غیر مفید ہونے پر افسوس کے آنسو بہا رہا ہے:

ملک الشعراء ڈاکٹر سر اقبال مرحوم و مغفور کے ارشادات نوجوانوں کی تعلیم کے متعلق

پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق ص ۶۵

این غلام ابنِ غلام ابنِ غلام　　حریّت اندیشۂ اورا حرام

مکتب از دے جذبۂ دین در ربود　　از وجودش این قدر دانم کہ بود
این زخود بیگانہ این مستِ فرنگ　　نانِ جو می خواہد از دستِ فرنگ

پیامِ مشرق صفحہ ۱۶۹

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب و دانش و ذوق
نخرد بادہ کس از کار گہ شیشہ گران

بالِ جبریل صفحہ ۱۸۲ - ۱۸۳

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں　　ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں
مرغِ پرنا رُستہ چوں پراں شود　　طعمۂ ہر گربۂ دراں شود

بالِ جبریل صفحہ ۱۸۰

چشمِ بیناسے ہے جاری جوئے خوں　　علمِ حاضر سے ہے دیں زار و زبوں

بالِ جبریل صفحہ ۶۹

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الاّ اللہ
خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاحِ کار کی راہ

لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی کا فیصلہ

تعلیمِ جدید کے متعلق

وضع و روشِ اطفال کی ہے قوم پر بارِ گراں
رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے بھی مگر کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف

پڑھے اس جا جہاں تاثیرِ ملت جا نہیں سکتی
بسے اس جا کہ آوازِ اذاں بھی آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانوں اس طریقہ پر
میری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

بے نظیر شہادت

میرے خیال میں نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ اپنے دونوں بزرگوں کی بے نظیر شہادت کی قدر کرے گا اور اس پر مہرِ تصدیق لگائے گا۔ اور اس امر کو بطیب خاطر تسلیم کرلے گا۔ کہ تعلیم جدید نوجوانوں کو مذہب و ملت سے دور ہٹا رہی ہے خدا تعالیٰ سے منقطع کرا رہی ہے۔ آخرت کے خوف کو

دل سے محو کر رہی ہے۔ اسلام اور حاملینِ اسلام کی وقعت
اور عزت دل سے نکال رہی ہے۔ خدا کے لیئے جینا،
خدا کی راہ میں مرنا جو مسلمان کا امتیازی نشان تھا۔ نوجوان
مسلمان اس حیات ابدی کے راستہ سے ہٹا جاتا ہے۔
اگر نوجوان مسلمان کے خون میں حمیت اسلامی کی حرارت
نہ رہی۔ پھر اندازہ کیجئے کہ ہندوستان میں اسلام اور
مسلمان کی کیا حالت ہو گی۔

علاوہ اور خرابیوں کے اس تعلیم کی بدولت قوم میں
سخت بے کاری پیدا ہو گئی ہے۔ جس کا نتیجہ مہلک
افلاس کی صورت میں نمودار ہو رہا ہے۔

ایک آسامی کے لیے پانچ ہزار درخواستیں

اسمبلی چیمبر کے واچ اینڈ وارڈ آفیسر کو اسسٹنٹ کی
ضرورت تھی۔ جس کے متعلق اشتہار دینے کے نتیجہ پر پانچ
ہزار افراد کی درخواستیں موصول ہوئیں۔

چھ آسامیوں کے لیے دو ہزار امیدوار

جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے ایک دفتر میں بیس اور تیس
روپے ماہوار کے مشاہرہ کی چھ آسامیاں خالی ہوئیں۔ ان
کو پُر کرنے کے لیے دو ہزار امیدواروں کی درخواستیں
موصول ہوئیں۔

ان اعداد و شمار سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اس تعلیم جدید نے ہمارے نوجوانوں کو دنیاوی نقطۂ نگاہ سے بھی بجائے نفع کے نقصان زیادہ پہنچایا ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوان کو معمولی محنت و مزدوری کرکے کما کر کھانے سے عار ہے اور ٹھنڈی جگہ کرسی پر بیٹھ کر روٹی کمانے کے لیئے سرکار کے پاس کوئی موقعہ ہی نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نوجوان بیچارا آخرت سے بےخبر اور دنیا میں بے کار اور مفلوک الحال ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے حال پر رحم فرمائے۔ اور اس کے ماں باپ کو توفیق دے کہ بجائے تعلیم جدید کے اسے تجارت یا صنعت و حرفت کی طرف بچپن سے توجہ دلائے تاکہ آخرت کے لیے سعادت کا سرمایہ جمع کرکے لے جائے اور دنیا میں عزت سے روٹی کما کر کھائے۔ میرے معزز بھائیو! میں دیکھتا ہوں کہ دلی کا مسلمان زیادہ تر تجارت پیشہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ لاہور کے مسلمان سے زیادہ دین دار اور دین الٰہی کا خادمت گزار واقع ہوا ہے۔ چنانچہ دارالسلطنت پنجاب لاہور میں عربی کا ایک مدرسہ بھی قومی چندہ پر ایسا نہیں چل رہا۔ جس طرح کہ کئی بڑے بڑے عربی مدرسے دلی والوں کی توجۂ خاص سے چل رہے ہیں۔ اس دینی خدمت کی برکت سے انہیں اللہ تعالیٰ نے اتنا سرمایہ اور اتنی دولت دی ہے کہ دلی کا مسلمان جائداد غیر منقولہ اور کاروبار میں ہندو کے ساتھ پوری ٹکر کھاتا ہے لاہور کے مسلمانوں کی طرح ہندو کے شکنجہ میں جکڑ بند نہیں

ہے۔ خدا کے فضل سے وہاں کے مسلمانوں کی دنیاوی حالت بھی سنوری ہوئی ہے۔ اور دین الٰہی کی خدمت کے باعث آخرت بھی سنور رہی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ میری صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی اور اپنے بچوں کے مستقبل کو آئندہ تباہی سے بچانے کی کوشش کی جائے گی۔

تعلیم جدید کے زہر کا تریاق

عموماً دیکھا جاتا ہے (الا ما شاء اللہ) کہ تعلیم یافتہ طبقہ سکولوں اور کالجوں سے مندرجہ ذیل قبائح میں مبتلا ہو کر نکلتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے نہ ڈرنا۔ مذہب کی پروا نہ کرنا۔ بلکہ مذہب پر مذاق اڑانا۔ حاملین مذہب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا۔ باوجود کلمہ گو ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت، سیرت۔ وضع و قطع۔ غرضیکہ آپ کے ہر قسم کے طرزِ معاشرت سے نفرت کرنا۔ کیا یہ چیزیں ایک مسلمان کے حق میں مہلک نہیں ہیں؟ اور کیا ایسے خیالات کا انسان دربارِ الٰہی میں عزت کی نظر سے دیکھا جا سکتا ہے؟

میرے معزز بھائیو! یہ ساری خرابیاں دراصل تعلیمِ جدید اور سکولوں کے بے دین ماسٹروں اور کالجوں کے بے دین اور لا مذہب پروفیسروں اور پرنسپلوں کی صحبت کا نتیجہ ہیں۔ اس زہر کا تریاق تعلیم قرآن مجید ہے۔ اگر آپ اس تعلیم جدید کے ساتھ ساتھ بچوں کو قرآن مجید

کی تعلیم کسی عالم باعمل سے دلاتے رہیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ خرابیاں ہرگز پیدا نہیں ہوں گی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ط

عورتوں کی تعلیم

میرے معزز بھائیو اور بہنو! اس نظریے سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ جس طرح مرد کے لیے تعلیم ایک ضروری چیز ہے۔ اسی طرح عورت کے لیے بھی تعلیم ایک اشد ضروری چیز ہے۔ البتہ دونوں کی تعلیم میں امتیاز ہونا چاہیے۔ مرد کو وہ تعلیم دی جائے۔ جو اس کے فرائض حیات میں ممد و معاون ہو تاکہ تعلیم یافتہ ہونے کے باعث اپنے فرائض زندگی کو اچھی طرح سمجھ سکے۔ اور انہیں نہایت عمدگی سے انجام دے سکے۔ اور عورت کے لیے وہ تعلیم مناسب ہے۔ جو اسے اپنے فرائض حیات سے آگاہ کرے۔ اور تعلیم کی بدولت خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھاہے اور دنیا میں عزت و آرام پائے۔

مرد عورت کا اکٹھا رہنا اور باہمی تقسیم فرائض

برادرانِ اسلام! خالق الخلق. مالک الملک عزاسمہٗ

وجلّ مجدہٗ نے مرد اور عورت کی فطرت میں باہمی کشش رکھی ہے۔ اس کشش کے باعث یہ ایک دوسرے سے جدا رہ ہی نہیں سکتے۔ اور اس کشش طبعی کے باعث جب مل کر رہیں گے تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اولاد پیدا ہو۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باہمی یہ کشش اس لیے رکھی تھی تاکہ اس سے نسلِ انسانی بڑھتی اور پھلتی پھولتی رہے۔ اور باہمی میل جول سے اولاد فقط عورت کے پیٹ سے پیدا ہوگی اور اولاد جننے میں عورت کو طرح طرح کی دقتیں پیش آتی ہیں۔ ابتدائی ایام حمل میں اس کی طبیعت خراب۔ اس کا دل پریشان اس کی صحت کمزور رہتی ہے۔ جب اس مرحلے سے گزر جاتی ہے تو پھر بچے کا پیٹ میں بوجھ اس کی پریشانی اس کی صحت کی کمزوری کا باعث بن جاتا ہے۔ پھر جب بچہ جنتی ہے تو دردِ زہ سے نڈھال اور بدحال ہو جاتی ہے۔ بچہ جننے کے بعد کئی دن تک نفاس کا خون خارج ہوتا رہتا ہے۔ وہ اسے نڈھال کر دیتا ہے۔ بدن سے خون نکل جانے کے باعث یوں معلوم ہوتا ہے کہ مُردہ قبر سے اُٹھ کر آیا ہے۔ ان تمام تکلیف دہ اور ہوش ربا مرحلوں کے طے ہونے کے بعد اب بچے کی پرورش اسے کرنی پڑتی ہے۔ تقریباً دو سال تک اس کی خدمت گزاری میں عورت کے صرف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ تو اس بچے سے فارغ ہونے کے بعد دوسرے کی آمد

شروع ہو جائے گی۔ جب یہ ساری مصیبتیں عورت نے مرد کے سبب سے جھیلیں ہیں۔ اب آپ کیا چاہتے ہیں کہ مرد عورت کو ان مصیبتوں میں مبتلا کرکے بالکل آزاد ہو جائے اور عورت بیچاری گھر سے نکل کر کمانے کے لیئے جائے۔ اور نوکری کرکے اپنے خورد و نوش وغیرہ ضروریات زندگی کے لیے پیسہ بھی خود کما کر لائے۔ اور پھر مرد کے گھر میں بیٹھ کر اپنی کمائی کھائے۔ کیا یہ عورت پر ظلم نہیں ہے اور کیا انصاف کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ چونکہ عورت کی ان تمام مصیبتوں کا مرد ہی باعث بنا تھا۔اس لیئے اسے مجبور کیا جائے کہ تم جا کر کماؤ اور عورت کی تمام ضروریات کو پورا کرو۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ملل و مذاہب میں اور تمام اقوام عالم میں مرد اور عورت کے باہمی گھر بنانے کا قانون بصورت نکاح رائج ہے اور نکاح کے بعد مرد عورت کی ضروریات کا کفیل ٹھیرایا جاتا ہے۔ اور یہی فطری طریقہ ہے۔

عورت کی تعلیم کی نوعیت

تحریر سابق سے جو عورت کا فرضِ حیات متعین ہو چکا ہے۔ اب اسے ایسی تعلیم دینی چاہیے جس سے وہ اپنے خاوند سے عمدہ طریقہ سے زندگی بسر کرے۔ سلیقہ شعار ہو کر گھر کو اچھی طرح سے چلا سکے۔

کفایت شعار ہو کر قلیل آمدنی پر بھی گزارہ کر سکے۔ سینا پرونا جانے۔ کھانا پکا سکے۔ تاکہ ہر وقت نوکروں کی محتاج نہ ہو۔ بچوں کی تربیت کے اصول سے واقف ہو۔ لکھنا پڑھنا اسے سکھایا جائے۔ تاکہ گھر میں آمدنی اور خرچ کا حساب رکھ سکے۔ اس کے علاوہ اسے دین کی تعلیم دی جائے۔ تاکہ خدا تعالیٰ سے ڈرے فکرِ عاقبت کرے۔ نیکیاں جمع کر کے جہنم سے اپنے آپ کو بچائے۔

برادرانِ اسلام! یہی وہ تعلیم تھی جو آج کل کے دور سے پہلے ہمارے گھروں میں ہماری ماؤں بہنوں کو دی جاتی تھی۔ اس موزوں اور مناسبِ حال تعلیم کی بدولت ان کی اپنی زندگی بھی عمدہ گزرتی تھی۔ اور خاوندوں کے لیے بھی باعثِ صد راحت و فرحت ہوتی تھیں۔

آج کل کی تعلیم

جو سکولوں اور کالجوں میں دی جاتی ہے وہ خلافِ فطرت ہے۔ خلافِ فطرت ہونے کے باعث وہ مہلک نتائج نکل رہے ہیں۔ جس سے علمائے کرام تو بجائے خود رہے۔ خود مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ چلا اٹھا ہے۔ چنانچہ ان کے خیالات اس تعلیم کے متعلق ملاحظہ ہوں۔

اشعار نفیس خلیلی بی اے امرتسری

خطرناک تعلیم ہے ہوش کیجئے
سیہ کاریوں کو نہ یوں مول لیجئے
مجھے اسوۂ فاطمہؓ کی قسم ہے
وہ آتش ہے اخلاق جس سے بھسم ہے
ہیں پُرعیب حجّت مری عیب جوئی
تمہاری طرح بھی غافل ہو کوئی
حکومت کے ہمراہ مذہب بھی چھوڑا
تھا ناموس باقی ،سو یوں اس کو چھوڑا

یہی ہے جو تعلیم نسواں تمہاری
یہی ہے جو ابلیس کی پاسداری
یہی ہے جو اندازِ غفلت شعاری
تو آگاہ رہنا اجل کی ہے باری
وہ بدنام جلوہ گری کالجوں کی
مسلمان لڑکی ،بری کالجوں کی
جو گھر سے چلی ایک فتنہ بپا ہے
چکا چوند میں ایک جہاں مبتلا ہے
نمائش کی خاطر وہ صورت چھپانا
وہ مصنوعی انداز میں شرم کھانا
نگاہیں لڑانا ادائیں دکھانا
یہی ہے نئی روشنی کا زمانا
اسے آپ دورِ ترقی کہیں گے
غضب ہے یہ کب تک عقیدے رہیں گے

سکولوں میں یوں بھیجنا ناروا ہے
کھلی صنفِ نازک کے حق میں دغا ہے
نہیں ہیں اگر حمل و اغوا گوارا
تو اسکول و کالج سے کیجئے کنارا
ان آتش کدوں میں گراؤ نہ اس کو
یہ اہلِ جناں ہے جلاؤ نہ اس کو

پردہ اور تعلیم کے متعلق برادر مکرم ابوالاثر خاں صاحب حفیظ جالندھری کی نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

آؤ آنکھیں ہیں تو دیکھو صورتِ حالات کو
آؤ گوشِ ہوش سے سن لو سمجھ لو بات کو
دیکھتے ہو ملک میں قوموں نے کیا بدلا ہے رنگ
ہو گیا نذرِ ترقی دامنِ ناموس و ننگ
کس طرف لے جا رہی ہے ہم کو تہذیب جدید
پردہ رہنے کی نظر آتی نہیں کوئی امید

یہ ہماری مائیں بہنیں اور بیوی بچیاں — ہم سمجھتے ہیں انہیں اتنا مقدس بے گماں
اس قدر پاک و مقدس اتنی محبوب و عزیز — جس قدر عورت کی عفت سے نہیں ہے کوئی چیز
ہم بچانا چاہتے ہیں ان کو چشم غیر سے — کیونکہ ہم واقف ہیں اس دنیا کے شر و خیر سے
یہ نمائش جس پہ اس دنیائے نو کو ہے غرور — دختران ملت اسلام ہیں اس سے نفور
ہم نہ لائیں گے انہیں اس امتحان کی راہ میں — دل کے ٹکڑوں کو نہ رکھیں گے نمائش گاہ میں
اب مسلمانوں میں بھی نکلے ہیں کچھ روشن خیال — جن کی نظروں میں حجاب صنف نازک ہے وبال
چاہتے ہیں ماؤں بہنوں کو یہ عریاں دیکھنا — محفلیں آباد ہیں لیکن گھر کو ویراں دیکھنا
بادۂ تعلیم مغرب سے جو ہوتے ہو خراب — کیا تمہیں مسرور کر سکتی نہیں ام الکتاب

ملک میں تعلیم موجودہ کا جو آئین ہے — دختران ملت بیضا کی یہ توہین ہے
ہو چکا اب تک جو فرزندان ملت کے لیئے — وہ بہت کافی ہے اس ملت کی ذلت کیلئے
کر دیا لڑکوں کو تم نے اس قدر روشن خیال — دیدۂ افلاس کی زینت ہے اب ان کا جمال
تم نے جن آقاؤں کا ان کو بنایا تھا غلام — اب وہ آقا بھی نہیں لیتے غلاموں کا سلام
کیا یہی تعلیم دو گے دختران قوم کو — کیا اسی الجھن میں الجھاؤ گے جان قوم کو
کیا خدا کے فضل سے بھی ہو چکے ہو نا امید — کیا پیمبرؐ سے بھی اب ملتی نہیں تم کو نوید

دوستو! اللہ کا پیغام زندہ ہے ابھی
مر رہے ہو تم مگر اسلام زندہ ہے ابھی

لسان العصر اکبر الہ آبادی مرحوم

خدا کے فضل سے بی بی میاں دونوں مہذب ہیں
حجاب اس کو نہیں آتا، انہیں غصہ نہیں آتا
تعلیم دختران سے یہ امید ہے ضرور
ناچے دلہن خوشی سے اپنی برات میں

تعلیم یافتہ ہوں اور نیک بخت بھی ہوں
تم سے رہیں ملائم شیطان پر سخت بھی ہوں
قرآن ہی کرے گا ان بی بیوں کو پیدا
پاکیزہ تخم جب ہوں۔ عمدہ درخت بھی ہوں
وعلینا الا البلاغ

آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از ہزار رسوائی

امریکہ کا مشہور مصنف ول دو رانٹ ایک جگہ لکھتا ہے:۔

"کسب معاش کے میدان میں عورت کے قدم رکھنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ گھریلو زندگی تباہ ہو گئی۔ رفتہ رفتہ عورت کے فطری مشاغل اس سے چھین لیئے گئے۔ یہاں تک کہ "گھر" میں کوئی دلچسپی باقی نہ رہی۔ اور عورت خود بے حیثیت اور پراگندہ خاطر ہو کر رہ گئی۔ جب "گھر" اجڑ گیا۔ وہ گھر جہاں کام کی رونق رہتی تھی اور زندگی بسر ہوتی تھی تو مرد و عورت دونوں نے اس کو خیر باد کہا۔ اور اس طرح گھر کا وہ امن چین جو دس ہزار سال قبل قائم ہوا تھا۔ ایک ہی نسل کے ہاتھوں برباد ہو گیا۔"
(از اخبار الصدق لکھنؤ یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء)

جرمنی کی عورتوں کو حکم

زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کرو

برلن ۴ ستمبر۔ گیسٹاپو کے چیف ہملر نے جرمنی کی

تمام عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کریں۔ خواہ ان کی شادی ہوئی ہو یا نہ۔ احکام کی خلاف ورزی کرنے والے کو غداری کے جرم میں سزا دی جائے گی۔" (اخبار ملاپ ۶ ستمبر ۱۹۴۱ء)

"یہ یقینی ہے کہ امریکہ میں اب بھی بہت بڑی تعداد انہیں لوگوں کی ہے، جو سمجھتے ہیں کہ عورت کا دائرۂ عمل گھر کے اندر ہے اور عجب نہیں کہ ہٹلر اور مسولینی کے ان احکام نے کہ عورت کے لیے کوئی مقام پبلک زندگی میں نہیں بلکہ صرف خانگی زندگی میں ہے۔ امریکہ کے باہر کی دنیا کو بھی چپکے چپکے متاثر کر لیا ہو۔" (صدق پنجم اکتوبر ۱۹۳۹ء)

روشن خیالوں کی "رجعت"

ڈاکٹر میرین، ای، میکنزی اپنے ایک مقالہ کے آغاز میں لکھتی ہیں۔

یہ بات بارہا میرے تجربہ میں آ چکی ہے کہ جو عورتیں زیادہ بچے بچیاں رکھتی ہیں، وہ یہی نہیں کہ نسبتاً زیادہ سمجھ دار ہوتی ہیں، بلکہ عموماً کہیں زیادہ مطمئن زندگی رکھتی ہیں۔ اور کہیں زیادہ کم سن معلوم ہوتی ہیں، بمقابلہ ان عورتوں کے جو بے اولاد ہوتی ہیں اور جنہیں دنیا سے کوئی حقیقی وابستگی نہیں ہوتی۔

(ہندو ۲۷ اگست ۱۹۳۹ء)

افزائش نسل کے ماسوا عورت کا اور کوئی کام نہیں ہے

انطونی۔ ایم۔ لیوڈو وسی اپنی کتاب "وومن
(WOMAN : A VINDICATION)
میں لکھتا ہے:۔

چونکہ عورت از سر تاپا واضح طور پر زندگی اور اس کی افزائش کے کاروبار میں غرق ہے۔ اس لئے تمام وہ لوگ جو اسے یہ سکھاتے ہیں کہ کوئی اور کاروبار اس کا حقیقی کاروبار ہے۔ تمام وہ لوگ جو اسے ایسی کہانیاں سنا سنا کر پریشان کرتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ سچی نسوانیت حیات اور افزائش حیات سے دور کوئی چیز ہے۔ تمام وہ لوگ غرضیکہ جو اسے پھسلانا چاہتے ہیں۔ انبساط، اطمینان اور راحت و آرام کے وعدے دے کر ایسی صورت میں کہ اسے مرد اور بچے کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا نہ پڑے ایسے تمام لوگ جھوٹے ہیں۔ غیر مآل اندیش اور مجرم۔

تعلیم یافتہ عورت گھر کے کام کی نہیں رہتی

ایک بلند پایہ ہندو خاتون مضمون نگار نایمار دیلوی انگریزی روزنامہ سٹیٹسمنس میں "تعلیم یافتہ بیویاں" کے

عنوان کے تحت یوں رقمطراز ہے :-

خلاصہ یہ ہے کہ اس ملک میں اکثر لوگ شادی شدہ عورتوں کی تعلیم کو خوش گوار مناکحت کا کفیل سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مناکحت کی کامیابی محض تعلیم یافتہ ہونے یا نہ ہونے پر منحصر نہیں ہوتی۔ کچھ عجیب بات ہے کہ ہندوستان میں خود یہی تعلیم اوسط درجہ کی کالج کی لڑکی کی قدر و قیمت کو بحیثیت مرد کی رفیقِ حیات کے گرا دیتی ہے۔ اچھی خانہ داری کی تربیت گاہ کے لحاظ سے ہمارے سکول اور کالج معیار سے بالکل گر جاتے ہیں۔ کتب بینی کا ایک نتیجہ ہونے کی حیثیت سے تعلیم یافتہ بیوی سے جب ایک گھر چلانے کا تقاضا ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو بالکل بے کار پاتی ہے جب وہ امتحان پاس کر لیتی ہے تو جسمانی طور پر اس کی طاقت ختم ہو چکتی ہے اور باطنی طور پر وہ چھچھوری اور نمائش پسند بن جاتی ہے۔ یہ تمام چیزیں ہندوستان میں اوسط درجہ کی کالج کی لڑکی کو خانہ داری کے قابل بنانے میں ممد و معاون نہیں ہو سکتیں۔

یہ تمام نتائج غلط تعلیم کے ہیں۔ یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کرنے پر بہت زیادہ توجہ نوجوان خواتین کو زندگی کے حقائق سے دور اور سطحی ذہنیت کی کیچڑ میں لے جا رہی ہے۔

ایک خطرناک نتیجہ

عورتوں کی موجودہ تعلیم سے ایک خطرناک نتیجہ برآمد ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اگر اس میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی تو ہماری قوم نہ دنیا میں عزت پانے کے قابل رہے گی اور نہ آخرت میں نجات حاصل کرنے کی مستحق ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ جو لوگ اپنی لڑکیوں کو تعلیم جدید دلاتے ہیں۔ ان میں سے بہت ہی کم ایسے ہوں گے۔ جو تعلیمی ڈگری کو محض اعزازی طور پر حاصل کراکر اپنی بیٹی کو گھر میں بٹھا دیں۔ ورنہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اس غرض سے تعلیم دلاتے ہیں۔ تاکہ لڑکی تعلیم پاکر ملازمت کرے۔ اور اپنی قابلیت سے روپیہ کما کر لائے۔ جب لڑکی اپنی گذر اوقات کے لیئے کافی روپیہ لائے گی تو اسے کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ کسی مرد کی پابندی اور قید میں رہے۔ ضروریاتِ زندگی ہی کی خاطر تو عورت مرد کے گھر میں مقیّد رہتی ہے۔ اس تخیل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایسی لڑکیاں مجرد رہنے کو پسند کریں اور نکاح سے نفرت کریں۔ چنانچہ یہ چیز مسلمان تعلیم یافتہ لڑکیوں میں آ رہی ہے۔ اس تجرد کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیا خدا تعالیٰ کا قانون بدل جائے گا کہ عورت اور مرد میں طبعی

کشش ہے اور ایک دوسرے کے سوا زندگی بسر کر ہی نہیں سکتے۔ اگر قانونِ الٰہی بدل نہیں سکتا تو پھر بتلائیے کہ ان بے نکاح رہنے والی ملازمت پیشہ خوش خوراک اور خوش پوشاک بی بیوں کا طرز معاشرت کیا ہوگا؟

دوسری صورت بھی خطرناک ہے

اگر نکاح کر بھی لیں۔ مگر پیشہ اپنا ملازمت ہی رکھیں یہ صورت بھی عام حالات میں عورتوں کے لیئے خطرناک ہوگی۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ میاں بیوی ایک ہی جگہ ملازم ہوں۔ اس لیئے میاں کہیں ہوگا اور بیوی کہیں ہوگی۔ اور اکثر ایسا ہوگا کہ یہ عورت جہاں جائے گی وہاں بالکل تنہا اور اجنبی ہوگی۔ مثلاً کہیں لیڈی ڈاکٹر ہو کر گئی۔ کہیں کالج کی پروفیسر ہو کر گئی۔ اس اجنبی شہر میں علیحدہ مکان لے کر اکیلی رہے گی۔ خوراک عمدہ اور لباس قیمتی اور تنہائی۔ جہاں نہ ماں، نہ باپ نہ خاوند نہ بھائی۔ اس زندگی کو کوئی شریف ماں باپ اور غیور خاوند تو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لیئے تو حفیظ صاحب نے فرمایا ہے:۔

اس قدر پاک و مقدس اپنی محبوب و عزیز
جس قدر عورت کی عفت ہے نہیں ہے کوئی چیز
ہم بچانا چاہتے ہیں ان کو چشمِ غیر سے
کیونکہ ہم واقف ہیں اس دنیا کے شر و خیر سے

یہ نمائش جس پر اس دنیائے نو کو ہے غرور
دختران ملتِ اسلام ہیں اس سے نفور
اے اللہ کے بندو! خدا سے ڈرو۔ اور ہوش سے
کام لو۔

تیسری عرض اقتصادی بدحالی کی اصلاح

ہماری اقتصادی بدحالی میں زیادہ تر دو چیزوں کا دخل ہے۔ ایک ہندووانہ رسم و رواج اور دوسری تمدن یورپ کی دل دادگی۔

مسلمانوں میں ہندوانہ تمدن

ہندوستانی مسلمانوں کا موجودہ تمدن زیادہ تر ہندوؤں سے آیا ہوا ہے۔ اس کا سبب تلاش کیا جائے تو دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ سوائے سادات کرام۔ صدیقی۔ فاروقی یا عباسی وغیرہ حضرات کے جو اپنا نسب نامہ سرزمین مقدس حجاز سے وابستہ کرتے ہیں۔ باقی سب مسلمان ہندوستان کی پیداوار ہیں دراصل یہ لوگ ہندو تھے۔ بعد میں مسلمان ہوئے مگر قرآن مجید اور سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم نہیں پائی۔ جس طرح کہ میرے ہاں جمعہ کے دن بعض اوقات ہندو مسلمان ہوتے ہیں۔ میں انہیں کلمہ وغیرہ پڑھا کر اور ان کے نام تبدیل کرکے انہیں

مسلمان ہونے کی سند دے دیتا ہوں۔ اور وہ اپنے آپ کو مسلمان خیال کرکے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں کسی قسم کی اسلامی تعلیم نہیں دی جاتی۔علیٰ ہذا القیاس ہندوستان کی آبادی کا اکثر حصّہ ہندوؤں سے نکل کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوا ہے۔ اور تعلیم کتاب و سنت سے بے بہرہ رہا ہے۔ نام کا وہ مسلمان ہے۔ اور رسم و رواج۔ عادات و اطوار۔ شادی غمی وغیرہ میں سب ہندوانہ رسمیں ادا کرتا ہے۔ مثلاً شادی کے موقعہ پر مسلمانوں کے ہاں جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ زیادہ تر ہندوؤں کے تمدن کی یاد تازہ کرتا ہے۔ ڈھولک بجانا تیل۔ مہندی۔ گانا۔ گھوڑی۔ سہرا۔ باجے بجانا۔ آتش بازی چلانا۔ جہیز پھیلا کر گننے اور محلے والوں کو نام و نمود کے لیئے دکھانا۔ لڑکی کی رخصتی کے وقت اس کی ڈولی پر پیسوں کا مینہ برسانا۔علیٰ ہذا القیاس اور کئی رسمیں ادا کی جاتی ہیں۔ حالانکہ یہ سب ہندوؤں سے لی ہوئی ہیں۔ شادی کے سارے سلسلے میں فقط ایک چیز اسلامی ہے۔خطبہ مسنونہ پڑھ کر میاں بیوی سے ایجاب و قبول کرانا۔ اور یہ کام پانچ منٹ میں ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ غور کرکے دیکھیں گے تو مرنے کے بعد بھی جو کچھ مسلمان کرتا ہے وہ چیزیں بھی زیادہ تر ہندوؤں سے ہی لی ہوئی ہیں۔فقط ابلیس کے تخت کی طرح ذرا سا ان کا رنگ و روپ بدل دیا گیا ہے۔" مثلاً ہندوؤں کے ہاں مُردے کے تیسرے

دن پھل چُنے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں قُل کیئے جاتے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں مُردے کا اکٹھ کیا جاتا ہے جس میں برادری ساری کھانے پر بلائی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے ہاں ان کی نقل چالیسواں ہے۔ جس پر برادری کو پُرتکلف دعوت کھلائی جاتی ہے۔ علیٰ ہذالقیاس اور کئی مذہبی رسوم مسلمانوں میں آپ دیکھیں گے جن کی اصل کرید کریں گے تو ہندوؤں سے ملیں گی۔ مثلاً شب برات کی چراغاں میں ہندوؤں کی دیوالی کی نقل اتاری جاتی ہے۔ اگر کسی شخص کو تاریخ کا علم نہ ہو۔ تو وہ ہرگز یہ فرق نہیں کر سکتا کہ آج کی رات دیوالی ہے یا شب براۃ ہے۔ مسلمانوں کا تعزیہ نکالنا ہندوؤں کے دسہرہ کی نقل ہے۔ مسلمانوں کے عرس ہندوؤں کے سرادوں کی نقل ہیں۔ سیدالمرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دادا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور اپنے پُردادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کبھی عرس نہیں کیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کبھی عرس نہیں کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس سالانہ کیا نہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ اس کے بعد خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کے بعد ائمہ کرام کے زمانہ میں بھی اس کی کوئی اصل نہیں ملتی تو یہ چیز کہاں سے آ گئی۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ ہندوؤں میں مرنے والوں کا ہر سال سراد کیا جاتا ہے۔ تب معلوم ہوا کہ یہ عرس دراصل سراد کی نقل ہے۔

اور اب یہ عرس مبتدعین کے ہاں جزوِ ایمان ہے جو عرس کا قائل نہ ہو۔ وہ وہابی یعنی دین کا دشمن ہے جو عرس کرے یا کرائے یا کرنے میں مدد دے تو وہ پکا مسلمان اور سنی ہے۔ خواہ نماز نہ پڑھے۔ روزہ نہ رکھے۔ جو فرض ہے ادا نہ کرے۔ زکوٰۃ فرض ہو تو نہ دے۔ اور جو عرس کا قائل نہیں ہے۔ وہ خواہ نماز پڑھے۔ روزے رکھے۔ زکوٰۃ دے۔ حج کر چکا ہو۔ مگر وہ ایں ہمہ وہابی ہے۔ بے ایمان ہے اس سے سلام و کلام تقویٰ کے خلاف ہے۔ سلام کہے تو جواب نہ دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ ان معدودے چند مثالوں سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ جن چیزوں کو اسلام کے نام سے کیا جاتا ہے وہ زیادہ تر ہندوؤں سے لی گئی ہیں۔

اللھم اعذنا منہ و جمیع المسلمین آمین یا الہ العالمین۔ ط

تمدنِ یورپ کی دلدادگی

برادرانِ اسلام! مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کا ایک سبب تو تمدن ہندوانہ کی جکڑبندیاں تھیں۔ جن کی تفصیل آپ سن چکے ہیں۔ دوسرا سبب تمدنِ یورپ کی فریفتگی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ حاکم قوم "شاہانہ تمدن" اختیار کرتی ہے۔ حاکم قوم کے وسائل

آمدنی وسیع ہوتے ہیں۔ دولت کی فراوانی کے سبب سے
وہ ہر قسم کے عیش و آرام کے سامان مہیا کرلیتی ہے۔ حاکم
قوم دولت کی فراوانی کے باعث اشیا کی گرانی کو محسوس
نہیں کرتی۔ وہ ہر قیمت پر عیش و آرام کو خریدنے
کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ اور اگر غلام اور محکوم
قوم عیش و عشرت کے شاہی سازو سامان خریدنا
شروع کر دے۔ اور اپنا تمدن حاکم قوم کے نمونے
کا سا بنانا چاہے تو اپنی محدود آمدنی کے باعث
یقیناً برباد ہوگی۔ بظاہر اگرچہ وضع و قطع میں
حاکم کی نقالی پوری کریں گے لیکن ضروریات کے
کماحقہٗ پوری نہ ہونے کے باعث افسردہ دل رنجیدہ
خاطر پریشان خیال نظر آئیں گے۔ چنانچہ تعلیم یافتہ
ملازمت پیشہ حضرات کو عام طور پر اس مصیبت میں
آپ مبتلا پائیں گے جو دو سو روپیہ پاتا ہے وہ
بھی ضروریات زندگی کے پورا نہ ہونے کے باعث
افسردہ دل ہے۔ اور جو پانچ ہزار روپیہ تنخواہ پاتا
ہے۔ وہ بھی رنجیدہ خاطر اور مغموم آپ کو
نظر آئے گا۔ کیونکہ یہ حضرات معقول تنخواہ
پانے کے بعد اگر اپنی وضع قطع، تمدن
و معاشرت سابقہ ہندوستانی طریقہ پر رکھتے تو کوئی
زیادہ خرچ ان کا نہ ہوتا۔ لیکن یہ لوگ
جوں جوں زیادہ تنخواہ پاتے ہیں۔ یورپین تمدن
اختیار کرتے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر بالفرض والسرائے

ہندو دو لاکھ ستاون ہزار پانسو روپیہ سالانہ تنخواہ لیتا ہے تو اس کے سفر و حضر کے تمام مصارف مثلاً کوٹھی، ہسپتال کا خرچ، ملازمین کا خرچ مہمانوں کا خرچ، ریلوے سفر کا خرچ اس تنخواہ کے علاوہ شاہی خزانہ سے ادا ہوتے ہیں۔ اور اگر پنجاب، مدراس۔ بنگال۔ بمبئی۔ صوبجات متحدہ کے گورنر صاحبان نو دس ہزار روپیہ تنخواہ پاتے ہیں۔ تو ان کے سفر و حضر کے تمام مصارف وائسرائے کی طرح علاوہ اس تنخواہ کے سرکاری خزانہ سے ادا کیے جاتے ہیں۔ اب اگر ایک ہندوستانی افسران یورپینوں کا تمدن اختیار کرے گا۔ تو ان لندنی افسران بالا کی وضع و قطع، خوراک و پوشاک عیش و عشرت کے سازو سامان مہیا کرے گا۔ تو سوائے اس کے کہ تباہ و برباد ہو۔ اور کیا نتیجہ برآمد ہوگا۔

اے پنجاب کے معزز دوستو! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ پنجاب کے بعض معزز آدمی جب اس جہانِ دنیا سے رحلت فرما گئے۔ تو لاکھوں روپیہ کے مقروض ہو کر مرے ہیں۔ حالانکہ وہ ہزاروں روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔ میں ایسے حضرات کے نام نہیں لینا چاہتا۔ تاکہ مرنے کے بعد وہ بدنام نہ ہوں کیا اس تباہ حالی کا باعث تمدن یورپ کی دلدادگی نہیں ہے۔ مثلاً ان کا دل چاہتا ہے کہ جس طرح وائسرائے اور گورنر پنجاب کی کوٹھی ہے۔ ہم

بھی ویسی کوٹھی بنوائیں۔ انہیں تو سرکاری ملی ہوئی ہے
یہ اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے چالیس چالیس
پچاس پچاس ہزار روپیہ خرچ کرکے بنواتے ہیں۔
ساری عمر کی کمائی کا معتدبہ حصّہ ایک کوٹھی کھا
گئی۔ اس کے بعد دل چاہتا ہے۔ جس طرح
وائسرائے بہادر اور گورنر صاحب کی کوٹھی میں کاؤچ
اور کرسیاں اور میزیں وغیرہ آرائش کے سامان ہیں
اس قسم کی آرائش سے ہم بھی اپنی کوٹھی کو سجائیں
حالانکہ انہیں سرکاری ملے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ اپنے
گاڑھے پسینے کی کمائی صرف کرکے یہ چیزیں مہیّا
کرتے ہیں۔ اسی قسم کی فضول خرچیوں کے باعث
یہ لوگ بظاہر خوش حال اور اندر بدحال ہوجاتے ہیں
اس مشکل کا حل یہی ہے کہ یورپین تمدّن کے
تکلفات سے آدمی باز آئے۔ اور ہندوستانی سادہ
تمدّن کو اختیار کرے۔ مثلاً یورپین تمدّن میں چھری
کانٹے سے میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے۔ میز
پر سفید پوشش بچھایا جاتا ہے۔ اور ہر
ایک کھانے والے کے لئے ایک سفید رومال
رانوں پر بچھانے کے لئے رکھا جاتا ہے۔
اگر ایک گھر کے دس آدمی یک وقت کھانا کھانا
چاہیں۔ تو دس چھریاں۔ دس کانٹے۔ دس کرسیاں
دس چھوٹے رومال۔ ڈیڑھ دو سو روپیہ کی ایک
میز اور ایک سفید چادر میز پوشش چاہیے۔ اس کے

مقابلہ میں اگر ہندوستانی طریقہ پر کھانا چاہیں تو دری پر بیٹھ کر ایک رنگین دسترخوان بچھا کر سب لوگ ہاتھوں سے کھائیں تو آپ اندازہ لگائیں کہ اخراجات میں کتنی کمی ہو سکتی ہے۔

ایک اور مثال

فرض کیجیے ایک شخص اپنے دس دوستوں کو چائے کی دعوت کرنا چاہتا ہے۔ ہندوستانی طریقہ پر اگر گھر میں چائے پکا کر انہیں پلائی جائے تو بمشکل ۸/ آنے فی کس اور اگر زیادہ تکلف کریں تو ۱۰/ ۱۲/ آنے فی کس خرچ آئے گا۔ اور پھر بھی چائے کا سامان اتنا بچ جائے گا کہ گھر کے سب بال بچے اور نوکر چاکر کھا پی کر سیر ہو جائیں گے۔ اب یورپین طریقہ ملاحظہ ہو۔ کہ ہوٹل میں چائے پلائی جائے تو کم از کم دو روپیہ فی کس بل ادا کیا جائے تو جہاں گھر میں ساڑھے سات روپے سے کام چل سکتا تھا وہاں بیس روپے خرچ ہوا۔ اس کے علاوہ جو آدھی تہائی چیزیں بچیں۔ وہ ہوٹل والوں کی نذر ہو گئیں۔

تمدن یورپ کی بدترین چیز

سینما ہے۔ اس کے دیکھنے سے وقت ضائع

روپیہ برباد۔ اخلاق خراب ہوتے ہیں خود منبع تہذیب و تمدن انگلستان اس سے نالاں ہے۔ ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔ مسٹر ہاورڈ وہائٹ ایم اے ایف۔ آر۔ جی۔ ای کا شمار انگلستان میں ابتدائی تعلیم کے ماہرین میں ہے اسکولی چھٹیوں کے موضوع پر ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ اسکولی تعطیلات کے زمانہ میں لڑکوں کا وقت جہاں اور طریقوں پر برباد ہوتا ہے۔ غذا مفید اور صالح نہیں ملتی۔ سونے کو رات میں بہت دیر سے وقت ملتا ہے۔ وہاں ایک بڑی خرابی یہ بھی ہوتی ہے کہ اسکولوں کے زمانہ میں تو اکثر صرف انہیں فلموں کے دیکھنے کی اجازت ملتی ہے۔ جو پہلے سے منتخب ہو رہے ہیں لیکن ادھر لڑکے تعطیلات میں گھر پہنچے۔ کہ ادھر ماں باپ نے مارے لاڈ پیار کے ایسے فلموں کے دکھانے کی بھرمار کر دی۔ جو سرتاسر مضر اور ہیجان جذبات کے باعث ہوتے ہیں۔

(ماخوذ از ہندو مدراس)

حوالۂ سابق پر حضرت مولانا عبدالماجد صاحب ایڈیٹر صدق لکھنو کا ریویو

یہ وہائٹ صاحب بھی کچھ سادہ لوح معلوم ہوتے ہیں۔ لڑکوں نے اگر سینما ہاؤس میں جا کر بھی صرف

اصلاحی اور تعلیمی فلمیں دیکھیں۔ تو سینما اور مدرسہ میں آخر فرق ہی کیا رہا؟ اگر "پکچرز" جا کر بھی درس و تدریس کا ماحول قائم رہا تو اس سے تو محفل وعظ میں چلا جانا بھلا۔ جب تک یہ نہ دیکھا جائے کہ اپنی عزت کیسے گنوائی اور دوسروں کی عزت کیسے اتاری جاتی ہے۔ تجوریوں کے قفل کس صفائی سے توڑے جاتے ہیں۔ ڈاکے کس ڈھٹائی سے ڈالے جاتے ہیں۔ مکان کس "نیدرانہ" پھرتی سے پھاندے جاتے ہیں۔ ہر ہر جرم کن کن چالاکیوں سے کیا جا سکتا ہے۔ جذبات جوانی کس طرح قبل از وقت بیدار کیے جا سکتے ہیں۔ عشق و عاشقی کے سبق کس طرح پڑھے جا سکتے ہیں۔ الخ

میرے معزز بھائیو اور بہنو! ایک عقلمند انسان کے لئے حوالہ سابق سینما کی برائی اور اس کے مخرب اخلاق ہونے میں کافی ثبوت ہے۔

ایک ایکٹرس کو پچانوے ہزار روپیہ (۹۵۰۰۰)

فلم "اپنا گھر" میں ایک ایکٹرس شانتا اپٹے کو پچانوے ہزار روپیہ اجرت ملی۔

(ماخوذ از سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۱۵ مئی ۱۹۴۲ء)

اسی ایکٹرس نے ایک فلم "زمیندار" میں کام کیا ہے

جو لاہور میں بنائی گئی ہے۔ اس فلم میں تین ماہ کام کرنے کا معاوضہ اسے پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) روپیہ ملا ہے۔
غور کیجیے کہ جو لوگ ۹۵۰۰۰ روپیہ ایک ایکٹرس کو دے کر فلم تیار کرائیں گے۔ وہ خود کتنا کمائیں گے۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس مالی اور اخلاقی بربادیوں کے مرکز کی طرف لوگوں کو کتنی کشش بڑھ رہی ہے۔

لاہور کے سینما اور اُن کی آمدنی

لاہور میں کم و بیش ۲۰ سینما ہیں۔ اور پبلک کا آج کل روزانہ اندازاً پچاس ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے اور دیکھنے والی پبلک میں وہ چیزیں پیدا ہوں گی جن کا ذکر حضرت مولانا عبدالماجد صاحب ایڈیٹر "صدق" لکھنؤ کے حوالہ میں آچکا ہے۔

سیلاب فسق

صدق کے مراسلہ نگار خصوصی لاہور سے لکھتے ہیں:۔
صدق صہ۱۲ میں نینا کا تذکرہ دیکھا۔ اب ایک اور مصیبت کا تذکرہ سنیے۔ لاہور میں تقریباً بیس سینما ہیں ان میں کئی نے ایک "شو" ہر ہفتہ عورتوں کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ سہ پہر کے وقت میں اسے سیمی شو کہتے ہیں۔ اس کا وقت ۴ بجے سے ½۶ بجے شام

بنک کا ہوتا ہے۔ عام طور پر اس وقت مرد گھروں میں نہیں ہوتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ان اوقات میں سینکڑوں نہیں ہزاروں ہی مسلمان برقع پوش عورتیں اکیلی یعنی بغیر مردوں کے سینما دیکھنے جاتی ہیں۔ یہ وبا خوفناک حد تک بڑھ گئی ہے۔ گندی سے گندی فلم دیکھنے کے لیے ان پردہ نشینوں کے جمگھٹے ہر طرف نظر آتے ہیں اور جس وقت تماشا ختم ہوتا ہے عورتوں کا وہ ہجوم سڑکوں پر ہوتا ہے کہ شریف آدمی کے لیے راستہ چلنا دشوار ہوتا ہے اور لاہور کا مسلم پریس ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ اب فرمائیے اس کے بعد ہمارا یہ کہنے کا منہ کہاں رہ جاتا ہے کہ کانگرس کی جانب مسلمان نوجوانوں کی کشش عورتوں کی بنا پر ہے۔

یہ سیلاب فسق جو ہمارے گھروں کے اندر تک پہنچ گیا ہے۔ لاہور ہی تک محدود نہیں۔ چھوٹا بڑا ہر شہر اس کی زد میں آچکا ہے۔ اس فقرے سے مقصود لاہور کی ذمہ داریوں کو ہلکا کرنا نہیں ہے۔ دوسرے شہروں کو بھی ان کی ذمہ داریوں پر توجہ دلانا ہے۔ جو پردہ نشین ان گندے گندے منظروں کو ہر ہر حیثیت اور ہر ہر جہت سے جنسی میلانات اور شہوانی تقاضوں کے ابھارنے والے منظروں کو دیکھ کر گھر واپس آتی ہوں گی، ظاہر ہے ان کے گھر کے اندر کئے دن عصمت و شرافت کے خیالات باقی رہ سکتے ہیں؟ یہ سینمائی حملہ کسی فرع پر نہیں، اصل پر ہے۔ یہ چیز عمارت اخلاق کی بنیاد ہی کو اندر سے کھوکھلا کر ڈالنے والی ہے۔ پنجاب کے مسلمان تو اپنی غیرت و حمیت کے لیے

مشہور رہے ہیں کیا ان کی غیرت کو بھی بیدار کرنے کے لیے ضرورت ہے۔ کسی خارجی تحریک اور بیرونی محرک کی؟ اور شہر لاہور تو مرکز ہے اسلامی اخبارات کا، مذہبی و نیم مذہبی مجلسوں اور انجمنوں کا اور ملی اداروں کا۔ سیلاب فسق کی روک تھام کی پیشوائی، وہ چاہے تو ادنیٰ توجہ و کوشش سے اس کے حصہ میں آ سکتی ہے!

برادران اسلام! میرا فرض ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے آپ کو ان چیزوں پر متنبہ کروں۔ جن کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو قیامت کے دن گرفت ہوگی۔ اس کے بعد آپ جانیں۔ مانیں یا نہ مانیں۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھی عرض

سیاسی راہنماؤں کے لیے صحیح راہِ عمل

معزز حضرات! یہ نظریہ بالکل صحیح ہے۔ کہ ہر شخص میں سیاسی راہنمائی کی قابلیت نہیں پائی جاتی۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی صحیح راہنمائی کے قابل ہو۔ اسے کسی طریقہ سے منتخب کیا جائے۔

لیڈر (راہنما) کے انتخاب کا غلط طریقہ

وہ ہے جو آج کل ہمارے ہاں رائج ہے کہ بعض

اوقات امیدوار اپنی برادری کو برادری کا واسطہ دے کر ووٹ لیتا ہے اور برادری اس کی قابلیت اور عدم قابلیت کو نہیں دیکھتی۔ بلکہ وہ لوگ اس بناء پر ووٹ دیتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا بھائی ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ امیدوار روپیہ خرچ کرکے ووٹ خرید لیتا ہے۔ ووٹ کی قیمت بعض دفعہ ایک دو وقت کا پُرتکلف لذیذ کھانا ہی ہوتا ہے۔ بعض دفعہ علاوہ کھانے کے نقد روپیہ بھی دینا پڑتا ہے۔ اس روپیہ کی مقدار ووٹ بیچنے والے کی حیثیت پر ہوتی ہے۔ بعض اوقات پانچ دس روپے۔ بعض اوقات ۴۰ - ۵۰ روپے بعض اوقات دو چار سو روپیہ۔ علیٰ ہذالقیاس۔ علاوہ اس کے امیدوار کے خرچ پر مختلف اوقات میں جلسے کرائے جاتے ہیں۔ اور جلسہ کی آرائش کا سارا سامان امیدوار کی گرہ سے ہوتا ہے۔ اس غلط طریقۂ انتخاب سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ بھی ضائع ہو جاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قابل آدمی بھی منتخب ہو کر سیاسی پلیٹ فارم پر نہیں آتے۔ ایسے لیڈر اپنی ناقابلیت کے باعث مسلمانوں کے حق میں بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتے ہیں۔

غلط طریقۂ انتخاب کے نقصانات

(۱) روپیہ برباد (۲) وقت ضائع (۳) ووٹروں میں باہمی منافرت (۴) اپنے مدِ مقابل کے امیدوار کو

ناقابلِ برداشت کرنے کے لیئے اس کی عیب چینی (۵) سب سے بڑھ کر بُری یہ چیز ہے کہ ایسے امیدواروں کی اللہ تعالیٰ کوئی مدد نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں کوئی عہدہ مانگ کرلے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد چھوڑ دیتا ہے۔

غور کرنے کا مقام

ہے۔ کہ جس لیڈر کی حمایت اور اعانت اللہ تعالےٰ چھوڑ دے وہ ہمارے لیئے کس طرح مفید ہو سکتا ہے

برادرانِ اسلام! حاصل میری عرض داشت کا یہ ہے کہ لوکل بورڈوں۔ میونسپل کمیٹیوں یا اسمبلیوں کے لیئے ممبر منتخب کرنے کا جو طریقہ رائج الوقت ہے وہ خلافِ شرع۔ غیر موزوں۔ غیر مفید اور بالکل غلط ہے۔

انتخاب کا صحیح طریقہ

آیئے۔ سیاسی راہنما کے انتخاب کے لیئے شاہنشاہ حقیقی عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ کے فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن مجید سے دریافت کریں۔ جو طریقہ ہمیں قرآن مجید سمجھائے وہی اصلی۔ صحیح۔ سچّا اور انصاف پر مبنی ہوگا۔ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا۔

بنی اسرائیل کو ایک سیاسی راہنما کی ضرورت ہے

قولہ تعالیٰ: اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ: آپ نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کی ایک جماعت نہیں دیکھی جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا۔ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں۔

حاصل:۔ اس آیت کا یہ ہے کہ سیاسی راہنما خود اپنے آپ کو پیش نہیں کیا کرتا بلکہ قوم اسے انتخاب کرتی ہے۔

قوم کے نمائندہ (نبی) کا راہنما کو انتخاب کرنا

قولہ تعالیٰ: وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ

ترجمہ: ان کے نبی نے ان سے کہا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔

حاصل: اس آیت کا یہ ہے کہ ساری قوم مل کر یا قوم کی نمائندہ جماعت سیاسی راہنما کا انتخاب کرے۔

سرمایہ داروں کا اعتراض کہ غیر سرمایہ دار لیڈر نہیں ہو سکتا

قولہ تعالیٰ: قَالُوْٓا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا۔ یہ ہم پر بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے اس سے تو سلطنت کے ہم زیادہ حقدار

يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ — ہیں (کیونکہ) اسے مال میں وسعت نہیں دی گئی (یعنی دولت مند نہیں ہیں)

حاصل: اس آیت کا یہ ہے کہ سرمایہ داروں کی نظر میں راہنما کے لیئے قابلیت کوئی شرط نہیں ہے۔ ان کے ہاں لیڈر کے لیئے سرمایہ دار ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ آج کل بھی سرمایہ داروں کا یہی نظریہ ہے۔

راہنما کے لیے قابلیت شرط ہے نہ کہ سرمایہ داری

قولہ تعالیٰ: قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ — ترجمہ: (نبیؑ نے) کہا تحقیق اللہ نے اسے (طالوت کو) ہی تم پر چن لیا ہے اللہ نے اسے عقل اور بدن میں کشائش دی ہے۔

حاصل: اس آیت کا یہ ہے کہ نبی نے فرمایا کہ طالوت اگرچہ غریب ہے مگر تمہارا بادشاہ یہی رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تم سے زیادہ عقل عطا فرمائی ہے۔ اور ایک تری ہیکل (بہادر) جوان ہے۔ یعنی راہنما کے لیے سب سے زیادہ عقل مند۔ ہوشیار۔ معاملہ فہم۔ مآل اندیش ہونا ضروری ہے۔ اس کے بعد وہ بہادر ہونا چاہیے کہ جس بات کو صحیح سمجھ لے پھر خداداد جرأت اور شجاعت کے سبب سے کوہ وقار ہو کر ڈٹ کر میدان میں کھڑا ہو جائے باطل کے لشکر اس کے مقابلہ میں آئیں اور اس کی قوت ارادی کے مضبوط پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں اور آخری فتح کا سہرا اللہ تعالیٰ اس کے سر بندھوائیں۔ وذالك هو الفوز العظيم

مشورہ

معزز حضرات! قرآن مجید کی مذکورۃ الصدر ہدایات کے مطابق لوکل لوڑدوں میونسپل کمیٹیوں ۔ اسمبلیوں علیٰ ہذالقیاس دوسرے موقعوں پر اپنے نمائندے اور راہنما ایسے انتخاب کریں جو اعلیٰ درجہ کے عقلمند ۔ معاملہ فہم ۔ مآل اندیش ۔ شطرنج سیاست کے کھلاڑی ۔ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو سمجھنے والے ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی وہ دلیر بہادر شمع اسلام کے جانباز سپاہی ، ناموس نبوی کے جان نثار فدائی ہوں ۔ پھر دیکھیے اسلام کا بول بالا ہوتا ہے یا نہیں ۔

سیاسی راہنماؤں کے لیے راہِ عمل

قولہ تعالیٰ : یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ○ (پ۲۸ سورہ مجادلہ ۲ ع ۲)

ترجمہ : اے ایمان والو جب ایک دوسرے سے کان میں بات کرو (یعنی الگ ہو کر بیٹھو) تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی بات نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کی باتیں کرو اور خدا سے ڈرو جس کی طرف جمع کیے جاؤ گے ۔

حاصل : یہ ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی راہنما آزاد نہیں ہیں کہ جو چاہیں فیصلہ کریں جدھر چاہیں ووٹ دیں ۔ بلکہ وہ اس امر کے پابند ہیں کہ کوئی ایسا فیصلہ نہ ہو جس میں گناہ ہو ۔ یا اللہ تعالیٰ کے قانون کی حدود سے تجاوز ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہو ۔ ان کا فرض ہے کہ ایسے فیصلے کریں جن میں نیکی اور پرہیزگاری پائی جائے ۔ جس خدا تعالیٰ نے انہیں یہ عزت کا مرتبہ عطا فرمایا ہے اس سے ڈرتے رہیں ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔

نوٹ : ۴۳ رسائل کا سٹ خوبصورت مجلد کرایا گیا ہے ۔ جس کا ہدیہ ۸ روپے ہے اور معہ محصول ڈاک ۸ روپے للعہ ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ نمبر ۳۲

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

ترجمہ :- اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے۔ تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

اِستحکامِ پاکستان

مرتبہ: مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شعبۃ التالیف والاشاعۃ انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ

لاہور

قیمت ۴۰ پیسے

(فیروز سنز لمیٹڈ - لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بعد

صدرِ محترم، برادرانِ اسلام اور معزز خواتین!

السّلام عَلَیْکم ورَحْمَۃ اللّٰہ

میری معروضات کا عنوان "استحکامِ پاکستان" ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کی رات کے بارہ بجے ایک انقلاب آیا۔ یعنی ہندوستان کے دو حصّوں میں تقسیم ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ ایک حِصّہ پاکستان کے نام سے موسوم ہُوا۔ اور دوسرے کو انڈین یونین کے نام سے تعبیر کیا گیا۔ انقلاب کے بعد خطّۂ پاکستان کی زمامِ حکومت مسلمانوں کی زبردست سیاسی جماعت یعنی مسلم لیگ کے ہاتھ میں دے دی گئی۔

شکریہ

مسلمانانِ پاکستان پر اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ایک حِصّہ ملک پر انہیں قابض کر دیا تاکہ وہ اپنی خواہش کے مطابق اس ملک کے نظم ونسق کو اسلامی سانچے میں

ڈھال سکیں اب مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس خداداد نعمت کا شکریہ ادا کریں۔ اور اسے اپنی پوری قوت صرف کر کے صحیح معنوں میں پاکستان بنائیں۔

قراردادِ مقاصد کی تائید

وزیرِ اعظم پاکستان ڈاکٹر لیاقت علی خاں نے جو قرارداد ۷ر مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان دستور ساز اسمبلی میں پیش کی اور اپنی مفصل تقریر میں جو وضاحت فرمائی۔ وہ دراصل میرے دل کی آواز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں پورے طور پر اس کا مؤید ہوں۔ اور میری معروضات کا عنوان "استحکامِ پاکستان" بھی اسی قرارداد کی تائید ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میں اپنے الفاظ میں اور کتاب وسنت کی روشنی میں اس چیز کو علیحدہ سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہوں۔ اسی معنوی اتحاد کی بنا پر میں پہلے وزیرِ اعظم پاکستان کی قرارداد نقل کرتا ہوں۔ اس کے بعد وزیرِ اعظم پاکستان کی تقریر کے چند اقتباسات عرض کروں گا۔ پھر اپنی معروضات پیش کروں گا۔

وزیرِ اعظم پاکستان کی قرارداد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چونکہ اللہ تبارک وتعالےٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکتِ غیرے حاکمِ

مطلق ہے اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکتِ پاکستان کو اختیارِ حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے عطا فرمایا ہے۔ اور چونکہ یہ اختیارِ حکمرانی ایک مقدس امانت ہے

لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلسِ دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد خود مختار مملکتِ پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔

جس کی رُو سے مملکت جملہ حقوق و اختیاراتِ حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے۔

جس میں اصولِ جمہوریت و حریت و مساوات و رواداری اور عدلِ عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے۔ پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

جس کی رُو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں ترتیب دے سکیں۔

جس کی رُو سے اس امر کا واقعی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عقیدہ رکھ سکیں۔ اور اس پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں۔

جس کی رُو سے وہ علاقے جو فی الحال پاکستان میں داخل ہیں یا شامل ہو گئے ہیں اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل اور شامل ہو جائیں ایک وفاقیہ بنائیں جس

کے ارکان مقرر کردہ حدود اربعہ و متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں ۔

جس کی رُو سے بنیادی حقوق کی ضمانت کی جائے اور ان حقوق میں قانون اور اخلاقِ عامہ کے ماتحت مساواتِ حیثیت و مواقع، قانون کی نظر میں برابری ۔ عمرانی ۔ اقتصادی اور سیاسی عدل، خیال، اظہارِ عقیدہ، دین، عبادت اور ارتباط کی آزادی شامل ہو ۔

جس کی رو سے اقلیتوں اور پس افتادہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا وافی انتظام کیا جائے ۔

جس کی رو سے نظامِ عدل کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہو ۔

جس کی رو سے وفاقیہ کے علاقوں کی سالمیت اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس کے بحر و بر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں ۔ تحفظ کیا جائے ۔

تاکہ اہلِ پاکستان فلاح و خوش حالی کی زندگی بسر کر سکیں اقوامِ عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں ۔ اور امنِ عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی ترقی و بہبود میں کماحقہ اضافہ کر سکیں ۔

وزیرِ اعظم ڈاکٹر لیاقت علی خاں صاحب کی تقریر کے

اقتباسات

۱۔" دستور میں ان اصولوں کو ان کی اس تشریح کے مطابق ملحوظ رکھا جائے گا۔ جو اسلام نے کی ہے۔"

۲۔کیونکہ اسلام نے دنیا کو جن عظیم الشان نعمتوں سے مالامال کیا ہے ان میں سے ایک عام انسانوں کی مساوات بھی ہے۔ اسلام نسل، رنگ اور نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا۔ انحطاط کے دور میں اسلامی معاشرہ ان تعصبات سے نمایاں طور پر پاک تھا۔ جنہوں نے دنیا کے دوسرے حصوں میں انسانوں کے باہمی تعلقات کو زہر آلود کر دیا تھا۔"

۳۔" قرارداد کی اگلی دفعہ میں درج ہے کہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنّتِ رسول میں متعین ہیں ڈھال سکیں۔ یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ اگر مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی زندگی اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق بنا لیں۔ تو اس پر کسی غیر مسلم کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔"

۴۔ "مملکت ایک ایسا ماحول پیدا کرے گی۔ جو ایک حقیقی اسلامی معاشرے کی تعمیر میں ممد و معاون ہو۔"

۵۔ "مملکت کے لیے لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کی سرگرمیوں کی اس طرز پر رہنمائی کرے کہ ایک ایسا نیا عمرانی نظام قائم ہو جائے جو اسلام کے بنیادی اصول پر مبنی ہو جس میں جمہوریت۔ حریت۔ رواداری اور عمرانی عدل شامل ہوں۔"

۶۔ "کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس کا اس پر ایمان نہ ہو کہ کلام اللہ اور اسوۂ رسولؐ ہی اس کے روحانی فیضان کے بنیادی سرچشمے ہیں۔ ان کے متعلق مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ اور اسلام کا کوئی فرقہ نہیں ہے جو انہیں تسلیم نہ کرتا ہو۔"

۷۔ جناب والا! یہ قوم زبردست کامیابیوں کی روایات رکھتی ہے۔ اس کی تاریخ شان دار کارناموں کی روایات سے بھرپور ہے۔ اس نے زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی کے ساتھ پورا پورا حصّہ لیا ہے۔ ہماری قوم کی بہادری کے کارنامے ہماری قوم کی فوجی تاریخ کی زینت ہیں۔ یہ وہ قوم ہے۔ جس کے اربابِ نظم و نسق نے ایسی روایات قائم کی ہیں۔ جو زمانے کے دست بُرد سے اب

تک محفوظ ہیں۔"

۸۔"ہمارا مقصد اقتصادی نظام کو اسلام کے بنیادی اصول پر تعمیر کرنا ہے۔ کیونکہ یہ دولت کی بہتر تقسیم میں اور ناداری کو رفع کرنے میں مدد دیتے ہیں۔"

۹۔"اس کے آرٹ، شعر و شاعری، فنِ تعمیر اور جمالیاتی ذوق کے لیے اسے خراجِ تحسین ادا کیا گیا ہے۔ روحانی عظمت کے لحاظ سے یہ قوم عدیم المثال ہے اب پھر یہ قوم راہِ عمل پر گامزن ہے۔ اور اگر اسے ضروری مواقع میسر آ جائیں تو وہ اپنی شان دار کامیابیوں کی سابقہ عظیم الشان روایات کو بھی ماند کر کے بہتر کام کر دکھائے گی۔"

("انقلاب" ۹ مارچ ۱۹۴۹ء)

مبارک باد

میں وزیرِ اعظم پاکستان ڈاکٹر لیاقت علی خاں صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے انھیں صحیح راستہ سجھایا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ انھیں ان پاکیزہ خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ وہ قدامت پرستی اور رجعت پسندی کے طعنوں

سے نہ گھبرائیں اور اللہ تعالٰے انھیں ان پاکیزہ خیالات پر قائم رکھے ۔ بقول حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"سچائی کا پرستار کبھی اس کی پرواہ نہیں کرتا ۔ کہ کسی زمانے میں یا طویل عرصہ تک لوگ اس کے ماننے سے آنکھیں چرائیں گے ۔ یا ناک بھوں چڑھائیں گے ۔ حق اکیلا رہ کر بھی حق ہی رہتا ہے ۔ اسے یقین ہے کہ ایک دن ضرور آئے گا ۔ جب اس کے جھٹلانے والے زمانے کے دھکے ٹکے کھا کر اس کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہوں گے ۔"

(احسان ۱۵ مارچ ۱۹۴۹ء)

پاکستان کی گراں قیمت

معزز حضرات ! آزاد پاکستان کا بن جانا بے شک خدا تعالٰے کی ایک بہت بڑی نعمت ہے ۔ لیکن اس نعمت کے حاصل کرنے کے لیے ہمیں جو قیمت ادا کرنی پڑی ہے ۔ اس کے تصور سے بھی دل کانپ اٹھتا ہے ۔ آنکھوں میں اندھیرا آ جاتا ہے ۔ دماغ چکرا جاتا ہے اور بدن لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے ۔ دس لاکھ

مسلمان مردوں اور عورتوں کی تڑپتی ہوئی لاشوں کا تصور کیجئے
جو خون میں لت پت ہوں ۔ اور ان کے منہ میں مرتے
وقت پانی کا قطرہ بھی ڈالنے والا کوئی مونس و غمخوار
نہ ہو اور ان کی بے گور و کفن لاشیں جنگلی درندوں کی
خوراک بنا دی جائیں اور مسلمانوں کی عمر رسیدہ ماؤں کو
موت کے گھاٹ اتار کر جوان عورتوں کو ان کے خاوندوں
بھائیوں اور باپوں کے سامنے سکھ اور ڈوگرہ خبیث
درندے بلکہ درندوں سے بھی بڑھ کر لعین جبراً پکڑ
کر لے جائیں اور مسلمان اپنی بے بسی اور بے کسی پر آنسو
بہاتے ہوئے آ جائیں اور ساٹھ ہزار کی تعداد میں مسلمانوں کی
جوان عورتیں وہ بے ایمان ۔ خبیث ، آزاد پاکستان کی
قیمت کے سلسلے میں ہم سے چھین کر لے جائیں ۔ حالانکہ میرا
عقیدہ تو یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت جو لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ پڑھنے والی ہو ۔ اس کی عصمت کی
قیمت میں ہندوستان بھر کے سارے ڈوگرے اور سکھ
قتل کر دیے جائیں تو بھی اس ایک مسلمان عورت کی عصمت
کی قیمت ہرگز ادا نہیں ہو سکتی ۔ لیکن ہم نے اپنی
کمزوری اور اسلام کے اصول کے ترک کرنے کی یہ سزا
پائی کہ ایک کیا ساٹھ ہزار مسلمان عورتیں ان خبیثوں کی

تحویل میں جانے دیں۔
آزاد پاکستان کی قیمت کے سلسلے میں دہلی کے شہر میں دس ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا اور دہلی کے اردگرد ۴۰ ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا۔ اس کے علاوہ صوبہ بہار میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہونا۔ اس کے بعد مشرقی پنجاب میں ۱۰ لاکھ مسلمانوں کا قتل ہو جانا اور ۶۰ ہزار عورتوں کے اغوا ہو جانے کے علاوہ ۶۵ لاکھ مسلمانوں کا اپنے وطن و دیار سے بے خانماں ہو کر حدودِ پاکستان میں آنا بھی ہے۔ جن میں اب تک بکثرت ایسے ہیں جن کے رہنے کے لیے مکان نہیں۔ کھانے کے لیے روٹی نہیں۔ بے کسی اور بے بسی کی زندگی گزارتے ہوئے موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا حادثہ ہے۔ جس کی مثال تاریخ میں کم ملے گی۔

گراں قیمت پاکستان کی قدر و منزلت

معزز حضرات! جو چیز جس قدر زیادہ گراں قیمت ہو اس کی قدر و منزلت بھی اسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ اس آزاد پاکستان کی پوری پوری قدر کریں اور اسے ایسا بنا دیں کہ تمام ممالک کے لیے بالخصوص اپنے ہمسایہ ملک انڈین یونین کے لیے باعثِ رشک ہو۔ ہمارا نظام ان سے اعلیٰ ہو۔ ہماری تنظیم ان سے زیادہ مضبوط ہو۔ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان ان کے تعلیم یافتہ نوجوان سے زیادہ روشن دماغ۔ عا

ہمت - دور اندیش - معاملہ فہم - قومی ترقی کا فدائی - اپنے ملک کی اصلاح کا شیدائی - مسکین نواز - غیرت مند - غریب پرور - ایمان دار - خدا پرست اور خدا ترس ہو -

معزز حضرات! آزاد پاکستان کے نظم و نسق اور یہاں کے باشندوں کے متعلق جو کچھ میں نے عرض کیا ہے - بفضلہ تعالٰے ہمارے پاس ایسی ترقی کے لیے ہر قسم کے وسائل موجود ہیں - رسائل کی دو قسمیں ہیں - ایک مادی - دوسرے روحانی -

ترقی کے مادی وسائل

۱ - غلّہ - خدا تعالٰے کے فضل سے ہمارے آزاد پاکستان میں غلّہ اتنا پیدا ہوتا ہے کہ ہماری ضروریات کے لیے کافی ہے - بلکہ غلّے کی اتنی کثرت ہے کہ کروڑوں من غلہ اسی پاکستان سے انگریز جمع کر کے یورپ کو بھیجتا تھا - کراچی کی بندرگاہ پر غلہ کی لاکھوں بوریاں ہر وقت جمع رہتی تھیں - جو یورپین جہاز ڈھوتے رہتے تھے -

ابھی چند سال کا واقعہ ہے کہ ریاست بہاول پور میں غلّہ باہر نہ جانے کے باعث ایک روپیہ من ہو گیا تھا -

۲ - کپڑا - کھانے کے علاوہ انسان کو تن ڈھانکنے کے لیے کپڑے کی ضرورت ہے - اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے ہمارے ملک میں کپاس کی اتنی پیداوار ہے کہ اگر ہم روئی کو دوسرے ملکوں میں نہ بھیجیں تو

پاکستان کے باشندوں کی ضروریات کے لیے کافی سے زائد کپڑا مہیا ہو سکتا
ہے اگر دوسرے آزاد ممالک کی طرح ہمارے مردوں اور عورتوں کے اندر
یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ اپنے ملک کے باشندوں ہی کی جیب میں ہی
ہماری کمائی جائے ۔ اور جب تک حکومتِ پاکستان اپنے ہاں نفیس
کپڑے بنانے والے کارخانے جاری کرے اس وقت تک ہم اپنے دیس
کے بنے ہوئے کپڑے پہنیں۔ یورپ ۔ امریکہ اور جاپان کے نفیس اور
دلکش کپڑوں کی بجائے ہم اپنی دیسی کھڈیوں کا کپڑا استعمال کریں ۔میں یقین
کرتا ہوں کہ اس جذبہ کے باعث ایک تو کپڑے کے سلسلہ میں لاکھوں
انسان برسرِ روزگار ہو جائیں گے ۔ ہزاروں بیوگان اور محتاج عورتیں سوت
کات کر اپنی روزی کما لیں گی ۔ اور ہزاروں روئی دھننے والوں کے
بال بچے پیٹ بھر کر کھانا کھائیں گے اور لاکھوں جولاہوں کے بچے
خوش حال نظر آئیں گے ۔ اور ہزاروں دھوبیوں کے رزق کا دروازہ کھل
جائے گا۔ ہمارے خدا داد آزاد پاکستان میں اس ایک کپڑے کے سلسلے
میں ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں غریب برسرِ روزگار ہونے کے باعث حکومتِ
پاکستان کو اپنے حق میں رحمت خیال کریں گے اور حکامِ پاکستان کی
تعریف میں رطب اللسان ہوں گے ۔ اس سلسلے کے جاری کرنے میں
دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ مملکتِ پاکستان کا سرمایہ اپنے ملک ہی کے اندر
رہے گا " ۔ اور وہ اقتصادی طور پر نہایت مضبوط ہو جائے گا ۔
۳ ۔ چمڑا ۔ ضروریاتِ زندگی میں انسان کو کھانے اور کپڑے کے علاوہ

جوتے کی بھی ضرورت ہے ۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ آزاد پاکستان کے زرعی ملک ہونے کے باعث یہاں بھیڑ۔ بکری۔ گائے ۔ بھینس اور اونٹ کی بھی بہتات ہے ۔ اور کروڑوں من چمڑا پاکستان سے غیر ممالک کو جاتا ہے ۔ اگر ہمارے مردوں اور عورتوں میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ اپنے دیس کے تیار شدہ چمڑے کے جُوتے پہنیں گے ۔ جس طرح انگلستان میں مدت ہائے مدیدہ تک بائیٔ برٹش کا دستور جاری رہا کہ فقط اپنے ملک کی مصنوعات خریدو ۔ اسی طرح حکومتِ پاکستان "بائیٔ پاکستان" کا قانون بنا دے کہ فقط پاکستان کی مصنوعات خریدا کرو۔ تو ہمیں باہر سے رنگا ہُوا چمڑا منگوانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی ۔

چمڑہ کے رنگنے کے لیے عام طور پر کیکر کی چھال کام آتی ہے۔ بفضلہٖ تعالےٰ ہمارے پاکستان میں کیکر بکثرت پایا جاتا ہے ۔ جب تک حکومتِ پاکستان یا دوسرے سرمایہ دار اعلیٰ درجہ کا چمڑہ رنگنے والے کارخانے قائم نہ کریں ۔ اس وقت تک اپنے ملک کا رنگدار ہُوا چمڑہ جس قسم کا بھی میسر آئے اسے ہی استعمال کیا جائے ۔ تاکہ اس چمڑے کے سلسلے میں جو کروڑہا روپیہ دوسرے ممالک ہم سے کما کرلے جاتے ہیں وہ ہمارے ہی ملک میں رہے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ ہم باشندگانِ پاکستان اپنے ملک کو خوش حال بنانے کا جذبہ صادقہ اپنے اندر پیدا کرلیں ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس سلسلہ میں لاکھوں آدمی بے روزگار

برسرِ روزگار ہو جائیں گے ۔ اور ان کے عیال و اطفال خوش حال ہوں گے ۔ اور یہ غریب طبقہ حکومتِ پاکستان کے بقار اور حکام پاکستان کی حسن تدبیر کے لاکھوں گواہ اور دعاگو ہوں گے۔ جس ملک کے عوام آسودہ ہوں گے وہی ملک دنیا میں خوش حال کہلاتا ہے ۔ ورنہ مٹھی بھر سرمایہ دار تو ہر جگہ خوش ہوا ہی کرتے ہیں اور پھر اس عوام طبقہ کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالےٰ اس ملک کا حامی اور ناصر ہوگا ۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ط

۴ - دوا - کھانے ، کپڑے اور جوتے کے علاوہ انسان کو دوا کی بھی وقتاً فوقتاً ضرورت پیش آتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ دوا کے سلسلے میں بھی پاکستان کو کسی دوسرے ملک کا دست نگر ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ البتہ اس سلسلے میں بھی وہ چیز ضروری ہے جو پہلے عرض کر چکا ہوں ۔ کہ باشندگانِ پاکستان کے دل میں اپنے ملک کی ترقی اور اپنے ملک والوں کی خوش حالی کا جذبہ اپنے نفس کی خواہش سے بڑھ چڑھ کر پیدا ہو جائے ۔ تب کامیابی ہو سکتی ہے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ہی ملک سے انگریز خام ادویات لے جاتا ہے اور ان کے جوہر نکال کر اور نئے نام رکھ کر ہمارے ہاں واپس بھجوا دیتا ہے آپ اندازہ لگائیں کہ یہاں سے سات ہزار میل کے فاصلہ پر ان ادویات کے لے جانے اور پھر سات ہزار میل کے فاصلے پر واپس لانے میں کتنا خرچ ہوتا ہوگا اور یہ سارا خرچ مریض کی جیب سے نکالا

جاتا ہے۔ یہ تو بار برداری کا خرچ ہے ۔ اس کے علاوہ یہاں سے
لے جانے والی کمپنیاں اور وہاں سے لانے والی کمپنیاں ۔ اور وہاں
کے ادویات تیار کرنے والے کارخانوں کا سارا خرچ بھی انہی ادویات پر
پڑتا ہے ۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ولایت سے منگوائی ہوئی
ادویہ کس قدر گراں پڑتی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹری علاج بمقابلہ یونانی
علاج کے بہت گراں قیمت ہوتا ہے ۔ اسی لیے غریب طبقہ کے لوگ
یہ علاج نہیں کرا سکتے ۔ انہی وجوہ کی بنا پر میں تو ڈاکٹری علاج کی بجائے
یونانی علاج کو پسند کرتا ہوں ۔

ہاں یہ تو ضرور عرض کروں گا کہ انگریز نے ہماری طب کو ناکام ثابت
کرنے کے لیے ایسے ذرائع یقیناً استعمال کیے ہیں ۔ جن کے باعث
ہماری ذہنیت ایسی ہو گئی ہے کہ ہم دیسی علاج سے متنفر اور ڈاکٹری علاج
کے دل دادہ ہو گئے ہیں ۔ میں یہاں ان ذرائع پر بحث کرنا اپنے موضوع
سے خارج سمجھتا ہوں ۔ اس لیے ان کا ذکر نہیں کرتا ۔

۵۔ پٹ سن ۔ مملکتِ خداداد اللہ کے فضل سے ایک ایسی
پیداوار کی بھی مالک ہے ۔ جو روئے زمین پر اور کہیں نہیں ہوتی ۔ میری مراد
پٹ سن سے ہے جو کروڑوں روپوں کی قیمت کی دساور کو جاتی ہے ۔

پانچ چیزوں کا نتیجہ

جس سلطنت کے پاس مادی ذرائع ہیں سے اپنے ملک کے باشندوں

کے لیے کپڑا - پاؤں میں جوتا - علاج کے لیے ادویہ موجود ہوں - اور گجرات - شاہ پور - میانوالی - راولپنڈی اور پشاور کے بہادر نوجوانوں کی سربکف - جذبۂ جہادِ اسلامی سے معمور فوج موجود ہو - جن کے مقابلے میں انڈین یونین کی مدراسی فوجیں شیر کے مقابلے میں لومڑی کا حکم رکھتی ہوں - اور جس مملکت کے اسلامی ہونے کے باعث خدا تعالےٰ کی پیدا کردہ روحانی طاقتیں بھی پشت پناہی کے لیے چشم براہ ہوں - کیا اس پر کبھی کفر غالب آسکتا ہے ؟ ہرگز نہیں !

معزز حضرات ! اس وقت تک میں نے آزاد پاکستان کی ترقی کے مادی وسائل پر بحث کی ہے - اب حکومتِ پاکستان کی ترقی کے روحانی وسائل کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - یہ روحانی وسائل بفضلہٖ تعالےٰ حکومتِ پاکستان کے لیے مخصوص ہیں - نہرو اور پٹیل کی حکومت کے لیے یہ وسائل کلیتہً مفقود ہیں اور حکومتِ پاکستان کی ترقی کے یہ وسائل مادی وسائل سے زیادہ زبردست اور طاقت ور ہیں - یہ روحانی وسائل ایسے ہیں کہ اگر یہ ہاتھ آجائیں اور مادی وسائل کمزور ہوں تو بھی مسلمان سلطنت مادی وسائل والی سلطنت پر یقیناً فتح پا لیتی ہے - یہی وہ وسائل تھے - جنہیں مہیا کر کے عرب کا بادیہ نشین بدو کسریٰ اور قیصر کی تربیت یافتہ اور کیل کانٹے سے لیس فوجوں کے مقابلے میں جاتا تھا - اپنے سے پچاس گنی فوج کے مقابلے میں ڈٹ جاتا ہے - اور ٹڈی دل فوج کو شکست دے کر حمد و ثنا الٰہی کا گیت گاتے ہوئے

واپس آتا ہے[1]

استحکامِ پاکستان کا پروگرام

معزز حضرات! استحکامِ پاکستان کے لیے میرے خیال میں پانچ چیزیں بطور سنگِ بنیاد کے اشد ضروری ہیں۔ اگر ذمہ دارانِ حکومتِ پاکستان ان پانچ چیزوں پر حکومتِ خداداد پاکستان کی بنیاد رکھ دیں۔ تو یہ مملکتِ خداداد ایسی مضبوط، مستحکم اور طاقتور ہو جائے گی کہ حوادث کے طوفان اور مخالفینِ اسلام کی زلزلہ خیز کوششیں بھی اسے کوئی گزند نہ پہنچا سکیں گی۔ بلکہ اس سے ٹکرا کر خود پاش پاش ہو جائیں گی۔

وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ ط

۱۔ ذاتی مفادات کی قربانی

ذمہ دارانِ حکومتِ پاکستان دل میں اس بات کا عہد کر لیں کہ ہم ہر موقع پر ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر قربان کر دیں گے۔ بجائے اس کے کہ ہم اپنے آپ کو سرسبز و شاداب کریں۔ ہم مسلمان قوم کو سربلند د

[1] خالد بن ولیدؓ نے جنگِ موتہ میں اپنے سے پچاس گنی فوج کو جو سلطنتِ روما کی قواعددان اور آئینی فوج تھی۔ اپنے رضا کاروں کی میت و معاونت سے شکست دے دی تھی۔ (رحمۃ للعالمین جلد سوم صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ شیخ غلام علی کشمیری بازار، لاہور۔ پاکستان)

سرفراز دیکھنا چاہتے ہیں ۔ہم حاکمانہ اقتدار کے ذریعہ سے اقربا نوازی اور دوست پروری کی لعنت سے ہمیشہ پرہیز کریں گے اور ہر ایک موقعہ پر حق بحقدار رسید کو اپنا شیوہ بنائیں گے ۔چنانچہ قرآن مجید و فرقان حمید اسی چیز کی طرف مندرجہ ذیل آیت میں ہماری رہنمائی فرماتا ہے :

قولہ تعالیٰ : اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۔ (سورۃ نساء)

ترجمہ : اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو ۔اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو ۔تو انصاف سے فیصلہ کرو ، بے شک اللہ تمہیں اچھی چیز کی نصیحت کرتا ہے ۔تحقیق اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے ۔

۲۔ دوسری چیز

معزز حضرات ! یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جو کام آپ کرانا چاہیں اس کام کے جاننے والوں کو تلاش کریں گے اور جو لوگ اس کام کے جاننے کا دعوٰی کریں ۔ان سے آپ استاد کی سند بھی دریافت کریں گے ۔کیوں کہ مقولہ مشہور ہے ۔جائے استاد خالی است ۔

کیا پرائمری کی جماعتوں کے ماسٹر کے پاس جے وی کی سند ضروری ہے ؟
کیا مڈل کی جماعت کو پڑھانے کے لیے ماسٹر کے پاس ایس وی کی سند ضروری ہے ؟

کیا مڈل اور ہائی میں انگریزی پڑھانے والے ماسٹر کے لیے ایس اے وی کی سند ضروری ہے ؟
کیا کالج کے پروفیسر بننے کے لیے پنجاب یونیورسٹی کی سند بی۔ اے یا ایم۔ اے ضروری ہے ؟

وہ کیا ؟

پاکستان کو اسلامستان اور اسلامستان بھی سرکار دوعالم سیدالمرسلین۔خاتم النبیین۔شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین والے اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے ذمہ داران حکومت پاکستان کے لیے کسی سند یا کسی ڈگری کی ضرورت نہیں ہے ؟

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اسلام کا قانون قرآن مجید ہے ۔ اور کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ قرآن مجید کی شرح احادیث خیرالانام علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں ۔

برادران اسلام ! اگر آپ نے پاکستان میں اسلام کی تعمیر اور اس کے ازسرِ نو زندہ کرنے کے لیے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں باگ ڈور دے دی ۔ جو قرآن مجید اور سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے بہرہ ہوں۔ تو یہ اسلام پر ایک بہت بڑا ظلم ہوگا ۔ اور قیامت کے دن آپ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو جواب دِہ ہوں گے ۔

مشورہ

میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ پاکستان کے آئندہ الیکشن میں ماضی کی طرح سرمایہ داروں اور زمین داروں کے دسترخوانوں

سے زردہ ۔ پلاؤ اور قورمہ کھا کر نقد روپیہ وصول کر کے ووٹ نہ دیں۔
بلکہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یونیورسٹی کا سند یافتہ ہو ۔ اس کے علاوہ
اس کی گزشتہ زندگی عملاً اس بات کی گواہ ہو ۔ کہ یہ سرکارِ مدینہ کا سچا
نام لیوا ہے ۔

مثلاً اور نہ سہی تو کم ازکم پانچ وقت کا نمازی ہو ۔ اگر اس پر
زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور اگر حج فرض ہے تو حج کر چکا
ہو ۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ کوئی صاحبِ استطاعت مسلمان ان سے مستثنیٰ
نہیں کیا جا سکتا ۔ بالخصوص وہ لوگ جو اسلام کی حفاظت کے علم بردار
بنا چاہیں ان کے لیے شعائر اسلام کی پابندی ایک لازمی شرط ہونی
چاہئے ۔ ورنہ وہی ضرب المثل صادق آئے گی ۔ ؏

آں کہ خود گم است کرا رہبری کند

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ط

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگوں کی زبان سے یہ اعتراض سنا جا رہا ہے کہ اس
طریق کار سے جو عرض کیا جا رہا ہے ملّا ازم آ جائیگا ۔ عوام الناس
کو بہکانے کے لیے طنز کے طور پر یہ لفظ حاملینِ دین نبی کریم علیہ
الصلوٰۃ و السلام کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے ۔ ورنہ کیا ملّاں ان
سرمایہ داروں سے زیادہ شراب خوار ہے ؟

کیا ملّاں ان سرمایہ داروں سے زیادہ زنا کار ہے؟
کیا ملّاں ان سرمایہ داروں سے زیادہ رشوت خوار ہے؟
کیا ملّاں ان سرمایہ داروں سے زیادہ غریبوں پر ظلم کرتا ہے؟
کیا ملّاں ان سرمایہ داروں سے زیادہ مقدمہ باز ہے؟
کیا ملّاں ان سرمایہ داروں سے زیادہ کتّے پالتا ہے؟ اور غریبوں کی بجائے ان سے زیادہ کتوں کو دودھ پلاتا ہے۔ روٹی کھلاتا ہے اور گوشت کھلاتا ہے؟

ہرگز نہیں خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ علماء کرام کے وجود کی برکت سے اللہ تعالےٰ کی مسجدیں آباد ہیں۔ قال اللہ وقال الرسول پڑھاتے ہیں۔ خلقِ خدا کی کتاب وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرماتے ہیں۔ سارے پاکستان میں دین کی تعلیم اور عملی رنگ جو نظر آ رہا ہے۔ کیا ان سرمایہ داروں کی کوشش کا نتیجہ ہے ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا اور اسلامی احکام کا اجراء پاکستان میں ہوا تو شراب خوری اور زنا کے اڈے بند ہو جائیں گے۔ کوئی شخص بھی پاکستان میں بھوکا یا ننگا نظر نہیں آئے گا۔ اور غریب کی بہو بیٹی کی عزت اور عصمت اس طرح محفوظ ہو گی۔ جس طرح آج کل سرمایہ داروں کی بہو بیٹیوں کی محفوظ ہے۔

۳۔ تعلیمِ قرآن لازم ہو

برادران اسلام! اللہ جل شانہٗ نے ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے ۷ سال کی عمر میں قرآن کی تعلیم لازم کر دی ہے اور تادمِ مرگ اس مقدس کتاب کا روزانہ وِرد لازم قرار دیا گیا ہے۔ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایک جاہل سے لے کر سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تک قرآنِ مجید کے روزانہ پڑھنے اور غور کرنے سے کوئی مسلمان مستثنٰی نہیں ہو سکتا۔ اس کے روزانہ وِرد سے میری مراد پانچ وقت کی نمازوں میں اس کی تلاوت ہے اور جو شخص مسلمان کہلا کر اس روزانہ وِرد سے اپنے آپ کو مستثنٰی کرے۔ وہ خدا تعالیٰ کا نافرمان اور باغی قرار دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید کی جامعیّت

قرآن مجید مسلمان کی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا بہترین راہ نما ہے۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں۔کہ قرآن مجید ہماری اخلاقی ۔معاشرتی اقتصادی اور سیاسی ضرورتوں میں بہترین راہ نما ہے۔ اور اس کا دعویٰ ہے۔کہ اس کی ہدایات میں سچائی اور انصاف کو انتہائی حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے۔اس میں ارشاد ہے:۔

تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط

- اس اعلان کی بنا پر ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی زندگی کا مکمل اور بہترین پروگرام فقط مسلمان کے پاس ہے۔ میرے اس دعویٰ کی تصدیق قائداعظم مرحوم کے خط کے وہ فقرے ہیں۔ جو انہوں نے اگست ۱۹۴۴ء میں مسٹر گاندھی کو لکھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:-

"قرآن مسلمانوں کا ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امورِ حیات تک۔ روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک۔ جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک دُنیوی زندگی میں جزا و سزا سے لے کر عقبٰے کی جزا و سزا تک ہر فعل و قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔"

۱۹۴۵ء میں قائد اعظم مرحوم نے عید کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ:

"ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات و اخلاقیات تک محدود نہیں بلکہ قرآن کریم مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانونِ حیات ہے۔ یعنی مذہبی۔ معاشرتی۔ تجارتی۔ تمدنی۔ عسکری۔ عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔"

نتیجہ اے پاکستان کے مسلمان! قائداعظم مرحوم کے ان اعلانوں کے بعد تیرے لیے ہرگز زیبا نہیں ہے۔ کہ تو اپنی راہنمائی کے لیے

کارل مارکس اور لینن اور سٹالن کے دروازے کو کھٹ کھٹائے اور تو خدا کا بندہ کہلا کر غیر اللہ کے دروازے پر جا کر ہاتھ پھیلائے۔ اگر تیرے اندر کوئی غیرت ہے۔ تو ایسی جامع اور مقدس خدائی کتاب کے تیرے ہاتھ میں ہوتے ہوئے غیروں کے پاس جانا موجب صد شرم و عار ہے۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ط

حکومتِ پاکستان کا فرض

حکومت خداداد پاکستان کا فرض ہے۔ کہ وہ پرائمری سے لے کر ایم۔ اے تک قرآن مجید کی تعلیم کو لازم کر دے۔ مثلاً پرائمری کی جماعتوں میں ناظرہ قرآن مجید پڑھا دیا جائے۔ مڈل اور ہائی میں لفظی ترجمہ ختم ہو جائے۔ فرسٹ ایئر سے سکتھ ایئر تک قرآن مجید کے خصوصی ماہرین سے کالج کے طلبہ کو تعلیم دلائی جائے۔ جو انہیں قائد اعظم مرحوم:

"مذہبی اور مجلسی۔ دیوانی اور فوجداری۔ عسکری اور تعزیری معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام"

قرآن مجید سے نکال کر دکھائیں۔ تاکہ ہمارے نوجوان تعلیم پانے کے بعد سارے نظامِ حکومت پاکستان کو قرآن مجید کی روشنی میں چلائیں۔ اس صراطِ مستقیم پر چلنے سے اللہ تعالےٰ حامی، ناصر اور راہ نما ہوگا۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے:

قولہ تعالےٰ : اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ۔ ترجمہ : اگر تم اللہ تعالےٰ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

زبردست شہادت

میں اپنی سابقہ عرض کے سچے ہونے میں ایک زبردست شہادت پیش کرتا ہوں :-

"خطاب کا بیٹا عمر فاروق رضؓ جو باپ کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور پھر بھی باپ کی سخت و درشت خوئی سے سہما رہتا تھا۔ اپنی خلافت کے ایام میں بائیس لاکھ مربّع میل پر حکومت کرتا تھا۔ اس کی معدلت گستری اور عدل پروری اور رعایا نوازی اور دین داری کا درجہ ہمیشہ ہر ایک کے لیے موجبِ غبطہ رہا۔ غور کرو کہ حکمرانی کی یہ قابلیّت اور کشور کشائی کی یہ اہلیت کہ دنیا کے تین بڑے برِّ اعظم اس کے زیرِ نگین تھے۔ اسی قرآنِ پاک کی تعلیم پر عمل کا نتیجہ تھی۔

(رحمۃ للعالمین جلد سوم صفحہ ۱۰۳ ۔ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار، لاہور)

ایک سوال

برادرانِ اسلام! بقول قائد اعظم مرحوم قرآن مجید کے متعلق آپ کا یہ ایمان ہے یا نہیں۔ کہ وہ مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری۔

عسکری اور تعزیری۔ معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام" اس میں موجود ہیں۔ اگر یہ ایمان ہے اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہر مسلمان کے دل میں قرآن مجید کے متعلق یہ ایمان ہے تو پھر کیوں ہر نوجوان کے لیے اس کی تعلیم لازم نہ کر دی جائے۔ اس کے علاوہ جو تعلیم آپ چاہیں دیں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم کا نتیجہ

اسلام کی تاریخ جن لوگوں کے سامنے ہے۔ انہیں یہ بخوبی معلوم ہے کہ اسلام نے دنیا میں جو عظیم الشان انقلاب برپا کیا۔ اس کی کوئی نظیر اقوام و ادیانِ عالم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ تہذیب و تمدن کے مرکزوں سے دور اور علم و حکمت کے مخزنوں سے بہت فاصلہ پر عرب کی بے آب و گیاہ سرزمین میں ایک قوم آباد تھی۔ جسے نہ مال و دولت کے اعتبار سے کوئی اہمیت تھی۔ نہ دنیا کی مہذب و متمدن قوموں کی صف میں اس کا کوئی مقام تھا۔ لیکن اچانک اس قوم میں ایک جنبش نظر آتی ہے اور دیکھتے دیکھتے وہ صحرا سے نکل کر ساری دنیا پر چھا جاتی ہے۔ نہ افریقہ کے بہادر اسے روک پاتے ہیں۔ نہ ایشیا کے جوان نہ یورپ کے رویں تن۔ روم و ایران اس وقت دنیا کی دو باجبروت اور عظیم الشان شاہنشاہیاں تھیں۔ یہ دونوں اپنی پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھیں کہ اس

بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیں ۔ لیکن تنکے کی طرح بہہ گئیں۔
قادسیہ کے میدان میں ایران کے سطوت و جبروت کا آفتاب غروب ہو گیا ۔ یرموک کے کنارے رومی شکوہ و اقتدار کا خاتمہ ہو گیا ۔ اور قیصر و کسریٰ کے تخت ہائے عزت و جلال سرنگوں ہو گئے ۔ عرب کے بدوؤں نے حکومت و فرماں روائی کی باگیں اپنے ہاتھ میں لے لیں اور گلہ بان نگہبانِ عالم اور چوپان جہان بانی کے فرائض انجام دینے لگے

یہ انقلاب

اپنی وسعتِ ہمہ گیری اور گہرائی کے اعتبار سے جس قدر حیرت انگیز ہے اسی قدر ان کی برق رفتاری تعجب خیز ہے ۔ گنتی کے چند برسوں میں اسلام مشرق و مغرب کی سب سے بڑی طاقت بن گیا ۔ اور نوعِ انسانی کو اس کے ذریعہ ابدی عزت و سرفرازی کی دولت نصیب ہوئی ۔ یہ انقلاب اتنا محیر العقول ہے کہ اگر اس کے وقوع سے پہلے تمام عقلاء روزگار مل کر بھی اندازہ لگانا چاہتے ۔ تو کسی طرح اتنا اندازہ نہ لگا سکتے ۔ بلکہ اگر اپنے دور کے حالات کو پیشِ نظر رکھ کر قیاس کرتے ۔ تو خواہ کتنا ہی غور کرتے ۔ کسی طرح ان کے وہم و گمان میں یہ بات نہ آ سکتی ۔ کہ کبھی اس دنیا میں عربوں کو بھی یہ حیثیت حاصل ہو گی کہ وہ سارے عالم کی راہ نمائی کے علم بردار ہوں گے ۔ اور ان کے ذریعہ ایک نیا دین ۔ ایک نئی تہذیب اور ایک نیا تمدن فروغ پائے گا ۔ آج بھی جو

لوگ اقوامِ عالم کی تاریخ پڑھتے ہیں۔ انہیں اندازہ ہے کہ ایرانی و رومی شہنشاہوں کی فاتحانہ داستانیں پڑھتے پڑھتے اس طرح بالکل خلافِ توقع عرب سے اسلام کی ایک نئی طاقت اچانک ابھر کر سامنے آجاتی ہے کہ تھوڑی دیر پڑھنے والے پر سخت حیرت و استعجاب کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ چند ورق پہلے وہ رومی اور ایرانی شاہنشاہوں کی آویزش کے واقعات پڑھ رہا تھا۔ کبھی خیال ہوتا تھا کہ رومی سارے عالم پر چھا جائیں گے۔ کبھی خیال ہوتا تھا کہ ایرانی جہاں بانی کے منصب پر فائز ہوں گے۔ لیکن چند ورق کے بعد ہی یہ دیکھ کر وہ حیران رہ جاتا ہے۔ کہ اب نہ رومی آگے بڑھ رہے ہیں۔ نہ ایرانی۔ بلکہ بساطِ عالم پر عربوں کا قبضہ ہے۔ اور ہر جگہ اسلام کا نشان قائم ہے۔ وہ گھبرا کر عرب کی پچھلی تاریخ پر نظر ڈالتا ہے۔ عربوں کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے کہ شاید ان کو ان کے قومی خصائص میں یا ان کے آباؤ و اجداد کی سیرتوں میں کوئی ایسا نشان مل جائے جسے اس حیرت انگیز انقلاب کی بنیاد بنایا جا سکے۔ لیکن وہ اس جدوجہد میں بالکل ناکام رہتا ہے۔ بار بار کے غور و خوض کے بعد بھی اس کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا کہ کچھ دن پہلے ان کے درمیان ایک نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہوا اور قرآن مجید نامی ایک ربانی کتاب عطا ہوئی۔ انہی کے فیض سے ان کی دنیا بدل گئی اور گنتی کے چند برسوں میں ایسا عظیم الشان انقلاب رونما ہوا۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) کی تاریخ پڑھ ڈالیئے۔ قرآن مجید کی انقلاب آفرین

تعلیمات اَور صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پر اثر سیرت اَور ان کی دُور رس تربیت کے سوا اَور کسی چیز کا اثر آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ انہوں نے نہ قرآن مجید کے سوا اَور کوئی کتاب پڑھی۔ نہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا اَور کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ جو کچھ پڑھا۔ قرآن مجید میں پڑھا اَور جو کچھ سیکھا وہ اللہ کے مقدس رسول کی صحبت میں سیکھا۔ لیکن کتاب حکیم کے مطالعہ اور سنت کے مطالعہ نے ان کے سینوں کو علم و حکمت کے خزانوں سے معمور کر دیا تھا اَور نبی مُزکّی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توجہ نے ان کے دلوں کو مطلعِ انوار بنا دیا تھا۔ آگے بڑھیئے اور بعد کی "تاریخ پر نظر ڈالیے۔ جہاں آپ کو علم و دانش کی مشعلیں جلتی نظر آئیں گی۔ اگر آپ غور کریں گے تو کتاب اللہ اور سنتِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے انوار و برکات صاف نمایاں نظر آئیں گے۔ اسلام کے دورِ اقبال میں آپ ہر جگہ محسوس کریں گے کہ وحیِ الٰہی اور مشکوٰۃ نبوت ہی کی روشنی ہر قدم پر راہنمائی کر رہی ہے۔ جہاں یہ نور نظر سے اوجھل ہُوا۔ وہیں قدم نے ٹھوکر کھائی۔ اور قوم سربلندی کی بجائے سرنگوں ہوگئی۔ مسلمانوں کے عروج و زوال کی پوری "تاریخ انہیں دو نکتوں کی تفسیر ہے۔ پھر کیا اس طویل تجربہ کے بعد بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں گی۔ اور ہم بدستور کتاب اللہ اَور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے توجہی برتتے رہیں گے۔"

(از تعمیر لکھنؤ۔ ۱۵؍ فروری ۱۹۴۹ء)

نہم۔ نماز

صدرِ محترم ! و برادرانِ اسلام ! اسلام کے بُنیادی اصول میں نماز ہے ۔ سات برس کی عمر سے شروع کرائی جاتی ہے اور لحد قبر میں داخل ہونے تک کوئی شخص اس سے مستثنٰے نہیں ہو سکتا ۔ حتیٰ کہ سید المرسلین ۔ خاتم النبیین ۔ شفیع المذنبین ۔ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ و السلام بھی اس فرض کے ادا کرنے سے مستثنٰے نہیں کئے گئے ۔ حالانکہ اہلِ السنتہ والجماعتہ کا عقیدہ ہے کہ آپ معصوم ہی پیدا کئے گئے اور دنیا میں صغائر اور کبائر سے پاک ہی رہے اور پاک ہی دُنیا سے اٹھائے گئے ۔ مگر آپ کے حق میں بھی قرآن مجید میں ارشاد ہے :۔

قولہ تعالیٰ : وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (سورۃ حجر رکوع ۶ پارہ ۱۴)	ترجمہ : اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے ۔ یہاں تک کہ آپ کو موت آ جائے ۔

تارکِ نماز دوزخی ہے

قولہ تعالیٰ : فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۙ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ (سورۃ مدثر رکوع ۲ (پ ۲۹))	ترجمہ : وہ بہشتوں میں ہوں گے ۔ مجرموں کا حال پوچھتے ہوں گے کہ تمہیں کس بات نے دوزخ میں داخل کیا ۔ وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے ۔

سرکاری ملازموں کے لئے

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان

عن عمر ابن الخطاب	ترجمہ: عمر بن الخطاب رضی اللہ
رضی اللہ تعالٰے عنہ	تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ
انہ کتب الی عمالہ	انہوں نے اپنے تمام سرکاری ملازموں
ان اھم امورکم	کو حکم بھیجا کہ تمہاری تمام ذمہ داریوں
عندی الصلوٰۃ من	میں سے سب سے بڑھ کر میری نظر میں
حفظھا وحافظ	نماز ہے۔ جس نے خود اس کی پابندی
علیھا حفظ دینہ	کی اور دوسروں سے بھی پابندی کرائی۔
ومن ضیعھا فھو	اس نے اپنے دین کو بچا لیا اور جس
لما سواھا اضیع۔	نے نماز کو ضائع کیا۔ تو وہ دوسرے
(الحدیث)	کاموں کو زیادہ خراب کرتا ہوگا۔ انتہی۔

نتیجہ

اس فرمانِ شاہی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلامی سلطنت کے تمام حکام اپنی مسلمان رعایا کے دین کی حفاظت کے بھی ذمہ دار ہیں۔ کافر سلطنت تو اپنی رعایا کی جان۔ مال اور عزت کی محافظ ہوتی

ہے مگر اسلامی سلطنت اس کے علاوہ اپنی رعایا کے دین کی بھی محافظ ہے ۔ لہٰذا حکومتِ پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسلمانانِ پاکستان کے لیے نماز کو ضروری قرار دے اور اس کے ترک کرنے کو جرم ٹھہرائے ۔

وما علینا الا البلاغ

ایک بہانہ

اگر بالفرض کوئی دوسری اسلامی سلطنت اپنی اس ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتی تو وہ قیامت کے دن عنداللہ جواب دِہ ہو گی ۔ لیکن ہمیں یہ حق نہیں ہے ۔ کہ کسی دوسرے کی کمزوری اور سستی کے جواز کا بہانہ بنائیں ۔ مسلمان کے لیے یہ تو ضروری ہے کہ دوسروں سے خوبیاں لے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ دوسروں کی کمزوریوں کو اپنے لیے دلیل راہ بنائے ۔

نماز

اقتصادی ۔ سیاسی ۔ معاشرتی ۔ اخلاقی اصلاح کی ذمہ دار ہے ۔

اب میں ترتیب وار نماز کے فوائد عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اس میں شک نہیں کہ نماز میں خدا تعالٰے کی بندگی کا حق ادا کرنا

مقصود ہے ۔ تاکہ اس کی نعمتوں کا شکر بجا لائیں ۔ ہاتھ جوڑیں۔ سر جھکائیں ۔ سجدہ میں گریں ۔ اس کی عظمت کے گن گائیں اور روحانی لذت پائیں ۔ اس کے علاوہ اپنی لغزشوں سے توبہ کریں۔ غرضیکہ اپنے حقیقی مولیٰ سے غلامی کا تعلق تازہ کرکے آئیں ۔ اس کے علاوہ اس میں ہماری اقتصادی ۔ سیاسی ۔ معاشرتی ۔ اخلاقی اصلاح کے بھی فوائد ہیں ۔ جو مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

۱۔ اقتصادی اصلاح

جو شخص عشاء اور صبح کی نماز باجماعت پڑھنا چاہے وہ سینما میں جا ہی نہیں سکتا ۔ سینما میں جانے والے رات کے ڈیڑھ دو بجے آکر سوتے ہیں ۔ انہیں دن میں دفتر یا دکان داری کے باعث سونا نصیب نہیں ہوتا ۔ اور ڈاکٹر صاحب نے کان میں پھونک رکھا ہے کہ ۶ گھنٹے آدمی کو ضرور سونا چاہیئے ۔ لہٰذا دو بجے رات کو سونے والے سورج نکلنے کے بعد ۸ بجے دن کے اٹھیں گے ۔ اور لاہور میں سینما دیکھنے والوں کا ایک رات کا خرچ پچاس ہزار روپیہ ہے ۔ جس کی مجموعی مقدار ایک ماہ کی ۱۵ لاکھ ہو گی ۔ علیٰ ہذا القیاس حدودِ پاکستان کے تمام شہروں کے ایک رات کے سینما کا خرچ کا حساب کیا جائے تو یقیناً لاکھوں روپے ہو گا اور ایک ماہ کے خرچ کا اندازہ کروڑوں روپے

تک جا پہنچے گا۔ علاوہ اس کے رات کے وقت اس طرح
مردوں اور عورتوں کے بے حجابانہ اختلاط سے بہت سے
اخلاقی خطرات بھی ہیں ۔ جن کی تفصیل میں مَیں جانا نہیں چاہتا۔
لہذا حکومتِ پاکستان اگر مسلمانانِ پاکستان پر نماز لازم کر دے تو
اس کی برکت سے مسلمان کا ہر ماہ میں کروڑہا روپیہ بچ جائے
گا۔ پھر وہی روپیہ ضروریاتِ زندگی کے نیک مصارف میں صرف
ہوگا اور مسلمان اقتصادی بدحالی سے نکل کر خوش حال ہوجائے
گا ۔

مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کے دور کرنے کی ایک عجیب تجویز

صدرِ محترم و حاضرینِ جلسہ! پاکستان میں سرمایہ داروں نے
غریب کاشت کاروں کو ایسا ذلیل کر رکھا ہے کہ جس
طرح فرعون کی حکومت میں بنی اسرائیل ذلیل تھے ۔ بلکہ اس
سے بھی کاشت کاروں کی حالت بدتر ہے ۔ حدودِ پاکستان
میں اتنے بے شمار مقامات ہیں ۔ جہاں اور تو اور کاشت کار
کی بہو بیٹی، بہن کی عصمت تک محفوظ نہیں ہے ۔ زمیندار
جس کی بہو بیوی بہن کو چاہے اپنے پاس رکھنے اور بدکاری

کے پیسے منگوا لیتا ہے ۔ اور مظلوم فریاد کرے تو اس کی فریاد کوئی نہیں سنتا ۔ اور اگر کاشت کار بہو بیٹی دینے سے انکار کرے ۔ تو اسے اپنے گاؤں سے نکال دیتا ہے ۔ اور پھر کوئی زمیندار اسے اپنے گاؤں میں رہنے نہیں دیتا ۔ ایک جگہ کا محقق واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ایک زمین دار کو کسی ڈاکٹر یا حکیم نے کسی بیماری کا یہ علاج بتلایا کہ تم ۷۰ عورتوں سے ہم بستری کرو ۔ چنانچہ اس نے اپنے کاشت کاروں کی ۷۰ لڑکیاں منگوا کر منہ کالا کیا اور ان مظلوم کاشت کاروں کی کسی شخص نے حمایت نہیں کی ۔ ہمارے اطبّا جب ادویات کے رسائل شائع کرتے ہیں ۔ تو ان کے پہلے صفحہ پر لکھ دیتے ہیں:

لِکُلِّ داءٍ دَوَاءٌ ترجمہ: ہر بیماری کا علاج موجود ہے ۔

لہذا بفضلہ تعالےٰ ہمارے کامل اور مکمل مذہب اسلام میں ان فرعون مزاج زمینداروں کی فرعونیت کا بہترین علاج موجود ہے ۔ پہلے چونکہ ہم اس ملک کو کفرستان خیال کرتے تھے اس لیے کافر حاکم کو اسلامی قانون کے اجرار کا مشورہ دینا فضول اور بے معنی تھا ۔ اب جب کہ ہمارا ملک پاکستان ہے اور ہمارے پاکستان کے وزیر اعظم ڈاکٹر لیاقت علی خاں صاحب نے اپنی قرارداد مقاصد میں یہ فرمایا ہے کہ "جس میں اصولِ جمہوریت

و حریت و مساوات و رواداری اور عدلِ عمرانی کی جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے ۔ پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔ جس کی رُو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنتِ رسولؐ میں متعین ہیں ۔ تربیت دے سکیں ۔"

دعا

وزیرِ اعظم پاکستان کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے انہیں حق کہنے کی توفیق دی ہے انہیں اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی بھی توفیق دے ۔ آمین یا الٰہ العالمین ط

دعا تو ایک ضمنی چیز تھی ۔ اب عرض کرتا ہوں ۔ کہ وزیرِ اعظم پاکستان کے اس اعلان کے بعد ہمیں یہ عرض کرنے کا حق ہے کہ ان فرعون مزاج زمینداروں کا دماغ درست کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تجویز پر عمل کرائیں ۔ جو شریعتِ اسلامی کی روشنی میں پیش کی جاتی ہے :۔

سرمایہ دار زمین دار غاصب ہیں

۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۹ء تک ۹۲ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔
جب انگریز نے پنجاب پر تسلّط جمایا اس وقت زمین داروں
نے گورنمنٹ کو یہ لکھوایا کہ ہم تقسیمِ میراث میں محمڈن لاء
پر عمل نہیں کریں گے ۔ بلکہ رواج پر کریں گے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ زمین داروں نے ۹۲ سال سے اپنی بہنوں
اور بیٹیوں کا زمین میں سے حق غصب کرنا شروع کیا ہُوا ہے
اور ان مظلوم عورتوں کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔
کہ وہ کتنے سو یا کتنے ہزار ہیں جو قبروں میں جا کر سو گئی
ہیں - اب حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان ہزاروں عورتوں
کی داد رسی کرے اور ان غاصبوں کو بھی آئندہ جہنم کی لائن
سے ہٹا کر جنت کی لائن پر چلائے ۔ اور اس کی شرعًا تجویز درج
ذیل ہے:-

شرعی قاعدہ

شریعتِ اسلامی میں قانون ہے کہ اگر کوئی حقدار اپنا حق

وصول کیے بغیر مر جائے یا لاپتہ ہو جائے تو جس کے ذمہ حق ہے ۔ اللہ کے واسطے وہ حق کسی مسکین کو ادا کر دے اور نیت یہ کرے ۔ کہ اے اللہ قیامت کے روز جب وہ مجھ سے مطالبہ کرے گا تو میں اسے تیری طرف حوالہ دے دونگا۔ کہ میں نے ایک مسکین کو دے کر اللہ تعالےٰ کے خزانہ میں تیرا حق جمع کرا دیا تھا ۔ لہذا تو اللہ تعالےٰ سے لے لے۔

اسی طرح

ان زمین داروں کی زمینیں ان کے پاس فقط اپنی رہنے دی جائیں ۔ جس میں خود ہل جوت کر اپنے ہاتھ سے کاشت کرکے اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکیں اور اس مقدار سے زائد زمینیں ان سے حکماً لے کر کاشت کاروں کو بانٹ دی جائیں اور اگر کاشت کاروں کی ضرورت سے زائد ہوں تو پھر بیچارے پناہ گزینوں میں تقسیم کر دی جائیں۔

پنجاب کے جاگیردار

زمین داروں میں سے ایک قسم جاگیرداروں کی بھی ہے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں انگریزوں کی امداد کی تھی اس کے صلہ میں انگریزوں نے غریبوں سے زمینیں چھین کر

انہیں جاگیریں بنا دی تھیں ۔ یہ جاگیردار بہنوں اور بیٹیوں کو زمین نہ دینے کے باعث غاصب ہیں ۔ اس کے علاوہ غریبوں کی زمینوں پر ان کا غاصبانہ قبضہ ہے ۔ لہذا ان کی جاگیروں کو بطریقِ اولیٰ کاشت کاروں اور پناہ گزینوں پر بانٹ دینا چاہئے اور اتنی زمین ان کو دے دی جائے جس سے یہ خود کاشت کرکے بال بچوں کا پیٹ پال سکیں ۔

نتیجہ

یہ نکلے گا کہ غریب طبقہ آسودہ حال ہو جائے گا ۔ اور ان ظالم زمین داروں کے پاس نہ سینکڑوں مربّعے رہیں گے ۔ نہ لاکھوں روپیہ کا سرمایہ ان کے ہاں جمع ہو گا ۔ اور نہ ان کے دماغ میں فرعونیت آئے گی ۔ اور نہ غریبوں پر ظلم و ستم کریں گے ۔ جس طرح کسی نے کہا ہے :-

"نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی"

۲۔ سیاسی اصلاح

سیاسیات میں بھی نماز ہمارے لیے بہترین راہ نما ہے ۔ اگر سیاسی فوائد کو مدِنظر رکھ کر نماز ادا کی جائے تو نماز میں مسلمان کی بہترین سیاسی ٹریننگ ہے اس ٹریننگ سے مُردہ قوم زندہ ہو

سکتی ہے ۔ محکوم قوم حاکم بن سکتی ہے ۔ آپس میں دست و گریبان ہونے والی جماعت شیر و شکر ہو کر رہ سکتی ہے ۔

۹۔ فائدے

۱۔ مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا ؛	مسجد
۲۔ قابلیت کے لحاظ سے بہترین آدمی انتخاب کر کے صدر بنانا ؛	امام
۳۔ مقتدا کی تابعداری کرنا ؛	اقتدار
۴۔ مقتدار کے اتباع میں ہمہ تن ادب کا مجسّمہ بن جانا اور کھانا پینا ۔ بولنا وغیرہ ضروریاتِ زندگی سے دست بردار ہو جانا ؛	اطاعت
۵۔ اپنے آپ کو منظم کر کے مقتدار کی آواز پر نقل و حرکت کرنا ؛	اتباع
۶۔ اور ان ساری پابندیوں میں مقتدار پر احسان نہ کرنا ۔ بلکہ اس کی تابعداری کو اپنا فرض خیال کرنا ۔	احساسِ فرض
۷۔ اس تمام فرماں برداری میں کسی اُجرت کا خواہاں نہ ہونا ۔ بلکہ گھر سے کھا کر اطاعت کرنا ؛	اخلاص

۸۔مساوات کا جذبہ پیدا کرنا تاکہ کام کے وقت شاہ وگدا ایک ہی صف میں کھڑے ہو جائیں۔	مساوات
۹۔ایثار کی روح پھونکنا کہ جو پہلے آئے آگے کھڑا ہو جائے اور جو بعد میں آئے وہ پچھلی صف میں بیٹھ جائے ۔ خواہ شاہِ وقت ہی کیوں نہ ہو ؛	ایثار

الحاصل

حاصل یہ ہے کہ اس خدا پرست منظم جماعت کی صدا ایک ۔ سردار ایک ۔ مرکز ایک ۔ مقصد ایک قبلہ ایک ۔ قول ایک ۔ فعل ایک ۔ صورت ایک اور ان ساری وحدتوں میں مقصود ایک ۔ (خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ) جب یہ خدا پرست جماعت وحدت کا درس عبرت پاکر دنیا میں قدم اٹھائے گی تو خدائی طاقت ان کی مدد کے لیے آئے گی ۔ اور یہ جماعت جہاں جائے گی ۔ فتح کا سہرا اپنے سر پر بندھوائے گی ۔

قولہ تعالیٰ اِن تنصروا ترجمہ : اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کروگے

اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ ط (۴۷:۷)　　　تو اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کرے گا۔

۳۔معاشرتی اصلاح

نماز میں گورے اور کالے۔ امیر و غریب، شاہ اور گدا کی تمیز اُٹھ جاتی ہے۔

شعر

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ ہی کوئی بندہ نواز

(اقبالؒ)

حاصل یہ ہے کہ نماز کی برکت سے امیروں کے دلوں سے غریبوں کے متعلق امارت کے باعث نفرت ہے وہ کم ہو جائے گی اور غریبوں کے دلوں سے امیروں کے تکبر کے باعث جو نفرت ہے وہ کم ہو جائے گی۔ دونوں کے دِل مل جائیں گے۔ یہ الگ چیز ہے کہ ایک بھائی کے سفید کپڑے ہوں اور دوسرے کے میلے۔ ایک کے قیمتی ہوں اور دوسرے کم قیمت کے۔

۴۔اِخلاقی اِصلاح

نماز کے جو فوائد اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں ان کی

برکت سے انسان کے دل سے غرور۔ تکبر۔ نفسانیۃ اور جاہ طلبی جیسے امراض فناہ ہو جائیں گے۔ اور ان کی بجائے تواضع۔ عاجزی۔ خلوص اور للہیت کے اخلاقِ حسنہ کا بیج دل میں بویا جائے گا۔

پانچویں چیز — "جہاد"

استحکامِ پاکستان کے لیے پانچویں چیز جہاد ہے۔

حاضرینِ کرام! جہاد جہد للبقار کا نام ہے۔ یعنی دنیا میں سربلند و سرفراز رہنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا دنیا کی تمام قوموں میں جہاد بمعنی بالا پایا جاتا ہے۔ جس طرح دوسری قومیں اپنی بقار کے لیے ہر ممکن کوشش کرتی ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی حق ہے کہ اپنی قوم کو زندہ رکھنے اور سربلند و سرفراز کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں ہلائیں۔

فرق

ہاں مسلم اور غیر مسلم کے جہاد اور سعی میں ایک فرق ضرور ہے۔ غیر مسلم اقوام قومیت اور وطنیت یا بعض اپنے خود ساختہ نظریوں کے ماتحت جان دیتی ہیں۔ اور مسلمان اپنے حقیقی مولٰے عزاسمہٗ وجلّ مجدہٗ کی رضا کے لیے جیتا ہے۔ اور اسی

کی رضا حاصل کرنے کے لیے مرتا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (۱۶۳،۶)

لیے مسلح رہنا فرضِ عین ہے
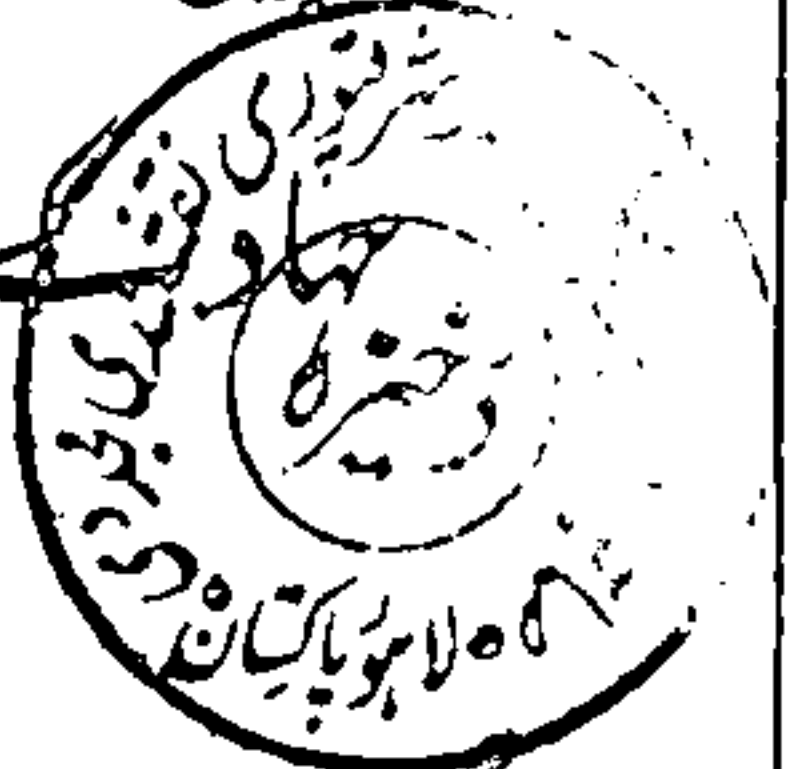
قرآنِ مجید میں جس طرح اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اور اٰتُوا الزَّکٰوۃَ دونوں امر کے صیغے ہیں۔ ان دونوں صیغوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کے ذمہ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا فرض عین ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اَعِدُّوْا لَہُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ" الآیتہ کا حکم ہے۔ یعنی ہر مسلمان کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہر شخص اپنی توفیق کے مطابق جنگی ہتھیاروں سے مسلح رہے اور کوئی مسلمان اس سے مستثنٰی نہیں ہے لہذا حکومتِ پاکستان کا یہ فرض ہے کہ ہر مسلمان کو مسلح ہونے کے لیے سہولتیں بہم پہنچائے۔ نہ یہ کہ الٹا لائسنس کی پابندی عاید کرے۔ اور ہتھیار بنانے یا بنے ہوئے خرید کرنے میں رکاوٹیں پیدا کرے۔

جب وزیرِ اعظم پاکستان اپنی قرارداد میں فرما چکے ہیں:

"مسلمانوں کو اس قابلِ بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی

طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنّت رسولؐ میں متعین ہیں تربیت دے سکیں ۔"

لہذا اس اعلان کے بعد ہر مسلمان کو ہتھیار رکھنے بنانے، بنے ہوئے لانے کی آزادی ہونی چاہئے ۔ کیونکہ قرآن مجید کا بھی حکم ہے ۔ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے ۔ میں کہا کرتا ہوں ۔ کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سچے تابعدار ہوتے تو مشرقی پنجاب میں سے مسلمانوں کا ایک گاؤں بھی خالی نہ ہونے پاتا ۔ اور ۸۰ لاکھ ہجرت کرنے پر کبھی بھی مجبور نہ ہو سکتے ۔ اس کی تدبیر یہی تھی ۔ کہ اگر سب مسلمان رائفلوں ۔ شٹین گنوں اور برین گنوں سے اسلامی تعلیم کے مطابق مسلّح ہوتے تو پھر کسی بے ایمان سکھ یا ڈوگرے کو مجال تھی کہ مسلمانوں پر فتح پاتا ۔ اس مسلّح مسلمان کے مقابلہ میں آتے تو وہی خبیث شکست کھا کر جاتے ۔ یاغستانی افغان پر انگریز ۹۲ سال میں کیوں فتح نہیں پا سکا ۔ اس لیے کہ پٹھان کے دل میں نورِ ایمان ہے ۔ کمر میں کارتوسوں کا گٹھا اور کندھے پر رائفل ہے ۔

آخری عرضداشت

اگر حکومتِ خداداد پاکستان کے ذمہ دار حضرات ان پانچ چیزوں کو سنگِ بنیاد پاکستان قرار دے کر ان پر اس کی تعمیر کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کی زمین و آسمان کی قوتیں ان کی پشت پناہ ہونگی۔ اور یہ ناقابلِ تسخیر پاکستان بن جائے گا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ؕ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ؕ